WEEKLY FAMILY MAGAZINE

فیملی میگزین

ہفت روزہ

30 جنوری تا 5 فروری 2011ء

پاکستان کے خلاف عالمی پراپیگنڈا جنگ

وکی لیکس جیسے ہتھکنڈوں کے پیچھے کون ہے؟

ہندو القاعدہ

امن کے لئے سب سے بڑا خطرہ

پرائز بانڈز

سود مند اسکیم مشکوک ہوگئی

گنگو سے گنگارام تک

حضرت چادر والی سرکارؒ

اپنے عہد کی مقبول روحانی شخصیت کی سوانح حیات

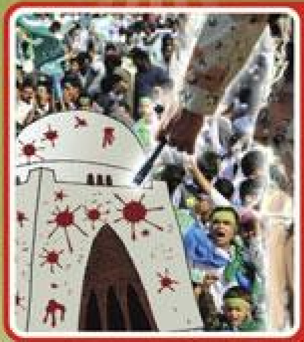

کراچی ۔ میدان کا منظر

نوائے وقت

آلودہ پاکستان

ماحولیاتی آلودگی خطرناک ترین ہو چکی ہے

"پہلی بیگم لاکھوں میں ایک تھی"

چینی کاروباری شخصیت سٹیو پی شن

قیمت 30 روپے

New
Care
Natural Honey
Lotion
New
Care
Natural Honey
Lotion
For Skin
Care
قدرتی خوبصورتی ہر پل!
کیئر ہنی لوشن ہے 20 برسوں سے لاکھوں نکھرے نکھرے خوبصورت چہروں کا معیاری انتخاب۔ جو چہرے سے جھریاں اور داغ کرے ختم،
اسے دھوپ سے بچائے اور جلد کی نمی رکھے برقرار۔ تاکہ آپ کو ملے وہی تر و تازہ اور کلیئر سکن۔ جسے چاہا آپ نے ہمیشہ!
Care Cosmetics (International)

'We want
Dawn Bread for
breakfast, lunch &
dinner!
Because...
• It's so soft!
• The Calcium makes my bones strong!
• It makes the tastiest sandwiches!
DAWN BREAD
Enter the contest on our Facebook page to win fabulous prizes!
UAN: 111-111-999 | www.dawnbread.com

مرحبا
SINCE 1975
مرحبا شہد
خالص ترین ، ذائقہ بہترین
100%
Pure & Natural
Marhaba HONEY
PURE & NATURAL

MARHABA JOSHANDA
HERBAL TEA
FOR FLU, COLD, COUGH, FEVER AND SORE THROAT
مرحبا جوشاندہ
مرحبا
SINCE 1975
مرحبا جوشاندہ
نزلہ، زکام اور فلو کی چھٹی

WEEKLY FAMILY MAGAZINE

ہفت روزہ فیملی میگزین

مدیر اعلیٰ : مجید نظامی

مدیر : علی سفیان آفاقی

مدیر معاون : شاہد نذیر چودھری

ادارۂ تحریر : خالد نجیب خان، فرزانہ چودھری، غزالہ عصمت، گلناز نواب، طارق منیر بٹ، وقار اشرف

شعبہ آرٹ : آفتاب عظیم، شاہد افضل، کاشف بٹ، محمد عظیم

نمائندگان : کراچی: سعید خاور، اسلام آباد: نواز رضا، ملتان: سلیم ناز، فیصل آباد: احمد کمال نظامی، پشاور: جمال الدین

جلد نمبر 21 شمارہ نمبر 19، 30 جنوری تا 05 فروری 2011ء، 25 صفر تا یکم ربیع الاول 1432ھ

اداریہ

ملکی معیشت اور لاپروا سیاستدان

ملک میں امن وامان کی صورتحال انتہائی تشویشناک ہو چکی ہے۔ مہنگائی میں اتنا زیادہ اضافہ ہو چکا ہے کہ اب ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والا شہری بھی اپنے خاندان کی بنیادی ضروریات تک پوری کرنے سے قاصر ہے۔ ملکی معیشت دہشت گردی، بدعنوانی، کرپشن اور حکومتی اداروں کی لوٹ مار کے باعث انتہائی نازک صورتحال سے دوچار ہے لیکن ہمارے حکمران اور سیاستدان عوام کی مشکلات کو پس پشت ڈال کر سیاسی شطرنج کی بساط پر چالیں چلنے اور نمبرز گیم میں مصروف ہیں۔ ہر آنے والا سورج عام شہریوں کیلئے مصائب کا ایک نیا طوفان لے کر طلوع ہوتا ہے اور انتہائی مایوسی کے عالم میں غروب ہو جاتا ہے۔

ماہرین اقتصادیات کا کہنا ہے کہ حکومتی قرضے 107 کھرب سے تجاوز کر گئے ہیں اور ہر بچہ ساٹھ ہزار روپے کا مقروض پیدا ہوتا ہے۔ قرضوں کے اس بوجھ میں حکمرانوں کی شاہ خرچیاں اور حکومتی اداروں کی کرپشن کی وجہ سے ہر روز مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ حکمران دنیا بھر میں کشکول لئے پھر رہے ہیں اور قومی غیرت و حمیت کو رہن رکھ کر مزید قرضے حاصل کر رہے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے ملک کو لوٹنے کی ایک دوڑ لگی ہوئی ہے۔ قرضوں اور مسائل کا یہ بوجھ وہ اپنی میعاد پوری کرنے کے بعد دوسروں کیلئے چھوڑ جائیں گے۔ نئی حکومت بھی تمام قرضے اور بدعنوانیاں سابقہ حکومت کے کھاتے میں ڈال کر مزید قرضے حاصل کرنے اور ٹیکس عائد کرنے کا عمل شروع کر دے گی کیونکہ ہمارے ملک میں منتخب جمہوری حکومت ہو یا آمرانہ، ہر حکومت یہی روا رکھتی ہے کہ خالی خزانہ اور قرضوں اور مسائل کا بوجھ انہیں ورثے میں ملا ہے لیکن اس بوجھ کو کم کرنے، معیشت کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے اور عوام کی حالت بہتر بنانے کی بجائے حکمران، بیوروکریسی اور مراعات یافتہ طبقہ اپنے اللوں تللوں اور شاہانہ اخراجات میں کمی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے پاکستان ان لوگوں کی جاگیر ہے اور عوام مزارعے۔ جب عوام کا دکھ ان کے دلوں میں نہ ہو تو ظلم و ناانصافی اور لوٹ کھسوٹ کا یہ سلسلہ کیسے بند ہو سکتا ہے؟

موجودہ حکومت جس بے دردی سے بے دریغ قرضے حاصل کر رہی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حکومت نے بینکوں سے قرضے لینے اور نوٹ چھاپنے کے سارے ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ سال رواں میں صرف جولائی سے ستمبر تک 549 ارب روپے کا نیا قرضہ لیا گیا ہے۔ سابق وزیر خزانہ سرتاج عزیز نے حکومت کو خبردار کیا ہے کہ معیشت کی نبض ڈوب چکی ہے اور حکومت نوٹ چھاپ کر گزارہ کر رہی ہے۔ بجٹ کا خسارہ 700 ارب روپے تک پہنچ چکا ہے۔ ایک ہزار ارب روپے کے قرضے لئے گئے ہیں جس کی وجہ سے ہر سال آٹھ سو ارب روپے قرضوں کی ادائیگی پر صرف ہو رہے ہیں۔ ہر روز کسی حکومتی ادارے میں اربوں کی کرپشن کی خبریں سامنے آ رہی ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے کہ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔

سیاستدان ابھی تک ایک دوسرے کو مہلت دینے اور حالات کو بہتر بنانے کی بحثوں میں مصروف ہیں جبکہ ہر آنے والا دن عوام کیلئے مصائب اور مشکلات کا ایک طوفان لے کر آتا ہے۔ پاکستان آبادی کے اعتبار سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے۔ وسائل کی بھی کمی نہیں ہے۔ قدرت ہر طرح سے مہربان ہے لیکن ان وسائل کو استعمال کرنے اور ترقی دینے پر مطلق توجہ نہیں دی جا رہی۔ حکمران جان بوجھ کر ملک کے زیر زمین وسائل سے فائدہ اٹھانے کی بجائے قرضوں اور ٹیکسوں میں اضافے کا طریقہ کار اختیار کر رہے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ آنے والے دنوں میں بیرونی ممالک بھی کڑی شرائط کے باوجود مزید قرضے دینے سے انکار کر دیں گے۔

اگر حکومت خسارہ میں چلنے والے اداروں کے سربراہوں کو کٹہرے میں لا کر ان سے لوٹ کا مال وصول کرے، بے جا اخراجات اور فضول خرچیاں بند کرے۔ سادگی اپنا کر خود کفالت کی پالیسی پر سختی سے عمل کرے۔ قومی دولت لوٹنے والوں سے یہ دولت واپس نکلوائی جائے۔ احتساب کا موثر نظام قائم کر کے خرابیوں کے ذمہ داروں کو بلا امتیاز کیفر کردار تک پہنچائے اور زیر زمین قیمتی وسائل سے فائدہ اٹھائے تو بہت مختصر عرصے میں پاکستان ایک خوشحال اور خود کفیل ملک بن سکتا ہے۔

عالمی بینک کی رپورٹ کے مطابق پاکستانی معیشت کا 57 فیصد حصہ زیر زمین ہے جس کا بنیادی سبب انڈر انوائسنگ، ٹیکس چوری، سمگلنگ اور کرپشن ہے۔ اگر صرف اس حصے کو ٹیکس نیٹ کے اندر لایا جائے اور کرپشن کو روک کر [illegible] قومی دولت واپس لی جائے تو بہت جلد ملک میں خود انحصاری لائی جا سکتی ہے۔ توانائی کے ذرائع کو ترقی دیکر صنعتوں کا پہیہ چلایا جا سکتا ہے۔ [illegible] بے روزگاری کا خاتمہ اور خوشحالی اور خود انحصاری کا آغاز ہو سکتا ہے۔ جب تک [illegible] کی توقع رکھنا خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔ مگر یہ سب کون کرے گا؟ کیا موجودہ نظام اور سیاستدانوں سے اس کی توقع رکھی جا سکتی ہے یا اس کے لئے کسی جمہوری اور خونی انقلاب کا انتظار کرنا ہوگا؟ سیاستدانوں اور مراعات یافتہ طبقوں کو اس وقت [illegible]

PDF
FIAZ AHMED
Friends Korner.com

کراچی میں ٹارگٹ کلنگ، حل کیا ہے؟

کراچی بدستور لہولہان ہے اور حکومت الل ٹپ اقدامات کرنے اور بحث مباحثے میں مصروف ہے۔ ملک کے سب سے بڑے صنعتی و تجارتی مرکز اور کاروباری شہ رگ کے معاملات کو تماشہ بنا دیا گیا ہے۔ کراچی میں گزشتہ سالوں میں قتل و غارت میں بے انتہا اضافہ ہوا ہے۔ ایک سال میں تیرہ سو سے زائد بے گناہ اور معصوم شہری ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بن چکے ہیں۔ صوبے میں پیپلز پارٹی، ایم کیو ایم اور اے این پی کی مخلوط حکومت قائم ہے۔ تمام وسائل حکومت کو میسر ہیں لیکن باہمی مشاورت اور افہام و تفہیم کے ساتھ کوئی موثر حل تلاش کرنے اور انسانی جانوں کو محفوظ کرنے کے لئے کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو رہی۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ایک دوسرے کے اتحادی ہونے کے باوجود تینوں جماعتوں کے ترجمان کھلم کھلا ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں اور ایسے سنگین الزامات عائد کرتے ہیں جنہیں سن کر ایک عام شہری سہم کر رہ جاتا ہے اور یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اگر ان جماعتوں کے ترجمانوں کے مطابق حکمران جماعتیں خود ہی ٹارگٹ کلنگ، قبضہ مافیا، منشیات مافیا، لینڈ مافیا اور بھتہ خور مافیا کے پس پشت ہیں تو پھر اس پر کیسے قابو پایا جا سکتا ہے؟ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ہزاروں کی پولیس فورس اور مسلح رینجرز کی موجودگی کے باوجود آج تک کوئی ایسا مجرم بھی نہیں پکڑا گیا۔ یہ موت کے فرشتے کہاں سے آتے ہیں جو شہریوں کو موت کی نیند سلا کر نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ وزیر داخلہ رحمن ملک نے انکشاف کیا ہے کہ ٹارگٹ کلنگ میں "تیسری طاقت" ملوث ہے۔ انہوں نے یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ طاقتیں کون سی ہیں اور ان کے خلاف قانون حرکت میں کیوں نہیں آتا؟ ایک متعلقہ خبر یہ بھی ہے کہ وفاقی اداروں نے ٹارگٹ کلنگ میں ملوث تیسری قوت کا پتہ لگا لیا ہے۔ بیشتر ٹارگٹ کلرز جنوبی افریقہ سے آتے ہیں اور اپنا ہدف مکمل کرنے کے بعد اگلی فلائٹ سے واپس چلے جاتے ہیں۔ اگر یہ درست ہے اور وفاقی ادارے اس سے واقف بھی ہیں تو اب تک ان کے مجرموں کو پکڑا کیوں نہیں گیا؟ اس کو نااہلی کہا جائے یا بے عملی؟

زمینی حقائق یہ ہیں کہ ایم کیو ایم کا کراچی شہر پر مکمل کنٹرول ہے اور وہ ہر حکومت میں بھی شامل رہی ہے تو پھر ایم کیو ایم حالات پر قابو پانے میں ناکام اور بے بس کیوں ہے؟ سیاسی پنڈتوں کا کہنا ہے کہ کراچی میں سیاسی عملداری اور وسائل پر قبضے کی جنگ جاری ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ صوبے میں گزشتہ تین سالوں میں دوسرے محکموں کے علاوہ پولیس اور رینجرز میں بھی بہت بڑی تعداد میں بھرتیاں کی گئی ہیں اور یہ کارکن اپنی اپنی جماعت کو تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ روزانہ ٹارگٹ کلنگ کراچی میں معمول بن چکی ہے اور کوئی مجرم پکڑا نہیں جاتا۔ جن افراد کو گرفتار کیا جاتا ہے کوئی ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے وہ سب رہا کر دیئے جاتے ہیں۔ بلی اور چوہے کا یہ کھیل بہت پرانا ہو چکا ہے لیکن اس کی وجہ سے کراچی اور مجموعی طور پر پاکستان کی معیشت تباہ ہو رہی ہے۔ سیاسی اور مفادات کی رسہ کشی میں اس اہم اور بنیادی مسئلے پر کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ حالیہ رینجرز کا آپریشن بھی ٹھوس نتائج حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اصل حقائق کا کراچی کے ہر شہری اور پاکستانی کو علم ہے لیکن کوئی زبان نہیں کھولتا۔ صوبائی وزیر داخلہ اور وفاقی وزیر داخلہ جو امن وامان کے ذمہ دار ہیں صرف زبانی جمع خرچ پر اکتفا کر رہے ہیں۔ فوج کو بلانے کا مطالبہ بھی کیا جا رہا ہے۔ سیاسی تجزیہ نگاروں کے خیال میں اسکے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ کراچی کی سیاست زدہ پولیس اور رینجرز سے کسی نتیجہ خیز حل کی توقع رکھنا خوش فہمی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اس ہفتے

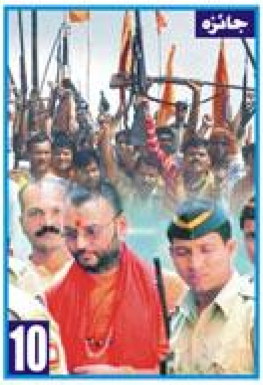

ہندو القاعدہ

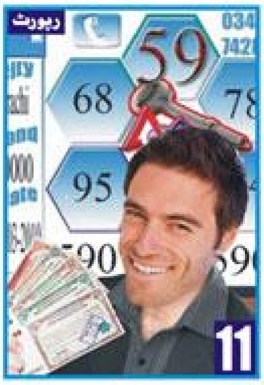

پرائز بانڈز اسکیم

سٹیو چی شن

فرح حسین

ایڈیٹر کی ڈاک	6
کراچی... ایک مسیحا کا منتظر	8
پاکستان کے خلاف عالمی پروپیگنڈا	10
وطن کارڈ اسکیم...	11
ہنسی علاج غم ہے	12
خبر ساز	13
قومی سیاست	14
سیاسی مکتوبات	15
آلودہ پاکستان (فیچر)	17
مناظر عالم	18
گنگو سے سرگنگا رام تک	22
کام کی باتیں	23
عشق رسولؐ	24
چنار و نور	25
سایہ (آخری قسط)	26
کھجور کا درخت	27
ننھی کہانیاں	28
دیس دیس سے	30
سفر پیرس (صلاح حسین)	32
آدھی دنیا	35
گھر گرہستی	36
فیملی ڈائجسٹ	38
بچوں کی دنیا	40
دین کی باتیں	42
روحانی و سائنسی علوم	43
آپ کا ہفتہ کیسا رہے گا؟	44
ستاروں کی روشنی میں	45
کراچی سوشل راؤنڈ اپ	46
لاہور سوشل راؤنڈ اپ	47
ملتان سوشل راؤنڈ اپ	48
قطر میں چند روز	49
کھیل اور کھلاڑی	50
فیملی کلینک	53
ہزارہ داستان	54
شوبز راؤنڈ اپ	56
ساز و نیاز	57
بالی وڈ نیوز	58
ویڈیو ملک + ٹی وی تبصرے	60

بدلِ اشتراک

پاکستان میں بذریعہ رجسٹری ڈاک۔ سالانہ چندہ (3170/- روپے) ششماہی چندہ (1590/- روپے)

ایشیا بمعہ یورپ

تھائی لینڈ، ویت نام، جنوبی افریقہ، کینیا، مراکش، ایتھوپیا، ماریشس، روس، جاپان، برطانیہ، یوگنڈا، یورپ، جزائر، ملائیشیا، فلپائن، لیبیا، ہانگ کانگ، صومالیہ، الجیریا، مصر، بھوٹان، سکم، نیپال، انڈیا، یمن، دوحہ، ابوظہبی، شارجہ، قطر، بحرین، سعودی عرب، ترکی، قبرص، اردن، بنگلہ دیش، تاجکستان، ترکمانستان، افغانستان، شام، عراق، مالدیپ، جنوبی کوریا، شمالی کوریا، ایران، عمان، سنگاپور، ہالینڈ اور تمام یورپی ممالک سالانہ 17110/- روپے 300/- ڈالر، ششماہی چندہ 8510/- روپے 150/- ڈالر، ریاست ہائے متحدہ امریکہ + کینیڈا + آسٹریلیا، برونائی، انڈونیشیا، برازیل، آئس لینڈ، ویسٹ انڈیز سالانہ چندہ 19900/- روپے 328/- ڈالر، ششماہی چندہ 9950/- روپے 164/- ڈالر۔ اشتہارات اور سرکولیشن کیلئے رجسٹرڈ ایڈریس پر رجوع کریں۔

سرکولیشن منیجر گروپ فیملی میگزین پوسٹ بکس نمبر 2059 لاہور

قیمت 30 روپے فی کاپی

برائے رابطہ: ہفت روزہ فیملی میگزین 23 شارع فاطمہ جناح لاہور

ویب سائٹ: http://family.nawaiwaqt.com.pk

ای میل: family@nawaiwaqt.com.pk

فون نمبرز: 36307141-4 , 36309207-09 , 36377126

فیکس نمبر: 36309661-36309663 UAN:111-123-540

رابطہ برائے اشتہارات: 0300-8474532, 042-6367569

ہمارے اشتہارات نیک نیتی کی بنیاد پر شائع کیے جاتے ہیں ان کی کسی قسم کی ذمہ داری ادارے پر نہیں۔

● مجید نظامی ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے ندائے ملت پریس لاہور اور ٹیکو پریس کراچی سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ "فیملی میگزین" 4 شارع فاطمہ جناح لاہور سے شائع کیا۔

ایڈیٹر کے نام

ایڈیٹر کا مراسلہ نگار سے متفق ہونا ضروری نہیں

موت کا وقت مقرر ہے

کہتے ہیں کہ ایک بہت مشہور نجومی تھا۔ وہ اپنے علم میں اتنا ماہر تھا کہ اس کی کوئی پیش گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوتی تھی۔ ایک دن نجومی نے ایک نوجوان سے کہا کہ تمہارے ہاتھ کی لکیریں بتاتی ہیں کہ تمہاری زندگی تھوڑی ہے۔ نوجوان پریشان ہوئی اور ہر ایک سے بہت محبت سے ملنے لگا۔ نجومی کا بتایا دن گزر گیا اور نوجوان زندہ سلامت رہا جبکہ کسی نے آ کر بتایا کہ وہ مشہور نجومی اچانک دل کا دورہ پڑنے سے چل بسا ہے۔ دوسروں کی موت کی پیش گوئی کرنے والے کو اپنی موت کے بارے کچھ پتہ نہ چل سکا۔ پھر وہ نوجوان کئی برس زندہ رہا۔ یہ پرانا واقعہ مجھے پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کی موت کا سن کر یاد آ گیا۔ گورنر کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس کے اپنے دن گنے جا چکے ہیں۔ انہوں نے سوچا ہوگا کہ ان کے پاس بلٹ پروف گاڑیاں ہیں، سکیورٹی ہے لیکن خود ان کے محافظ نے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ جس سکیورٹی پر انہیں ناز تھا وہی موت کا سبب بنی۔ سچ ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے، وہ وقت آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ سکیورٹی کا حصار ہو یا انسان سات پردوں کے پیچھے چھپ جائے موت برحق ہے وہ آ کر رہے گی۔ اس سے ہم سب کو عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ موت اٹل ہے اور یہ کسی بڑے چھوٹے کو نہیں دیکھتی۔ اس لیے موت کی تیاری کی جانی چاہیے۔

(انوار راشد، بھکر)

قائداعظمؒ نے فرمایا

(محمد علی جناح قائداعظمؒ)

ہمارا کوئی دوست نہیں ہے۔ ہمیں نہ انگریز پر بھروسہ ہے، نہ ہندو بنیے پر۔ ہم دونوں کے خلاف جنگ کریں گے

(اجلاس عام پشاور 2 نومبر 1945ء)

جمہوریت کا کھیل عوام کے ساتھ

مکرمی! عوامی طاقت سے اقتدار میں آنے کے دعویدار حکمران کہتے ہیں کہ جمہوریت کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں جبکہ دیکھا جائے تو جمہوریت کے نام پر اصل سازشیں تو عوام کے ساتھ ہو رہی ہیں۔ بجلی غائب رہتی ہے لیکن بل بڑھتا جا رہا ہے۔ اشیائے خورد و نوش کی قلت ہے اور مہنگائی میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ملک میں گیس کے قدرتی ذخائر ہونے کے باوجود گیس کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے۔ بے روزگاری پورے جوبن پر ہے۔ پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ملک غربت، افلاس اور خودکشیوں کی لپیٹ میں ہے جبکہ ہمارے حکمرانوں کی بدعنوانیاں پورے عروج پر ہیں۔ حکمران اپنے عوام کے مسائل پر توجہ دینے کی بجائے جمہوریت جمہوریت کھیل رہے ہیں۔ حکومت اور اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے افراد جمہوریت کا رونا رو رہے ہیں جبکہ عوام کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے۔

(عائشہ بی بی، لاہور کینٹ)

کلام اقبالؒ

وہ شاعر مشرق نے خیال کر دیے

رہ و رسم حرم نامحرمانہ
کلیسا کی ادا سوداگرانہ
تبرک ہے مرا پیراہن چاک
نہیں اہل جنوں کا یہ زمانہ

(بال جبریل)

پسند

فیملی میگزین میں ہمارے پیر و مرشد حضرت پیر سید ولی محمد شاہ صاحب المعروف چادر والی سرکارؒ کے حالات زندگی پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔

(صابر علی، ملتان)

سگریٹ نوشی، زہر یا فیشن؟

سگریٹ نوشی ایسا فیشن ہے جو ہر دور میں نوجوانوں کی ذہنی و جسمانی صحت کی تباہی کا سبب بنا ہے۔ پہلے تو نوجوان چھپ چھپ کر سگریٹ نوشی کرتے تھے لیکن اب بڑوں کے سامنے بھی کش لگاتے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ بڑے بھی نوجوانوں کو شاذ و نادر ہی روکتے ہیں۔ یہ بھی ایک تلخ

حقیقت ہے کہ آج کے دور میں نوجوان لڑکیاں بھی فیشن کے طور پر سگریٹ نوشی کرتی ہیں۔ عارضی طور پر اختیار کیا جانے والا یہ فیشن ان کی مجبوری بن جاتا ہے۔ حکومت اس کے تدارک کیلئے بہت سے قوانین تو بناتی ہے مگر ان قوانین پر عملدرآمد نہیں کرواتی۔ حکومت کو ان قوانین پر عملدرآمد کرانا چاہیے۔

(نوشین اقبال، لاہور)

مسئلہ کشمیر

کشمیر کا شمار دنیا کے حسین مقامات میں ہوتا ہے مگر اس حسین وادی میں بسنے والے لوگوں پر ظلم کی آگ برس رہی ہے۔ جب برصغیر کو تقسیم کیا گیا تو اس وقت کشمیر اور دیگر ریاستوں کو یہ حق دیا گیا کہ وہ اپنے مستقبل کا فیصلہ کریں۔ کشمیر میں اکثریت مسلمانوں کی تھی مگر راجہ نے عوام سے زیادتی کی اور کشمیر کا متنازعہ علاقہ بنا دیا۔ حالات بدلتے گئے اور کشمیر مسئلے کی شکل اختیار کر گیا۔ آج تک پاکستان اور بھارت میں مسئلہ کشمیر کشیدگی کا سبب بنا ہوا ہے۔ اقوام متحدہ کو ایک لمبے عرصے سے اس مسئلے کا فیصلہ کرنے میں ناکامی ہے۔ کشمیر میں روزانہ ظلم کی داستانیں لکھی جاتی ہیں۔ سیاست کے کھیل نے کشمیر میں امن کے قیام کو ایک بڑا مسئلہ بنا دیا۔ بھارتی فوج کشمیر میں مظالم کی انتہا کر رہی ہے۔ مقبوضہ کشمیر کی جیلوں میں ہزاروں مظلوم کشمیری قید ہیں جن کے ساتھ بھارتی فوج انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ظلم کی داستانیں رقم کر رہی ہے۔ کشمیر کا مستقل اور وہاں امن کا قیام اقوام متحدہ اور دیگر امن پسند تنظیموں کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج بن چکا ہے۔

(محمد جمیل حسین، راہ)

ڈرگ ایکٹ پر نظرثانی کی ضرورت

مکرمی! ڈرگ ایکٹ 2007ء سے قبل ڈسپنسر کو میڈیکل سٹور چلانے کی اجازت تھی جبکہ ڈرگ ایکٹ 2007ء میں ڈسپنسر کا یہ حق ختم کر دیا گیا۔ اس ایکٹ کا مقصد ملک میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کی اجارہ داری قائم کرنا اور پاکستانی ادویات کو کم کر کے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے کے علاوہ اور کچھ نہ ہے۔ اس ایکٹ کے تحت پنجاب بھر کے ڈسپنسر سے میڈیکل سٹور چلانے کی اجازت منسوخ کر کے تقریباً آٹھ لاکھ افراد کو بیروزگار کرنا مقصود تھا۔ اس سلسلے میں موجودہ حکومت نے رولز میں کچھ ترامیم کر کے سابقہ میڈیکل سٹور کو بحال کرنے کی اجازت دے دی ہے لیکن نئے کوالیفائیڈ ڈسپنسر کو میڈیکل سٹور بنانے کی ہرگز اجازت نہیں ہے جو سراسر زیادتی ہے۔ جب سابقہ میڈیکل سٹور کو ڈسپنسر چلا رہے ہیں تو پھر باقی کوالیفائیڈ ڈسپنسر کو نئے میڈیکل سٹور چلانے کی اجازت کیوں نہیں دی جا رہی؟ ڈسپنسر حضرات آخر کیا کریں؟ کلینک کی اجازت نہیں، اچھی ملازمتیں موجود نہیں، فقط ایک سہارا میڈیکل سٹور تھا وہ بھی چھین لیا گیا۔ یہ کیسی دوغلی پالیسی ہے کہ ایک ڈسپنسر جس کے دم تمام ہسپتالوں کی ڈسپنسری، فارمیسی اور میڈیسن سٹور ہوتے ہیں وہ پورے پنجاب میں یہ سرکاری ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی ڈسپنسر کو پرائیویٹ سیکٹر میں میڈیکل سٹور چلانے کی اجازت نہیں ہے۔ مفاد عامہ کے پیش نظر ڈرگ ایکٹ 2007ء کو ختم کروانے کیلئے اسمبلی میں بل پیش کیا جائے۔

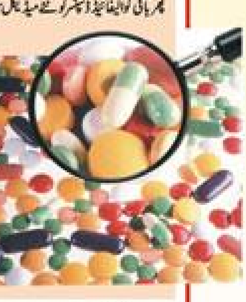

(رانا محمود احمد، تحصیل و ضلع سرگودھا)

نااہل نمائندوں کو اسمبلی میں رہنے کا حق نہیں

پاکستانی عوام کو دن رات یہ بات بے چین کر رہی ہے کہ ان کے منتخب نمائندے ان کی فلاح و بہبود کیلئے کوئی کام کر رہے ہیں یا اسمبلی میں پہنچ کر ان کو بھول گئے ہیں۔ اگر عوام کے نمائندے درست سمت میں کام نہیں کر سکتے تو انہیں اسمبلیوں میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ یا تو وہ عوام کی فلاح کیلئے کام کریں یا اقتدار سے الگ ہو جائیں کیونکہ ملک کے عوام حکومت کے خلاف سڑکوں میں نکل آئے ہیں۔ جس ملک کی 65 فیصد آبادی ایک دن کا دو سو روپیہ کماتے ہیں وہاں وزیراعظم ہاؤس کا ایک دن کا خرچہ تین لاکھ اور قومی اسمبلی کا ایک منٹ عوام کو 30 ہزار میں پڑتا ہے۔ وزراء کے خرچے الگ ہیں۔ وزیراعظم، صدر، وفاقی وزراء، وزرائے مملکت حتیٰ کہ ارکان اسمبلی کے اخراجات بھی حکومت کے ذمہ ہیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے لئے سرکاری ہسپتال اور بچوں کیلئے سرکاری سکول کو کیوں منتخب نہیں کرتے؟ تاکہ ہم ان لوگوں سے خیر کی توقع رکھیں۔ جو آئی ایم ایف سے قرضہ لینے کیلئے شہیں اپنے لئے لیتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے اکاؤنٹ بیرون ملک میں کھولے ہوئے ہیں۔ ملک کی ہر اہم پوزیشن پر آمریت ہے۔ عوام اب ان لوگوں سے تنگ آ چکے ہیں۔

(محمد نعمان، سوکاسن آزاد کشمیر)

پاکستان ریلوے کے جھٹکے

ایک عرصہ سے دیکھ رہے ہیں کہ حکومت عوام کو ریلوے کی سہولت سے محروم کرنے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ اس بات کا عملی مشاہدہ میں نے 29 دسمبر کو راولپنڈی اور ملتان کے درمیان چلنے والی ٹرین بلال ایکسپریس میں کیا۔ ایک ضروری کام کیلئے مجھے ملتان جانا پڑا اور وقت مقررہ سے نصف گھنٹہ پہلے میانوالی سٹیشن پہنچ گیا جہاں معلوم ہوا کہ گاڑی ایک گھنٹہ لیٹ ہے لیکن گاڑی دو گھنٹے لیٹ آئی۔ ہمیں دوسرا جھٹکا اس وقت لگا جب سیکنڈ کلاس کھڑکی سے اکانومی کا ٹکٹ دے دیا گیا کہ حکومت نے سیکنڈ کلاس بند کر دی ہے۔ خدا خدا کر کے گاڑی آئی تو پلیٹ فارم پر تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ تیسرا جھٹکا اس وقت لگا جب گاڑی میں سات کی بجائے صرف تین ڈبے تھے۔ اس میں بھی ایک ڈبہ ساز و سامان کیلئے تھا۔ خیر ہم اس میں گھس تو گئے لیکن اندر بھی اژدھام تھا، بر تھ بلکہ گلی بھی عوام سے بھری ہوئی تھی۔ کم و بیش دو گھنٹے ہمیں ایک ٹانگ پر سفر کرنا پڑا کیونکہ دوسرا پاؤں رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ چوتھا جھٹکا اس وقت لگا جب اندھیرا چھانے پر لائٹ نہ جلائی گئی۔ مسافروں نے موبائل لائٹ کے ذریعے ریلوے کی لائٹوں کو دیکھا تو پانچواں جھٹکا اس وقت لگا کہ سرے سے بلب ہی نہیں تھے۔ باتھ روم میں بھی کوئی بلب نہ تھا۔ چھٹا جھٹکا اس وقت لگا جب لیٹرین میں پانی نہ تھا۔ ساتواں جھٹکا اس وقت لگا جب ایک جگہ اندھیرے میں دو افراد جھگڑ کر آپس میں الجھ پڑے اور دوسرے مسافروں پر جا پڑے۔ آٹھواں جھٹکا اس وقت لگا جب سواریاں اترتے وقت اپنے سامان کی بجائے دوسروں کا سامان اٹھا کر جانے لگیں اور افراتفری پھیل گئی۔ نواں جھٹکا اس وقت لگا جب لیٹرین کا راستہ اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے کئی بچوں نے گاڑی کے اندر گندگی پھیلانا شروع کر دی۔ چلنے پھرنے والوں نے اس گندگی کو پورے ڈبے میں پھیلا دیا اور پورا ڈبہ بدبو سے بھر گیا۔ الٹی کرنے والوں نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔ دسواں جھٹکا یہ لگا کہ کوئی مسافر اس گندگی سے محفوظ نہ رہ سکا اور نہ ہی اپنا سامان بچا سکا۔ گیارہواں جھٹکا یہ لگا کہ لوکل گاڑی کی طرح یہ ایکسپریس گاڑی نے کوئی اسٹیشن نہ چھوڑا اور خوب خوار کیا۔ بارہواں جھٹکا یہ لگا کہ گاڑی ملتان اپنے وقت مقررہ شام چھ بجے کی بجائے ساڑھے بارہ بجے رات یعنی ساڑھے تین گھنٹے لیٹ پہنچی۔ اسٹیشن سے باہر نکلے تو ہم نے ریلوے کے سفر سے ہمیشہ کیلئے توبہ کر لی۔

(فتح محمد موسیٰ خیلوی)

پورا ہو گیا لیکن حکومت پنجاب نے کہ تعلیم اور صحت میں انقلاب لانے کا دعویٰ کرتی ہے نے نوٹیفکیشن جاری کر کے اساتذہ کی امیدوں پر پانی پھیر دیا کہ ٹیچنگ الاؤنس صرف ان اساتذہ کو دیا جائے گا جن کا ایم اے ایم فل سبجیکٹ ان مضامین میں ہو گا۔ حالانکہ جن مضامین کو ٹیچنگ سبجیکٹ قرار دیا گیا ان کے علاوہ بھی بہت سے مضامین سکولوں میں پڑھائے جاتے ہیں۔ ان مضامین میں ایم اے کی ڈگری رکھنے والے اساتذہ کو ٹیچنگ الاؤنس نہ دینا ان کے ساتھ ناانصافی اور ان کی حق تلفی ہے۔ مثلاً سکول میں علم تعلیم، پنجابی، جغرافیہ، زراعت، ہوم اکنامکس اور اس طرح کے کئی دوسرے اختیاری مضامین بھی پڑھائے جاتے ہیں اور ان مضامین میں ایم اے کی ڈگری رکھنے والے اساتذہ کو ٹیچنگ الاؤنس سے محروم کر دیا گیا ہے۔ میری حکومت پنجاب اور اعلیٰ عدلیہ سے درخواست ہے کہ اساتذہ کے اس مسئلہ کا خصوصی طور پر نوٹس لے اور محکمہ تعلیم اپنے فیصلے پر نظرثانی کرے کہ تمام مضامین میں ایم اے کی ڈگری رکھنے والے اساتذہ کو ٹیچنگ الاؤنس دیا جائے جس سے باقی اساتذہ کو دی جانے والی ناانصافی ان کے اندر پائی جانے والی بے چینی کا ازالہ ہو سکے۔

(محمد سلطان، جڑانوالہ)

مشترکہ خاندانی نظام

مشترکہ خاندانی نظام اچھی چیز ہے مگر جب بزرگ ڈھونس جمانے والے ہوں تو ماحول میں انتشار اور نااتفاقی پیدا ہوتی ہے۔ تحقیق اور رشتوں کا احترام مٹنے لگتا ہے۔ ان حالات میں گھر کے بزرگ اور سربراہ کا فرض بنتا ہے کہ ایمانداری اور شفقت کے ساتھ سب کو ساتھ لے کر چلیں، اسی سے یہ نظام چل سکتا ہے۔

(طلعت راجا)

صوبہ پنجاب میں اساتذہ کے ساتھ ناانصافی

مکرمی! وفاقی حکومت نے محکمہ تعلیم میں ایم اے ایم فل پی ایچ ڈی اساتذہ کو ٹیچنگ الاؤنس دینے کا اعلان کیا تھا جس سے اساتذہ کے اندر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس سے اساتذہ کا دیرینہ مطالبہ کچھ حد تک

وزیراعلیٰ پنجاب کا اچھا اقدام

گزشتہ دنوں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے طلبا اور طالبات کو کروڑوں روپے کے انعامات دیئے۔ اس طرح قابل اساتذہ کو بھی ایک کروڑ سے زائد نقد انعامات دیئے گئے۔ فروغ تعلیم کے حوالے سے یہ عمدہ کاوش ہے۔ ان لائق طلباء اور طالبات کو پورا ملک داد دے کر دیکھ رہا ہے کہ ان کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ ہر طالب علم محنت کرے۔ ہر ضلع اور تحصیل کی سطح پر اعلیٰ تعلیم کے لئے دانش سکولز کا قیام بھی میاں شہباز شریف کی دوسری عمدہ کاوش ہے۔ تعلیم کے فروغ کے لئے ان اقدامات کو جاری رہنا چاہیے۔

(چوہدری محمد سرور کھوہ، بہاولپور)

اخلاقی اقدار کا زوال

ہمارے معاشرے کی اخلاقی اقدار اور قومی و فکری وحدت کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔ ہمارا موجودہ تعلیمی نظام ان صفات سے عاری ہے جو موجودہ دور کے چیلنجوں سے نمٹنے کے ساتھ ساتھ انہیں مفید اور کارآمد شہری بنانے میں معاون ہو۔ آج ہم نے ترقی کا زینہ محض انگلش کو ہی قرار دے رکھا ہے۔ انگریزی بولنا اور اس کو سمجھنا ہی معاشرے میں قابلیت کا واحد معیار قرار پا چکا ہے۔ ہم دنیا بھر کے فیشن اور ثقافت کو اپنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ انڈین چینلز پر پابندی کے باوجود کیبل آپریٹرز اپنی انہیں دکھا رہے ہیں۔ معاشرے میں بھارتی زہریلی ثقافت کچھ اس طریقے سے زہر گھول رہی ہے کہ اب ہمیں اس کی عادت سی ہونے لگی ہے۔ کانگریسی لیڈر سونیا گاندھی نے کہا تھا کہ اب پاکستانی قوم ہم سے کبھی نہیں جیت سکتی کیونکہ ہم نے اس کے نوجوانوں کو اپنی ثقافت کا گرویدہ بنا لیا ہے۔ یہ جان ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ بھارت نے اخلاقی بے راہ روی اور نئی نسل کی تباہی کے بہت سامان کر دیئے ہیں۔ کیا ہم یہ سب کچھ اپنی اخلاقی اقدار کو قربان ہوتا دیکھتے رہیں گے؟

(یاسر عرفان نیازی)

اسلام کی تعلیمات

مکرمی! آج کل پاکستان ماحولیاتی آلودگی جیسے خطرناک مسئلے سے دوچار ہے۔ ہر جگہ گندگی کے ڈھیر نظر آتے ہیں۔ کوڑا کرکٹ بے احتیاطی سے عام راستوں اور گزرگاہوں میں پھینکنا، پلاسٹک کے تھیلوں کی بھرمار، کارخانوں اور ملوں کا دھواں، گاڑیوں کا شور اور دھواں وغیرہ سب ماحول کی آلودگی کے اسباب ہیں۔ صفائی اور پاکیزگی کو اسلامی تعلیمات میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صفائی کو بہت پسند فرمایا ہے۔ اس وجہ سے یہ ہمارا مذہبی فریضہ ہے کہ ہم ماحول کو آلودگی سے بچانے میں مدد دیں۔ مسلمانوں کو صفائی کا واضح حکم دیا ہے اس لئے ہمیں صفائی پر خصوصی توجہ دینی چاہیے ورنہ ہم گناہ کے مرتکب ہوں گے۔

(نبیلہ وحید، لاہور)

گیس کا بحران

مکرمی! میں آپ کی توجہ ایک اہم بحران کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو اہم مسئلہ بھی ہے۔ ملک میں گزشتہ کئی روز سے گیس کا شدید بحران جاری ہے اور مسلسل یہ بحران شدت اختیار کر رہا ہے۔ اس مسئلے کی وجہ سے کئی شعبے متاثر ہو رہے ہیں۔ جتنے بھی دن سی این جی اسٹیشن کو گیس کی فراہمی منقطع ہونے سے عوام کی ایک بڑی تعداد جو سی این جی گاڑیوں پر سفر کرتی ہے متاثر ہوتی ہے۔ سی این جی اسٹیشنوں پر رات گئے گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاریں مسئلے کی سنگینی ظاہر کرتی ہیں۔ گھریلو صارفین کو گیس کی فراہمی میں کمی کے باعث کھانا بنانے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(فیصل کریم، راولپنڈی)

تاریخی ورثے کی حفاظت

یوں تو پاکستان کا ہر شہری اپنے اندر ایک تاریخ سموئے ہوئے ہے لیکن ملتان کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ اسے اولیائے کرام کی سرزمین بھی کہا جاتا ہے۔ ملتان شہر کی قدیم عمارتیں بھی یہاں موجود ہیں لیکن حفاظت نہ ہونے کی وجہ سے یہ تاریخی عمارتیں کھنڈرات میں تبدیل ہو رہی ہیں۔ قلعہ ملتان کی صورتحال بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ اس قلعے کی بیرونی دیواریں پر دراڑیں صاف دکھائی دیتی ہیں جو حکومت کی تاریخی ورثے کی ناقدری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ خدارا اس طرف توجہ دی جائے۔

(کاشف علی، ملتان)

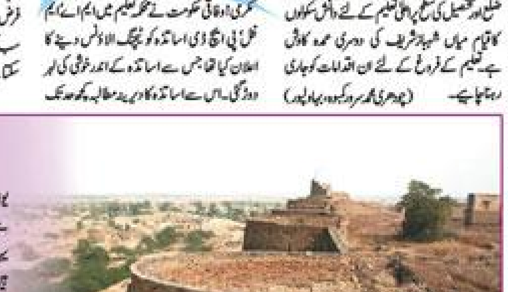

اپنے خطوط، آراء اور تجاویز اس پتہ پر ارسال فرمائیں۔ ایڈیٹر ہفت روزہ فیملی میگزین 23 فاطمہ جناح روڈ لاہور

EVERNEWCONCEPTS

کراچی.... مسیحا کا منتظر

وقار اشرف

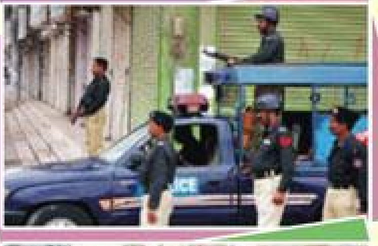

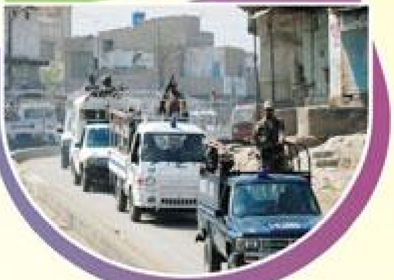

کراچی میں امن قائم کرنے کیلئے رینجرز نے آپریشن شروع کر دیا ہے۔ قتل و غارت، خوف اور بدامنی میں جکڑے ہوئے پاکستان کے اقتصادی حب میں دہشت گردی کا ناسور ختم کرنے کیلئے فوج اور رینجرز کے ذریعے بلاامتیاز آپریشن کی بازگشت ہی سنائی دے جارہی تھی۔ کراچی میں چند روز میں درجنوں افراد مارے جا چکے ہیں۔ پہلے تو سیاسی کارکنوں کی ٹارگٹ کلنگ ہوتی تھی لیکن پھر عام اور معصوم شہریوں کے قتل کا سلسلہ چل نکلا تھا۔ کراچی ایک مقتل کا منظر بن چکا ہے جہاں وقفے وقفے سے خون بہتا رہتا ہے۔ حالیہ چند روز کے دوران پاک کالونی، سعادت، ٹاپ ٹاؤن، ناظم آباد اور سیاسی کارکنوں سمیت کئی افراد ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنے ہیں۔ رینجرز نے شہر میں قیام امن کیلئے اختیارات استعمال کرنے شروع کر دیے ہیں۔ یہ آپریشن اسی صورت میں مطلوبہ نتائج فراہم کر سکے گا جب بلاامتیاز کارروائی ہوگی۔

☆☆☆

کراچی کبھی عروس البلاد کہلاتا تھا۔ اس نے پورے پاکستان میں بسنے والے تمام قومیتوں کے افراد کو اپنے دامن میں جگہ دی، انہیں بہتر سے بہتر روزگار دیا لیکن کراچی اندھیروں میں ڈوبا ہوا ہے۔ کراچی دراصل اسلام آباد کے حکمرانوں کے غلط فیصلوں کی سزا بھگت رہا ہے۔ کراچی کو کسی کی نظر لگ گئی کیونکہ یہ شہر شروع سے تو ایسا نہ تھا۔ کبھی اس کی راتیں جاگتی تھیں۔ آج کراچی کراچی نہیں رہا ہے لیکن اسلام آباد کے حکمران محض اپنی حکومت بچانے کیلئے اس شہر کو خون میں نہاتے دیکھ رہے ہیں۔ جس سے یہاں نفرت اور انتقام کی آگ بھڑک رہی ہے۔ کراچی میں حالات افغان جہاد کے بعد خراب ہونا شروع ہوئے کیونکہ افغان جہاد کے نتیجے میں افغان پاکستان کے تمام بڑے شہروں کراچی، کوئٹہ اور پشاور میں آ کر آباد ہوئے۔ سمگلروں نے سمگلنگ کے پیسے سے ان شہروں میں بڑی بڑی جائیدادیں خریدیں اور آج یہ بڑے طاقتور گروہ بن چکے ہیں۔

کراچی میں ایم کیو ایم، عوامی نیشنل پارٹی اور پیپلز پارٹی بڑے سٹیک ہولڈرز ہیں۔ ان جماعتوں کے اپنے اپنے علاقے مخصوص ہیں اور ایک جماعت کے مخصوص علاقے دوسری جماعتوں یا گروہوں کیلئے "نوگوایریاز" ہیں۔ عام خیال یہی ہے کہ ان سیاسی جماعتوں کے درمیان کراچی اور اس کے وسائل پر قبضے کے لئے جنگ ہو رہی ہے لیکن بعض تجزیہ نگار اس سے متفق دکھائی نہیں دیتے۔ ان کا استدلال ہے کہ کراچی دراصل امریکی خفیہ ایجنسیوں اور دہشت گرد تنظیموں کے درمیان جنگ کا میدان بنا ہوا ہے۔ اب امریکی ایجنسیاں اور دہشت گرد تنظیمیں کراچی میں سرایت کر چکی ہیں۔ انہوں نے اچھی خاصی تعداد میں مقامی افراد کو بھرتی کر رکھا ہے اور کراچی کے انڈر ورلڈ مافیا سے بھی ان دونوں گروہوں نے رابطے استوار کر رکھے ہیں۔

کراچی میں وقفے وقفے سے امن و امان کی حالت خراب کر رہا ہے۔ ہر بار 70 سے 80 افراد ٹارگٹ کلنگ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہر بار کسی تجزیہ اور تفریق کے بغیر لاشیں گرائی جاتی ہیں۔ قاتل دندناتے پھرتے ہیں اور حکومت تماشا دیکھتی رہتی ہے۔ یہاں گوشت پوست کے انسانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جاتا ہے۔ خاندانوں کے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں۔ کئی ماؤں کی گودیں اجڑ جاتی ہیں۔ کراچی میں جتنے افراد ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنے ہیں، وہ پورے پاکستان میں خودکش حملوں میں ہلاک ہونے والوں سے بھی زیادہ ہے۔

ایک اندازے کے مطابق پورے ملک میں ساڑھے بارہ سو افراد خودکش دھماکوں کا نشانہ بنے لیکن غضب خدا کا کراچی میں تیرہ سو کے قریب افراد ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بن چکے ہیں۔ اس کے باوجود ہمارے حکمرانوں پر ایک بے حسی طاری ہے۔

ایم کیو ایم، اے این پی اور پی پی سندھ اور وفاق میں اتحادی ہیں۔ کراچی میں ان تینوں جماعتوں کا زور ہے۔ تینوں سر جوڑ کر کراچی کے مسئلے کا کوئی دیرپا حل تلاش کرنے کی بجائے ایک دوسرے پر سنگین الزامات لگا رہی ہیں۔ کراچی میں اب یہ معمول بن چکا ہے کہ جب بھی تشدد کی لہر چلتی ہے تو رشن ملک بھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کراچی پہنچ جاتے ہیں۔ الطاف حسین سے ٹیلی فونک گفتگو کرتے ہیں۔ نائن زیرو جاتے ہیں۔ گورنر ہاؤس میں طوفان نہیں۔ کراچی پختونوں کا سب سے بڑا شہر ہے اور ایک اندازے کے مطابق پختونوں کی آبادی اردو بولنے والوں سے بھی زیادہ ہو گی ہے لیکن عوامی نیشنل پارٹی کا استدلال ہے کہ وہ پاکستان کے معاشی حب کے حالات کو خراب کرنے کی ذمہ دار نہیں۔ پی پی بھی ان الزامات سے انکاری ہے کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول کیلئے جان بوجھ کر اس حسین پاکستان کے حالات خراب کرتی ہے۔

غلط سیاسی فیصلوں نے یہاں آگ بھڑکائی

کراچی کے تمام سٹیک ہولڈرز اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو رہے ہیں۔ حالیہ واقعات کو ہی دیکھئے۔

ایم کیو ایم اور اے این پی نے زخموں پر مرہم رکھنے کی بجائے تنگ نظری کی بنیاد پر کراچی میں حکومت نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ دہشت گرد تھانے کے سامنے صحافی کو گاڑی سے اتار کر گولیاں مار دیتے ہیں اور آسانی سے فرار ہو جاتے ہیں۔ شہر قائد میں جنگل کا قانون چل رہا ہے۔ طاقت ور کمزور کو مار رہا ہے۔ اس بار بھی جب حالات خراب ہوئے تو صدر آصف زرداری کراچی میں ڈیرے ڈالنے کی بجائے رچرڈ ہالبروک کی آخری رسومات میں شرکت کے لئے واشنگٹن چلے گئے جبکہ وزیراعظم صاحب ایم کیو ایم کے الطاف حسین اور اے این پی کے قائد اسفند یار ولی خان سے ٹیلی فونک مذاکرات کے بعد اپنے فرائض سے بری الذمہ ہو گئے۔ حالانکہ انہیں اپنی تمام دیگر مصروفیات ترک کر کے صرف کراچی کی صورتحال پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے تھی۔ اگر غیر ملکی ہاتھ کراچی کے حالات خراب کر رہا ہے تو وہ مقامی معاونت کے بغیر ایسا نہیں کر سکتا۔ ہمیں سب سے پہلے اپنے گھر کو صاف کرنا ہوگا اور ایسے عناصر کا قلع قمع کرنا ہوگا۔

سیاسی جماعت حالات خراب کرنے کی ذمہ دار نہیں تو پھر حالات کون خراب کر رہا ہے؟

کراچی میں جس جماعت کو جتنا زیادہ مینڈیٹ ملا، اس کی ذمہ داری اتنی زیادہ ہے

کسی ایماندار پولیس افسر کو مکمل اختیارات دے کر حالات کو درست کیا جا سکتا ہے

میں تمام سٹیک ہولڈرز کا اجلاس بلاتے ہیں اور ذمہ داروں کو پکڑ کر کٹہرے میں کھڑا کرنے کے بیانات جاری کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ اللہ اللہ خیر صلا۔

آخر کراچی کے حالات کون خراب کر رہا ہے۔ ایم کیو ایم کراچی کی سب سے بڑی جماعت ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ کراچی کے حالات خراب کرنے آخر کراچی کو خون میں کون نہلا رہا ہے؟ ڈرگ مافیا، غیر ملکی طاقتیں یا پھر لینڈ مافیا؟ کراچی میں جنرل نصیر اللہ بابر نے امن قائم کیا تھا اور ایک بار پھر اسلام آباد کے حلقوں میں یہی کہا جا رہا ہے کہ کراچی کو ایک اور جنرل نصیر اللہ بابر کی ضرورت ہے جو اس شورش زدہ شہر کو پھر سے عروس البلاد بنا دے۔ اس وقت کراچی میں سیاسی جماعتوں کی صورتحال یہ ہے

کراچی میں آج حالات پھر تقاضا کرتے ہیں کہ جنرل نصیر اللہ بابر کی طرز کا آپریشن کر کے کراچی کو مختلف مافیاؤں کے شکنجے سے آزاد کرایا جائے۔ کراچی کسی ایماندار اور پروفیشنل پولیس افسر کے سپرد کر دیا جائے اور انہیں تمام اختیارات تفویض کر دیے جائیں تو بھی امن قائم ہو سکتا ہے۔ کراچی میں ایک نہیں کئی مافیاز ہیں جنہوں نے اپنے چہروں پر مختلف ماسک پہن رکھے ہیں۔ ان کا تعلق چاہے کسی سیاسی جماعت سے ہی کیوں نہ ہو ان کے خلاف جنرل نصیر اللہ بابر کی طرز کا آپریشن ناگزیر ہے۔

کہ ایم کیو ایم کے 33 صوبائی ارکان اسمبلی منتخب ہوئے۔ 7 ایم پی اے پی پی پی اور دو کا تعلق اے این پی سے ہے۔ اب کوئی بھی سیاسی جماعت لاکھ وضاحتیں پیش کرے لیکن وہ کراچی کے حالات کو خراب کرنے میں برابر کی شریک ہے۔ جس جماعت کو کراچی کے لوگوں نے جتنا مینڈیٹ دیا ہے اس کی ذمہ داری اتنی ہی بڑھ جاتی ہے۔ کراچی کے حالات بتاتے ہیں کہ

کراچی فوج کے سپرد کرنا کیوں ناگزیر ہے؟

کراچی تین بڑے طبقات کے مابین لسانی جنگ کا میدان بن چکا ہے

رینجرز اور پولیس کراچی میں تشدد کے خاتمے میں بُری طرح ناکام ہو چکے ہیں

جرائم پیشہ افراد کو سمری کورٹ اور فائرنگ سکواڈ کے ذریعے سزائیں ملنی چاہئیں

طارق کشمیری

سیاسی حکومت پچھلے تین سال سے کراچی کے پُرتشدد واقعات پر قابو نہیں پا سکی۔ موجودہ حالات میں کراچی کو فوج کے حوالے کرنا ناگزیر دکھائی دیتا ہے۔ ایک طرف کراچی کے شہریوں کو مالی مشکلات نے گھیر رکھا ہے تو دوسری جانب سینکڑوں خاندانوں کو اپنے عزیزوں کی لاشوں کا تحفہ ملا ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ایک ایسا صوبہ جہاں پُرتشدد واقعات پورے عروج پر ہیں، وہاں کا وزیر داخلہ بار بار دعویٰ کرتا ہے کہ ہم دہشت گردوں سے آہنی ہاتھوں سے نمٹیں گے لیکن تمام دعوے ابھی تک صدا بصحرا ثابت ہوئے ہیں۔ طاقتور ملکی شخصیت کا دوست ہونے کے ناطے وہ ابھی تک اپنے عہدے سے چپکے ہوئے ہیں جو سول سوسائٹی کے منہ پر ایک تازیانہ ہے۔

برسر اقتدار حکمرانوں کیلئے کراچی میں امن کی بحالی ناگزیر ہے۔ اس قومی مسئلے سے آہنی ہاتھ سے نمٹنا وقت کی اہم ضرورت بھی ہے کیونکہ ان واقعات میں حکومتی اتحادی جماعتوں کے ملوث ہونے کی مسلسل اطلاعات آرہی ہیں۔ حکمران محض تعزیتی پیغام جاری کر کے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ چند روز میں ردعمل کے نتیجے میں اٹھنے والے جذبات کو فراموش کر دینا حکمرانوں کا وطیرہ بن گیا ہے۔

کراچی میں گڑبڑ کا پورے ملک کی معیشت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اس کی حیثیت پورے جسم میں دوڑنے والے خون کی مانند ہے۔ اس کی کاروباری سرگرمیاں، صنعت اور بندرگاہ پر کام رک جانے سے ایک دن میں ملکی معیشت کو اربوں کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ان حالات میں پاک فوج ہی وہ واحد ادارہ ہے جو کراچی میں امن و امان کی صورتحال بہتر بنا سکتا ہے لیکن حکومت اس بات پر تذبذب کا شکار ہے کہ ایسی صورت میں فوج اقتدار پر قابض بھی ہو سکتی ہے۔ دوسری جانب حکومت کی اپنی کارکردگی صفر ہے۔ وہ کراچی کے شہریوں کو جان و مال کی حفاظت بہم پہنچانے میں ناکام رہی ہے۔

یہ بات ایک بچہ بھی بخوبی سمجھتا ہے کہ کراچی تین بڑی کمیونٹیز کے مابین لسانی جنگ کا میدان بن چکا ہے۔ مہاجر، پٹھان اور دیگر پنجابی، بلوچ اور بنیاد پرست مذہبی عناصر اس کے نشانہ دار ہیں۔ غیر قانونی تارکین وطن کی اکثریت تشدد کی کارروائیوں میں ایک ایجنٹ کا کردار ادا کرتی ہے۔ کراچی کی سب سے بڑی کمیونٹی مہاجر تقسیم کے وقت 1947ء میں پاکستان آئے تھے۔ انہوں نے کراچی کو اپنی معاشی سرگرمیوں کا مرکز بنایا تھا۔ پٹھانوں کی اکثریت بھی روزگار کے سلسلے میں کراچی آئی۔ شروع میں وہ پُرامن تھے لیکن افغان خانہ جنگی کے نتیجے میں کراچی کی پشتون آبادیاں عظیم الشان مارکیٹوں میں بدل گئیں جو ملکی اور غیر قانونی برآمد شدہ اسلحے اور منشیات کی گڑھ بن گئیں۔

منشیات فروخت کرنے والوں نے کراچی میں کاروبار اور جائیدادیں خریدنا شروع کر دیں۔ افغان مہاجرین کی ایک بڑی تعداد بھی ان میں شامل تھی۔ وہ بھی دولت بنانے کی خاطر غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ منشیات کا کاروبار اور اسلحہ فروخت کرنے والوں کیلئے انسانی جان کی ذرا بھی اہمیت نہیں ہوتی۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ ان عناصر کے غیر قانونی کاروبار میں سیاستدان، بیوروکریسی اور دیگر شعبوں کے اہم افراد مددگار بن کر غیر قانونی کاروبار میں سے بڑے حصہ دار بن گئے۔ مہاجر شروع میں اس صورتحال سے لاتعلق رہے۔ ان کے گرد گھیرا تنگ ہونے لگا تو لسانی اتحاد کے ذریعے انہوں نے پتھر کا جواب اینٹ سے دینے کی پالیسی اختیار کی۔

مہاجرین نے منظم ہو کر خون کا بدلہ خون سے جواب دینا شروع کر دیا۔ 1984ء سے دونوں کمیونٹیز ایک دوسرے کے خلاف حملوں اور جوابی حملوں میں مصروف ہیں۔ اس دور میں مہاجر قومی موومنٹ الطاف حسین کی قیادت میں ابھری جسے بعد ازاں متحدہ قومی موومنٹ کا نام دیا گیا۔

ایم کیو ایم پر اغوا برائے تاوان، ٹارگٹ کلنگ اور اپنی پارٹی کے منحرفین پر تشدد کے الزامات کے ساتھ ساتھ شہریوں سے بھتہ وصول کرنے کا الزام بھی عائد کیا گیا۔ موجودہ حالات کراچی میں خانہ جنگی کو دعوت دے رہے ہیں۔ حکومت کو امن کی بحالی کا کام فوج کو سونپ دینا چاہئے۔ رینجرز اور پولیس کراچی میں تشدد کے خاتمے میں بری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں جرائم زدہ علاقوں کو کچھ عرصہ بعد خالی کر دیتی ہیں۔ جرائم پیشہ، دہشت گردوں اور قتل و غارت کرنے والوں کو سیاست دانوں کی طرف سے مدد ملتی ہے۔ ایسی صورت میں یہ توقع رکھنا عبث ہے کہ وہ لسانی جھگڑوں پر قابو پا لیں گے۔

جرائم پیشہ افراد کو ملٹری سمری کورٹ اور فائرنگ سکواڈ کے تحت سزائیں ملنی چاہئیں۔ جیسے ہی گرفتار ہونے والوں سے سخت پوچھ گچھ ہونی چاہئے۔ جرم ثابت ہونے پر انہیں عبرتناک سزائیں ملنی چاہئیں۔ فوجی کارروائی کے دوران جرائم پیشہ افراد کی سرپرستی کرنے والے سیاستدانوں اور طاقتور شخص کو بھی معاف نہیں کرنا چاہئے۔ کراچی میں امن و امان کی صورتحال کو دیرپا بنانے کیلئے حکومت کو تمام جماعتوں کی آل پارٹیز کانفرنس بلانی چاہئے اور تشدد اور دہشت گردی کے واقعات پر بغیر کسی سیاسی دباؤ کے کارروائی ہونی چاہئے۔

☆☆☆

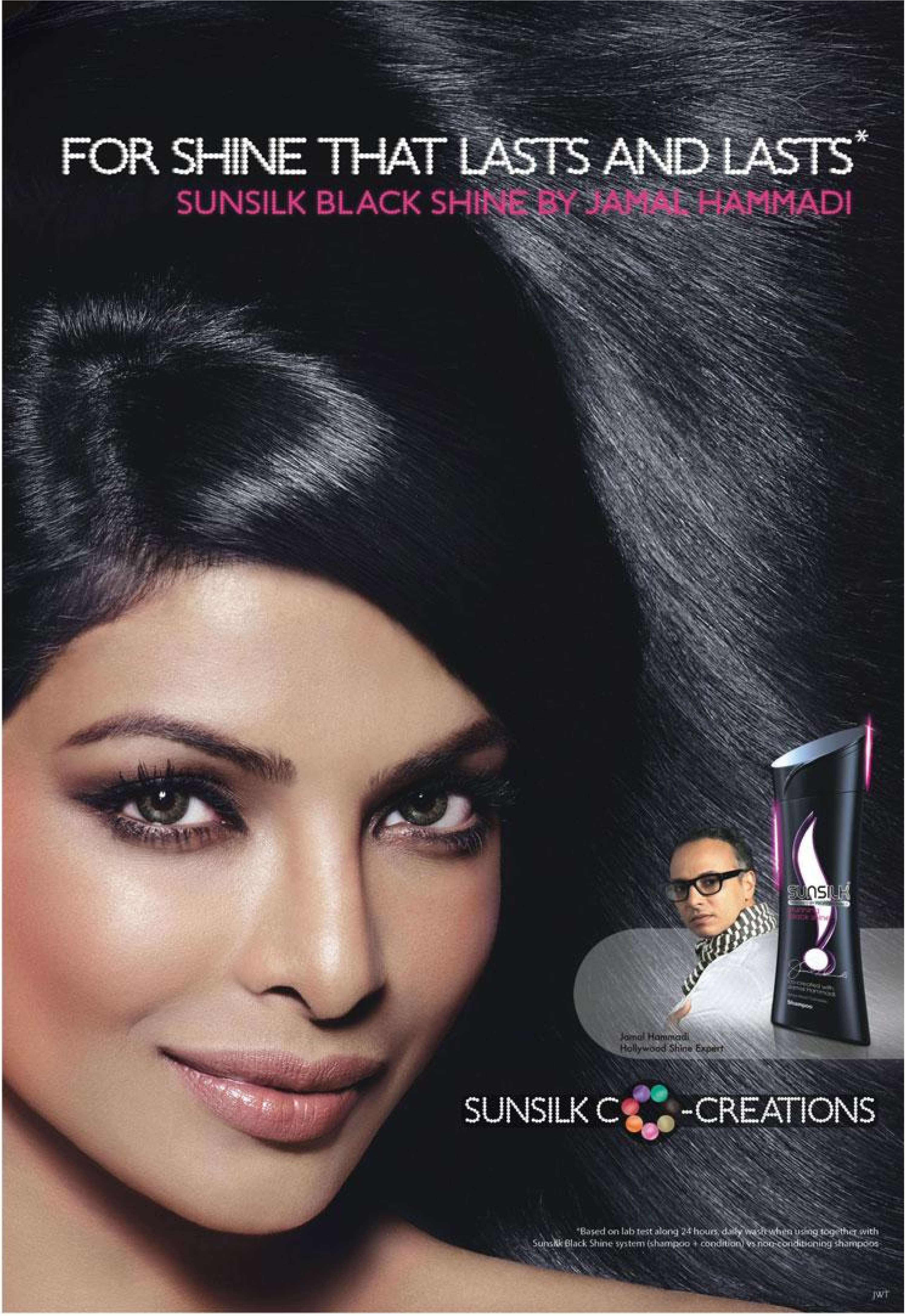
FOR SHINE THAT LASTS AND LASTS*
SUNSILK BLACK SHINE BY JAMAL HAMMADI
Jamal Hammadi
Hollywood Shine Expert
SUNSILK CO-CREATIONS
*Based on lab test along 24 hours, daily wash when using together with Sunsilk Black Shine system (shampoo + condition) vs non-conditioning shampoos
JWT

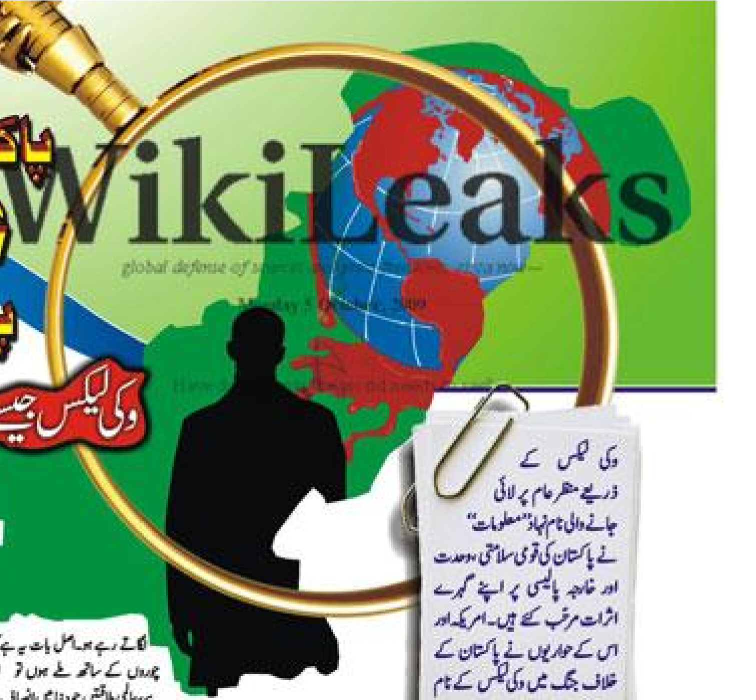

پاکستان کیخلاف عالمی پراپیگنڈا جنگ

وکی لیکس جیسے ہتھکنڈوں کے پیچھے کون ہے؟

وکی لیکس کے ذریعے منظر عام پر لائی جانے والی نام نہاد ''معلومات'' نے پاکستان کی قومی سلامتی، وحدت اور خارجہ پالیسی پر اپنے گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ امریکہ اور اس کے حواریوں نے پاکستان کے خلاف جنگ میں وکی لیکس کے نام سے ایک نیا مہرہ اتارا ہے۔

محمد نعیم

وکی لیکس سامنے آنے کے بعد جہاں دنیا بھر میں ایک شور برپا ہو گیا وہیں پاکستان میں حیرت و استعجاب اور صدمے میں ڈوبی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وکی لیکس کے ذریعے پاکستان کی سیاسی و عسکری قیادت، سیاستدانوں اور اعلیٰ حکومتی عہدیداروں پر وہ کیچڑ اچھالا گیا کہ دیکھنے اور سننے والے دنگ رہ گئے۔

وکی لیکس کے ذریعے منظر عام پر لائی جانے والی ''معلومات'' کا مقصد بظاہر معلومات تک رسائی کے عوامی حق کو ثابت کرنا بیان کیا جاتا ہے لیکن ایک سرسری جائزہ بھی اس ''عوامی حق کے علمبرداروں'' کے ان سازشی ارادوں اور مقاصد کی وضاحت کرنے کے لئے کافی ہے جو عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان کے حوالے سے ان کے ناپاک ذہنوں میں کلبلا رہے ہیں۔

دہشت گردی کے خلاف امریکہ اور مغرب کی نام نہاد جنگ سے قبل ہی اصل ''میدان جنگ'' یعنی پاکستان کے متعلق ایک طوفان بدتمیزی کا آغاز ہو گیا تھا۔ کبھی جدید دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ملک بھارت پاکستان کی سرحدوں پر اپنی ''بڑی فوج'' لاکھڑی کرتا ہے تو کبھی امریکہ ایک جمہوری حکومت کا خاتمہ کرنے والے آمر کو اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور پھر اس کے ذریعے دفاع وطن کو ناقابل تسخیر بنانے والے ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ان کے ساتھیوں کے خلاف شرانگیزی اور سازشوں پر مبنی ایک ناپاک محاذ کھول لیا جاتا ہے۔ پھر نائن الیون رونما ہوتا ہے اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو افغانستان کے بے آب و گیاہ پہاڑوں میں بے سروسامانی کے عالم میں بکھرے چند سابق افغان مجاہدین ''ملیامیٹ'' کر کے رکھ دیتے ہیں۔ امریکہ اپنے مغربی اتحادیوں کے جلو میں افغانستان کو روندنے آ دھمکتا ہے کہ جہاں سے امریکہ، یورپ، بھارت اور اسرائیل کے مکروہ گٹھ جوڑ سے معرض وجود میں آنے والے تہذیبی استعمار کا اصل ہدف پاکستان بہت قریب ہے۔ پھر اس کے بعد برطانیہ سیون سیون کے بم دھماکوں سے لرز اٹھتا ہے اور ''مجرم'' پاکستان کے تربیت یافتہ قرار پاتے ہیں۔ ممبئی میں ہنگامہ کھڑا ہوتا ہے تو الزام پاکستان کے سر تھوپ دیا جاتا ہے۔ جبکہ آج بھارت میں دہشت گردیوں میں ملوث بھارتی فوج اور اس کے ایجنٹوں کو اپنے تحقیقاتی اداروں نے بے نقاب کر دیا ہے اس کے باوجود عالمی استعمار کی پاکستان کے خلاف زہریلی جنگ کا یہ مظاہرہ دیکھئے کہ بھارت کو عالمی طاقتوں نے ملامت تک نہیں کی کہ ناحق پاکستان پر الزامات لگاتے رہے ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ جب سگے چوروں کے ساتھ ملے ہوں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ عالمی طاقتیں جو دنیا میں انصاف اور امن نافذ کرنا چاہتی ہیں جب خود ظالموں اور دہشت گردوں کے ساتھ ملی ہوئی ہوں گی تو امن کی رکھوالی کون کرے گا؟ امریکہ جب بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان کے خلاف زہریلی پراپیگنڈا انڈسٹری کو فنڈنگ کرے گا تو ظالموں کے نقار خانے میں پاکستان کی آواز کون سنے گا۔

سچ تو یہ ہے کہ امریکہ کو آج تک عراق سے بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار اور افغانستان میں ملا عمر اور اسامہ بن لادن نہیں مل سکے اور وہ ملیں گے بھی نہیں۔ اب مغربی میڈیا کا یہ شور جاری ہے کہ ملا عمر کراچی میں علاج کروا رہا ہے۔ کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق ہے۔ اور اس کا ایک مقصد کراچی تک رسائی ہو سکتا ہے۔ عراق پر چڑھائی کا مقصد عرب سرزمین پر امریکہ اور اس کے گماشتوں کی جارحانہ موجودگی کو یقینی بنانا تھا تو افغانستان میں ان کا ہدف عالم اسلام کے بازوئے شمشیر زن پاکستان کو معاذ اللہ کاٹ پھینکنا ہے۔ پاکستان کے قبائلی علاقوں تک امریکہ نے ڈرون حملوں کا سلسلہ شروع کر کے مزید پیش رفت کا عہد کر رکھا ہے مگر اب جنرل کیانی ''اپنے مطابق'' نئی پالیسیاں مرتب کر کے پاکستان مخالف عناصر کی سرکوبی کرتے نظر آ رہے ہیں۔

جنرل مشرف نے اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے چکر میں پے در پے غلطیاں کی تھیں۔ اعلیٰ عدلیہ کو بے توقیر اور آئین کو پامال کیا۔ ملک کی سیاسی قیادت کو پاکستان آنے سے روکنے میں پورا زور صرف کر دیا لیکن بالآخر عوامی غیظ و غضب کا ایک طوفان وکلا تحریک کی صورت نمودار ہوا اور قوم کو دکھانے والا جرنیل آج بے بسی کے عالم میں اپنے بال نوچتا دکھائی دیتا ہے۔

> وکی لیکس نے پاکستانی قوم کو برانگیختہ کرنے کیلئے فوجی وسیاسی قیادت اور اداروں کے خلاف پراپیگنڈا شروع کیا

جنرل کیانی کی صورت میں پاک فوج کو وہ سربراہ میسر آ گیا جو اس کی درماندگی اور بے توقیری کو ایک مرتبہ پھر سے دلداری اور بردباری کے تحت پوچھا سکتی تھی۔ جنرل مشرف سیاسی منظر سے غائب ہوئے تو ان کی جگہ پر ایک منتخب جمہوری حکومت موجود تھی۔ جمہوریت کی لاکھ خامیاں اس کی اس ایک خوبی کے پیچھے چھپ جایا کرتی ہیں کہ عوامی ووٹوں سے مسند اقتدار پر فائز ہونے والی حکومت ایک خاص حد سے آگے جا کر عوام کے خلاف نہیں جا سکتی۔ اس کی ایک واضح مثال چیف جسٹس اور دیگر ججز صاحبان کی وکلا تحریک کے نتیجے میں ان کے مناصب پر بحالی اور ماضی قریب میں پٹرول کی قیمتوں میں کئے جانے والے اضافے کی واپسی کی صورت سب کے سامنے ہے۔

امریکہ اور اس کا استعماری ٹولہ پاکستان کا محاصرہ کرنے کے بعد اب ارض وطن پر اپنے ناپاک قدم رکھنے کی سازشوں میں مصروف ہے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے انہیں ایک اور پرویز مشرف کی تلاش تھی جو پاکستان کی خوش قسمتی اور امریکہ اور اس کے حواریوں کی بدقسمتی سے اس وقت دستیاب نہیں۔ امریکہ نے قبائلی علاقوں میں پاکستانی فوج کے دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کو مزید پھیلانے کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا تاکہ ایک طرف امریکی ڈرونز دہشت و بربریت کا بازار گرم کرتے رہیں تو دوسری جانب دہشت گرد معصوم اور بے گناہ پاکستانیوں کو بموں سے اڑانے کا ہلاکت خیز کھیل شروع کر دیں۔ یوں بحرانوں اور معیشت کی دگرگوں صورتحال سے لرزاں پاکستان ایک مرتبہ پھر امریکہ کے سامنے گھٹنے ٹیک دے۔ امریکی حکومت کے ''ڈومور'' کے مسلسل اور بلاجواز مطالبے پر پاک فوج نے قوم کے جذبات کی حقیقی ترجمانی کرتے ہوئے فوجی آپریشن کو وسعت دینے کا امریکی مطالبہ مسترد کر دیا۔ چاروناچار پاکستانی حکومت کو بھی پاک فوج کے مبنی برحق موقف کی حمایت کرنا پڑی اور اس کا نتیجہ ہم کچھ عرصہ قبل افغانستان میں تعینات امریکی فوج کو پاکستان کے راستے ملنے والی سپلائی کی ایک ہفتہ معطلی کی صورت میں دیکھ چکے ہیں اور اس سامان رسد کی نقل و حرکت پر پابندی ختم کروانے کیلئے پاکستان اور امریکہ کے ''دوستانہ تعلقات'' کی تاریخ میں پہلی مرتبہ امریکہ کو اعلیٰ ترین حکومتی سطح پر پاکستان سے ''معذرت'' کرنا پڑی۔

اس صورتحال کے تناظر میں ضروری ہو گیا تھا کہ امریکہ پاک فوج، قابل صد احترام سائنسدانوں، قومی سیاسی قیادت اور عوامی تحریک کو ڈی مورالائز اور بے توقیر کرنے کیلئے اپنی پراپیگنڈا مشینری کو بھرپور طریقے سے بروئے کار لائے۔ لہٰذا وکی لیکس امریکہ اور مغرب کی پاکستان کے خلاف عالمی پراپیگنڈا جنگ کا نقطہ آغاز ہے جس کا اصل محرک امریکہ اور بھارت ہے۔

وکی لیکس کے ذریعے محب وطن عسکری قیادت، ہمارے سرمایہ افتخار سائنسدانوں، قومی سیاسی قیادت اور وکلا تحریک کی صورت رائے عامہ کے خلاف امریکی سفارتکاروں کے زہریلے تبصرے ''افشا'' کر دیئے گئے تاکہ ان اداروں اور افراد پر سے عوام کا اعتماد اٹھ جائے۔ ملک سیاسی بدامنی اور عسکری کمزوری کا شکار ہو جائے کہ جس نظام کے پیچھے عوام کا سہارا نہ ہو اسے زمین بوس ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ وکی لیکس کے ذریعے پراپیگنڈا کے مختلف طریقے پاکستان کے خلاف استعمال کئے گئے جن کو سمجھے بغیر ان کا تدارک ممکن نہیں۔ وکی لیکس کو اگر ہم ''نفسیاتی جنگ'' کا ایک لازمی حصہ قرار دیں تو بے جا نہ ہوگا اور نفسیاتی جنگ کیلئے ایک انتہائی منظم، تربیت یافتہ اور ہر قسم کے ذرائع سے مالا مال ''ادارے'' کی ضرورت تھی جس کیلئے وکی لیکس کا ڈول ڈالا گیا۔ اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہدف بنائے جانے والے ممالک میں بے چینی، افراتفری، سیاسی بدامنی اور بداعتمادی کی ایک ایسی فضا کو جنم دیا جائے جس میں اڑنے والی دھول میں اپنے پرائے کی تمیز ختم ہو کر رہ جائے۔

دہشت گردی کے خلاف جنگ میں جس قدر قربانیاں پاکستان نے دی ہیں اتنی باقی تمام ممالک نے مجموعی طور پر بھی نہیں دی ہوں گی لیکن پاکستان کی قربانیوں کو بے اثر کرنے کے لئے پاکستان کو دنیا کے سامنے ایسے انداز میں وکی لیکس کے ذریعے ایک ایسے رنگ میں پیش کیا جانے لگا کہ جیسے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ''امن پسندوں'' کی کامیابی کی راہ میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ یہی ملک ہے۔ جن قربانیوں پر پاکستان کی داد و تحسین کرنے کی ضرورت تھی ان پر اسے تمسخرانہ انداز میں تنقید کا نشانہ بنایا جانے لگا۔ وکی لیکس نے راز اگلنا شروع کئے اور امریکی و مغربی میڈیا نے اس کی جگالی شروع کر دی۔

(باقی صفحہ 52 پر)

مرزا اغازی

بھارت دنیا کا وہ واحد ملک ہے جہاں مذہب کے نام پر منظم ریاستی دہشت گردی کے ذریعے غیر ہندوؤں اور خاص طور پر مسلمانوں کو باقاعدگی سے قتل کر دیا جاتا ہے۔ اس دیس میں کسی مسلمان، کسی عیسائی، کسی سکھ، کسی دلت، کسی قبائلی اور کسی اچھوت کی جان محفوظ ہے اور نہ عزت و مال۔ ان مظلوموں کی عبادت گاہیں کبھی ہندو نفرت کی آگ میں بھسم ہوتی ہیں تو کبھی آر ایس ایس، ابھینو بھارت، بجرنگ دل، شیوسینا کا قہر ان کے گھروں کو ملبے کے ڈھیر میں بدل دیتا ہے۔ ہندو مذہبی جنونیوں کو ہندو فوج، پولیس، عدلیہ اور سرکار کی ہر ممکن مدد حاصل ہوتی ہے۔ کبھی گجرات میں نریندر مودی قاتلوں کے اس غول بیابانی کو تحفظ اور مدد فراہم کرتا ہے تو کبھی ایل کے ایڈوانی رتھ پر بیٹھ کر بابری مسجد پر چڑھائی کرنے والوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ کروڑوں دہشت گردوں کے اس ملک میں غیر ہندو اقلیتیں خوف اور دہشت کے ایک مسلسل عذاب سے دوچار ہیں۔ لیکن دنیا کی واحد سپر پاور اور اس کے مغربی کارندے بنیئے کے ساتھ تجارت کے نشے میں اس کو نظرانداز کر رہے ہیں۔ ''امن عالم'' کے ان سب سے بڑے ٹھیکیداروں کی آنکھیں ''ہندو القاعدہ'' کو دیکھنے سے قاصر ہیں۔

بھارت میں آباد اقلیتوں کے خلاف طویل عرصے سے جاری ''ہندو ہولوکاسٹ'' کے نتیجے میں اب تک 34لاکھ سکھ، ایک لاکھ 20ہزار سے زائد کشمیری مسلمان، بھارتی شہروں میں آباد 5لاکھ سے زائد مسلمان، 3لاکھ 12ہزار 5سو عیسائی، 15ہزار دلت، آسام میں 15ہزار عام شہری، لاکھوں دلت یا اچھوت اور لاکھوں ہی کی تعداد میں آدیواسی تہہ تیغ کئے جا چکے ہیں۔ ان لوگوں کو محض اس جرم میں ہندو دہشت گردوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا کہ یہ نہ تو ہندو تھے اور نہ ہی برہمن اور ہندوستان میں رہتے ہوئے اگر آپ ہندو یا برہمن نہیں ہیں تو آپ کو ہندوستان کا دشمن ہی سمجھا جاتا ہے۔ ہندو برہمن اپنے علاوہ کسی کو جینے کا حق دینے کا روادار ہی نہیں۔

امریکہ اور یورپ نے ہندو القاعدہ کو دانستہ نظر انداز کر رکھا ہے

ہندو ہولوکاسٹ ابتک کروڑوں غیر ہندوؤں کو نگل چکا ہے

بھارت کی سیاست، قانون ساز ادارے، نافذ کرنے والے ادارے اور بھارتی فوج پر ہندو ذہنیت کے حامل برہمنوں کا قبضہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ بھارت میں آج تک ہندو دہشت گردی کا نشانہ بننے والے کسی غیر ہندو کو انصاف نہیں ملا۔ اس کے برعکس انصاف کی تلاش میں مارے مارے پھرنے والے ان مظلوموں اور مقتولین کے لواحقین کو ہی انتقام کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

گزشتہ برس امریکی صدر نے بھارت کا دورہ کیا تھا اور بہت سے لوگوں کو توقع تھی کہ صدر اوباما بھارتی قیادت سے اقلیتوں کے خلاف ہونے والی ''ہندو دہشت گردی'' پر احتجاج نہ سہی بات ضرور کریں گے۔ لیکن اوباما بھارت کی سرزمین پر بہنے والے اقلیتوں کے لہو سے بے پرواہ اور لاتعلق ہو کر [illegible] کے ساتھ تجارت اور ایٹمی معاہدوں میں ہی مصروف رہے اور ان کی اہلیہ ناچ گانے کر ہندو دہشت گردی کا نشانہ بننے والوں کے زخموں پر نمک پاشی کرتی رہیں۔ مسلمان، سکھ، یا اچھوت اور تامل تو در کنار امریکی صدر نے تو اپنے ہم مذہب یعنی عیسائیوں کے ہندوؤں کی قربان گاہ پر ذبح کئے جانے کو بھی درخور اعتنا نہیں جانا۔ گویا اپنے ہی ہم مذہبوں کا خون بھی اوباما نے بنیئے کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔

دہشت گردی کے خلاف امریکہ کی جنگ فی الحقیقت مسلمانوں کے خلاف امریکی اور مغربی استعمار کی لڑائی ہے ورنہ امریکی اور مغربی توپوں کا رخ دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد ملک بھارت کے خلاف ہونا چاہیے تھا لیکن یورپی و امریکی میڈیا ہو یا سیاستدان، ان کے سرمایہ کار ہوں یا حکمران، سب کو اگر کچھ غلط دکھائی دیتا ہے تو وہ مسلمانوں اور خاص طور پر پاکستان اور پاکستانیوں میں ہی دکھائی دیتا ہے۔ نئے نوآبادیاتی نظام کے ان کارپردازوں اور اپنی ٹیکنالوجی کے حوالے سے زمین کی تہوں تک میں جھانک لینے کا دعویٰ کرنے والوں کو افغانستان کے بے آب و گیاہ پہاڑوں اور پاکستان کے قبائلی علاقوں میں نام نہاد القاعدہ اور طالبان تو ہاتھوں میں ایٹمی ہتھیار اٹھائے واشنگٹن یا لندن کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن دنیا کے سب سے بڑے مذہبی انتہا پسند ہندو دکھائی نہیں دیتے۔

ہندو القاعدہ کے اثر و رسوخ کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ بھارتی فوج کی رگوں میں خون بن کر دوڑتی پھرتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل بھارتی فوج کے ایک حاضر سروس کرنل شری کانت پروہت کی گرفتاری عمل میں آئی اور اس کے بعد تو ہندو فوجی افسروں کی ایک قطار ہی لگ گئی جو دہشت گردی کے کسی نہ کسی واقعہ میں ملوث تھے۔ ان میں سے سوائے کرنل پروہت کے کسی کو بھی گرفتار نہیں کیا گیا بلکہ بھارتی فوج آج بھی ان ہندو دہشت گردوں کے مسلمانوں کے خون ناحق سے ہاتھ دھونے میں مصروف ہے۔

بھارت نے فوج اور انٹیلی جنس اداروں کے ذریعے ہندو انتہا پسندوں کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کا فن امریکہ سے ہی سیکھا ہے۔ امریکی سی آئی اے لاطینی امریکہ، افغانستان، پاکستان، عراق غرض کہ دنیا کے کم و بیش ہر ملک میں ایسے شدت پسند اور دہشت گرد گروہوں کے ساتھ مکمل طور پر رابطے میں رہتی ہے جنہیں ضرورت پڑنے پر اپنے سٹریٹیجک مفادات کے حصول کی جنگ میں بطور ہتھیار استعمال کیا جا سکے۔ بھارت نے بھی اسی ماڈل کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان، چین، سری لنکا، بنگلہ دیش اور نیپال کے خلاف ''ہندو القاعدہ'' کا ڈول ڈالا ہے۔

بھارت نے دہشت گردی کا جو جال بن رکھا ہے اس کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا لیکن کیا کیا جائے کہ سب کچھ دیکھتے جانتے ہوئے بھی امریکہ اور یورپ کو ہندوستانی منڈیوں کی دولت کا سانپ سونگھ گیا ہے۔ بھارت دنیا کا وہ پہلا ملک ہے جہاں 2002ء میں پہلی مرتبہ مذہبی تعصبات کی بنیاد پر منظم ریاستی دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تین ہزار سے زائد مسلمانوں کو زندہ جلا دیا گیا۔

امریکی حکام پاکستان کو مذہبی جنونیوں اور دہشت گردوں کا گڑھ قرار دیتے ہوئے ذرہ برابر شرم محسوس نہیں کرتے۔ دنیا بھر کے اخبارات جب بھارت میں مقیم آسٹریلیا کے ایک پادری اور اس کے کم عمر بچوں کے ہندو دہشت گردوں کے ہاتھوں زندہ جلائے جانے کی ہولناک کہانیاں بیان کر رہے تھے تو اس وقت سی آئی اے کے ڈائریکٹر پاکستان کو مذہبی انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کا گھر قرار دے رہے تھے۔

سمجھوتہ ایکسپریس، حیدرآباد، اجمیر شریف، مکہ مسجد، مالیگاؤں، گجرات، گودھرا، تامل ناڈو اور سب سے بڑھ کر مقبوضہ جموں و کشمیر میں ہندو القاعدہ مسلمانوں اور دیگر غیر ہندو اقلیتوں کے خون میں اشنان کر رہی ہوتی ہے اور جنرل مائیک مولن پاکستان کو دہشت گردی کا سب سے بڑا مرکز قرار دے رہے ہوتے ہیں۔ بالفرض محال یہ مان بھی لیا جائے کہ پاکستان میں مذہبی انتہا پسند موجود ہیں تو اس کے مقابلے میں ہندو القاعدہ اور برہمن گردی کو بھی دیکھنا ہوگا اور اگر دیکھنے والوں کے دل مُردہ اور ضمیر خوابیدہ نہیں ہیں تو انہیں ہندو دہشت گردوں کے مقابلے میں مسلم انتہا پسندی غور سے دیکھنے پر بھی نظر نہیں آئے گی۔

(باقی صفحہ 52 پر)

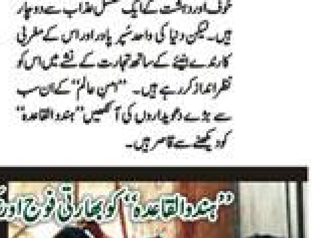

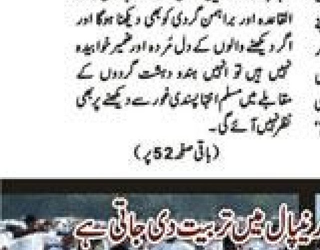

پرائز بانڈز
سود مند سکیم مشکوک ہو گئی

عمر احمد شیخ

پاکستان کی بہت سی گلیاں اور بازار ایسے ہیں جہاں پرائز بانڈز کی غیر قانونی خرید و فروخت با آسانی کی جا سکتی ہے۔ یعنی اس بلیک مارکیٹ سے آپ کو پرائز بانڈز قرعہ اندازی سے ایک رات پہلے بھی زائد قیمت پر آسانی سے دستیاب مل سکتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ یہ غیر قانونی کاروبار اسٹیٹ بینک کی عمارت کے عین سامنے بھی ہوتا ہے۔

کھلے عام ہونے والے یہ کاروبار ایک طرف مگر دوسری طرف ان پرائز بانڈز پر شرطیں بھی لگائی جاتی ہیں۔ زائچے، گیس پیپر، چٹھی اور ایسی دیگر اشیا بھی بازار میں میسر ہیں۔ اب کئی ایسی ویب سائٹس بھی بن چکی ہیں جو نمبر گیم کو کئی نمبر، خفیہ کوڈ، زائچوں اور ریاضیاتی طریقے سے بتانے کا طریقہ بھی بتاتی ہیں۔

پرائز بانڈز کی ایک آس اور امید تو ہے لیکن اس پرائز بانڈز سسٹم میں بھی کئی خرابیاں اور خامیاں پیدا ہو چکی ہیں جس سے یہ کامیاب سکیم اب محض آس اور امید ہی رہ گئی ہے۔

پاکستان میں بچت کی تمام اسکیمیں بھی بنیادی طور پر انگریز کی بنائی ہوئی ہیں۔ 1873ء میں انگریز نے برصغیر میں گورنمنٹ سیونگ بینک کا قانون نافذ کیا جس کا بنیادی مقصد برطانوی راج کیلئے فنڈ اکٹھا کرنا تھا۔ پہلی جنگ عظیم میں جب یہ طریقہ بہت موثر اور کارگر ہوا تو اس سیونگ بینک کو مزید مضبوط اور مستحکم کیا گیا۔

قیام پاکستان کے بعد اس ادارے کو سیونگ سکیموں میں زیادہ بنیادی کردار حاصل نہ تھا لیکن 1972ء میں قومی بچت کے ادارے کو ڈائریکٹوریٹ کی شکل دے دی گئی۔ 60ء کی دہائی میں پرائز بانڈز کی سکیم جاری ہو چکی تھی۔ پانچ روپے اور دس روپے کے پرائز بانڈز دستیاب تھے۔ بعد دور میں گیارہ روپے مالیت کے پرائز بونڈ بھی جاری کئے گئے جو ایک قرعہ اندازی کے بعد دس روپے کے رہ جاتے تھے۔ ضیاء دور میں اسلامی بینکاری کا نظام متعارف کروایا گیا تو گیارہ روپے والا پرائز بونڈ غیر اسلامی قرار دے کر ختم کر دیا گیا اور بعد ازاں 500,100,50 اور1000 روپے کے پرائز بانڈز جاری کئے گئے۔ اگر چہ بعض حلقوں نے اس سکیم کو بھی بدلنے یا ختم کرنے پر زور دیا لیکن ضیا حکومت نے اس پر کوئی اسلامی قانون نافذ نہ کیا کیونکہ پاکستان میں ہر حکومت کو سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے اور پرائز بانڈز سے بہت خطیر رقم حکومت کو میسر آجاتی ہے۔ اگر چہ یہ حکومت پر قرض کی صورت ہوتی ہے یعنی حکومت کو پرائز بانڈز کے بدلے میں رقم کرنسی نوٹس کی صورت میں واپس مل جاتی ہے لیکن وہ اس صورت میں وعدہ کرتی ہے کہ وہ اس کی "فیس ویلیو" اور انعامی رقم (اگر انعام نکل آیا) تو ادائیگی کے پابند ہو گی۔ اس طرح یہ رقم ایک قرضے کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ حکومت کو پرائز بانڈز کی انعامی رقم کی ادائیگی کرنا ہوتی ہے۔ اگر اس کا اندازہ لگایا جائے تو حکومت کو بہت سستا قرضہ فراہم ہو جاتا ہے۔ اس لئے 90ء کی دہائی میں پانچ ہزار روپے اور دس ہزار روپے کے پرائز بونڈ بھی جاری کئے گئے یعنی حکومت نے مزید قرضہ لے لیا۔

حکومت پاکستان نے 2000ء میں تمام پرانے پرائز بانڈز ختم کر کے نئی مالیت کے پرائز بونڈز جاری کرنے کا اعلان کر دیا۔ اسٹیٹ بینک نے 31دسمبر2000ء تک تمام پرائز بونڈ واپس جمع کروانے کی ہدایت کی اور نئی مالیت کے پرائز بونڈ جاری کئے گئے۔ نئی مالیت کے پرائز بونڈ 200, 1500, 7500, 15000اور 40,000 روپے کے تھے۔ ان پرائز بانڈز پر بھاری مالیت کے انعامات رکھے گئے جو بعد ازاں مزید بڑھا دیے گئے۔ 2008ء کی رپورٹ کے مطابق تقریباً 181,93 ملین روپے کے پرائز بانڈز زیر گردش ہیں جس میں دو سو روپے کے 13,687 ملین روپے، 750 روپے کے 27,881 ملین روپے، 1500 روپے کے 30,873 ملین روپے، 7500 روپے کے 29498 ملین روپے، 15000 روپے کے 35,615 ملین روپے اور 40,000 روپے کے 44,380 ملین روپے کے پرائز بونڈ زیر گردش ہیں۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان پرائز بانڈز کی تمام تر اسکیم کو چلانے کا ذمہ دار ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کمرشل بینک، نیشنل سیونگز اور پوسٹ آفس کے ادارے ایک ایس آر او (SRO) کے تحت پرائز بانڈز کی خرید و فروخت کے ذمہ دار ہیں۔ پرائز بونڈ کی تمام تر ذمہ داری قانوناً حکومت پاکستان کی ہے جو اس کی ضمانت دیتا ہے۔ اس قانون کے تحت اس سے ملتا جلتا کاروبار یا اس کا کاروبار قانوناً جرم ہے۔ تاہم اب عوام میں پرائز بانڈز کی اصلیت اور قرعہ اندازی کے ٹھیک ہونے پر بھی اعتراضات اور خدشات پیدا ہو چکے ہیں۔ اگر چہ پرائز بانڈز کی قرعہ اندازی کیلئے اب جدید کمپیوٹر سسٹم استعمال کیا جا رہا ہے لیکن اصل شک کی بنیاد بھی یہی سسٹم ہے۔ عام حلقوں کا کہنا ہے کہ اس کمپیوٹر میں ایک حسابی اور ریاضیاتی طریقہ کار ڈال دیا گیا ہے جس سے بانڈز کا انعامی نمبر بنتا ہے۔ اگر اس طریقہ کار کو تبدیل کر دیا جائے تو آسانی سے پہلے اور دوسرے انعامات کو بدلا جا سکتا ہے جبکہ پہلے پرائز بانڈز کی سادہ مشین ہوتی تھی جسے صرف گھمانے سے نمبر خود ترتیب پا جاتا تھا۔ اسی لئے اب بازاروں سے زائچے اور حسابی نمبر مل جاتے ہیں جس کو ماہر ریاضیات ہی نہیں بلکہ حساب کتاب میں ذہین آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

پاکستان پینل کوڈ1860کی دفعہ489 الف کے تحت حکومتی پرائز بونڈز کی نقل، بلیک وغیرہ جیسے امور کی سزا پانچ سال قید یا ایک لاکھ روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں بھی دی جا سکتی ہیں۔ اس قانون کے تحت کسی فرد یا ادارے کو جائز نہیں کہ وہ پرائز بانڈز کے ذریعے یا اس کی طرز کا کوئی بھی کاروبار کرے۔ بنیادی طور پر پرائز بانڈز کے ڈیلر اصل میں بانڈز نہیں خریدتے بلکہ ان کے نمبروں پر شرط لگاتے ہیں جو مکمل طور پر لاٹری کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور ہر قرعہ اندازی پر اس کھیل میں شریک لوگوں کے کروڑوں روپے ڈوب جاتے ہیں۔ کیونکہ جو کوپن پرچی وغیرہ جاری کئے جاتے ہیں وہ صرف ایک مرتبہ ہی استعمال ہو سکتے ہیں۔

> اس کاروبار پر سرمایہ داروں کی اجارہ داری ہے

> قرعہ اندازی کی نئی مشین کے بارے میں شبہات پائے جاتے ہیں

> پرچی وغیرہ جیسے کاروبار غیر قانونی ہیں

21دسمبر2002ء میں کمیشن کے اجلاس میں پرائز بانڈز سے متعلق مسائل اور غیر قانونی فروخت پر بھی غور کیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں کمیشن نے اس صورتحال کو مکمل طور پر ختم کرنے اور سخت سزائیں بھی تجویز کی تھیں جسے پاکستان پینل کوڈ1960ء اور کریمنل لاء 1898ء کی دفعہ 489 الف میں ایک ایکٹ کے تحت شامل کر دیا گیا جسے کریمنل لاء ایکٹ2002ء کہا جاتا ہے۔ دفعہ489 بی کے تحت پرائز بانڈز کی نقل، نمبروں کا استعمال وغیرہ کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا۔

اس قانون کے مارکیٹ میں تیزی سے پھیلتے ہوئے رجحان کو روکا گیا اور بظاہر یہ کاروبار ختم ہو گیا۔ لیکن اس کاروبار کو ختم کرنا یا روکنا اس قدر آسان بھی نہیں کیونکہ اس میں بہت بڑے بڑے ڈیلر اور پارٹیاں شامل ہو چکی ہیں بلکہ اس میں اربوں روپے کی سرمایہ کاری بھی ہو چکی ہے۔ اس سلسلے میں کئی حلقوں کا کہنا ہے کہ اسٹیٹ بینک کے کئی بااثر افراد اس کھیل میں خود شامل ہیں۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ سارا کھیل محض چھوٹے ڈیلرز کو ختم کرنے کیلئے کیا گیا کیونکہ پورے پاکستان میں ہزاروں دکانیں صرف اس سلسلے میں کھلی ہوئی تھیں۔ اسی لئے یہ کام اب چند بڑی مخصوص پارٹیاں ہی کر رہی ہیں جو اس قدر طاقتور ہیں کہ حکومت اس متوازی کاروبار کے سامنے بے بس نظر آتی ہے۔

آج بھی بازار میں 25 سے 1000 روپے تک کی چٹ یا کوپن آسانی سے دستیاب ہے۔ اکڑا، باٹا، پی سی، جلو، پی وغیرہ وغیرہ جیسے نام سے یہ نمبر جانے جاتے ہیں۔ یعنی اکڑا کا مطلب پانچ، دو کا مطلب سات وغیرہ وغیرہ۔ اس کھیل میں کئی کھلاڑی ہیں۔ اساتذہ، کاروباری لوگ، بیکار وغیرہ بھی اس کھیل سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں لیکن ساتھ ہی اسے غیر اسلامی بھی کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہزاروں دکانیں ابھی بھی کام کر رہی ہیں۔

پرائز بانڈز پر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس سے کالے دھن کو سفید کیا جاتا ہے۔ اس پر تو خریدار کا نام ہوتا ہے اور نہ ہی اس کی خرید کی کوئی حد ہے۔ اسی لئے ان پرائز بانڈز کو بڑے پیمانے پر خریدا جاتا ہے اور اس سے ان لوگوں کو چھپنے کے مواقع بھی بڑھ جاتے ہیں بلکہ ان کے لئے ڈیلر ایسے افراد تلاش کرتے ہیں جن کے انعامات نکلتے ہیں۔ مارکیٹ میں ڈیلر آپ کو اسٹیٹ بینک کی لمبی قطاروں اور سرخ فیتے سے آزاد کر کے بانڈ لے لیتا ہے جسے آگے ایسے افراد کو فروخت کر دیا جاتا ہے جو ٹیکس اور دیگر بد عنوانیوں کو قانونی شکل دینا چاہتے ہیں۔ اسٹیٹ بینک میں انعامی رقم حاصل کرنے کا طریقہ بہت وقت طلب اور پیچیدہ ہے۔ اگر چہ یہ کسی حد تک ٹھیک بھی ہے کیونکہ مارکیٹ میں جعلی بانڈز بھی زیر گردش ہیں اور کچھ میں تبدیلی کی کوشش بھی کی گئی ہوتی ہے اس لئے اسٹیٹ بینک اپنے طور پر چھان پھٹک کے بعد ہی رقم کی ادائیگی کرتا ہے۔

پرائز بانڈز عام آدمی کیلئے بہت ہی سود مند اور کارگر اسکیم ہے لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ یہ اسکیم بھی چند بڑے بڑے سرمایہ داروں کے ہاتھ میں سمٹ چکی ہے اور عام آدمی تک اس کے فوائد نہیں پہنچ رہے۔ پرائز بانڈز میں بہتری کیلئے بازاروں میں غیر قانونی کاروبار کی روک تھام بہت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اس کی قرعہ اندازی کے نظام کو شفاف اور موثر بنانا چاہئے۔ انعامی رقم اور انعامات کی تعداد میں اضافہ نہ ہونے سے اسکیم سے عام آدمی کو فائدہ نہ ہونے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومت محض فنڈز اکٹھا کرنے کی خواہش مند ہے۔

☆☆☆

زائمہ اشرف

وطن کارڈ سکیم
بدعنوان عناصر فائدہ اٹھا رہے ہیں

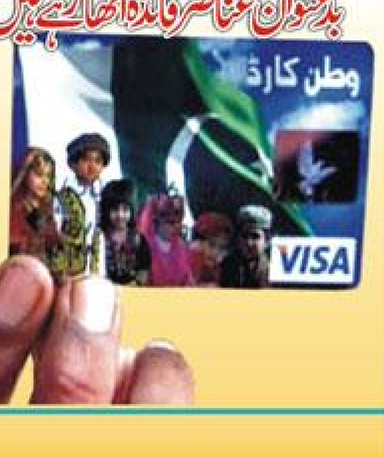

پاکستان میں لوگوں کی فلاح کے لئے شروع کئے جانے والے منصوبوں میں بد عنوانی کوئی نئی بات نہیں ہے۔ زمانہ امن ہو یا ملک پر کوئی آفت آئی ہو بدعنوان عناصر سرگرم رہتے ہیں۔ جس میں حکومت کی ملی بھگت بھی شامل ہوتی ہے۔ سیلاب متاثرین کے لئے وطن کارڈ کا اجرا بھی ایک مذاق بن کر رہ گیا ہے۔ یہ عمل کس حد تک شفاف ہے اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وطن کارڈ کے نام پر 38ہزار فراڈ ہو چکے ہیں۔

چار ماہ قبل پاکستان میں آنے والے تاریخ کے بدترین سیلاب نے لوگوں کو نہ صرف اپنے گھروں سے محروم کر دیا بلکہ ان کے مویشی اور ان کی جمع پونجی سب سیلاب کی نذر ہو گیا۔ سیلاب متاثرین کی مدد کے لئے حکومت پاکستان نے وطن کارڈ نامی ایک ایسی سکیم کا آغاز کیا جس کے تحت سیلاب زدہ خاندان کو ابتدائی مرحلے میں 20 ہزار روپے نقد رقم کی صورت میں ملیں گے اور دوسرے مرحلے میں 80 ہزار روپے ملیں گے یوں سیلاب سے متاثرہ ہر خاندان کو ایک لاکھ روپے ادا کئے جائیں گے۔

سیلاب متاثرین کو وطن کارڈ جاری کرنے کی ذمہ داری نادرا کو سونپی گئی تھی۔ حکومتی اعداد و شمار کے مطابق اب تک 15 لاکھ خاندانوں کو وطن کارڈ تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ یعنی حکومت ان خاندانوں میں 16 ارب روپے تقسیم کر چکی ہے۔ ان کا تعلق صوبہ سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان سے ہے۔ دوسری طرف ایسے سیلاب متاثرین جنہیں ابھی تک وطن کارڈ جاری نہیں ہوئے وہ انہیں حاصل کرنے کے لئے صبح سے لے کر شام تک قطاروں میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ تاہم کوئی ضابطہ نہ ہونے کی وجہ سے پولیس لاٹھی چارج کر کے سیلاب متاثرین کی مزید مشکلات میں اضافہ کر دیتی ہے۔

سیلاب متاثرین کو وطن کارڈ کے بارے میں معلوم کے لئے نادرا نے 988 نمبر سے ایک ایس ایم ایس سروس کا آغاز بھی کیا ہے جس کے تحت وطن کارڈ کے اہل خاندانوں کو یہ اطلاع فراہم کی جاتی ہے کہ ابھی انتظار کریں یا آپ کا کارڈ فلاں دن میں مل جائے گا۔ لیکن دوسری طرف سیلاب متاثرین کا کہنا ہے کہ وہ جب بھی اس نمبر پر ایس ایم ایس کر کے نادرا کے دفتر سے معلومات لیتے ہیں تو انہیں مزید انتظار کرنے کا کہا جاتا ہے۔

بات صرف وطن کارڈ پر ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ وطن کارڈ کے بعد سیلاب زدہ لوگوں کو اے ٹی ایم کارڈ جاری کیا جاتا ہے۔ جس کی بدولت وہ اے ٹی ایم مشین سے 20 ہزار روپے نکلوا سکتے ہیں لیکن اے ٹی ایم مشینوں کے سامنے بھی متاثرین سیلاب کی طویل قطاریں نظر آتی ہیں۔ حکومت یہاں تک آن پہنچی ہے کہ اس کام میں بھی لوگ منافع کمانے لگے ہیں۔ اے ٹی ایم سے پیسے نکلوانے والے سیلاب متاثرین کے درمیان ایک ایسا گروہ سرگرم ہے جو ان لوگوں سے 20 ہزار روپے مالیت کا کارڈ 14 سے 15 ہزار میں خرید لیتا ہے اور انہیں نقد رقم ادا کر کے 20 ہزار روپے مالیت کا کارڈ لے لیتا ہے اور بعد میں خود اس کارڈ کی بدولت 20 ہزار روپے بینک سے نکلوا لیتے ہیں۔ وطن کارڈ سیلاب متاثرین کے لئے نقد رقم کی حیثیت رکھتا ہے۔ صبح سے لے کر شام تک بھوکے پیاسے کھڑے رہنے کے بعد سیلاب متاثرین اتنے مجبور ہو جاتے ہیں کہ اس کارڈ کو کم قیمتوں کے عوض فروخت کر دیتے ہیں۔

> سرگرم مافیا 20 ہزار روپے والا وطن کارڈ متاثرین سے 15 ہزار روپے میں خرید لیتا ہے

> وطن کارڈ سکیم میں 38 ہزار فراڈ کے کیس ریکارڈ ہو چکے ہیں

> 83 مراکز کے باوجود سائلین کو روزانہ پولیس کی لاٹھیاں کھانا پڑتی ہیں

> اس سکیم کے تحت سینکڑوں لوگوں نے اپنے آپ کو مستحق ظاہر کر کے فائدہ اٹھایا

اس وقت ملک بھر میں سیلاب زدگان کے لئے وطن کارڈ کے 83 مراکز بنائے گئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود سیلاب متاثرین کو پولیس کی لاٹھیاں کھانا پڑتی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بدترین سیلاب نے نہ صرف لوگوں سے دو وقت کی روٹی چھین لی ہے بلکہ ان سے ضروریات زندگی کی بھی ہر چیز چھین لی ہے۔ اب یہ لوگ حکومت کے رحم و کرم پر بیٹھے ہیں۔ سیلاب متاثرین میں ہزاروں کی تعداد میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو سیلاب کی وجہ سے اپنے آبائی علاقوں کو چھوڑ کر لاہور اور کراچی منتقل ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ سیلاب سے قبل جہاں بھی محنت مزدوری کر کے روزی کماتے تھے ان لوگوں سے یہ وعدہ کر کے آئے ہیں کہ وہ جلد دوبارہ یہاں آ کر محنت مزدوری کرنا شروع کر دیں گے۔ لہٰذا انہیں ان ملازمتوں سے نہ نکالا جائے۔

وطن کارڈ کے حصول کے وقت صورتحال اس وقت نہایت حیران کن ہو جاتی ہے جب کچھ با اثر افراد طویل قطار کو توڑ کر کاؤنٹر کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں اور یوں وہ دوسروں کی حق تلفی کرتے ہوئے اپنا کام پہلے کروا کر راہ لیتے ہیں۔

سیلاب زدہ لوگوں میں اکثر ایسے لوگ بھی ہیں جن کے قومی شناختی کارڈ بھی سیلاب میں گم ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ان کی جائیداد کے ملکیتی کاغذ بھی گم ہو چکے ہیں غرض کہ ان کے پاس کوئی ایسا ثبوت نہیں جس سے ان کی شناخت ہو سکے کہ وہ واقعی سیلاب زدگان ہیں جس کی وجہ سے نادرا کے لئے یہ ایک مشکل کام ہے کہ وہ ایک شخص کا سابقہ ریکارڈ نکال کر یہ دیکھے کہ یہ شخص واقعی سیلاب سے متاثرہ ہے یا پھر چالاکی اور ہوشیاری سے پیسے حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن دوسری طرف بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو مستحق نہ ہونے کے باوجود یہ رقم لینے میں کامیاب ہو چکی ہے۔

> سیلاب متاثرین کی طویل قطاریں اے ٹی ایم مشینوں کے پاس نظر آتی ہیں

☆☆☆

ہنسی علاج غم ہے

کارٹونسٹ میکسم

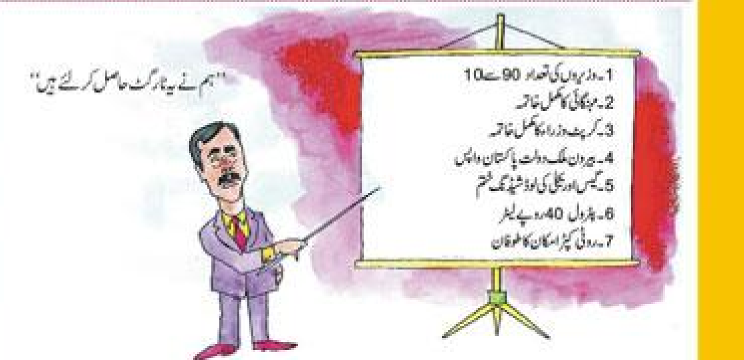

منتخب بین الاقوامی کارٹون

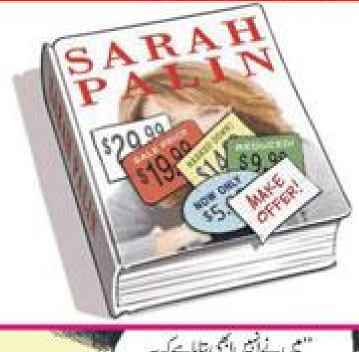

مشکوک ارکان پارلیمنٹ!

الیکشن کمیشن آف پاکستان نے 298 ارکان پارلیمنٹ کی اہلیت مشکوک قرار دیدی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے گریجویشن کی ڈگریاں تو پیش کردی ہیں لیکن میٹرک اور ایف اے کی اسناد جمع نہیں کرائیں۔ ان ارکان میں عاصمہ ارباب عالمگیر، امیر مقام، کشمالہ طارق اور افراسیاب خٹک کے نام بھی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ چوہدری شجاعت حسین، پرویز الٰہی، چوہدری نثار علی خان، اسحاق ڈار، مخدوم جاوید ہاشمی، وسیم سجاد، فیصل صالح حیات، شاہ محمود قریشی، قمر الزماں کائرہ، ڈاکٹر بابر اعوان اور منظور وٹو جیسے رہنما اور ممتاز نام بھی شامل ہیں۔ جن لوگوں کی اہلیت مشکوک قرار دی گئی ہے خبر کے مطابق ان میں قومی اسمبلی کے 112، سینٹ کے 21، سندھ اسمبلی کے ان، خیبر پختونخواہ کے 45، بلوچستان اسمبلی کے 10 اور پنجاب اسمبلی کے سو سے زائد ارکان شامل ہیں۔ الیکشن کمیشن کا کہنا ہے کہ ان اراکین نے اپنی میٹرک اور ایف اے کی اسناد بار بار یاد دہانیوں کے باوجود فراہم نہیں کیں تاکہ ہائر ایجوکیشن سے توثیق کرائی جاسکے جو کہ لازمی امر ہے۔ البتہ پارلیمنٹ کے 818 اراکین نے اپنی تمام اسناد جمع کرائی ہیں لہٰذا انہیں اہل قرار دے دیا گیا ہے۔

دیکھئے صاحب! آمریت جمہوریت کی سخت دشمن ہے یہی وجہ ہے کہ پرویز مشرف صاحب کی آمریت تو ختم ہوگئی مگر انہوں نے ارکان اسمبلی کے لئے گریجویٹ ہونے کی جو شرط مقرر کی تھی پچھلے انتخابات میں بھی وہ قائم تھی۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ پرویز مشرف صاحب نے جمہوری لیڈروں اور نمائندوں کو بہت بڑی مشکل میں ڈال دیا ہے۔ یہ بھی نہیں سوچا کہ جن جمہوری لیڈروں نے لاکھوں کے بول بیچنے کے بعد بھی ان کی آمریت کو کندھا دیا اُن میں سے بھی کئی ممتاز سیاستدان اس قانون کی زد میں آجائیں گے۔ خصوصاً چوہدری شجاعت اور پرویز الٰہی کے ساتھ انہیں یہ بدسلوکی نہیں کرنی چاہئے تھی۔

دیکھئے صاحب! اگر ایجوکیشن اور تعلیم وغیرہ ہمارے ملک میں بیکار اور بے معنی چیزیں ہیں۔ لاکھوں تعلیم یافتہ اپنی اسناد لئے بیروزگار پھر رہے ہیں اور جاگیردار، دولت مند، صنعت کار اپنے زور بازو کے بل پر سیاست میں اور حکومت میں جگمگا رہے ہیں۔ جب ایسے عوامی نمائندے ہوں گے تو وہ عوام کو تعلیم دینے کے لئے کچھ وہی کریں گے جو آجکل کر رہے ہیں۔ یعنی سکولوں کو ڈیرے اور اصطبل بنا دیا ہے۔ ہمارے ہاں سرکاری سکولوں کی حالت زار کا نقشہ ہر روز میڈیا پیش کرتا رہتا ہے مگر حکمرانوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

سیاست کے لئے تعلیم کا کیا کام؟ گزشتہ 63 سالوں سے آخر ایسے ہی نمائندے ہم پر حکومت کر رہے ہیں۔ میٹرک پاس کرنا مشکل ہے مگر سیاستدان اور وزیر بن جانا بہت آسان ہے۔ پھر تعلیم جیسی بےکار چیز پر وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ہمارے یہی منتخب نمائندے ہمارے لئے قانون بناتے ہیں۔ ہمارے خیال میں کہیں نہ کہیں کوئی غلطی ضرور ہوئی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ میٹرک اور ایف اے کی اسناد گم ہوگئی ہوں یا کسی بچے نے ردی میں پھینک دی ہوں۔ ہمارے ایسے نمائندے بھی موجود ہیں جنہوں نے پہلے بی اے کیا اور اسکے بعد میٹرک کا امتحان دیا۔ دراصل جمہوریت کا گریجویشن سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ صدر مشرف نے خوامخواہ کا ایک شوشہ چھوڑا تھا اور یقیناً چوہدری شجاعت اور پرویز الٰہی سے مشورہ بھی نہیں کیا ہوگا۔ بعض لوگوں کے نزدیک تو انتخابات کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں لوگ بھاری سرمایہ کاری کرتے ہیں اور پھر اصل بمعہ منافع وصول کرتے ہیں جس سے عوام کی زندگی عذاب بن جاتی ہے۔

انتخابات کی جگہ علامہ اقبال کی نظم "شیطان کی مجلس شوریٰ" کے نمونے پر مجلس شوریٰ بنالی جائے۔ ہر قسم کی پریشانی سے نجات مل جائے گی۔ کیسا خیال ہے؟ اپنی رائے سے ضرور مطلع کیجئے۔ شکریہ

وزیر قانون پوپ کے بیان پر بھی توجہ دیں!

وزیر قانون بابر اعوان نے کہا ہے کہ ممتاز قادری کو اُکسانے والے مولویوں کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اسکے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی وضاحت کردی ہے کہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر کا قتل ممتاز قادری کا ذاتی فعل ہے۔ بابر اعوان تو وزیر قانون ہیں اور ڈاکٹر بھی ہیں۔ اگر یہ قتل ممتاز قادری کا ذاتی فعل تھا تو پھر اُکسانے والوں کے خلاف کارروائی کی کیا ضرورت ہے۔ ممتاز قادری کو کسی نے خاص طور پر حجرے میں بلاکر اُکسایا یا برین واش نہیں کیا تھا۔ ممتاز قادری اخبار بھی پڑھتے تھے اور ٹی وی خبریں بھی دیکھتے ہوں گے۔ توہین رسالت کے قانون اور آسیہ بی بی کا تمام معاملہ اُن کے علم میں ہوگا۔ گورنر کی پریس کانفرنس اور اُن کا بیان بھی انہوں نے سنا ہوگا۔ بابر اعوان صاحب نے خود کہا ہے کہ اگر میرے سامنے کوئی توہین رسالت کرے تو میں اسکو گولی ماردوں گا۔ ممتاز قادری نے بھی اپنی دانست میں توہین رسالت کی بناء پر یہ قدم اُٹھایا ہے تو پھر اسکو کس نے اُکسایا ہوگا۔ یہ تو خود اُس کا جذبۂ ایمانی ہے۔

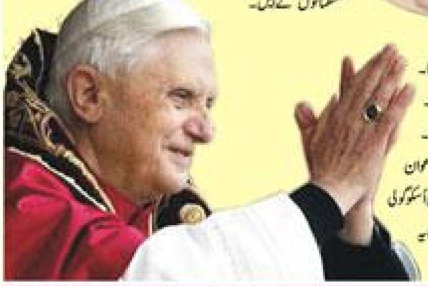

بابر اعوان صاحب نے پوپ کا بیان تو پڑھا ہوگا جنہوں نے توہین رسالتؐ کے قانون کو ختم کرنے اور آسیہ بی بی کو رہا کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ پوپ کے اس بیان کے بارے میں بابر اعوان کا کیا خیال ہے، کیا اُن کے خلاف بھی کوئی کارروائی کی جائے گی۔ پوپ صاحب نے ایک آزاد ملک کے معاملات میں مداخلت کی ہے۔ ویٹی کن کی ریاست لاہور کے ایک محلے میں سما سکتی ہے مگر وہ آزاد اور خود مختار ہے۔ اس کے باوجود پوپ کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ کسی دوسرے آزاد ملک کے اندرونی اور عدالتی معاملات میں مداخلت کریں۔ حضرت عیسیٰؑ کی توہین تو برطانیہ میں بھی جرم ہے لیکن پاکستان کو اپنے نبیؐ کی توہین کرنے پر پوپ اور مغربی دنیا سے ہدایات لینے کا حکم ہے۔

وزیر قانون کو چاہئے کہ ہماری حکومت پوپ صاحب سے مطالبہ کرے کہ جو محترم پادری بچوں کی آبروریزی کے مرتکب ہوئے ہیں، انہیں فوری سزا دی جائے اور ویٹی کن کے ہم جنس پادریوں کو بائبل کے احکام کے مطابق سزا دی جائے۔ پوپ کو یہ بھی یاد دلانا ضروری ہے کہ وہ مسیحیوں کے پوپ ہیں مسلمانوں کے نہیں۔

مسلم لیگ کے ناخلف بچے...

سابق صدر جنرل (ر) پرویز مشرف نے کیونکہ سیاست میں آنے کا پکا ارادہ کرلیا ہے اس لئے ان کا بیانات جاری کرنا ضروری ہوگیا ہے کیونکہ ہمارے ملک میں بیانات جاری کئے بغیر نہ تو سیاستدان زندہ رہ سکتے ہیں نہ فلمی ہیروئنیں۔ لہٰذا زندہ رہنے کے لئے یہ وقتاً فوقتاً بیان جاری کرتے رہتے ہیں۔ پرویز مشرف نے آل پاکستان مسلم لیگ کے نام سے ایک سیاسی جماعت بھی بنالی ہے۔ خدا جانے یہ کون سی مسلم لیگ ہے۔ اس لئے کہ ملک میں پہلے ہی ہر قسم کی مسلم لیگیں موجود ہیں۔ مثلاً مسلم لیگ (ن)، مسلم لیگ (ق)، مسلم لیگ (ف)، مسلم لیگ ہم خیال، مسلم لیگ (ضیا)، مسلم لیگ قاسم گروپ، عوامی مسلم لیگ۔

اگر پرویز مشرف اپنی جماعت کا نام مسلم لیگ رکھنا ہی چاہتے ہیں تو بہتر ہے کہ مسلم لیگ زیڈ رکھ لیں۔ اس طرح آئندہ کوئی مزید مسلم لیگ وجود میں نہیں آئے گی۔ یہ بات بھی ناقابل فہم ہے کہ سب اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جماعت کا نام مسلم لیگ ہی کیوں رکھتے ہیں؟ قائد اعظم کی کسی اور ہدایت پر تو ہم نے عمل نہیں کیا لیکن کم از کم اُن کی عظیم جماعت مسلم لیگ پر تو رحم کریں۔ ویسے بھی قائد اعظم کی رحلت کے بعد والی مسلم لیگوں نے کون سے کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ پھر قائد کی روح کو تکلیف پہنچانے کی کیا ضرورت ہے۔ ویسے بھی 63 سال کے بعد مسلم لیگ کے نام میں اب باقی کیا رہ گیا ہے؟

کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے؟

اب ذرا پرویز مشرف کا بیان بھی سن لیجئے۔ فرماتے ہیں کہ نواز شریف میں ایک طالبان چھپا ہوا ہے۔ (اس لئے) ملک بچانے کے لئے لوگ مجھے بلا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ دو بار ناکامی کے بعد انہیں تیسرا موقعہ کیوں دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اُن کی آل پاکستان مسلم لیگ ملک و قوم کے حالات تبدیل کرنے کے لئے اہم کردار ادا کرے گی۔ صاف کہہ دیتے کہ اگر بے نظیر بھٹو (مرحوم) اور نواز شریف کو دو دو باریاں دی گئی ہیں تو پھر میرا کیا قصور ہے؟ مجھے بھی دوسرا موقعہ دیا جائے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ پرویز مشرف کو دوسرا موقعہ دینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ صدر آصف زرداری بھی اُن ہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں لیکن ذرا مختلف انداز میں۔

غریبی میں نام پیدا کر...

پاکستان الیکشن کمیشن کے پاس 2008ء کے انتخابات کیلئے ارکان پارلیمنٹ کی جانب سے جمع کرائی گئی دستاویزات کے مطابق پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے 61 فیصد ارکان انکم ٹیکس نہیں دیتے۔ یعنی موجودہ اسمبلیوں کے 61 فیصد ارکان ٹیکس سے بری الذمہ ہیں۔ سینٹ اور صوبائی و مرکزی اسمبلیوں کے 1170 ارکان میں سے 707 ارکان نے خود اپنے حلف نامے میں تصدیق کی ہے کہ وہ کوئی ٹیکس جمع نہیں کراتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر سال فنانس بل منظور کرکے ٹیکسوں میں کمی بیشی کا فیصلہ کرتے ہیں۔

ایک خبر کے مطابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی اور اُن کی کابینہ کے 25 ارکان ٹیکس نہیں ادا کرتے۔ یعنی اُن کی سالانہ آمدنی ایک معمولی ملازم سے بھی کم ہے۔ 48 سینیٹروں نے تسلیم کیا کہ وہ ایک پیسے کا ٹیکس بھی نہیں دیتے۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے 2008ء میں کوئی ٹیکس ادا نہیں کیا۔ سندھ اسمبلی کے 168 ارکان جنہوں نے انتخابات میں حصہ لیا تھا ان میں سے 123 نے ٹیکس نہیں دیا۔ خیبر پختونخواہ کے وزیر اعلیٰ امیر حیدر ہوتی نے بھی ٹیکس نہیں دیا۔ بلوچستان اسمبلی کے 66 ارکان میں سے 51 ٹیکس نہیں ادا کرتے۔ صرف 14 اراکین پر ٹیکس "واجب" ہے۔ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ نواب اسلم رئیسانی نے 1225 روپے ٹیکس جمع کرایا۔ یہ بھی نواب صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے تاکہ "نواب" کے لقب کی لاج رکھنے کیلئے سوا بارہ سو روپے ٹیکس ادا کیا ہے۔ یہ داستان اور فہرست بہت طویل ہے۔ اب تو امریکہ اور اقوام متحدہ بھی کہہ رہی ہے کہ پاکستان میں امیر ٹیکس نہیں دیتے۔ غریبوں سے مختلف قسم کے ٹیکس لئے جاتے ہیں۔ اگر امیر ٹیکس دینے لگیں تو ان میں اور غریبوں میں کیا فرق رہ جائے گا کیونکہ امیر بھی غریب ہوجائیں گے۔

ہم تو غریبوں کی قسمت کو روتے تھے مگر اب معلوم ہوا کہ دراصل ہمارے ملک کے امیر قابل رحم ہیں۔

قومی سیاست

ڈاکٹر انور سدید

تیونس کا انقلاب ہمارے حکمرانوں کیلئے لمحہ فکریہ!!

گھمبیر وفاقی حکومت کے اتحاد سے جے یو آئی (ف) کا اچانک الگ ہونا ایک ایسا واقعہ تھا جو مولانا فضل الرحمٰن کے سابقہ سیاسی رویے کے تحت حیرت انگیز نہیں تھا کیونکہ اس میں اپنی شرائط قبول کرالینے کے بعد واپسی کے امکانات کی موجودگی پر اصرار کیا جا رہا تھا لیکن جب مولانا فضل الرحمٰن نے وزیراعظم کی برطرفی کا مطالبہ کردیا اور صدر زرداری کی شان میں "راگ درباری" شروع کردیا تو سیاسی ماہرین کو دال میں بہت کچھ کالا نظر آنے لگا۔

دوسری طرف جب ایم کیو ایم نے بھی اپوزیشن بنچوں پر بیٹھنے کا فیصلہ کیا تو یوسف رضا گیلانی کی اتحادی حکومت کو تحریک عدم اعتماد کا سامنا کرنا ناگزیر نظر آنے لگا۔ اس قسم کی افواہیں بھی اڑنے لگیں کہ قومی اسمبلی کی دوسری بڑی جماعت مسلم لیگ (ن) تحریک عدم اعتماد پیش کرکے یوسف رضا گیلانی کا احتساب (?) کرے گی۔ یہ بڑا نازک وقت تھا۔ بحرانوں میں گھری قوم ایک نئے بحران سے دوچار تھی جبکہ اقتصادی بدحالی، قرضوں کی معیشت، گرانی، کساد بازاری، افراط زر، بیروزگاری اور لاقانونیت کے علاوہ بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ میں بھی قوم کو آر جی ایس ٹی کے شکنجے میں پھنسانے کی کوشش بھی کی جارہی تھی اور یہ احساس قوی تر ہو رہا تھا کہ حکومت نے تین سال کے دوران عوام دوست حکومت ہونے کا کوئی ثبوت نہیں دیا بلکہ وہ اپنی بے ضابطگیوں، بدعنوانی اور اللوں تللوں کی بدولت اقتصادی مسائل کا بوجھ امیروں کی بجائے عوام الناس پر ڈالنے کی منصوبہ بندی کرتی رہی ہے۔ یوسف رضا گیلانی کیخلاف تحریک عدم اعتماد نوشتہ دیوار نظر آتا تھا لیکن نوازشریف نے موجودہ لولے لنگڑے جمہوری نظام کو بچانے کا جو عزم کر رکھا تھا اسے قائم رکھتے ہوئے وفاقی حکومت کو ایک ایسا دس نکاتی ایجنڈا دے دیا جس میں پچھلے عوام کی پاسداری کے زاویے موجود تھے۔ اس ایجنڈے پر چار دن کے اندر "ہاں" یا "نہ" میں جواب طلب کیا اور "ہاں" کی صورت میں ایجنڈے پر 45 دن کے اندر عملدرآمد کا مطالبہ بھی کردیا۔

وزیراعظم گیلانی کی سیاسی بصیرت کی داد دینی چاہیے کہ انہوں نے نوازشریف کی مقررہ ڈیڈ لائن سے پہلے ان کے دس نکاتی ایجنڈے پر عملدرآمد کیلئے اثبات میں جواب دیا اور عملدرآمد کے لیے پانچ رکنی کمیٹی مقرر کردی۔ حکومتی اتحاد میں شامل ایم کیو ایم اور عوامی نیشنل پارٹی سے مشاورت بھی کی گئی۔ مسلم لیگ (ن) نے اسحاق ڈار کی سربراہی میں ایک چار رکنی کمیٹی ترتیب دی اور اب یہ حقیقت تسلیم کی جانی چاہیے کہ مسلم لیگ (ن) نے وزیراعظم گیلانی کو اپنی حکومت بچانے کا ایک اور موقع دیا ہے کیونکہ ایک موٹروالا (?) ایک ٹائر پنکچر والے کا تعین کرچکی تھی۔ جے یو آئی (ف) اور متحدہ کی حکومت سے علیحدگی اسی "پلان" (جسے "سازش" قرار دینا چاہیے) کی کڑیاں تھیں۔ وزیر اعلیٰ سندھ ذوالفقار مرزا اس پلان کو کامیاب کرانے کیلئے ایم کیو ایم پر برسے تھے لیکن نوازشریف کے دس نکاتی ایجنڈے نے اس "سازش" کے غبارے سے ہوا

کوششیں ناگزیر ہیں۔ وزیرخزانہ عبدالحفیظ شیخ نے عملدرآمد کیلئے چھ ماہ کا عندیہ دیا تاہم یہ بات بھی سامنے آئی کہ (ن) لیگ کی تجاویز کو اقتصادی اصلاحات کی صورت دی جائے گی اور عملدرآمد کے لیے ایک جامع ایجنڈا پیش کیا جائے گا جس میں دوسری سیاسی جماعتوں کی مشاورت بھی شامل کی جائے گی۔

بدقسمتی سے وفاقی حکومت نے مفاہمت کی پالیسی کا مقصد دراز تو بہت کیا لیکن دراصل "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کی پالیسی پر ہی عملدرآمد ہوتا رہا ہے۔ صدر مملکت جو آمرانہ کردار ادا کررہے وہ وزیراعظم کے کردار سے بالعموم مختلف ہوتا ہے اور ہماری پاکستانی جمہوریت کی تمام شاہراہیں ایوان صدر کی طرف جاتی ہیں جبکہ وزیراعظم حکومت کے چیف ایگزیکٹو ہونے کی حیثیت میں اپنی بات پر عملدرآمد نہیں کرسکتے اور بیوروکریسی کا طعنہ بھی انہیں ہی سننا پڑتا ہے۔ اس تناظر میں اس بات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ یوسف رضا گیلانی کو وزارت عظمیٰ سے ہٹانے کی جو سازش کی گئی تھی اس کی ناکامی کو ایوان صدر ٹھنڈے پیٹ قبول کرے گا؟ اور مفاہمت کی جو فضا اب یوسف رضا گیلانی نے پیدا کی ہے اسے

خارج کردی۔ مسلم لیگ (ن) کو جو سیاسی برتری حاصل ہوئی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایم کیو ایم نے اپنا ایجنڈا حکومت کو الگ پیش کردیا اور اب (ق) لیگ نے بھی اپنا پانچ نکاتی ایجنڈا پیش کردیا ہے جس میں مہنگائی، بجلی و گیس کی لوڈشیڈنگ کا خاتمہ، امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنانا، کرپشن، انتہاپسندی اور خارجہ پالیسی کو نئے دور (?) کی صورتحال کے مطابق بنانا شامل ہے۔ چودھری شجاعت حسین نے اس سلسلے میں کہا ہے کہ حکمران بیرون ملک پڑا پیسہ واپس لائیں اور 1985ء سے اب تک قرضے معاف کرانے والوں کی فہرست شائع کریں۔

خوش آئند بات یہ ہے کہ دو بڑی سیاسی جماعتوں نے ملکی معاشی صورتحال کو سنبھالا دینے کے لئے نوازشریف کے دس نکاتی ایجنڈے پر اتفاق رائے کیا ہے لیکن ایجنڈے پر عملدرآمد 45 دن کے اندر ناممکن العمل قرار نہیں دیا گیا۔ دونوں فریقوں میں اس امر پر یکجہتی پائی گئی کہ معاشی چیلنجز کا سامنا کرنے اور ان سے نمٹنے کیلئے اجتماعی سیاسی

پروان چڑھ جانے میں ایوان صدر معاونت کرے گا؟ اس کا جواب تو مستقبل ہی دے گا لیکن ایک بات واضح ہے کہ دو بڑی سیاسی جماعتوں کے درمیان ہونے والی میٹنگ میں دس نکاتی ایجنڈے کے سب نکات پر غور نہیں کیا گیا بلکہ اقتصادی بدحالی کے صرف ایک پہلو کو ہی زیر غور لایا گیا جبکہ ایجنڈے کے بعض نکات ایسے ہیں جن پر فوری عملدرآمد ممکن ہے۔ مثلاً بدعنوان وزیروں، مشیروں اور افسروں کی برطرفی میں کیا امر مانع ہے؟ حج کرپشن سمیت تمام سکینڈلز کو کیوں عجلت (?) سے نمٹانے، آزاد الیکشن کمیشن اور آزاد احتساب کمیشن کے قیام میں تاخیر کیوں کی جارہی ہے؟ سرکاری اخراجات میں 30 فیصد کمی کی طرف بھی کوئی توجہ نظر نہیں آئی۔ گیس و بجلی کی لوڈشیڈنگ کے لیے کوئی ٹائم فریم ابھی طے نہیں کیا گیا اور سستی بجلی کیلئے کالاباغ ڈیم کی تعمیر کو حسب سابق مسترد کیا جارہا ہے۔ یہ حقیقت بھی واضح ہو رہی ہے کہ وزیرخزانہ بین الاقوامی اداروں کی شرائط منوانے کے لیے زیادہ کوشاں ہیں

باقی صفحہ 52 پر

قلم دراز

شاہد نذیر چودھری

"کرپشن کلچر" کون ختم کرے گا؟

بلاشبہ کرپشن ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ کرپشن کی بدولت حکومتی اور سماجی نظام کھوکھلا ہوکر رہ جاتا ہے اور عوام کو جب گھروں میں عزت کے ساتھ روٹی کھانا نصیب نہیں ہوتی تو اسے سرکاری تندوروں پر گداگروں کی طرح سستی روٹیاں حاصل کرنا پڑتی ہیں۔ کرپشن کا راج ہو تو پورے ملک میں بےتحاشا غربت سرعت سے گردش کرتی ہے اور گھر گھر میں سفید پوشوں سے یہ پوچھا جاتا ہے "تم کتنے لوگ ہو اور زندہ رہنے کے لئے تمہیں کتنا کھانا چاہیے؟" افسوس حکمران اس حقیقت کا اعتراف کرنے کے باوجود کرپشن کے ساتھ میثاق جمہوریت بھی کرتے ہیں اور این آر او جیسا قانون بنا دیتے ہیں۔ ان معاہدوں پر حکمران عذر یہ پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے جمہوریت کی خاطر یہ کڑوی گولیاں کھائیں کہ باہمی اتحاد سے ملک چلانے کی کوشش کرنا چاہی تھی جو بارآور نہیں ہوسکی۔ انہوں نے جن کے ساتھ کندھا ملاکر چلنا چاہا وہ ہی گردن مار اور پاکٹ مار نکلے ہیں۔ کیا ہمارے حکمران اس قدر معصوم اور کند ذہن ہیں کہ انہیں قومی امور پر مصلحت اور مجرمانہ غفلت میں امتیاز ہی نہیں ہے؟ وہ مجرموں سے مصلحتاً دوستیاں کرکے اقتدار تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں مگر جب دال نہیں گلتی تو پھر سیاست کی بھٹیوں پر پرانی شراب کے کڑاہے چڑھا دیتے ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ کرپشن پر شور مچاتے رہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ قانون کا ڈنڈا آپ کے پاس ہے اور آپ جب اسے استعمال کرنے کی بجائے اس سے سر کھجانے کا کام لینا شروع کردیں گے تو ظاہر ہے کرپشن کے عادی مجرم بےخطر اپنے سیاسی دھندوں میں مصروف رہیں گے اور ساتھ ساتھ مال بھی سمیٹتے رہیں گے۔

میاں نوازشریف اور وزیراعلیٰ شہباز شریف نے پنجاب میں کرپشن فری کلچر فروغ دینے کا بارہا اعادہ کیا ہے۔ تاہم ان کا یہ خواب (جو پوری قوم کا خواب ہے) اسی وقت پورا ہوسکتا ہے جب قوم ان کی استعداد پر کرپشن کیخلاف اٹھ کھڑی ہو۔ شریف برادران پنجاب میں کرپشن کلچر پر بہت افسردہ ہیں جبکہ پورا ملک ہی کرپشن کی وجہ سے نیلام گھر بن چکا ہے اور 223 بلین روپے کرپشن کی نذر ہوچکے ہیں۔ پیپلزپارٹی کے سیکرٹری اطلاعات اور صدارتی مشیر فیصل رضا عابدی نے میاں نوازشریف پر الزام لگایا ہے کہ میاں صاحب نے 6146 ملین کی کرپشن کی ہے۔ (ق) لیگ نے بھی میاں شہبازشریف کی سستی روٹی سکیم کو فراڈ اور کرپشن کا بڑا ذریعہ قرار دے رکھا ہے۔ سپیکر (?) سابق وزیراعظم پاکستان کو سب سے بڑا کرپٹ قرار دیتے ہیں جبکہ ایک

سروے میں انکشاف ہوا ہے کہ 70 فیصد صدر زرداری کو کرپٹ ترین پاکستانی سمجھتے ہیں۔ پیپلزپارٹی اور (ق) لیگ خود پر کرپشن کے الزامات کو انتقامی سیاست کا شاخسانہ قرار دیتی ہیں جبکہ حقیقت میں یہی مقتدر اور منتخب سیاسی جماعتیں کرپشن کے میدان میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کیلئے کوشاں نظر آتی ہیں۔ یہ سب جماعتیں فوجی آمروں کے دور میں بھی کسی نہ کسی شکل میں حکومتوں کا حصہ رہی ہیں اور کرپشن بڑھانے میں معاون رہی ہیں۔ آج حال یہ ہے کہ پاکستان بدعنوان ملکوں کی فہرست میں 42 ویں نمبر پر آ پہنچا ہے۔ پچھلے تین سال میں یہاں کرپشن 400 فیصد سے تجاوز کرچکی ہے اور ہنوز ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ ان حالات میں حکمرانوں کے محض دعوے ان کی ملک کے ساتھ وفاداری کو مشکوک بنا دیتے ہیں۔ وہ نہ تو خود کو کسی غیر جانبدار محتسب کے سامنے پیش کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں اور نہ عادی بدعنوانوں کا سخت محاسبہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ ان کے سیاسی اور حکومتی فرائض فوج، عدلیہ اور میڈیا ادا کررہا ہے۔ فوج دہشت گردی کیخلاف لڑ رہی ہے اور بدعنوانوں کا تعاقب کرکے انہیں کیفرکردار تک پہنچا رہی ہے۔ عدلیہ چوروں، لٹیروں کو پکڑ رہی ہے اور میڈیا ہر سطح پر ملک دشمن عناصر کی نشاندہی کرکے قربانیاں دے رہا ہے جبکہ ہمارے منتخب نمائندے ایوانوں کی لذتوں میں جام لنڈھا رہے ہیں۔ انہیں کوئی فکر نہیں کہ ملک دیوالیہ ہونے کو آ پہنچا ہے اور حکومت ڈالر، پاؤنڈ اور یورو امپورٹ کرنے پر تلی ہوئی ہے اور بینکوں سے قرضے لے کر تنخواہیں ادا کررہی ہے۔ ان سنگین معاشی حالات میں بھی پارلیمانی نمائندوں کے لئے 2 ارب 91 کروڑ مالیت کے پارلیمنٹ لاجز کا تعمیراتی منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچانے کا سوچا جارہا ہے۔ جسے ختم کرنے کیلئے اپوزیشن لیڈر چودھری نثار علی خان نے وزیراعظم گیلانی سے تحریری احتجاج کیا ہے۔ وزیراعظم گیلانی سیاسی بحرانوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ ان کی حکومت کو خطرناک ترین سیاسی بحرانوں سے زیادہ معاشی بحران کے خطرے کا سامنا ہے۔ انہوں نے معیشت کی بحالی کے لئے بیرونی امداد کے حصول کی بجائے نئی عالمی منڈیاں تلاش کرنے کا عندیہ دیا ہے تاہم نئے بیرونی قرضوں کے حصول کیلئے وہ بہت پرامید بھی ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ وزیراعظم اور اس سے پہلے صدر صاحب بھی نئی عالمی منڈیوں کی تلاش کے لئے اپنے جذبات کا اظہار کرچکے ہیں جبکہ پاکستانی صنعتکاروں اور تجارتی اداروں کو بھی منڈیوں تک پہنچانے والے محکمے بزنس کمیونٹی کی حوصلہ شکنی کرنے میں مصروف ہیں۔

موجودہ حکمرانوں کی کرپشن کی وجہ سے معیشت تباہ ہوگئی ہے اور وہ ملک چلانے کے لئے غیرملکی قرضوں کیلئے بھاگ دوڑ کررہے ہیں۔ حال ہی میں ورلڈ بینک نے 25 کروڑ ڈالر اور جاپان نے 23 کروڑ 30 لاکھ ڈالر خیبر پختونخوا میں تعمیر و ترقی کے لئے بطور قرضہ دینے کا اعلان کیا ہے جبکہ آئی ایم ایف سمیت دوسرے عالمی مالیاتی اداروں سے بھی قرضوں کے حصول کے لئے تگ و دو کی جارہی ہے۔ ان خراب حالات میں بھی حکمران امریکہ سے "ڈالر موڑ" کا تقاضا کررہے ہیں جبکہ امریکہ ان سے سوال کررہا ہے کہ جب امریکہ تمہیں سب سے زیادہ امداد دیتا ہے تو تم ہمارے لئے کیا کررہے ہو؟ "وال اسٹریٹ جرنل" کی رپورٹ کے مطابق امریکہ دنیا کے جن ملکوں کو سب سے زیادہ امداد دیتا ہے پاکستان اس فہرست میں دوسرے نمبر پر ہے۔ یہ امداد بنیادی طور پر حکمرانوں اور ان کے گماشتوں پر ہی صرف ہوتی ہے جو امریکہ کے حق میں یہاں دوستانہ ماحول پیدا کرنے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔

پاکستان میں مقتدر سیاستدانوں کو اگر خدا کا خوف ہوتا تو وہ ابتدائے عشق سے ہی یہاں سیاسی کلچر کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتے۔

باقی صفحہ 52 پر

اسلام آباد

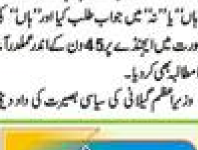

نواز رضا

10 نکاتی ایجنڈے پر مذاکرات، نتیجہ کیا ہوگا؟

مسلم لیگ (ن) اور حکومت کے درمیان 10 نکاتی ایجنڈے پر عملدرآمد کے حوالے سے مذاکرات شروع ہوچکے ہیں۔ مذاکرات کے پہلے دور کے بعد نوازشریف نے پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں پارٹی کا اعلیٰ سطحی اجلاس طلب کیا جس میں مسلم لیگ (ن) کی مذاکراتی ٹیم کے سربراہ اسحاق ڈار نے مذاکرات کے حوالے سے بریفنگ دی اور بتایا کہ حکومت مسلم لیگ (ن) کے 10 نکاتی ایجنڈے سے اتفاق تو کرتی ہے لیکن عملدرآمد کیلئے ٹائم فریم دینے کو تیار نہیں۔ نوازشریف اپنے 10 نکاتی ایجنڈے سے متعلق مذاکرات میں اس حد تک سنجیدہ ہیں کہ وہ مذاکراتی ٹیم کے ارکان کیساتھ ملاقات کیلئے لاہور سے خصوصی طور پر اسلام آباد آئے۔ انہوں نے (ن) لیگ کی مذاکراتی ٹیم کو ہدایت کی کہ وہ اپنی مذاکراتی حکمت عملی مرتب کرکے ایجنڈے کی تکمیل کو اولین ترجیح بنائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسحاق ڈار، سردار مہتاب احمد خان اور پرویز رشید نے اسلام آباد میں ڈیرے ڈال لئے ہیں۔

(ن) لیگ کے اعلیٰ سطحی اجلاس میں حکومت کی طرف سے 10 نکاتی ایجنڈے پر عملدرآمد کیلئے ٹائم فریم دینے میں لیت و لعل سے کام لینے پر مایوسی کا اظہار کیا گیا جس پر نوازشریف کا کہنا تھا کہ ٹائم فریم کے بغیر کوئی منصوبہ کامیاب نہیں ہوسکتا، اگر عمارت کی تعمیر کیلئے مدت مقرر ہوسکتی ہے تو قومی مقاصد کے حصول کیلئے ایسا کیوں نہیں کیا جاسکتا؟ مسلم لیگ (ن) کی جانب سے پیش کردہ ایجنڈے کی کچھ شقوں پر عملدرآمد کیلئے 45 منٹ اور کچھ کیلئے 45 گھنٹے کافی ہیں۔ نوازشریف نے مثبت (?) تجاویز کی کہ وزیراعظم گیلانی نے 45 ایام کے اندر ایجنڈے پر عملدرآمد کیلئے سوچ سمجھ کر ہی "ہاں" کی ہوگی۔ قومی ایجنڈے پر تکمیل سے مایوسیوں کو امید میں تبدیل کیا جاسکتا ہے تاہم (ن) لیگ کی قیادت نے غوروخوض کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ 6 نکات پر فوری عملدرآمد کی صورت میں دیگر نکات پر عملدرآمد کیلئے 45 دن کی مہلت میں توسیع کی جاسکتی ہے۔ مذاکرات کے دوسرے دور میں اہم پیش رفت ہوئی کہ 10 میں سے پانچ چھ نکات پر عملدرآمد کے سلسلے میں خاصی پیش رفت ہوئی ہے۔ اسحاق ڈار حکومت کیساتھ مذاکرات کے دوسرے دور کے اختتام پر خاصے پرامید تھے۔ قبل ازیں مسلم لیگ (ن) کی طرف سے مایوسی کا اظہار کیا جارہا تھا لیکن اب مسلم لیگ (ن) کی مایوسی امید کی کرن میں تبدیل ہوتی نظر آ رہی ہے۔ اسحاق ڈار نے پہلی بار کہا ہے کہ قوم کو مزید خوشخبریاں دی جائیں گی۔ حکومت اور (ن) لیگ نے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ردوبدل کیلئے مشترکہ گروپ اور بجلی و گیس کی لوڈشیڈنگ کیلئے نظام کار طے کرنے کیلئے خصوصی کمیٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسی طرح حکومت آٹھ سرکاری کارپوریشنوں اور اداروں کی ری سٹرکچرنگ پر بھی آمادہ ہوگئی ہے۔ پاکستان سٹیل کے بورڈ کو تحلیل کردیا گیا ہے جبکہ دیگر اداروں کی بھی ری سٹرکچرنگ کی جارہی ہے۔ حکومت نے سیاسی بنیادوں پر قرضوں کی معافی کے معاملے کا جائزہ لینے پر آمادگی کا اظہار کیا ہے اور اس سلسلے میں گورنر سٹیٹ بینک شاہد حفیظ کاردار سے مذاکراتی ٹیم کی ملاقات بھی ہوچکی ہے جس میں سیاسی بنیادوں پر معاف کئے گئے قرضوں کا ازسرنو جائزہ لینے پر اتفاق کیا گیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کس حد تک پیش رفت ہوتی ہے؟ حکومت 18 ویں ترمیم کے تحت الیکشن کمیشن کی تشکیل نو کرنے پر آمادہ نظر آتی ہے۔ حکومت اور مسلم لیگ (ن) کے درمیان مذاکرات کے دوسرے دور میں طے پایا ہے کہ سپیکر قومی اسمبلی سے کہا جائے گا کہ وہ پارلیمانی کمیٹی کی جلد تشکیل کریں تاکہ خودمختار الیکشن کمیشن کا قیام عمل میں لایا جاسکے۔ حکومت اور مسلم لیگ (ن) کے درمیان احتساب بل پر اتفاق رائے نہیں ہو سکا۔ دو سال کے دوران حکومت اور (ن) لیگ کے درمیان احتساب کا نیا قانون بنانے پر محض اس لئے اتفاق رائے نہیں ہوسکا کہ حکومت ایک ایسا احتساب قانون بنانا چاہتی ہے جس میں ماضی کی لوٹ مار کے بارے میں باز پرس نہ کی جائے اور مستقبل میں بھی کسی "مجرم" کی پکڑ نہ کی جائے۔

مسلم لیگ (ن) ایک غیر مؤثر قانون کی منظوری کا حصہ نہیں بننا چاہتی۔ اگرچہ حکومت اور مسلم لیگ (ن) کے درمیان احتساب بل لانے پر بات چیت ہوئی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حکومت احتساب کا مؤثر قانون نافذ کرنے میں کس حد تک مخلص ہے؟ حکومت نے اپنے اخراجات میں 30 فیصد کمی کا مطالبہ تو تسلیم کرلیا لیکن ساتھ ہی یہ تقاضا کردیا کہ صوبے بھی اخراجات میں 30 فیصد کمی کریں۔ اس پر اسحاق ڈار کا کہنا ہے کہ حکومت پنجاب نے اپنے اخراجات میں کمی کیلئے اقدامات شروع کردیئے ہیں۔ 18 ویں ترمیم کی منظوری کے بعد 30 جون سے قبل 18 وفاقی وزارتیں اور 3 محکمے صوبوں کو منتقل کرنا آئینی تقاضا ہے۔ البتہ یہ بات کی جاسکتی ہے کہ حکومت (ن) لیگ کے مطالبے پر کابینہ کا حجم چھوٹا کرسکتی ہے۔ البتہ مسلم لیگ (ن) اور حکومت کے درمیان بدعنوان وزراء کی برطرفی اور این آر او سمیت دیگر عدالتی فیصلوں پر عملدرآمد کے ایشو پر بھی تنازعہ کھڑا ہوسکتا ہے۔ اسحاق ڈار 10 نکاتی ایجنڈے پر تیز رفتاری سے عملدرآمد چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جو کام دو دن میں کیا جاسکتا ہے وہ دو دن میں ہی ہوگا اس کیلئے 45 دن کا انتظار نہیں کیا جاسکتا۔ حکومت اور مسلم لیگ (ن) کے درمیان مذاکرات کی کامیابی کی صورت میں جہاں ملک میں مضبوط معاشی نظام کی بنیادیں رکھی جاسکیں گی وہاں عوام کو مہنگائی کے بوجھ سے نکلنے کا بھی موقع ملے گا۔

"قبائلیوں کی قاتل پاکستانی حکومت"

نعیم مرزا

دہشت گردی کے خلاف امریکہ کی نام نہاد جنگ کا فائدہ جس کسی نے بھی اٹھایا ہو، معصوم اور بے گناہ قبائلیوں کے حصے میں صرف تباہی و بربادی اور موت ہی آئی ہے۔ آج قبائلیوں میں سے کسی سے بھی تباہی و بربادی کا سبب پوچھیں آپ کو یہی جواب ملے گا کہ دہشت گرد ہو گئی طالبان تھے اور آج ان کی جگہ سی آئی اے نے سنبھال رکھی ہے۔ کبھی ان معصوم قبائلیوں کو طالبان کے روپ میں دہشت گردوں نے نشانے پر رکھا ہوا تھا اور اب سی آئی اے کے ڈرون حملے ان کی بستیوں کو قبرستان بنا رہے ہیں۔ گزشتہ برس پاکستان کے قبائلی علاقوں پر 110

ڈرون حملے کئے گئے۔ ان میں سے 90 فیصد حملے شمالی وزیرستان پر ہوئے۔ ایسے ہی ایک حملے کی زد میں آ کر دونوں ٹانگوں سے محروم ہونے والے 17 سالہ نوجوان سعداللہ وزیر نے اپنے گاؤں کے دیگر چھ متاثرین کے ساتھ مل کر ڈرون حملوں کے خلاف ایک احتجاجی مہم کا آغاز کر رکھا ہے۔ یہ لوگ سی آئی اے کے جرائم کا شکار ہو کر اپنے لئے انصاف طلب کرتے پھر رہے ہیں لیکن شاید ان معصوم لوگوں کو یہ علم نہیں کہ ان کے احتجاج کے جواب میں انہیں مزید تباہی کا تحفہ تو مل سکتا ہے لیکن انصاف میسر نہیں آئے گا۔ ہاں اگر سعداللہ وزیر کی انصاف کی پکار میں پوری قوم کی آواز شامل ہو جائے تو موجودہ حکومت کو دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ سے دامن چھڑانے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اس حوالے سے احتجاج کرنے والوں کو امریکہ کے خلاف قانونی کارروائی کی کوشش کی بجائے پاکستانی حکومت کے خلاف مقدمات قائم کروانے چاہئیں کیونکہ موجودہ حکومت اپنے بے گناہ شہریوں کی جان و مال کے ساتھ ساتھ قومی وقار کا تحفظ کرنے میں بھی بری طرح ناکام رہی ہے۔ اقوام متحدہ کی طرف سے ماورائے عدالت قتل کے حوالے سے قائم کی گئی تحقیقاتی کمیٹی کے سربراہ فلپ ایلسٹن نے اپنی رپورٹ میں امریکہ پر زور دیا تھا کہ وہ ڈرون حملوں میں مارے جانے والے بے گناہ افراد کے متعلق اعداد و شمار جاری کرے۔ اس حوالے سے قواعد و ضوابط وضع کئے جائیں۔ امریکہ کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ڈرون حملے صرف اسی صورت کئے جاتے ہیں جب مبینہ دہشت گردوں کو زندہ گرفتار کرنے کی تمام تر کوششیں ناکام ہو چکی ہوں۔ لیکن اس کے جواب میں سی آئی اے کے ترجمان نے فقط اتنا کہنے پر اکتفا کیا کہ ڈرون حملے قانونی طور پر درست ہیں۔ یہ صرف دہشت گردوں کے خاتمے کیلئے کئے جا رہے ہیں اور مؤثر ثابت ہو رہے ہیں۔

بعض تجزیہ نگاروں کے خیال میں ڈرون حملوں کے نتیجے میں دہشت گردوں کا تو کچھ نہیں بگڑ رہا البتہ اوباما اپنے آئندہ انتخاب کی راہ ضرور ہموار کر رہے ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے اصل مقاصد وہ ہرگز نہیں جو امریکہ بیان کرتا ہے بلکہ جنگ کا اصل ہدف امریکہ اور اتحادیوں کے سٹریٹجک مفادات کا حصول ہے۔ اوباما بارہا افغانستان سے امریکی فوج کے انخلا کی باتیں کر چکے ہیں لیکن عملی طور پر ڈرون حملوں میں روز بروز شدت آ رہی ہے اور بعض ماہرین اس خدشے کا اظہار کر رہے ہیں کہ اس برس پاکستانی علاقوں پر امریکی حملوں کا دائرہ کار بڑھاتے ہوئے ڈرونز کے ساتھ ساتھ "پریڈیٹر" اور "ریپر" جیسے مہلک ہتھیاروں کو بھی جھونک دیا جائے گا۔ اوباما ہر حال میں جیت کے خواہشمند ہیں اور اس طرح اس بات کا قوی امکان ہے کہ کم از کم انتخابات ہونے تک تو ڈرون حملے جاری رہیں گے اور اس کے بعد کا حال خدا جانتا ہے۔ امریکی جارحیت سے نجات حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ شمالی وزیرستان کے نوجوان سعداللہ وزیر نے امریکی ظلم کے خلاف جس تنظیم "فاؤنڈیشن فار فنڈامینٹل رائٹس" کی بنیاد رکھی ہے وہ سب سے پہلے پاکستانی حکومت کے خلاف عدالتوں میں جائے۔

ایف ایف آر شمالی وزیرستان میں امریکی دہشت گردی کا نشانہ بننے والے ہر شخص یا اس کے لواحقین کو مجبور کرے کہ وہ پاکستانی حکومت کے خلاف مقدمہ دائر کریں۔ ایف ایف آر کو عالمی عدالت انصاف سے بھی رجوع کرنا چاہئے تاکہ امریکہ کو قبائلی علاقوں میں ہونے والے جانی و مالی نقصان کا ازالہ کرنے پر مجبور کیا جا سکے۔ پاکستان کی حزب اختلاف بھی ابھی تک نہ جانے کہاں سو رہی ہے جب کبھی اپوزیشن رہنماؤں کی آنکھ کھلتی ہے تو وہ ایک آدھ نعرہ لگا کر پھر سے خواب خرگوش میں گم ہو جاتے ہیں۔ حزب اختلاف سمیت پوری قوم کو جاگنا ہوگا ورنہ امریکی خون آشامی کا دائرہ بڑھتے بڑھتے سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

موجودہ حکومت نے قبائلی علاقوں میں امریکہ کو قتل عام کی اجازت دے کر آئین پاکستان کی خلاف ورزی کی ہے

جاگیردارانہ نظام

جمہوریت کے لئے زہر قاتل

وقار اشرف

پاکستان کے قیام کو 63 برس سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن فرسودہ جاگیردارانہ نظام سے نجات حاصل نہیں کی جا سکی۔ بھارت نے بھی ہمارے ساتھ آزادی حاصل کی تھی لیکن اس نے 1953ء میں زرعی اصلاحات کے ذریعے اس نظام کا خاتمہ کر دیا اور آج وہ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے۔ ہماری سیاسی جماعتوں نے بھی جاگیردارانہ نظام کے خاتمے کی بات تو کی ہے لیکن خلوص نیت سے خاتمے کے لئے اقدامات نہیں اٹھائے۔ ایم کیو ایم نے زرعی اصلاحات کا بل اسمبلی میں جمع کروایا ہے لیکن اس کی منظوری کے آثار نظر نہیں آتے۔ معروف برطانوی اخبار "گارجین" نے اپنے تجزیے میں لکھا ہے کہ "جاگیردارانہ نظام نے پاکستان میں جمہوریت کو پنپنے نہیں دیا۔ اس لئے یہ جمہوریت کے لئے زہر قاتل ہے اور اس کا خاتمہ ہونا چاہئے۔"

اگر ہم پاکستان کی 63 سالہ تاریخ پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو یہاں جمہوریت خال خال ہی نظر آتی ہے۔ اگر جمہوریت آئی بھی تو وہ بھی طویل آمریت کے بعد ایک چھوٹے سے وقفے کے طور پر۔ پاکستان میں جمہوریت اس وقت ہی کمزور ہو گئی تھی جب پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کو راولپنڈی کے ایک جلسہ عام میں گولی مار کر شہید کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد طاقت کا توازن بگڑ گیا اور فوج کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اس کا اندازہ اس دلچسپ موازنے سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1951ء سے 1957ء تک بھارت میں صرف ایک وزیراعظم رہا لیکن آرمی چیف کئی آئے اور مدت ملازمت پوری کر کے ریٹائر ہوئے۔ دوسری طرف پاکستان میں اس عرصے کے دوران آرمی چیف تو ایک ہی رہا لیکن وزیراعظم کئی آئے اور آئینی مدت پوری کرنے سے قبل ہی گھر بھیج دیئے گئے۔ فوجی حکمرانوں نے ملک کو کیا نقصان پہنچایا ہے؟ اس کے لئے اگر ہم جنرل ایوب خان سے جنرل پرویز مشرف تک کے فوجی ادوار کا جائزہ لیں تو ایک بات شدت سے محسوس ہوتی ہے کہ فوجی آمروں نے سارا ریاستی ڈھانچہ ہی تباہ کر کے رکھ دیا۔ انہوں نے ایسا نظام وضع کیا جس کے سارے ثمرات اشرافیہ نے سمیٹے جبکہ غریب عوام کی جھولی خالی کی خالی رہی۔ جاو حال معیشت، دہشت گردی، خودکش دھماکے اور لاکھوں افراد کی دربدری فوجی جنتا کی پالیسیوں کا ثمر ہے۔ اس ساری صورتحال کے باوجود یہ ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے کہ پاکستانی عوام جرنیلوں کو خوش آمدید کہنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ عوام کو بھی کبھی اپنی اداؤں پر غور کرنا چاہئے۔

پاکستان میں ہر شخص چاہے وہ اقتدار میں ہے یا اقتدار سے باہر، جمہوریت کی وکالت کرتا دکھائی دیتا ہے اور جمہوریت کے لئے قربانیوں کے بلند بانگ دعوے کرتا ہے لیکن کسی نے بھی جمہوریت کو ایک ادارے کے طور پر مستحکم کرنے کی طرف توجہ نہیں دی۔ یہاں اگر جمہوریت صحیح معنوں میں نہیں پنپ سکی اور افسر شاہی زیادہ مضبوط ہوئی ہے تو اس کی ایک بڑی وجہ جاگیردارانہ نظام ہے۔ یہاں جاگیردار اور وڈیرے ہمیشہ سے مضبوط رہے ہیں اور انہوں نے ملکی سیاسی، معاشرتی، معاشی اور سماجی زندگی پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو کچھ غلط نہ ہوگا کہ اس اشرافیہ نے ملکی سیاست، معاشرت اور معیشت کو اپنے گھر کی باندی بنائے رکھا ہے۔ بھارت نے آزادی حاصل کرنے کے بعد 1953ء میں زرعی اصلاحات متعارف کروا دیں جنہوں نے جمہوری بھارت کے قیام میں بہت اہم اور کلیدی کردار ادا کیا۔ پاکستان میں کتنے ہی حکمران آئے اور گئے لیکن کسی نے بھی ایسی زرعی اصلاحات کو درخور اعتنا نہیں سمجھا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جاگیردار اور وڈیرے طاقتور ہوتے چلے گئے اور غریب عوام ان کیلئے رینگنے والے کیڑے مکوڑوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ یہ جاگیردار اور وڈیرے غریبوں کی تقدیر کے مالک بن بیٹھے ہوئے ہیں۔ دیہی علاقوں پر ان کا مکمل قبضہ ہے اور وہ ان علاقوں میں سرمایہ کاری تو دور کی بات سکول اور ہسپتال تک بنانے کی اجازت نہیں دیتے۔

آج اگر پاکستان میں پھر جمہوریت کا تجربہ کیا گیا ہے تو جاگیرداروں کی اولادیں اسمبلیوں میں آ گئی ہیں۔ یہ غیر تعلیم یافتہ اور جعلی ڈگریوں کے حامل لوگ پاکستان کو مسائل کے بھنور سے نکالنے کی بالکل صلاحیت نہیں رکھتے۔ سیاسی جماعتوں کو جمہوریت کی مضبوطی کے لئے ووٹ ملے ہیں لیکن ان کے پیش نظر ان کے ذاتی مفادات ہیں۔ اس صورتحال کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر طرف کرپشن کا بازار گرم ہے۔ ملک معاشی طور پر دیوالیہ پن کے قریب ہے اور ہر طرف یاس و ناامیدی کی کیفیت ہے۔

جمہوری حکمرانوں کی ناکامی کا یہ ثبوت کیا کم ہے کہ انہوں نے بھی زرعی اصلاحات متعارف کروانے کی طرف توجہ نہیں دی۔ بجلی کی کمی، سیلابوں اور دہشت گردی نے بھی صورتحال کو گھمبیر بنایا ہے۔ پاکستان جمہوری طریقے سے حاصل کیا گیا تھا اور جمہوریت ہی اسے دنیا کا قابل احترام ترین اور ترقی یافتہ ترین ملک بنا سکتی تھی۔ لیکن بدقسمتی سے یہاں جمہوریت کے پودے کو پنپنے ہی نہیں دیا گیا اور ہماری آنکھوں کے سامنے جمہوریت کا مذاق اڑایا جا رہا ہے لیکن عوام خاموشی سے تماشا دیکھ رہے ہیں۔ عوام کب بیدار ہوں گے اور وہ کردار ادا کریں گے جو ادا کرنا چاہئے۔ اگر منتخب نمائندے اپنا کام درست طریقے سے نہیں کر رہے تو عوام ان کا احتساب کیوں نہیں کرتے؟ آج پاکستان میں ایک جمہوری حکومت قائم ہے لیکن یہ محض نام کی جمہوری حکومت ہے کیونکہ جمہوری آزادی کو سلب کر لیا گیا ہے۔ کل تک جمہوریت کے لئے جدوجہد کرنے والے آج اقتدار میں آ کر اسی جمہوریت کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آزاد عدلیہ کسی ملک کے لئے ناگزیر ہوتی ہے لیکن ہمارے جمہوری حکمران آزاد عدلیہ سے خوفزدہ ہیں اور ایک بار پھر عدلیہ کی آزادی سلب کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستان میں گڈ گورننس، جمہوریت اور سول سوسائٹی اسی صورت میں پروان چڑھ سکتی ہے اگر آئین و قانون کی بالادستی قائم ہو جائے۔ پاکستان میں جمہوریت کو ایک دم قتل نہیں کیا جا رہا بلکہ ترسا ترسا کر مارا جا رہا ہے۔

پاکستان کی 63 سالہ تاریخ میں جمہوریت خال خال ہی نظر آتی ہے

گیس پائپ لائنوں کو اڑانے کے پے در پے واقعات

کوئٹہ

عابد میر

گزشتہ ہفتے بلوچستان میں گیس پائپ لائنوں کو اڑانے کے پے در پے واقعات کے باعث کئی علاقوں کے لوگ سخت سردی میں ٹھٹھرتے رہے اور انتظامیہ ایک ہفتے تک ان پائپ لائنوں کی مرمت نہ کر سکی۔ سب سے پہلے نامعلوم افراد نے ڈیرہ بگٹی اور سوئی میں کنوؤں سے پلانٹ کو جانے والی دو پائپ لائنوں اور ایک کنویں کو دھماکہ خیز مواد سے اڑا دیا جس سے پلانٹ کو گیس کی فراہمی معطل ہو گئی۔ ڈیرہ بگٹی کے علاقے لوٹی گیس فیلڈ میں کنواں نمبر چودہ، گیارہ اور بارہ کی جنکشن پائپ لائن کو دھماکہ خیز مواد سے اڑایا گیا جس سے سوئی پلانٹ کو گیس کی فراہمی معطل ہو گئی۔ اسی طرح سوئی میں پیکی کالونی کے قریب نامعلوم افراد نے کنواں نمبر چونتیس، ستاسی، اٹھتر، پچاسی اور چھیاسی کی 20 انچ قطر کی جنکشن پائپ لائن کو دھماکہ خیز مواد سے اڑا دیا جس سے سوئی پیوریفیکیشن پلانٹ کو گیس کی فراہمی معطل ہو گئی۔ دھماکے سے پائپ لائن میں آگ بھڑک اٹھی اور کئی گھروں کو بھی نقصان پہنچا۔ اسی طرح ڈیرہ بگٹی کے علاقے اوچ گیس فیلڈ میں بھی نامعلوم افراد نے گیس کے کنواں نمبر سولہ کو دھماکہ خیز مواد سے اڑا دیا۔ دھماکے سے کنویں کی مشینری تباہ ہو گئی۔ ان واقعات کی اطلاع ملتے ہی گیس انتظامیہ، سیکورٹی اہلکار اور متعلقہ حکام موقع پر پہنچ گئے۔ گیس حکام نے متاثرہ پائپ لائنوں کی مرمت کا کام شروع کروا دیا اور یہ کام جاری تھا کہ نصیر آباد میں اوچ کے مقام پر مزید پائپ لائنوں کو دھماکے سے اڑا دیا گیا۔ کوئٹہ میں بھی اسی طرح کے واقعات پیش آئے جس کے بعد بلوچستان کے اکثر علاقوں کو گیس کی فراہمی معطل ہو گئی۔ کوئٹہ میں یخ بستہ اور گرد آلود ہوائیں چلنے کے باعث لوگ گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے اور ٹریفک معمول سے کم رہی۔ پشین، قلات، مستونگ، زیارت، ہرنائی، چمن، لورالائی، کچلاک، زیارت، قلات، کوئٹہ اور مسلم باغ میں درجہ حرارت نقطہ انجماد سے گر گیا۔ ڈیرہ اللہ یار کے علاقے میں گیس پائپ لائن کو اڑائے جانے کی وجہ سے بلوچستان بھر میں گیس کی فراہمی بند ہو گئی اور لوگوں کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا۔ دکانداروں نے بھی صورتحال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے گیس کے سلنڈروں اور لکڑی کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا۔ سی این جی اسٹیشنز بھی بند رہے جس سے عوامی مشکلات میں مزید اضافہ ہو گیا۔

سیاسی جماعتوں نے پائپ لائنوں کی حفاظت اور فوری مرمت میں ناکامی پر حکومت اور انتظامیہ کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر سوئی میں سیکورٹی فورسز کی اتنی بڑی تعداد ہونے کے باوجود چند لوگ گیس پائپ لائنوں کو اڑانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر یہ سینکڑوں اہلکار کس لئے تعینات ہیں؟ اگر پوری انتظامی مشنری مل کر بھی ایک ہفتے تک گیس کی فراہمی بحال نہیں کر سکتی تو عوام ان سے کس بہتری کی توقع رکھیں۔

سیاسی کارکنوں کے اغواء اور ان کی مسخ شدہ لاشیں ملنے کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ اس سال جنوری میں ہی درجن کے قریب لاشیں مل چکی ہیں جس پر سیاسی حلقوں نے تشویش کا اظہار کیا ہے بلکہ اب تو خود پیپلز پارٹی کے رہنما سینیٹر نوابزادہ حاجی لشکری رئیسانی نے مسخ شدہ لاشوں کے ملنے کو روح فرسا واقعات قرار دیتے ہوئے اس کی شدید مذمت کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عالمی سطح پر یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ ریاست اور حکومت عوام کے جان و مال کے تحفظ کی ذمہ دار ہیں جس کیلئے کوئی عذر قابل قبول نہیں۔ ریاست کے لئے سب سے زیادہ تشویش ناک بات یہ ہوگی کہ لوگ اس کے نظام انصاف میں اپنا یقین کھو دیں۔ اس پہلو پر نہایت سنجیدگی سے سوچنے کی ضرورت ہے۔ اگر انسانی حقوق اسی طرح پامال ہوتے رہے، گھر اور خاندان اجڑتے رہے اور ریاستی ذمہ داری پوری نہ ہوگی تو دوریوں کا پیدا ہونا فطری بات ہوگی۔ اتنے سارے ناکام تجربات کے بعد بھی اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ طاقت سے مسائل حل ہوں گے تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔ حکومت اور ریاستی اداروں کی آئینی، قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو انصاف کے کٹہرے میں لا کھڑا کریں۔ اگر ایسا نہ ہو سکا تو رائے عامہ انتہا پسندی پر مائل ہوگی جس کے نتائج انتہائی بھیانک ہو سکتے ہیں۔

کرپشن ختم کرنے کا واحد نسخہ......انقلاب

فیصل آباد

احمد کمال نظامی

پنجاب کے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خاں نے فیصل آباد میں مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ وفاقی حکومت نے عوام کو دھماکوں اور فاقوں کے سوا کچھ نہیں دیا۔ آئندہ انتخابات میں لوگ کسی کرپٹ پارٹی کو ووٹ نہیں دیں گے۔ نواز شریف کے دس نکاتی ایجنڈے پر عملدرآمد سے کرپشن کی حوصلہ شکنی اور ملکی ترقی کی راہیں ہموار ہوں گی۔ پنجاب کے سیاسی حالات میں لطیف کھوسہ کے گورنر بننے کے بعد نمایاں تبدیلی آئی ہے اور لطیف کھوسہ نے میاں نواز شریف کو یقین دلایا ہے کہ وہ تلخیاں ختم کرتے ہوئے عوامی مسائل باہمی اتحاد و اتفاق سے حل کئے جائیں گے۔ اس وقت یوں محسوس ہوتا ہے کہ پنجاب میں (ن) لیگ اور پیپلز پارٹی کے درمیان پہلے والی کشیدگی نہیں رہے گی۔ اس طرح باہمی قربت میں رانا ثناء اللہ جو کردار ادا کرتے رہے ہیں اب وہ ختم ہو گیا ہے۔ اس نئی صورتحال سے رانا ثناء اللہ بھی پوری طرح باخبر ہیں اور حالیہ بیان کو سابقہ فضا برقرار رکھنے کی سعی قرار دیا جا سکتا ہے۔ کرپٹ پارٹی سے ان کی مراد پیپلز پارٹی ہے۔ لیکن اصل صورتحال یہ ہے کہ عوام دونوں سیاسی جماعتوں سے بدظن ہو چکے ہیں۔ بجلی و گیس کے بدترین بحران اور مہنگائی نے قوم کی زندگی اجیرن بنا رکھی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ رانا ثناء اللہ خاں ایک بار پھر پہلے والے حالات پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان کی سیاسی دکان پہلے کی طرح چلتی رہے۔ لیکن ہوا اب رخ تبدیل کر رہی ہے اور صدر زرداری بھی اپنے رویے میں تبدیلی لا رہے ہیں۔ جہاں تک دھماکوں اور فاقوں کا تعلق ہے اگر وفاق نے عوام کو فاقے دیئے ہیں تو ان فاقوں میں مسلم لیگ (ن) کا کردار کتنے فیصد ہے؟ اگر امن و امان کی صورتحال کے حوالے سے بات کی جائے تو پنجاب میں امن و امان کی صورتحال کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک دن میں ڈکیتی کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں اور حکومت جرائم کے بڑھتے ہوئے گراف کے آگے بند باندھنے میں ناکام ہو گئی ہے۔ حکومت پنجاب گڈ گورننس کا بھی کریڈٹ لیتی ہے لیکن پنجاب میں گڈ گورننس کا مظاہرہ کہیں نظر نہیں آتا۔ معیشت کا پہیہ بھی رکا ہوا ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ دونوں بڑی سیاسی جماعتیں عوام سے کئے گئے وعدوں پر کاربند نہیں رہیں۔ میاں نواز شریف کے دس نکاتی ایجنڈے کو انقلاب کی نوید قرار دیا جا رہا ہے اور انہوں نے حکمرانوں کو 45 دن کی مہلت دی ہے جبکہ عوام کی غالب اکثریت کا خیال ہے کہ 45 روز کے بعد بھی کوئی

انقلاب نہیں آئے گا۔ عمران خان سمیت پوری قوم اسے دونوں سیاسی جماعتوں کی نورا کشتی قرار دے رہی ہے۔ ان سیاسی ناقدین کا خیال ہے کہ دس نکاتی ایجنڈا اور اس کا ٹائم فریم دیکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔ حیران کن امر یہ ہے کہ دونوں جماعتوں نے میثاق جمہوریت کی ایک بھی شق پر عملدرآمد نہیں کیا تو دس نکاتی ایجنڈے کی باری کب آئے گی؟ کہتے ہیں جنگ اور سیاست میں کوئی قول و فعل حتمی نہیں ہوتا۔ اس وقت پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) دراصل اسی انقلاب کا راستہ روکنے کی سعی کر رہی ہیں جو مسائل کے مارے عوام کے اذہان میں لاوے کی طرح پک رہا ہے۔ صدر آصف علی زرداری کے بقول سیاسی اداکار کامیاب نہیں ہوں گے لیکن حالات نے ثابت کر دیا ہے کہ وہی بڑے اداکار ہیں۔ اب اداکاری میں نمبر ون کون ہے اور نمبر دو کون؟ اس کا فیصلہ تو عوام نے کرنا ہے۔ رانا ثناء اللہ کا بیان حالات میں اپنی شکست کو موجوں سے بچانے کی تدبیر قرار دیا جا سکتا ہے جبکہ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی گزشتہ تین سالہ کارکردگی پر نگاہ ڈالیں تو سیاسی بقراطوں نے عوام کو مسائل کے سوا کچھ نہیں دیا۔ رہا کرپٹ پارٹی کا مسئلہ، یہاں عوام تو اتنے ہی سادہ ہیں جو سامنے ہوگا اسی کے لئے پارٹی کرپٹ ہے اور وہ بتا دیتا ہے اس کا انتخابات سے کوئی تعلق نہیں۔ دس نکاتی ایجنڈے سے کرپشن ختم نہیں ہوگی بلکہ انقلاب ہی کرپشن کو ختم کر سکتا ہے جس کا راستہ روکنے کیلئے دونوں بڑی سیاسی جماعتیں ایک ہیں۔

☆☆☆

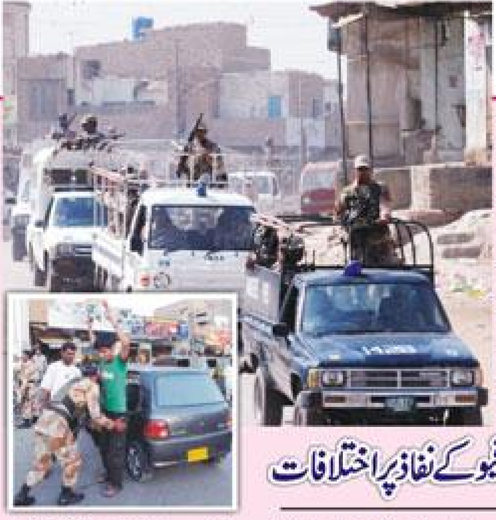

کراچی

شہزاد چغتائی

اسلحہ کی برآمدگی اور کرفیو کے نفاذ پر اختلافات

کراچی میں عمارت گروں نے چندوں میں درجنوں گھروں کے چراغ گل کردیے جن میں پائلٹ، صحافی، نائب ٹاؤن ناظم اور سیاسی کارکن سب شامل تھے۔ ٹارگٹ کلنگ کو روکنے کیلئے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے وفاقی وزیرداخلہ رحمان ملک کو کراچی روانہ کیا جنہوں نے قتل وغارت گری کو روکنے کے لئے مختلف اجلاس کئے۔ گورنر، علماء، ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کے رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں اور ہدایات جاری کیں لیکن وہ امن و امان کے جن کو قابو کرنے میں ناکام رہے۔ ان کی موجودگی میں سائٹ ٹاؤن کے سابق نائب ناظم بادشاہ خان سمیت نصف درجن بے گناہ خاک و خون میں نہلا دیے گئے۔ یوں تو ٹارگٹ کلنگ کئی دنوں سے چل رہی تھی لیکن جمعرات کی شب ٹی وی کے رپورٹر ولی خان بابر کی ہلاکت اور اے این پی سندھ کے قائم مقام سیکریٹری جنرل بشیر خان کے زخمی ہونے سے صورتحال اچانک خراب ہو گئی۔ ان واقعات کے بعد شہر میں ہنگامے پھوٹ پڑے اور بنارس چوک پر اس پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ روٹ ون ڈی کی بس پر فائرنگ کے نتیجے میں سات افراد جاں بحق ہوگئے جن کی نعشیں کئی روز تک ورثاء کے حوالے نہیں کی گئیں۔ وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کے پائلٹ کو گلستان جوہر میں قتل کیا گیا۔ کئی رکشہ ڈرائیوروں کو بھی قتل کیا گیا۔ ٹارگٹ کلنگ کے بعد متحدہ اور اے این پی کے درمیان تناؤ پیدا ہوگیا اور بیانات کی جنگ چھڑ گئی لیکن بعد میں متحدہ کے قائد الطاف حسین اور اے این پی کے سربراہ اسفندیار ولی نے اپنے اپنے رہنماؤں کو بیان بازی سے روک دیا۔ رحمان ملک کا کہنا تھا کہ کراچی کی صورتحال خراب کرنے میں تیسری قوت ملوث ہے لیکن انہوں نے یہ وضاحت نہیں کی کہ تیسری قوت کون ہے؟

کراچی کے معاملات میں وزیرداخلہ رحمان ملک کی مداخلت پر پیپلز پارٹی کے رہنماؤں نے نوٹس لیا اور رحمان ملک کی بابت سے تو تنہا کراچی کی صورتحال کے بارے میں فیصلوں پر تحفظات کا اظہار کیا۔ پیپلز پارٹی کے ارکان اسمبلی کا کہنا تھا کہ ہمیں کراچی کی صورتحال کے بارے میں اعتماد میں نہیں لیا جا رہا اور وزیر داخلہ یکطرفہ فیصلے کر رہے ہیں۔ ان ارکان اسمبلی نے رحمان ملک کی بار بار کراچی آمد پر اعتراضات بھی کیے کہ سندھ میں وزیراعلیٰ اور صوبائی وزیرداخلہ موجود ہیں تو پھر رحمان ملک کیوں آتے ہیں؟ افتتاح ہونے کے بعد رحمان ملک کراچی کو ٹارگٹ کلرز کے رحم و کرم پر چھوڑ کر پہلے دبئی اور وہاں سے اسلام آباد چلے گئے۔ وہ جب بھی کراچی آتے تھے، ٹارگٹ کلرز روپوش ہوجاتے تھے لیکن اس بار رحمان ملک خود کراچی چھوڑ کر چلے گئے۔ اسلحہ برآمد کرنے کے معاملے پر سیاسی جماعتیں تقسیم ہو گئیں اور ان کے درمیان اختلافات پیدا ہوگئے۔ متحدہ نے تو کراچی کے بجائے پورے ملک سے اسلحہ برآمد کرنے کا مطالبہ کر دیا لیکن اپوزیشن سمیت حلیف سیاسی جماعتوں نے متحدہ کی ہاں میں ہاں ملانے سے انکار کر دیا۔ مسلم لیگ (ن) اور اے این پی سمیت مختلف سیاسی جماعتیں آپریشن کی حامی ہیں۔ میاں نواز شریف کا کہنا ہے کہ ٹارگٹ کلنگ میں نعشوں کی سیاست کرنے والے ملوث ہیں جبکہ رحمان ملک کا موقف ہے کہ کراچی میں خاک و خون کے لیے کھیل کے آغاز کے ساتھ اے این پی نے کراچی کو فوج کے حوالے کرنے اور اسلحہ برآمد کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ دوسری جانب یہ بات بھی حیران کن تھی کہ ایک ہی وقت میں کئی ٹیلی ویژن چینلز نے کراچی کی صورتحال پر جو پروگرام پیش کیے، ان کے اینکرز نے کراچی کو فوج کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔

وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے کراچی کی صورتحال کا نوٹس لیتے ہوئے رحمان ملک کو ہدایت کی کہ وہ قاتلوں کے ساتھ کوئی رعایت نہ کریں۔ وزیراعظم گیلانی نے کراچی کی صورتحال پر متحدہ کے قائد الطاف حسین، اے این پی کے صدر اسفندیار ولی خان، وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ اور وزیر داخلہ رحمان ملک سے مشاورت کی۔ کراچی کے حالات کا جائزہ لینے کے لیے قائم مقام صدر فاروق نائیک بھی کراچی پہنچ گئے اور انہوں نے گورنر ہاؤس میں ہونے والے ایک اجلاس کی صدارت کی۔

کراچی میں تعطل دے یوں تو پورا شہر متاثر ہوتا ہے لیکن اورنگی، بنارس چوک، سہراب گوٹھ، گلستان جوہر اور گلشن اقبال کے بعض علاقے میدان جنگ بن جاتے ہیں۔ اورنگی جانے والے راستے بند ہونے کے بعد سوالاکھ آبادی کا شہر سے رابطہ ختم ہو جاتا ہے اور لوگ محصور ہو جاتے ہیں۔ متحدہ کے رکن صوبائی اسمبلی رضا حیدر کے قتل کے بعد تو یہ معمول بن گیا ہے۔

کراچی نومبر 2008ء سے نسلی ولسانی کشیدگی کی لپیٹ میں ہے۔ یہاں ٹارگٹ کلنگ تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہے اور اب تک کئی سو سیاسی کارکن قتل ہو چکے ہیں۔ یوں تو کراچی میں اپریل 85ء سے قتل و غارت گری ہو رہی ہے لیکن اب حالات جلدی جلدی خراب ہونے لگے ہیں۔ اس سے قبل 84ء میں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے تھے جس کے بعد پولیس کی چاندی ہوگئی تھی۔ اورنگی میں آپریشن کے دوران ٹارگٹ کلرز کے بجائے بے گناہ پکڑے گئے جبکہ ڈبل سواری پر پابندی کے حکم کے بعد پولیس کی چاندی ہوگئی۔ قتل و غارت گری کے الزام میں چند افراد گرفتار نہیں ہوئے لیکن پولیس نے ڈبل سواری کی خلاف ورزی کرنے والے 656 شہریوں کو گرفتار کرکے خبر بنا لی۔ متحدہ نے چند علاقوں میں آپریشن پر اعتراض کیا اور سوال کیا کہ رینجرز نے بنارس چوک کی پہاڑی اور قصبہ کالونی میں مستقل چوکیاں قائم کیوں نہیں کیں؟ متحدہ قومی موومنٹ کراچی میں رینجرز کی مستقل چوکیوں کے حق میں ہے لیکن اس کا موقف ہے کہ پولیس ایکشن کے دوران اسے اعتماد میں نہیں لیا جا رہا۔ اسلحہ کی برآمدگی کے ساتھ کرفیو کے نفاذ پر بھی حکمران اتحاد میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔

مکتوب سندھ

الطاف مجاہد

سندھ میں نعروں کی سیاست

ہفتہ رواں میں سندھ نعروں سے گونجتا رہا۔ سن میں سائیں جی ایم سید کا یوم ولادت منایا گیا۔ ان کی 107ویں سالگرہ پر سندھ بھر سے قافلے یہاں پہنچے اور ضلع جامشورو کے اس چھوٹے سے قصبے میں سندھ ترقی پسند پارٹی کے سربراہ قادر مگسی، (ن) لیگ کے رہنما الٰہی بخش سومرو، جئے سندھ قومی محاذ کے بشیر قریشی، جئے سندھ قومی محاذ دوسرے دھڑے کے سربراہ عبدالواحد آریسر، سندھ یونائیٹڈ پارٹی کے چیئرمین جلال محمود شاہ، جئے سندھ تحریک کے رہنما ڈاکٹر صفدر سرکی و دیگر نے علیحدہ علیحدہ تقاریب سے خطاب کیا۔ سندھی قوم پرست عوام کے اتحاد پر زور دیتے ہیں لیکن اس موقع پر ان کی صفوں میں اس کا فقدان رہا۔ مقررین نے کہا تھا کہ سائیں کے اصولوں پر عمل کرکے سندھ کو پھر سے امن کا گہوارہ بنایا جاسکتا ہے۔ دیکھی دشمن سندھ میں ان دنوں بدامنی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ جب صوبے سے 3 درجن افراد اغوا ہو چکے ہوں اور یومیہ کئی افراد کے اغواء اور اٹھنے پر مغویوں کی بازیابی کی خبریں اخبارات کے صفحات پر شائع ہوتی ہوں تو صوبے کو امن و آشتی کا گہوارہ صرف حکومتی عمائدین ہی کہہ سکتے ہیں جن کی اکثریت اخبارات کا مطالعہ نہیں کرتی۔ حکمران جماعت کی طرح سندھ کے قوم پرستوں کی اکثریت بھی زمینی حقائق سے نابلد ہے۔ ان کے بارے میں رسول بخش پلیجو نے سندھی کہاوت "محنت کرے بندر، کھائے قلندر" کا حوالہ دیا تھا کہ کالاباغ ڈیم، این ایف سی ایوارڈ، صوبائی خود مختاری پر تحاریک قوم پرست چلاتے ہیں اور اس کے نتیجے میں اقتدار پی پی کو ملتا ہے۔ 70ء کے سندھ جمہوری محاذ، سندھ نیشنل الائنس اور سندھ نیشنلسٹ اتحاد تک سندھی قوم پرست شکست کھاتے رہے ہیں۔ ان میں یوسف تالپور، قادر مگسی، رسول بخش پلیجو و دیگر شامل ہیں۔ صرف ممتاز علی بھٹو کے صاحبزادے امیر بخش بھٹو اور سائیں جی ایم سید کے صاحبزادے امیر حیدر شاہ، امداد محمد شاہ اور پوتے جلال محمود شاہ اسمبلیوں تک پہنچے۔ اس میں بھی قوم پرست سیاست کی مقبولیت کی بجائے ان کے شخصی اثرات کا زیادہ عمل دخل ہے۔ قیام پاکستان کے بعد سندھ کی مڈل کلاس جن کی اکثریت ہندو تھی بھارت منتقل ہوگئی جبکہ یہاں بے زمین ہاری اور بکھرے ہوئے کسان رہ گئے۔ شہید فاضل راہو نے کسانوں میں کام کیا۔ یہی حکمت عملی حیدر بخش جتوئی کی تھی لیکن عوامی سطح پر انہیں انتخابی پذیرائی نہ مل سکی۔ نتیجتاً ایوانوں میں عوام کے دکھوں پر جاگیردار طبقہ ہی براجمان رہا اور تبدیلی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اس ہفتے سیاسی گہما گہمی کا دوسرا سبب زیریں سندھ کے ضلع بدین میں گولارچی کے قصبہ راہو کی بستی میں ہاریوں کے لیڈر شہید فاضل راہو کی برسی منائی گئی۔ فاضل مرحوم کے صاحبزادے اسماعیل راہو ان دنوں مسلم لیگ (ن) میں ہیں۔ ماضی میں وہ (ق) لیگ کا حصہ تھے۔ برسی کی تقریب میں خصوصی خطاب میاں نواز شریف کا تھا جو اس اجتماع سے خطاب کیلئے پہنچے تھے۔ نواز شریف نے اپنی تقریر میں پی پی اور متحدہ قومی موومنٹ کو خوب نبھتے لگے۔ یہ بھی حقیقت ہے نواز شریف کے پیش نظر تھی کہ سندھ بھی پنجاب اور پختونخوا میں منقسم ہے لیکن سندھ کی سیاسی تاریخ اپنے منفرد دور سے گزر رہی ہے جس میں پیر پگارہ اور پی پی کی دہائیوں کے بعد گٹھ جوڑ حکومت کا حصہ ہے جبکہ شہری سندھ کی اسٹریٹ پاور متحدہ کے پاس ہے۔ نواز شریف ان دونوں کو چیلنج کر کے خود کو تیسری قوت کے طور پر پیش کر رہے ہیں جو انتخابی حکمت عملی تو ہوسکتی ہے لیکن ان کے دور کے بھرتی ہزاروں ملازمین کی برطرفیوں کا ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے دوسرے دور میں کی تھیں۔ اسی طرح کالاباغ ڈیم پر ان کا سخت موقف ہے جو سندھ میں ناپسند کیا جاتا ہے۔ ان زمینی حقائق کو تسلیم کیے بغیر سندھ پر حکمرانی کی خواہش کی تکمیل اتنی آسان نہیں جتنی کہ سابق وزیراعظم تصور کرتے ہیں۔ سندھ میں (ن) لیگ کے کم اثرات کا ایک سبب اس کا داخلی خلفشار بھی ہے۔ یہ جماعت علی الاعلان منقسم ہے۔ اگر اختلافات نہ بھی ہوں تو نواز شریف وڈیروں کی بجائے عوام سے رشتہ استوار کرکے ان کی خواہشات کا احترام کریں تو ان کے لئے بہت سے بند دروازے کھل سکتے ہیں۔

ملتان

خالد جاوید مشہدی

وزیراعظم کا اعتماد کہاں گیا؟

نواز شریف انتخابی مہم پر نکل پڑے

وزیراعظم یوسف رضا گیلانی گزشتہ ہفتے ملتان، مظفرگڑھ اور ڈیرہ غازی خان کے دورے پر آئے تو انہوں نے ڈیرہ میں آئی ٹی یونیورسٹی کے قیام کا اعلان کیا جبکہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے ریجنل سب کیمپس اور زکریا یونیورسٹی کے سب کیمپس کا افتتاح کیا۔ مظفرگڑھ کینال کو پختہ کرنے اور ڈیرہ ملتان روڈ کی تعمیر کا مطالبہ بھی تسلیم کرلیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ وزیراعظم نے وفاقی وزیر حنا ربانی کھر کے تمام مطالبات تو تسلیم کرلیے لیکن جمشید دستی اور قیوم جتوئی سمیت پیپلز پارٹی کے دوسرے لوگوں کے مطالبات کو نظرانداز کردیا۔ اس موقع پر یہ انکشاف بھی سامنے آیا کہ حنا ربانی کھر کے حلقہ کے ایک قصبے سناواں میں کوئی گرلز سکول ہی نہیں اور وفاقی وزیر نے اس کا اعتراف کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ وہ کیا کرسکتی ہیں یہ کام تو صوبائی حکومت کا ہے؟ افسوس خود تو وہ امریکہ جا کر پڑھ آئیں اور حلقہ میں پرائمری سکول تک نہیں کھلوا سکیں۔ اگر وہ وزیراعلیٰ پنجاب سے کہتیں تو کیا وہ انکار کرتے۔ یہ تو "خوئے بد را بہانہ بسیار" والی بات ہے۔ اس دورے میں وزیراعظم نے کھل کر کہا کہ طالبان رہنماؤں کے نکالنے کی بجائے مذاکرات کی میز پر آئیں۔ بے گناہوں کے خون سے ہاتھ رنگنے، مزارات، مساجد اور تعلیمی اداروں کو نشانہ بنانے والے خود ساختہ شریعت نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ وزیراعظم نے اس موقع پر یہ بھی کہا کہ گورنر اور وزیراعظم دونوں کا تعلق سرائیکی علاقے سے ہے اس لیے اب علاقے کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ فی الحال تو حکومت کو بچانے کے لالے پڑے ہیں۔ دورے کے دوران وزیراعظم کی باڈی لینگوئج اس حوالے سے خاصی جاذب نظر امتیاز ہے۔ ان کے لہجے میں تلخی کو بھی محسوس کیا گیا جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ اعتماد کا سب ہاتھ سے چھوٹ رہا ہے۔

وزیراعظم کے دورے سے چند روز قبل میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف نے رحیم یار خان میں دانش سکول کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر نواز شریف کا کہنا تھا کہ ان کا ایجنڈا تو یہ ہے جس پر عملدرآمد سے جمہوریت مضبوط ہو گی۔ انہوں نے وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کے وژن اور طرز حکومت کی بے حد تعریف کی۔ نواز شریف طویل خاموشی کے بعد رابطہ عوام پر نکلے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے بدین میں پارٹی رہنما فاضل راہو کی برسی کی تقریب میں شرکت کی۔ وہاں ان کا جلسہ بہت بڑا تھا اور یہ سندھ میں نواز شریف کی پذیرائی کی دلیل ہے۔ قیاس آرائی کی جارہی تھی کہ اس موقع پر اہم شخصیات (ن) لیگ میں شامل ہوں گی ایسا تو نہیں ہوا۔ تاہم سندھ میں (ن) لیگ کا یہ جلسہ بہت کامیاب رہا۔ نواز شریف نے وزیراعظم کی حیثیت سے سندھ میں بہت کام کیا تھا۔ بے زمین ہاریوں میں نہ صرف زمینیں تقسیم کی تھیں بلکہ ایک فصل سرکاری نگرانی میں کاشت کروا کر ان کے حوالے کی تھی۔ ایک امید کی جا رہی تھی کہ نواز شریف اچانک سندھ چلے جائیں گے اور عوام کے درمیان جا بیٹھ کر ٹی وی اور ریڈیو پر قوم سے خطاب کیا تھا کہ جہاں واقعات کو سندھ کے لوگ بھولے نہیں۔ نواز شریف کی رابطہ عوام کو انتخابی مہم کا حصہ سمجھا جا رہا ہے جبکہ 2011ء کم از کم بلدیاتی انتخابات کا تو سال ہے ہی اور چونکہ یہ انتخابات جماعتی بنیادوں پر کروائے جارہے ہیں اس لیے ان کی بڑی اہمیت ہے۔ جس کے اثرات عام انتخابات پر بھی پڑیں گے۔ ملکی حالات جس طرح بگڑ رہے ہیں اس میں کسی وقت بھی انتخابات کا بگل بج سکتا ہے اس لیے نواز شریف کا باہر نکل آنا معنی خیز ہے۔ نواز شریف کو (ن) لیگ پنجاب کی صورتحال کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے کیونکہ اس کے آئندہ انتخابات پر برے اثرات مرتب ہوں گے۔ نواز شریف نے گزشتہ ہفتے لاہور کے سوا بنتا دورہ بھی کیا ہو گرچہ یہ دورہ لمبا تھا تاہم اس میں بھی انہوں نے سیاست کی بات کی اور کہا کہ اگر حکومت نے عجلت دکھائی تو 45 روز کا ٹائم فریم ختم ہوگیا تو حکومت کو شکنجے سے نکالنے کا عندیہ دیا ہے۔ انہوں نے یہ انکشاف بھی کیا کہ کراچی میں 10 ہزار اہلکاروں پر مشتمل ایک مجوزہ فورس کے 7 ہزار اہلکار ایم کیو ایم اور 3 ہزار پیپلز پارٹی کی سفارش یافتہ ہوں گے۔ اس دورے میں وہ مختلف حلقوں سے ملتے اور خصوصی حوالوں سے جوڑ بناتے رہے۔

پشاور

جمال الدین

دہشت گردی کا سلسلہ کب رکے گا؟

دہشت گردی کے خلاف پاک اور افغان سرزمین پر جاری عالمی قوتوں کی جنگ میں پاکستان کے قبائلی اور خیبر پختونخوا کے بیشتر علاقے بدستور قربانی پیش کررہے ہیں۔ بے گناہ لوگوں کو جہاں "ردعمل" کے نام پر ہونے والی کارروائیوں میں جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے وہاں امریکی ڈرون حملوں کے نتیجے میں بھی مطلوب دہشت گردوں سے کئی گنا زیادہ بے گناہ لوگ ہی لقمۂ اجل بن رہے ہیں۔ صوبے میں دہشت گردی کے واقعات پر گرچہ کافی حد تک قابو پالیا گیا ہے لیکن یہ سلسلہ مکمل طور پر بھی ختم نہیں ہوا۔ ان دنوں پشاور میں خوف و ہراس کی کیفیت ماضی کی نسبت کہیں زیادہ ہے حالانکہ ماضی میں آئے روز بم دھماکے ہوتے تھے۔ اس خوف و ہراس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اب دہشت گردوں نے سکولوں اور بچوں کی گاڑیوں کو نشانہ بنانا شروع کر دیا ہے۔ گزشتہ دنوں پشاور صدر کے قریب ایک پرائیویٹ سکول کے سامنے ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں راہ گیروں سمیت 9 طلبہ سمیت 17 افراد زخمی ہو گئے۔ دھماکہ اس وقت ہوا جب سکول میں اسمبلی ہو رہی تھی اور کچھ بچے ابھی سکول آرہے تھے۔ ایس ایس پی آپریشن اعجاز احمد کے مطابق دھماکہ گاڑی میں نصب ریموٹ کنٹرول بم سے ہوا جس میں چار سے پانچ کلوگرام تک بارودی مواد استعمال کیا گیا۔ اب دہشت گردوں نے اپنا طریقہ کار تبدیل کردیا ہے اور سکولوں اور بچوں کو ٹارگٹ بنا کر لوگوں میں خوف و ہراس پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس پر صوبائی حکومت کے ذمہ داروں کی جانب سے حسب معمول روایتی بیانات دیے جارہے ہیں کہ ان واقعات سے حکومتی عزم کمزور نہیں ہوگا اور آخری دہشت گرد کے خاتمے تک جدوجہد جاری رہے گی اس لیے عوام بھی خوف زدہ نہ ہوں۔ "دہشت گرد کمزور پڑ گئے ہیں اور وہ بھاگتے ہوئے معصوم بچوں کو نشانہ بنانے لگے ہیں۔"

صوبے میں حکمران جماعتوں کی توجہ ان دنوں امن وامان کی صورتحال سے زیادہ مرکزی حکومت بالخصوص صدر آصف زرداری کے ہاتھ مضبوط کرنے اور پی کے 87 شانگلہ میں ضمنی الیکشن "جیتنے" پر مرکوز ہے۔ خیبر پختونخوا اسمبلی نے گزشتہ دنوں آصف زرداری کی بحیثیت صدر مملکت اور شریک چیئرمین پیپلز پارٹی اعتماد کا اظہار کرنے سے متعلق قرارداد اتفاق رائے سے منظور کرلی۔ اپوزیشن کی غیر موجودگی میں باقاعدہ "منصوبہ بندی" کے تحت منظور ہونے والی اس قرارداد پر اپوزیشن نے احتجاج کرتے ہوئے اسے پارلیمانی روایات کے خلاف اقدام قرار دیا۔ اجلاس کے اختتام پر میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے اپوزیشن لیڈر اکرم خان درانی کا موقف تھا کہ ہم صدر مملکت پر کس طرح اعتماد کرسکتے ہیں جب ملک میں کرپشن عروج پر ہے، مہنگائی اور خونریزی ہے، ہر جگہ ہلاکتیں ہو رہی ہیں اور صحافی قتل ہو رہے ہیں۔ جس طریقہ کار کے تحت قرارداد منظور کروائی گئی، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں کیونکہ اس کے ذریعے اپوزیشن کو باہر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ صدر مملکت کی حمایت میں حکمران جماعتوں نے اپوزیشن کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر اسمبلی روایات کو معطل کرکے بڑی عجلت میں اعتماد کی قرارداد تو منظور کرلی لیکن 29 جنوری کو شانگلہ میں ہونے والے ضمنی انتخابات کے حوالے سے انہیں اس وقت دھچکا لگا جب الیکشن کمیشن نے وہاں فوج کی نگرانی میں الیکشن کرانے کا فیصلہ صادر کردیا۔ آزاد حلقوں کا خیال ہے کہ اگر الیکشن شفاف انداز میں منعقد ہوں تو حکمران اتحاد کے امیدوار کے مقابلے میں مسلم لیگ (ق) کی کامیابی کے امکانات زیادہ ہیں۔ الیکشن کمیشن کے اس فیصلے پر صوبائی حکومت کے ترجمان میاں افتخار حسین کو احتجاج کرنا پڑا کہ اس سلسلے میں صوبائی حکومت کو اعتماد میں لینے کی بجائے الیکشن کمیشن نے ازخود فیصلہ کرلیا ہے، تاہم الیکشن کمیشن اپنے فیصلوں میں آزاد ہے، اس لیے صوبائی حکومت فوج کی زیرنگرانی ضمنی الیکشن کے انعقاد کو تسلیم کرے گی۔ فوج کی زیرنگرانی الیکشن کروانے کا مطالبہ مسلم لیگ کے امیدوار شاہ خان کی درخواست پر کیا گیا اور صوبائی حکومت کے کسی فیصلے کا انتظار نہیں کیا گیا۔ ضلع شانگلہ سے آنے والی خبروں اور سیاسی فضا کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ زیادہ تر لوگ یہ پیشگوئی کر رہے ہیں کہ ضمنی الیکشن میں انتظامیہ کی کوششوں کے باوجود برسر اقتدار جماعتوں کے مشترکہ امیدوار کو کامیابی حاصل نہیں ہو سکے گی اور حکمران حلقوں میں شامل بعض لوگوں کی امیر مقام کو شانگلہ کی سیاست سے "آؤٹ" کرنے کی خواہش پوری نہیں ہوسکے گی۔

آلودہ پاکستان

ماحولیاتی آلودگی خطرناک ترین ہو چکی ہے

رباب عائشہ (اسلام آباد)

ابھی چند دن قبل اسلام آباد کی فضا پر دھند کی دبیز چادریں پھیلی تھیں۔ سردی کا انداز ہی ایسا تھا کہ باہر نکلتے ہوئے خوف آنے لگتا۔ دن بڑے روشن، خوشگوار حد تک ہلکے ہلکے گرم تھے۔ دھوپ لینے میں مزہ آتا تھا ایسے دنوں میں عموماً مختلف خاندان پکنک منانے اور کچھ گھنٹے فطری ماحول میں گزارنے کا پروگرام بناتے ہیں۔ اتفاق سے ایک اتوار کو میں بھی اپنے چند دوستوں اور خاندان کے افراد کے ساتھ "گلاب اور یاسمین" باغ کی سیر کرنے چلی گئی۔ اس باغ کی خوبی یہ ہے کہ خزاں کے اس اداس موسم میں بھی یہاں بہار کے بہت سے آثار نظر آ جاتے ہیں۔

باغ کے بڑے بڑے درختوں پر پت جھڑ کے رنگ چڑھے تھے، بہت سے درختوں کے پتے زرد ہو کر، سوکھی ٹہنیوں پر لٹک رہے تھے۔ کچھ درختوں کے نیچے خاکستری سوکھے پتوں کے ڈھیر لگے تھے، سرسبز گھاس کے قطعے بھی زرد رنگت اختیار کر چکے تھے لیکن اس موسم میں بھی رنگ رنگ کے گلاب بہار کا سماں پیدا کر رہے تھے۔ گلاب کی خوبی یہ ہے کہ وہ ہر موسم میں کھلتا ہے اسی طرح گل داؤدی بھی خزاں میں نظر آتا ہے۔ درختوں پر اور میدانوں میں روشن چمکیلی دھوپ جھلملاتے شیشے کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔ کمروں کی سرد فضا سے نکل کر دھوپ کی تمازت جسم کو خوشگوار حرارت اور توانائی فراہم کر رہی تھی۔ ایسے میں بہت سے خاندانوں کے افراد درختوں کے نیچے دریاں اور چٹائیاں بچھائے دھوپ کے مزے لے رہے تھے۔ ہر ٹولی کے ساتھ کھانے پینے کا سامان وافر مقدار میں موجود تھا، دسترخوان بچھے تھے جن پر ٹفن کیریئر کھلے نظر آ رہے تھے، پلیٹیں، چمچے، کھانے کی ڈشیں، مشروبات کی بوتلیں، پھل، مٹھائیاں، کیک، بسکٹ، پانی کے کولر یا منرل واٹر کی بوتلیں غرض لوگ پکنک منانے کے لیے بڑا اہتمام کر کے آئے تھے۔

ہم نے بھی فطرت کی حسن آفرینیوں کے سائے میں بیٹھ کر خوب ہلہ گلہ کیا۔ دوپہر کے کھانے سے لطف اندوز ہوئے۔ بچے باغ میں ادھر ادھر بھاگتے دوڑتے رہے۔ ہمیں ایک پورا دن آرام کرنے کا موقع ملا اور پھر چار بجے کے بعد جب سورج اپنا دن بھر کا سفر طے کر کے مغرب کی وادیوں میں اترنے کی تیاری کرنے لگا تو ہم نے بھی اپنا سامان سمیٹنا شروع کر دیا۔ سامان اٹھا کر جب ہم اپنی گاڑی کی طرف جا رہے تھے تو اس منظر سے راستے میں ہمیں عجیب منظر نظر آیا۔ جس جس درخت کے نیچے کسی ٹولی نے بیٹھ کر کھانا کھایا تھا وہاں کھانوں کے ڈبے، چپس، پاپڑ، مشروبات کی بوتلیں، مٹھائی اور کیک کے خالی ڈبے، پانی کی خالی بوتلیں بکھری پڑی تھیں۔ کسی نے بھی یہ تکلیف گوارا نہیں کی تھی کہ وہ یہ کوڑا جو اپنے پیچھے چھوڑ کر جا رہے تھے سمیٹ کر باغ میں لگی کوڑے کی بڑی بڑی ٹوکریوں میں ہی ڈال دیتے۔ جس "باغ" کے پُر فضا ماحول نے انہیں ایک دن کے لیے تفریح کا موقع فراہم کیا تھا انہوں نے اس کے بارے میں ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں سوچا؟ انہوں نے تو خود غرضی کی انتہا کر دی۔ یہاں بیٹھ کر انہوں نے پکنک منائی، کچھ پُر لطف لمحے گزارے اور چل دیے۔

"باغ" کی رونقوں کا کیا حشر ہوا؟ یہ ان کا مسئلہ نہیں، باغ کی صفائی کون کرے گا اس سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ ماحول کی آلودگی کی بہت ساری وجوہات میں سے ایک وجہ عوام کا یہ خود غرضانہ رویہ بھی ہے۔ ہم عوام کو صفائی کا شعور نہیں دے سکے، ان کے دلوں میں یہ احساس بیدار نہیں کر سکے کہ یہ ملک ہمارا ہے، اس کی گلیاں، بازار، ہسپتال، تعلیمی ادارے، دفاتر، فیکٹریاں، سڑکیں، راستے، نہریں، دریا غرض ہر چیز ہماری ہے۔ ان کی حفاظت کرنا، انہیں صاف ستھرا رکھنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ ہم ہر خرابی، ہر برائی کے لیے حکومت اور ذمہ داران کو مورد الزام ٹھہراتے رہتے ہیں۔ کبھی اپنے گریبان میں جھانک کر نہیں دیکھتے کہ کس خرابی کے ذمہ دار ہم ہیں؟ ہمارے یہاں لوگوں کا عمومی رویہ ہے کہ اپنا گھر صاف کرنا ہمارا فرض ہے، باقی ہمارے ارد گرد کیا ہو رہا ہے ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں لہٰذا اپنے گھر کا کوڑا سمیٹ کر سڑک کے کنارے یا گھر کے نزدیک کسی خالی پلاٹ میں پھینکنے سے کوئی اجتناب نہیں کرتا۔ بہت سے افراد ایسے ہیں جنہیں اپنا گھر صاف کرنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔ صفائی ایسی چیز ہے جس پر کچھ خاص خرچ نہیں ہوتا البتہ محنت ضرور کرنی پڑتی ہے۔ مجھے ایسی عورتوں پر حیرت ہوتی ہے جو گھر کے آشیانہ کو کپڑے سے صاف کرنا بھی گوارا نہیں کرتیں اور ان کے فرنیچر، الماریوں اور ٹیلی ویژن تک پر ایک ایک انچ گرد جمی ہوتی ہے۔ پھر گھر میں ہر طرف کوڑا بکھرا نظر آتا ہے، گھر کا ساز و سامان کسی ترتیب سے نہیں رکھا ہوتا بس گھر ایک کباڑ خانے کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ یہ سب چیزیں مل کر ہمارے ماحول اور فضا کو آلودہ کرتی رہتی ہیں۔ اس ہی وجہ سے ہمارے یہاں آئے دن بیماریاں جنم لیتی ہیں اور مختلف قسم کی وبائیں پھوٹ پڑتی ہیں۔

پاکستان ان ملکوں میں سے ہے جہاں آلودگی کی شرح دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ پاکستان اکنامک سروے کے مطابق گرد دھواں کے ذرات دنیا کے معیار سے دو گنا اور ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں پانچ گنا زیادہ ہیں۔ ماحول کی آلودگی کی ایک بڑی وجہ پاکستان میں گاڑیوں کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہے۔ پچھلے 20 سال میں پاکستان میں گاڑیوں کی تعداد میں پانچ گنا اضافہ ہوا۔ زیادہ تعداد دو پہیوں والی گاڑیوں اور ڈیزل سے چلنے والے ٹرک اور ٹرالرز کی ہے جو سب سے زیادہ آلودگی پھیلانے کا باعث بنتے ہیں۔ سی این جی سے چلنے والی گاڑیاں سب سے کم آلودگی پھیلاتی ہیں۔ پاکستان میں سی این جی سے چلنے والی گاڑیوں کی تعداد دس لاکھ کے قریب ہے لیکن اب ملک میں گیس کی قلت ہونے کی وجہ سے اس قسم کی تجاویز سامنے آ رہی ہیں کہ گاڑیوں کو گیس پر چلانے کے بجائے پٹرول اور ڈیزل پر چلانا چاہیے تاکہ گیس کی بچت کی جا سکے۔ اگر ہم ماحول کی آلودگی کو کم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں گاڑیوں کو سی این جی پر ہی چلانا چاہیے کیونکہ سی این جی ماحول دوست ایندھن ہے۔

پانی کی آلودگی بھی بے شمار مسائل پیدا کرتی ہے۔ ہزاروں لوگ آلودہ پانی پینے کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں۔ ہیضہ، پیٹ کی بیماریاں، آنتوں کی تکالیف پانی کی آلودگی سے ہوتی ہیں۔ شہروں میں پانی کے پائپ درست انداز میں نہیں لگائے جاتے۔ اکثر سیوریج کے پائپ اور پانی کے پائپ ٹوٹ جانے کی وجہ سے گندہ پانی، پینے کے پانی میں مل جاتا ہے اور پینے کا پانی آلودہ ہو جاتا ہے۔ فیکٹریوں اور کارخانوں سے نکلنے والی غلاظت دریاؤں اور نہروں میں ڈال دی جاتی ہے۔ حکومت پاکستان کو پانی صاف کرنے کے پلانٹ لگانا چاہئیں۔ دیہات میں جہاں تالابوں اور جوہڑوں میں جمع شدہ گندہ پانی پینے اور گھر کے دیگر کاموں میں استعمال کرتے ہیں وہاں لوگوں کو پینے کے لیے صاف پانی مہیا کیا جانا چاہیے۔ دیہات میں لوگوں کو پانی صاف کرنے اور ابال کر پینے کا شعور دیا جا سکتا ہے۔

1990ء تک پاکستان میں آلودگی کے مسئلے پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ 1987ء میں دیہات کے صرف 6 فیصد اور شہروں کے 51 فیصد لوگوں کو سینیٹری کی سہولیات حاصل تھیں۔ 1990ء تک پاکستان کے 80 فیصد لوگ فلش کی سہولت سے محروم تھے۔ پاکستان میڈیکل ریسرچ کونسل نے اندازہ لگایا ہے کہ پاکستان میں لاتعداد بیماریاں پانی کی آلودگی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ فضلوں اور مائع فضلہ

حکومت اور عوام دونوں ملک میں ماحولیاتی آلودگی پھیلا رہے ہیں

پانی کی آلودگی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور یہ آلودہ پانی سے ہونے والی بیماریاں پھیلاتا ہے۔ جب فضلہ سڑکوں کے کنارے پڑا رہتا ہے تو وہ یا تو پانی میں مل جاتا ہے یا ٹھوس شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جہاں فیکٹریوں سے نکلنے والے آلودہ پانی کو سبزیوں یا پھلوں کو اگانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے پھل اور سبزیاں بھی آلودہ ہو جاتی ہیں اور صحت مند افراد کی صحت پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔

1970ء کے وسط سے پنجاب کے دیہی علاقوں میں ٹیکسٹائل اور فوڈ پراسیسنگ کی فیکٹریاں بڑی تعداد میں وجود میں آئیں جنہوں نے دریاؤں اور نہروں کو آلودہ کر دیا۔ کیڑے مار ادویات اور مصنوعی کھادوں سے آلودگی میں مزید اضافہ ہوا۔ شہروں میں ہوا کی آلودگی بڑا مسئلہ ہے جس کی ذمہ دار گاڑیاں ہیں۔ پاکستانی گاڑیاں، امریکہ کی گاڑیوں کے مقابلے میں 25 گنا کاربن مونو آکسائیڈ اور 20 گنا ہائیڈرو کاربن خارج کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ کسی کو آواز کی آلودگی کا شعور ہی نہیں ہے۔ شہروں میں کارخانوں اور گاڑیوں کا شور، گاڑیوں کے ہارن کی آوازیں، ان میں لگے ٹیپ ریکارڈرز کی کان پھاڑتی آوازیں غرض، تیز شور سماعت پر بہت برا اثر ڈالتا ہے اور اس کے ساتھ ہی انسان کے اعصاب بھی متاثر ہوتے ہیں۔

کتنا کچھ ہے جس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہ صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں بلکہ ہم سب کو سوچنا ہوگا کہ ہم ماحول کی آلودگی دور کرنے کے سلسلے میں کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟

☆☆☆☆☆

حکومت کے فرائض

O—ماحول کی آلودگی کو کم کرنے کے سلسلے میں سب سے زیادہ ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ شہروں میں بلدیہ کا فرض ہے کہ وہ گلیوں، محلوں اور سارے ماحول کو صاف رکھنے کے سلسلے میں موثر کردار ادا کرے۔

O—جن علاقوں میں کوڑے کے ڈرم رکھوائے جاتے ہیں وہاں سے روزانہ باقاعدگی سے کوڑا اٹھایا جانا چاہیے۔ بہت سی جگہوں پر کئی کئی دن کوڑا گاڑی کوڑا اٹھانے نہیں آتی۔

O—گلیوں اور سڑکوں کو صاف کرنے والے خاکروبوں کی نگرانی کی جانی چاہیے کہ وہ صحیح کام کر رہے ہیں یا نہیں؟

O—نالوں اور نالیوں کی صفائی باقاعدگی سے ہونا چاہیے تاکہ نالیاں بند ہو کر غلاظت پھیلانے کا سبب نہ بنیں۔

O—سڑکوں کے کنارے تجاوزات بھی گندگی پھیلانے کا باعث ہوتی ہیں۔ تجاوزات کو ہٹانے کا اہتمام کیا جائے۔

O—پھل اور سبزی منڈیاں آلودگی پھیلاتی ہیں۔ ان منڈیوں میں اگر علیحدہ علیحدہ کوڑے کے پلاٹ بنا دیے جائیں تو ماحول بہتر ہو سکتا ہے۔ سڑکوں پر سبزیوں اور پھلوں کے ڈھیر نہ لگنے دیں، پھر ان منڈیوں کی صفائی کا اہتمام روزانہ کیا جائے۔

O—ہر بازار اور محلوں میں عوامی بیت الخلا بنائے جائیں اور ان پبلک ٹائلٹ کو صاف رکھا جائے۔

O—محکمہ جنگلات درختوں کی کٹائی کا سختی سے نوٹس لے۔ ہمارے یہاں غیر قانونی طور سے کثیر تعداد میں جو درخت کاٹے جا چکے ہیں اور جو کاٹے جا رہے ہیں، اس کی وجہ سے ماحول پر سخت منفی اثرات پڑے ہیں کیونکہ جنگلات ماحول کو صاف رکھنے کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔

O—پارکوں، ہسپتالوں، دفاتر اور تمام پبلک مقامات کو صاف رکھنے پر بھرپور توجہ دی جائے۔

O—دھواں چھوڑتی کاروں، بسوں اور ٹرکوں کو سڑک پر نہ چلنے دیا جائے۔

O—عوام کو صحت و صفائی کے اصولوں سے آگاہ کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

O—ہر علاقہ میں سیوریج کے نظام کو بہتر بنایا جائے اور گٹروں اور نشیبی جگہوں پر پانی کھڑا نہ ہونے دیں۔ کھڑے پانی پر مچھر اور مکھیاں پیدا ہوتی ہیں جو بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔

O—فیکٹریوں اور کارخانوں کو رہائشی علاقوں سے دور جگہ دی جائے۔ فیکٹریوں سے نکلنے والے دھوئیں کو شہریوں کے نزدیک نہ آنے دیا جائے کیونکہ اس سے سانس کی بیماریوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ فیکٹریوں کے مالکان کو پابند کیا جائے کہ وہ آلودہ مواد دریاؤں اور نہروں میں نہ ڈالیں۔

شہریوں کی ذمہ داری

O—اپنا گھر صاف کر کے اپنا کوڑا پڑوسی کے دروازے کے سامنے پھینکنے کی عادت ترک کریں۔ باہر کی سڑک اور گلی کو صاف رکھنا بھی آپ کا فرض ہے۔

O—گھر کے پاس کوئی خالی پلاٹ یا سڑک کے کنارے کوڑا نہ پھینکیں، بلدیہ والوں نے ہر محلے میں کوڑے کے جو ڈرم رکھے ہوئے ہیں کوڑا وہیں پھینکا جائے۔

O—کوڑے سے بھرے پلاسٹک کے بیگ نالیوں اور بڑے نالوں میں پھینکنے سے گریز کریں، پلاسٹک کے بیگ نالیوں میں پھنس کر سیوریج کے سارے نظام کو معطل کر دیتے ہیں اور گٹروں میں سے گندا پانی نکل کر سڑکوں اور گلیوں میں بہنے لگتا ہے۔

O—بازاروں میں ریڑھیوں پر کھڑے ہو کر چاٹ، پکوڑے، چپس کھا کر کاغذ سڑکوں، گلیوں اور دکانوں کے تھڑوں پر نہ پھینکیں۔

O—پبلک آپ کا ہے، اسکول، سڑکیں، ہسپتال، تعلیمی ادارے سب کو صاف ستھرا رکھنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ ردی کاغذ، استعمال شدہ لفافے، چھلکے راستوں میں پھینکنے کے بجائے کوڑے کی ٹوکری میں پھینکیں۔

O—جن لوگوں کے پاس اپنی گاڑیاں، سکوٹر اور موٹر سائیکلیں ہیں وہ خیال رکھیں کہ ان کی گاڑیاں بالکل درست حالت میں رہیں تاکہ ان سے دھواں خارج نہ ہو۔ دھوئیں میں موجود کاربن ڈائی آکسائیڈ سب سے زیادہ فضا کو آلودہ کرتی ہے۔

O—گندے نالوں کے کناروں پر رفع حاجت کرنے سے گریز کریں۔

O—محلہ کی سطح پر صفائی کمیٹی بنا کر گلی اور سڑک کو صاف رکھنے کی ذمہ داری لی جا سکتی ہے۔ اس مقصد کے لیے اگر ہر گھر تھوڑے تھوڑے پیسے دے کر صفائی کا کام کسی ایک جمعدار کے سپرد کر دے تو سارا محلہ صاف رہ سکتا ہے۔

O—اساتذہ ذمہ داری سے بچوں میں صفائی کا شعور پیدا کریں۔

O—جن علاقوں میں لوگ ناخواندہ ہیں وہاں این جی اوز لوگوں میں صفائی کا احساس اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

O—علمائے دین بچوں کے لیے صفائی کی اہمیت کو اجاگر کریں، گھر کو صاف ستھرا رکھنے کی تعلیم دیں تاکہ وہ اس طریقے پر چلیں گے۔

O—پارکوں یا کسی تفریحی مقام پر جائیں تو کھانے پینے کے بعد مشروبات کی خالی بوتلیں اور ڈبے وغیرہ پارک میں نہ پھینکیں۔ ان چیزوں کو سمیٹ کر کوڑے کی ٹوکری میں ڈالیں۔ ٹوکری نہ ہو تو یہ کوڑا اپنے سامان میں رکھ کر واپس لے آئیں اور گھر میں کوڑے کے ڈرم میں ڈال دیں۔

تیزاب کے سمندر

فوزیہ صدیقی

فضائی آلودگی کے باعث جہاں ایک طرف زمین کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے وہیں اس سے سمندر بھی متاثر ہو رہے ہیں۔ سمندری پانی کی تیزابیت میں بتدریج اضافے کی وجہ سے بہت سے آبی جانداروں کی بقا خطرے میں پڑ چکی ہے۔ ماحولیاتی آلودگی سمندروں کو کس طرح متاثر کر رہی ہے، آیئے جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆☆☆☆

ہم سب جانتے ہیں کہ سوڈا واٹر اصل میں عام پانی اور بہت زیادہ دباؤ والی کاربن ڈائی آکسائیڈ کا آمیزہ ہوتا ہے، جیسے ہی سوڈا واٹر کی بوتل کھولی جاتی ہے تو کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس بلبلوں کی صورت میں پانی میں سے باہر نکلنا شروع ہو جاتی ہے۔ سوڈا واٹر کا سارا مزہ انہی بلبلوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے جب آپ سوڈا واٹر پیتے ہیں تو اس کا ذائقہ عام پانی جیسا ہرگز نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس پانی کی خاصیت کو تیزابی بنا دیتی ہے اور ہماری زبان اس کا ترش ذائقہ محسوس کر لیتی ہے۔

آجکل دنیا بھر کے سمندروں کے ساتھ یہی عمل ہو رہا ہے۔ یعنی ہمارے سمندر سوڈا واٹر میں تبدیل ہو رہے ہیں کیونکہ ہمارے ماحول میں موجود کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس تیزی سے سمندری پانی میں حل ہو رہی ہے جس کی وجہ سے سمندری پانی تیزابی خاصیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ عام پانی کی 7PH ہوتی ہے۔ سمندری پانی کی 8.2PH ہوتی ہے اور یہ ہزاروں برس سے یہی ہے۔ لیکن گزشتہ ایک صدی میں زمینی تیل کے بے تحاشا استعمال کی وجہ سے سمندری پانی کی PH کم ہو کر 8.1 ہو چکی ہے۔ آئندہ چند عشروں میں سمندری پانی کی PH مزید کم ہو کر 8 پر آ جائے گی اور جیسے جیسے سمندری پانی کی تیزابیت میں اضافہ ہوگا اس کی PH بتدریج کم ہوتے ہوتے 7 پر آ جائے گی۔

بظاہر یہ تبدیلی بہت معمولی دکھائی دیتی ہے لیکن اس کی وجہ سے بڑے پیمانے پر سمندری حیات کا خاتمہ ہو سکتا ہے کیونکہ فوسلز کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ماضی میں سمندری پانی کی تیزابیت میں ہونے والی تبدیلیاں بہت سی آبی مخلوق کے خاتمے کا باعث بن گئی تھیں۔

دراصل سمندری پانی کی تیزابیت میں اضافے کی وجہ سے سمندری جانوروں کے خول بننا بند ہو جاتے ہیں کیونکہ تیزابیت کیلشیم کو جمع ہونے سے روک دیتی ہے۔ اس کے علاوہ خول والے جانوروں کے خول آہستہ آہستہ گلنا شروع ہو جاتے ہیں۔

تیزابیت کی وجہ سے دوسرا بڑا مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ خون میں آکسیجن جذب کرنے اور اسے اعضاء تک پہنچانے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ خول کے بغیر آبی جاندار یعنی عام مچھلیاں بھی متاثر ہوتی ہیں۔ خول والے آبی جاندار "فوڈ چین" میں سب سے آخری درجے پر ہوتے ہیں اور اگر یہ ختم ہونا شروع ہو جائیں تو اس کی وجہ سے "فوڈ چین" میں شامل دیگر جانداروں کی بقا بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

سمندری جانداروں کی بقا خطرے میں پڑ گئی

اس صورتحال میں سب سے پہلا سوال یہ ذہن میں آتا ہے کہ کیا اس قدر بڑے پیمانے پر سمندری جانداروں کے خاتمے کو روکنے کا کوئی ذریعہ یا طریقہ موجود ہے؟ اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہم مستقبل میں زمین سے نکلنے والے تیل کا استعمال بند کر دیں۔ اس طرح ہمارے ماحول میں کاربن ڈائی آکسائیڈ شامل ہونا بند ہو جائے گی۔ سمندری پانی کی تیزابیت میں زیادتی کا عمل رک جائے گا۔ یہ بتدریج معمول پر آ جائے گی اور اس عمل میں صدیاں نہیں لگیں گی کیونکہ یہ عمل محض چند عشروں میں مکمل ہو جائے گا۔

لیکن اگر ہم زمین سے نکلنے والے تیل کا استعمال بند نہیں کر سکتے تو پھر ہمیں کچھ ایسے طریقے تلاش کرنا ہوں گے جن کی مدد سے سمندری پانی کو تیزابی ہونے سے روکا جا سکے۔ اس کا ایک طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا بھر کے سمندروں میں بہت بڑی مقدار میں چونا شامل کر دیا جائے لیکن اس میں مشکل یہ ہے کہ جتنی مقدار میں چونا درکار ہوگا اس کا تصور بھی محال ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ اس کیلئے ایک اندازے کے مطابق ہر چند برس بعد سینکڑوں کھرب کیوبک میل چونا درکار ہوگا۔

ایک اور طریقہ یہ ہے کہ سمندری پانی سے تیزاب کو علیحدہ کر لیا جائے۔ یوں حاصل ہونے والے تیزاب کو آتش فشانی چٹانوں کے ساتھ ملانے سے تیزاب Neutralise ہو جائے گا۔ یہ کام بھی بہت مشکل ہے اور اس کیلئے بہت ہی بڑے پیمانے پر اقدامات اور انتظامات کی ضرورت ہوگی۔ اس کے علاوہ اس طریقے کے اپنے نقصانات بھی ہو سکتے ہیں۔ اس طرح ہمارے پاس ایک ہی طریقہ بچتا ہے کہ ہم زمین سے نکلنے والے تیل کا استعمال اگر مکمل طور پر بند نہیں کر سکتے تو اس قدر کم ضرور کر دیں کہ نقصان کا احتمال نہ رہے۔

مناظر عالم

چین کا امریکہ کو انتباہ

چینی صدر ہوجن تاؤ نے امریکہ کو خبردار کیا ہے کہ وہ تائیوان اور تبت کے معاملے میں دخل اندازی نہ کرے۔ واشنگٹن میں سینئر امریکی حکام کی جانب سے دیئے گئے ظہرانے میں پالیسی خطاب کے دوران چینی صدر کا کہنا تھا کہ امریکہ کو تائیوان اور تبت پر چینی اقتدار اعلیٰ کا احترام کرنا چاہیے۔ یہ دونوں معاملات چین کی حاکمیت اعلیٰ اور علاقائی خودمختاری سے متعلق ہیں۔ چین کسی قسم کی ہتھیاروں کی دوڑ میں شامل نہیں۔

بلیئر کو پھر پیشی کا سامنا

عراق جنگ میں امریکہ کا ساتھ دینے کے فیصلے پر سابق برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر کو ایک بار پھر تفتیشی کمیٹی کے سامنے پیش ہونا پڑا ہے۔ بلیئر پانچ رکنی انکوائری پینل کا سامنا اسی ہفتے کریں گے۔ جنگ کے قانونی جواز پر اعتراضات کے سبب یہ پینل پچھلے برس قائم کیا گیا تھا۔ بلیئر اعتراف کر چکے ہیں کہ عراق میں کیمیائی ہتھیاروں کی موجودگی کی بات بے بنیاد تھی۔

آئی پیڈ نے کتابوں کی جگہ لے لی

سنگاپور کے ایک گرلز سکول میں آئی پیڈ نے کتابوں کی جگہ لے لی۔ اس طرح طالبات کتابوں کا بوجھ اٹھانے سے بچ گئی ہیں۔ سکول کی اساتذہ کا کہنا ہے کہ طالبات اسے زیادہ آسانی سے استعمال کر رہی ہیں۔ آزمائشی طور پر سکول کی 140 طالبات اور 10 اساتذہ کو آئی پیڈ فراہم کئے گئے جس پر ایک لاکھ 35 ہزار ڈالر خرچ ہوئے ہیں۔

کیوبا پر پابندیوں میں نرمی

امریکی صدر بارک اوباما نے امریکی شہریوں کے کیوبا جانے پر عائد پابندیوں میں نرمی کا اعلان کرتے ہوئے متعلقہ اداروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ مذہبی گروپوں اور طالب علموں کو کیوبا جانے کی اجازت دیں۔ اوباما نے مزید کہا ہے کہ رقم کی منتقلی سے متعلق قواعد میں نرمی سے کیوبا کی سول سوسائٹی کو فائدہ ہوگا، تاہم ان تبدیلیوں سے عشروں پرانی کیوبا پر عائد امریکی پابندیاں ختم نہیں ہوں گی۔

کبوتر سمگلر بن گیا!!

قدیم زمانے میں کبوتر سے پیغام رسانی کا کام لیا جاتا تھا لیکن اب کولمبیا میں کبوتر سے منشیات فروشی کا بھی کام لیا جانے لگا ہے۔ کولمبیا کی پولیس کے مطابق بکارامنگا کی جیل کے باہر پولیس نے ایک ایسے کبوتر کو پکڑا ہے جس کے جسم سے 45 گرام چرس بندھی ہوئی تھی۔ یہ اپنی نوعیت کا نیا کریمنل کیس ہے۔ پولیس کو یقین ہے کہ یہ جیل کے قیدیوں کو منشیات پہنچانے کا ذریعہ تھا۔ اس سے پہلے کبوتر کے ذریعے قیدیوں کو موبائل سم بھی بھیجی جاتی رہی ہیں۔

بھارتی سفارتکار کی بدتمیزی

ایک بھارتی سفارتکار کو نیویارک ایئرپورٹ کے حکام سے بدتمیزی مہنگی پڑ گئی کیونکہ انہیں واپس بھارت بلا لیا گیا ہے۔ اقوام متحدہ مشن میں کام کرنے والے بھارتی سفارتکار آلوک رنجن نے نیویارک کے جان ایف کینیڈی ایئرپورٹ حکام کے ساتھ بدتمیزی کی تھی جس پر انہیں بھارت واپس بلا کر تحقیقات شروع کر دیں۔ آلوک رنجن نے 2002ء کے سول سروس امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی تھی۔

40 طالبان نے ہتھیار ڈال دیئے

افغان صوبہ قندوز کے پولیس چیف سعیدالرحمان سعید تیلی نے دعویٰ کیا ہے کہ قندوز میں 40 طالبان جنگجوؤں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں جبکہ قندوز میں موجود دیگر طالبان نے اگر ہتھیار نہ ڈالے تو مزید ضلعوں میں آپریشن کیا جائے گا۔

واشنگٹن میں چینی صدر ہوجن تاؤ ایک تقریب سے خطاب کر رہے ہیں۔ صدر اوباما بھی ساتھ بیٹھے ہیں

پال آکٹوپس انداز کی کرسیاں

ایک ہسپانوی آرٹسٹ Maximo Reira نے اپنے Animal Chairs نامی پراجیکٹ میں پال آکٹوپس سے متاثر ہو کر آکٹوپس انداز کی کرسیاں متعارف کروا دیں۔ ان کرسیوں کو تیار کرنے کیلئے Maximo کو 30 پیشہ ور آرٹسٹوں اور 4 مختلف کمپنیوں کا سہارا لینا پڑا۔

ایران پر امریکی سائبر حملہ

ایران کے جوہری پروگرام کے سربراہ سعید جلالی نے امریکہ پر الزام عائد کیا ہے کہ امریکہ نے جوہری پروگرام بند کرانے کیلئے سائبر حملہ کیا تھا لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکا اور ایران کا جوہری پروگرام باقاعدگی سے چل رہا ہے۔

آسٹریلیا اور برازیل میں تباہ کاریاں

آسٹریلیا اور برازیل میں سیلاب نے تباہی مچادی۔ آسٹریلیا کی حکومت نے تباہ کن سیلاب کو مہنگی ترین قدرتی آفت قرار دیا ہے جبکہ برازیل میں مٹی کے تودے گرنے سے ہلاکتوں کی تعداد ساڑھے سات سو سے تجاوز کر گئی ہے۔ کوئنز لینڈ میں سیلاب سے 30 افراد ہلاک ہوئے۔ دکٹوریہ کے کئی علاقوں میں بھی پانی عمارتوں میں داخل ہو گیا ہے۔ سیلاب سے اب تک آسٹریلیا میں پانچ بلین آسٹریلوی ڈالر کا نقصان ہو چکا ہے۔ دوسری طرف لینڈ سلائیڈنگ نے برازیل میں شدید تباہی مچائی ہے اور مٹی کے دب کر مرنے والوں کی تعداد ساڑھے سات سو سے تجاوز کر گئی ہے۔

اسانج کی بلیک اینڈ وائٹ آن لائن بک

وکی لیکس نے جہاں دنیا میں طوفان برپا کر رکھا ہے وہاں اس کے بانی جولین اسانج بھی دنیا کی ایک اہم شخصیت بن کر ابھرے ہیں اور ان کی مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہیں اپنی سوانح حیات کے لئے بھاری معاوضہ حاصل ہوا ہے۔ اب اسانج کے بلیک اینڈ وائٹ خاکوں پر مبنی ایک کلر بک آن لائن پیش کی گئی ہے جس میں لوگ اپنی مرضی کا رنگ بھر رہے ہیں۔

امریکی خوف میں مبتلا ہو گئے

وکی لیکس کے ایک خفیہ مراسلے میں کہا گیا ہے کہ گزشتہ سال ترکی میں اسلامی حکومت گرانے کے لئے سینئر فوجی افسران کی گرفتاری نے امریکی سفیروں کو خوف میں مبتلا کر دیا۔ امریکی حکام کو یہ فکر دامن گیر رہی کہ ان گرفتاریوں سے غیر متوقع فوجی ردعمل سامنے آ سکتا ہے۔ حکومت گرانے کے الزام میں دو سو کے قریب حاضر سروس اور ریٹائرڈ ترک فوجی افسروں، ایئرفورس کے سابق سربراہوں اور دو جنوں جنرلز و ایڈمرلز کا ٹرائل ہوا تھا۔ ترک فوج نے 1960ء سے تین حکومتوں کو زیر و زبر کیا تھا اور 1997ء میں اسلامی قیادت کو اتارنے کے لئے دباؤ ڈالا تھا۔

حریری کے قاتلوں پر فرد جرم عائد

لبنان کے سابق وزیراعظم رفیق الحریری کے قتل کی تحقیقات کرنے والے اقوام متحدہ کے ٹریبونل کے پراسیکیوٹر نے ملزموں کے خلاف فرد جرم جاری کر دی لیکن حزب اللہ کے سربراہ حسن نصراللہ نے اسے لبنان کے خلاف سازش سے تعبیر کیا ہے۔ رفیق الحریری کو 2005ء میں بیروت میں دھماکے سے ہلاک کیا گیا تھا۔ ہیگ سے جاری بیان کے مطابق حریری قتل کی تحقیقات سے متعلق فرد جرم رجسٹری میں جمع کرائی گئی ہے، تاہم ملزموں کے نام اور الزامات ظاہر نہیں کئے گئے۔

سوڈانی اپوزیشن رہنما گرفتار

سوڈان میں سکیورٹی فورسز نے اپوزیشن رہنما حسن الترابی کو گرفتار کر لیا۔ اپوزیشن رہنما نے گرفتاری سے قبل حکومت کو متنبہ کیا تھا کہ وہ وزیر خزانہ کو فارغ کرے اور مختلف اشیاء کی قیمتوں میں حالیہ اضافے پر پارلیمنٹ کو معطل کیا جائے اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو اپوزیشن مظاہرے کرے گی۔

سب سے بڑی برفانی بھول بھلیاں

امریکی ریاست نیویارک میں برف کی مدد سے دنیا کی سب سے پیچیدہ بھول بھلیاں تیار کی گئی ہیں۔ ان کی تیاری میں 2100 برف کے بلاک استعمال کیے گئے اور ہر بلاک کا وزن 300 پاؤنڈ ہے۔ 12 ہزار 855 مربع فٹ کے رقبے پر بنی ان بھول بھلیوں کو لال اور نیلی رنگ کی روشنیوں سے سجایا گیا ہے۔ ان پیچیدہ بھول بھلیوں کو بڑے پیمانے پر تخلیق کیے جانے کے باعث "گینز بک آف ورلڈ ریکارڈز" کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔

12 ہزار فٹ کی بلندی پر کرتب

فرانس کے 65 سالہ ہنری 5 سال کی عمر سے سرکس میں خطرناک کرتب دکھا رہا ہے اور اب سرکس کی دنیا میں اپنی کارکردگی کے 60 سال ہونے کا جشن منانے کیلئے ہنری نے ایک اور خطرناک کرتب کا انتخاب کیا اور فرانس کی 12 ہزار 486 فٹ اونچی پہاڑی پر ایک کرسی کے اوپر شیشے کے گلاسوں پر دوسری کرسی کا توازن برقرار رکھتے ہوئے بلا گرفت اس پر بیٹھنے کا مظاہرہ کیا۔

فلسطینی ریاست کیلئے روس کا عزم

روسی صدر دمتری نے دورہ فلسطین کے دوران اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ روس آزاد فلسطینی ریاست کے موقف پر قائم ہے اور وہ مشرقی بیت المقدس کو آزاد فلسطینی ریاست کا دارالحکومت بنانے کے اپنے وعدے پر قائم ہے۔ فلسطین کے مسئلے پر روس کی پوزیشن تبدیل ہوئی ہے نہ آئندہ ہوگی۔ ہم فلسطین کو تقسیم نہ کئے جانے والے حق اور 1988ء میں یاسر عرفات کے اعلان آزادی کی بھرپور حمایت کرتے ہیں۔

چین پالیسی نہیں بدلے گا!!

چین نے ایک بار پھر دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ مقبوضہ کشمیر اور اروناچل پردیش کے شہریوں کو الگ کاغذ پر ویزا فراہم کرنے کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ چینی وزارت خارجہ کے ترجمان کے مطابق چین کے بھارت کیساتھ تعلقات دوستانہ ہیں، تاہم مقبوضہ کشمیر اور اروناچل پردیش کے حوالے سے ویزا پالیسی تبدیل نہیں کی ہوگی۔ چین تبت، کشمیر اور اروناچل پردیش کو متنازعہ علاقے مانتا ہے اور پالیسی میں تبدیلی نہیں آئی۔

بجلی کے جھٹکوں نے دل دھڑکا دیا

قدرت کے معجزوں سے انکار ممکن نہیں۔ برطانیہ کے 53 سالہ ڈین بھاسن کے دل کی دھڑکن رک چکی تھی تاہم مقامی ہسپتال میں ڈاکٹروں کی حاضر دماغی کے باعث اسے موت کے منہ سے باہر کھینچ لیا گیا۔ ڈاکٹروں نے فی منٹ پچپن 100 بجلی کے جھٹکے والی خودکار مشین فٹ کر کے ان کو 20 ہزار سے زائد بجلی کے جھٹکے دیئے اور تین گھنٹوں کی کوشش کے بعد اس کے دل کی دھڑکن معمول پر آنا شروع ہوگئی۔

اطالوی وزیراعظم مسائل کی زد میں

اطالوی وزیراعظم برلسکونی عجب شخصیت ہیں۔ ایک تنازعے سے نکلتے ہیں تو دوسرے میں پھنس جاتے ہیں۔ اس طرح خبروں میں "اِن" رہتے ہیں۔ آج کل انہیں جنسی سکینڈل کی وجہ سے کافی دباؤ کا سامنا ہے بلکہ اس سکینڈل نے ان کی پوزیشن کافی کمزور کر دی ہے۔ تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ اس سے بیرونی دنیا میں اٹلی کا تشخص خراب ہوا ہے۔ لیکن برلسکونی کا اصرار ہے کہ وہ کسی لڑکی سے تعلقات کے الزامات میں مستعفی نہیں دیں گے۔ میرے خلاف جنس سکینڈل کی تحقیق کرنے والے میلان کے مجسٹریٹ انکوائری کی آڑ میں سیاست کر رہے ہیں جبکہ مجسٹریٹ کا کہنا ہے کہ وزیراعظم کی رہائش گاہوں پر کئی طوائفیں خدمات انجام دیتی رہی ہیں۔ اٹلی کی اعلیٰ عدالت نے برلسکونی کو عدالتی کارروائی کا سامنا کرنے سے متعلق حاصل استثنیٰ بھی جزوی طور پر ختم کر دیا ہے۔ عدالت نے ججوں کو اختیار دیا ہے کہ وہ اس بات کا فیصلہ کریں کہ برلسکونی کو کارروائی کا سامنا کرنے کیلئے مجبور کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

برطانوی خاتون کی 8 شادیاں

ایک برطانوی خاتون نے شادیوں کے معاملے میں الزبتھ ٹیلر کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ 56 سالہ بیٹ ینگ آٹھ شادیاں کر چکی ہیں اور اب خود سے 32 سال کم عمر نوجوان مارک سے نویں شادی کی تیاریوں میں ہے۔ ینگ نے پہلی شادی 1974ء میں کی تھی جو صرف پانچ دن چل سکی جبکہ ان کی طویل ترین شادی پانچ سال تک برقرار رہی۔

برتن نکالنے والی اے ٹی ایم

دو ماہر آرٹسٹوں نے ایک ایسی اے ٹی ایم مشین تیار کی ہے جس سے برتن نکلتے ہیں اور انہیں توڑ کر غصے پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ یہ مشین ایسے افراد کیلئے بنائی گئی ہے جو غصے میں گھر کے برتن توڑ دیتے ہیں۔ اس مشین میں مطلوبہ برتن نکالنے کیلئے کوڈ اور مشین میں کچھ سکے ڈالے جاتے ہیں۔ جب مشین میں سکے ڈالنے کے بعد آپ تھک جاتے ہیں تو ممکن ہے آپ کا غصہ بھی آہستہ آہستہ ختم ہو جائے۔

ایران میں جاسوس طیاروں کی نمائش

ایرانی فوج نے اعلان کیا ہے کہ ان کے جانب سے مار گرائے جانے والے امریکی جاسوس طیاروں کو جلد عوامی نمائش کیلئے پیش کیا جائے گا۔ ایرانی بحری فوج کے سربراہ کے مطابق یہ طیارے امریکہ کے جدید ترین جاسوس طیارے ہیں جنہیں ایرانی فوج نے خلیج فارس میں مار گرایا تھا۔

امریکہ اور افغان حکومت کا نیا تنازعہ

افغانستان کی حکومت کی جانب سے امریکی کمپنیوں کو ٹیکس کی ادائیگی کیلئے بل بھجوانے پر دونوں ممالک میں ایک نیا تنازعہ کھڑا ہو گیا۔ افغان حکام کا کہنا ہے کہ اگر امریکی کمپنیوں نے ٹیکس جمع نہ کرائے تو ان کیخلاف سخت کارروائی کرتے ہوئے ان کے لائسنس منسوخ کر دیئے جائیں گے اور ان کا سارا سامان ضبط کیا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف امریکی محکمہ خارجہ نے ان کمپنیوں کو ٹیکس جمع نہ کرانے کی ہدایت کی ہے۔

شاہ ایران کا خاندان... خودکشیوں کی داستان

شہنشاہ ایران رضا شاہ پہلوی کے چھوٹے بیٹے علی رضا پہلوی کی خودکشی سے شاہ کا خاندان خودکشیوں کی داستان بن گیا ہے۔ کچھ عرصہ قبل شاہ کی بیٹی لیلیٰ پہلوی نے بھی خودکشی کی تھی۔ خودکشی ذاتی پریشانیوں اور شدید ذہنی دباؤ کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ ان پریشانیوں کے کئی محرکات ہوتے ہیں۔ دنیا میں ہر سال ہزاروں افراد اپنے ہاتھوں اپنی جان لیتے ہیں۔ علی رضا پہلوی کافی عرصے سے بوسٹن میں مقیم تھے اور خودکشی کے وقت اپنے فلیٹ میں تنہا تھے۔ ان کی ہلاکت پر شاہ کے بڑے بیٹے کا کہنا تھا "آج انہیں وہ وقت یاد آ رہا ہے جب انقلاب ایران کے وقت بہت سے لوگ ہلاک ہوئے تھے اور وہ آج ان لوگوں کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔" سوال یہ ہے کہ شاہ کے بیٹے کو پہلے وہ لوگ یاد کیوں نہیں آئے جو گمنام راہوں میں مارے گئے لیکن آج جب ان کا اپنا گھر اجڑا تو انہیں انقلاب ایران کے دوران مرنے والے یاد آ گئے۔ ایک قریبی دوست کے مطابق علی رضا 2001ء سے شدید ذہنی دباؤ کا شکار تھے، جب ان کی چھوٹی بہن لیلیٰ پہلوی نے نشہ آور گولیاں کھا کر زندگی کا خاتمہ کر لیا تھا۔ لیلیٰ کی عمر صرف 31 برس تھی اور ان کی لاش لندن کے ایک ہوٹل سے برآمد ہوئی تھی۔ علی رضا بہن کی موت کے غم کو کبھی بھلا نہیں سکے اور ہر وقت روتے رہتے تھے۔ علی رضا کو اپنے والد کی ایران سے بے دخلی کا بھی دکھ تھا، بعد میں شاہ کی موت نے ان دکھوں میں مزید اضافہ کر دیا اور رہی سہی کسر لیلیٰ کی خودکشی نے پوری کر دی۔ واشنگٹن میں علی رضا کے دفتر میں کام کرنے والی ایک خاتون نازی افشاری پہلوی خاندان کے بہت قریب ہیں۔ ان کے مطابق جب لیلیٰ پہلوی نے خودکشی کی تو شاہ کی ملکہ فرح دیبا نے کہا تھا کہ لیلیٰ شدید ذہنی دباؤ کا شکار تھی۔ اس طرح دونوں بہن بھائیوں نے ذہنی دباؤ کی وجہ سے اپنی زندگی ختم کی۔ لیلیٰ کے ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ موت سے قبل لیلیٰ نفسیاتی مسائل کا شکار تھیں۔ علی رضا کی قریبی دوست فریدہ پارس کا کہنا ہے کہ فوجی ڈکٹیٹر کا بیٹا ہونے کی وجہ سے علی رضا میں بھی فوجیوں والی تمام خصوصیات پائی جاتی تھیں۔ وہ نظم و ضبط اور وقت کے پابند تھے۔ شاہ ایران نے اپنی بیوی کے وقت جب خصوصی طیارے میں داخل ہوئے تو زار و قطار رو رہے تھے۔ اس کے بعد وہ مختلف ممالک میں پناہ کیلئے دربدر ہوتے رہے یہاں تک کہ 27 جولائی 1980ء کو قاہرہ کے ایک ہسپتال میں ان کا انتقال ہو گیا۔

علی رضا پہلوی 1966ء میں تہران میں پیدا ہوئے اور 1979ء تک تہران میں تعلیم حاصل کی۔ 1979ء سے 1981ء تک وہ نیویارک اور قاہرہ میں زیر تعلیم رہے۔ پرنسٹن یونیورسٹی میں موسیقی کی تعلیم میں انڈرگریجوایٹ رہے، بعد میں کولمبیا یونیورسٹی سے قدیم ایران کی تاریخ میں گریجوایشن کی۔ اس کے بعد ہارورڈ یونیورسٹی سے ایرانی تعلیمات میں پوسٹ گریجوایشن کی ڈگری حاصل کی۔ علی رضا کے ایک سابقہ لان ٹینس کوچ کا کہنا ہے کہ وہ ذاتی طور پر علی رضا کو نہیں جانتے تھے لیکن ان کی تصاویر دیکھنے سے لگتا ہے کہ وہ بہت ہمدرد اور غریبوں کی مدد کرنے کا جذبہ رکھنے والے انسان تھے۔

ایران نے جدید ڈرون تیار کر لیا

ایران میں ایوی ایشن یونیورسٹی کے طلبہ نے افقی اڑان والا جدید ڈرون تیار کر لیا۔ "کرار 110" نامی اس طیارے کو دفاع کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ یہ جدید ڈرون ملک میں کہیں آگ لگنے کی صورت میں یا دفاعی مقاصد کیلئے استعمال ہوگا۔ پانی کے رنگ جیسا یہ ڈرون جنگ کی صورت میں با آسانی دشمن کو نظر نہیں آئے گا۔ یہ ڈرون فوجی سیاحتی نقشہ بنانے، جنگلوں و چراگاہوں کی نگرانی، آگ بجھانے اور زراعتی مقاصد کیلئے استعمال ہو سکتا ہے۔

تحریک طالبان پاکستان کو دہشت گرد قرار دینے کا برطانوی بل

برطانوی حکومت نے تحریک طالبان پاکستان کو دہشت گرد گروپ قرار دینے سے متعلق بل پارلیمنٹ میں پیش کر دیا۔ بل کی حتمی منظوری کے بعد برطانوی دہشت گرد ایکٹ کے تحت تحریک طالبان کو دہشت گرد قرار دے دیا جائے گا۔ برطانوی وزیرداخلہ کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ پابندی کا قانون اگرچہ سخت ہے لیکن دہشت گردی پر قابو پانے کیلئے ناگزیر ہے۔ پابندی کا مطلب یہ ہے کہ تحریک طالبان پاکستان کی رکنیت حاصل کرنا جرم تصور کیا جائے گا۔

کھٹمنڈو میں نیپالی وزیراعظم مادھو کمار نیپال، سابق وزیراعظم ... ایک تقریب میں شریک ہیں

سٹراسبرگ میں یورپی پارلیمنٹ کے ارکان ہنگری کے وزیراعظم کی تقریر کے دوران جیل کے میڈیا قوانین کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں

تیونس کا "انقلاب"
جو آمر اور اس کی باقیات کو بہا کر لے گیا

لیون ٹراٹسکی نے ایک بار کہا تھا کہ ہر انقلاب اس وقت تک ناممکن ہوتا ہے جب تک وہ ناگزیر نہیں ہو جاتا۔ تیونس میں وہ 14 جنوری کو آیا اور اپنے ساتھ آمر اور اس کی باقیات کو بہا کر لے گیا۔ صدر زین العابدین بن علی 1987ء میں صدر حبیب بورقیبہ کی بیماری کے باعث صدر بنے تھے اور 23 برسوں سے مطلق العنان حکمران تھے۔ وہ ابھی طویل عرصے تک حکمرانی کے خواب دیکھ رہے تھے اور اپنے داماد کو اگلے حکمران کے طور پر تیار کر رہے تھے لیکن انقلاب کبھی پوچھ کر نہیں آتا۔ جب عوام مہنگائی، بیروزگاری، لاقانونیت اور حکمران خاندان کی کرپشن کے خلاف سڑکوں پر نکلے تو ریاستی مشینری بے بس ہوگئی۔ زین العابدین نے حکومت ختم کر کے 6 ماہ کے اندر اندر انتخابات کرانے کا اعلان بھی کیا لیکن عوام نے انہیں اقتدار انہیں برطرف کر دیا گیا۔ چند روز کے ان ہنگاموں میں 100 کے قریب افراد مارے گئے۔ حالات جب قابو سے باہر ہوئے تو زین العابدین نے اپنے سب سے بڑے حامی فرانس کو پیغام بھیجا۔ لیکن فرانس نے اپنے اس "دوست" کو پناہ دینے سے صاف انکار کر دیا جس کے بعد 14 جنوری کو زین العابدین سعودی عرب فرار ہوگئے۔ سابق صدر اور ان کے خاندان نے دونوں ہاتھوں سے دولت جمع کی جو یورپ، جنیوا اور دیگر شہروں کے بینکوں میں جمع ہے لیکن اب وہ تمام اکاؤنٹ منجمد کر دیئے گئے ہیں۔

سابق صدر کے ملک سے فرار کے بعد عبوری حکومت قائم کر دی گئی ہے۔ عبوری صدر فواد مبزع اور وزیر اعظم محمد غنوشی کا تعلق معزول صدر کی پارٹی سے تھا لیکن عوامی غم و غصے کو دیکھتے ہوئے انہوں نے بھی زین العابدین کی پارٹی چھوڑنے کا

اور ملک سے نکال کر دم لیا۔ اسے "انقلاب یاسمین" قرار دیا جا رہا ہے۔

تیونس نے 1956ء میں فرانس سے آزادی حاصل کی تھی۔ اس کا کل رقبہ 64 ہزار مربع میل اور کل آبادی ڈیڑھ کروڑ ہے یعنی کراچی شہر سے تیونس کی آبادی کم ہے۔ فرانس سے آزادی حاصل کرنے کے بعد حبیب بورقیبہ پہلے صدر تھے۔ جب 1987ء میں صدر حبیب بورقیبہ کی صحت کافی خراب ہوئی اور وہ حکومت چلانے کے قابل نہ رہے تو وزیر اعظم زین العابدین بن علی نے نہایت چالاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملک کی باگ ڈور سنبھال لی اور صدر کے منصب جلیلہ پر فائز ہوگئے۔ وہ اس وقت سے تیونس کے صدر چلے آ رہے تھے۔ ان کا دور حکمرانی 23 برسوں پر محیط ہے۔ تیونس ہمیشہ سے امریکہ، فرانس اور دیگر مغربی ممالک کے تابع رہا ہے۔ وہاں شخصی آمریت نے اداروں اور سیاسی جماعتوں کو پنپنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ 23 برسوں کے دوران زین العابدین ملک میں کئی بار الیکشن کرائے لیکن ہر بار ان کی جماعت ہی بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئی۔ زین العابدین خود بھی کئی بار صدر منتخب ہوئے۔ اکتوبر 2009ء میں انہوں نے آخری الیکشن کرایا تھا جس میں انہیں 89.62 فیصد ووٹ ملے تھے۔

تیونس میں حکمران خاندان کی کرپشن کی کہانیاں زبان زد عام رہی ہیں۔ وہاں بیروزگاری انتہا کو چھو رہی تھی لیکن جب تیونس کی عوام نے حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی جرأت کی تو حکومت ان کا سامنا کرنے کی بجائے سابق صدر زین العابدین۔

تیونس میں مظاہروں کا آغاز ایک بیروزگار نوجوان محمد بوعزیزی کی خودکشی پر ہوا جس نے بے روزگاری سے مایوس ہو کر اپنے ہاتھوں زندگی کا خاتمہ کیا۔ اس ایک خودکشی نے ڈیڑھ کروڑ کی آبادی کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور وہ سڑکوں پر نکل آئے۔ حالات جب سنگین ہونے لگے تو صدر نے فوج کو مظاہرین پر فائر کھولنے کا حکم دیا لیکن فوج کے سربراہ رشید عمار نے اس سے انکار کر دیا جس پر

اعلان کر دیا۔ تیونس میں معزول صدر کے رشتہ داروں کے خلاف غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ نئی عبوری حکومت کے حکم پر زین العابدین کے 33 رشتہ داروں کو گرفتار کر کے سونا اور دیگر قیمتی اشیاء ضبط کی گئی ہیں۔ زین العابدین نے 1992ء میں لیلیٰ نامی خاتون سے شادی کی تھی۔ ان پر کرپشن کے کئی الزامات ہیں۔ لیلیٰ نے اپنے رشتہ داروں کو اعلیٰ عہدے دے رکھے تھے اور اپنے رشتہ داروں کو صدر کے خاندان پر حاوی کر دیا تھا اور تمام بڑے بینکوں اور کمپنیوں میں الطرابلسی خاندان کا تسلط تھا۔ اس خاندان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے انتہا درجے کی لوٹ مار کی جس کی وجہ سے اس خاندان کو لٹیروں کا ٹولہ قرار دیا جاتا تھا۔

مبصرین نے تیونس میں آنے والے انقلاب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ فرانس اپنے اہم اتحادی زین العابدین کو کھو چکا ہے کیونکہ فرانسیسی حکومت نے تیونس کے بحران پر مکمل خاموشی اختیار کی اور اب بھی عبوری حکومت اور اس کے حامیوں کی حمایت میں سست ہے۔ فرانسیسی صدر نکولس سرکوزی نے مستعفی صدر زین العابدین کے جہاز کو فرانس میں اترنے کی اجازت تک نہیں دی۔ تیونس میں سابق فرانسیسی سفیر یوز گیکس لانٹرے کا کہنا ہے کہ تیونس کے عوام 2000ء سے حکومت کو بتدریج آمرانہ طرز میں ڈھلتے دیکھ رہے تھے لیکن زین العابدین کی حکومت سے فرانس کے معاشی اور تجارتی مفادات وابستہ تھے اس لئے فرانس نے عوام کی شکایات پر کان نہ دھرا۔

زین العابدین کے جانے کے بعد سے وزیر اعظم محمد غنوشی نے نئی اتحادی حکومت کا اعلان کیا تو اس میں اپوزیشن رہنماؤں اور سابق حکومت کے چھ وزراء کو بھی شامل کر لیا گیا لیکن عوامی احتجاج اور دباؤ کے باعث ان وزراء نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ مظاہرین کا مطالبہ تھا کہ سابق صدر کی جماعت کے ارکان کو بھی چلے جائیں جہاں صدر گئے ہیں۔

☆☆☆

آسٹریلیا کے شہر برسبن میں سیلابی پانی اترنے کے بعد لوگ تباہ ہونے والی گاڑیوں کو دیکھ رہے ہیں

لائسنس والی وہیل چیئر

ایک امریکی کمپنی نے جنگی ٹینک کے طرز کے انداز کے پہیوں والی وہیل چیئر تیار کر لی جو ہموار سطح سے لے کر برف اور ریت پر بھی چل سکتی ہے۔ لیکن اسے استعمال کرنے والوں کو باقاعدہ بھاری ڈیوٹی وہیکل لائسنس حاصل کرنا ہوگا۔

ولیم اور میڈلٹن کے کارٹون

برطانوی کارٹونسٹ نے شہزادہ ولیم اور ان کی منگیتر کیٹ میڈلٹن کو کارٹونز کے کرداروں میں ڈھال دیا۔ مشہور برطانوی کارٹونسٹ رچ جونسٹن کی تخلیق کردہ یہ کامک کتاب شہزادہ ولیم اور کیٹ کی شادی کے موقع پر اپریل میں شائع کی جائے گی۔ یہ کامک سیریز تین حصوں پر مشتمل ہے جس میں ولیم اور کیٹ کی زندگی اور ان کے رشتے کو خاکوں کی صورت میں بیان کیا جائے گا۔

واشنگٹن میں فلسطینی پرچم لہرا دیا گیا

واشنگٹن میں واقع فلسطین کے سفارتی مشن کے دفتر پر پہلی مرتبہ فلسطین کا جھنڈا لہرا دیا گیا۔ امریکہ میں فلسطین کے اعلیٰ نمائندے نے اس مشن میں ہونے والی مختصر تقریب میں یہ جھنڈا لہرایا۔ اس موقع پر فلسطینی نمائندے کا کہنا تھا کہ یہ فلسطین کی تحریک آزادی کیلئے انتہائی اہم لمحہ ہے۔

ہیٹی کے سابق ڈکٹیٹر کی واپسی

لاطینی امریکہ کے ملک ہیٹی پر 15 سال تک حکمرانی کرنے والے سابق ڈکٹیٹر پچیس سال بعد ملک واپس آ گئے لیکن آتے ہی انہیں حراست میں لے لیا گیا۔ ان پر بدعنوانی، کرپشن اور سرکاری خزانے سے کروڑوں ڈالر چرانے کے الزامات ہیں۔ بے بی ڈوک کے نام سے مشہور انسٹھ سالہ ڈواولیئر نے 1971ء میں اقتدار سنبھالا تھا لیکن 1986ء میں شدید عوامی مخالفت کے باعث انہیں ملک سے فرار ہونا پڑا تھا۔ ان پر اپنے تیس ہزار مخالفین کو قتل کروانے کا بھی الزام ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطابق سابق صدر نے قومی خزانے سے تیس سے اسی کروڑ ڈالر کے گھپلے کئے۔

ملعون پادری کے برطانیہ داخلے پر پابندی

برطانوی حکومت نے امریکہ میں قرآن پاک جلانے کا منصوبہ بنانے والے ملعون پادری ٹیری جونز کو ملک میں داخلے سے روک دیا۔ اس ملعون پادری نے 11 ستمبر 2010ء کو قرآن پاک جلانے کے منصوبے کا اعلان کیا تھا۔ برطانوی وزارت داخلہ کے ترجمان کا کہنا ہے کہ حکومت ہر قسم کی انتہا پسندی کی مخالف ہے۔ اس لیے امریکی پادری کے برطانیہ آنے پر پابندی عائد کی گئی ہے۔

وینزویلا نے سعودی عرب کو پچھاڑ دیا

وینزویلا نے تیل کے ذخائر میں سعودی عرب کو پیچھے چھوڑ دیا۔ وینزویلین وزیر تیل رافیل رامیرز کے مطابق دنیا میں تیل کے سب سے زیادہ ذخائر ہمارے پاس ہیں۔ اس وقت وینزویلا کے پاس 297 ارب بیرل تیل کے ذخائر ہیں۔

سوڈانی عوام تقسیم چاہتے ہیں

سوڈان کی دو حصوں میں تقسیم کیلئے ہونے والے ریفرنڈم کے نتائج سامنے آ گئے۔ جنوبی سوڈان کی مختلف ریاستوں میں اکثریتی ووٹ آزادی کے حق میں ڈالے گئے۔ جنوبی سوڈان کی دس ریاستوں میں اوسطاً 99 فیصد ووٹ آزادی کے حق میں ڈالے گئے۔ سب سے اہم شہر اور مستقبل کے متوقع دارالحکومت جوبا میں آزادی کے حق میں 97 فیصد ووٹ پڑے جبکہ صرف ڈھائی فیصد ووٹ متحدہ سوڈان کے حق میں ڈالے گئے۔ جنوبی شہر ٹمبکس 1983ء سے 2005ء کے خون آشام داخلی شورش کے دوران باغیوں کا ہیڈ کوارٹر رہا ہے۔ تیل کی دولت سے مالا مال ریاست یونٹی میں 91 فیصد ووٹ آزادی کے حق میں ڈالے گئے ہیں جبکہ دیگر ریاستوں میں بھی صورتحال اس سے ملتی جلتی ہے۔

بنگلہ دیش، باغی فوجیوں کو قید

بنگلہ دیش کی خصوصی عدالت نے بنگلہ دیش رائفلز کے اہلکاروں کو بغاوت کے الزام میں 23 اہلکاروں کو سزائے قید کا حکم دے دیا۔ اس کے علاوہ ملزموں کو جرمانہ بھی کیا گیا ہے۔ اس بغاوت کے نتیجے میں بنگلہ دیش میں 70 سے زیادہ افسران و اہلکار ہلاک ہوئے تھے۔

اوباما تبدیلی لانے میں ناکام!!

امریکی عوام کی اکثریت نے اوباما کی حالیہ پالیسیوں پر عدم اعتماد کا اظہار کر دیا۔ پولس ٹوڈے گیلپ سروے میں 70 فی صد امریکیوں کا کہنا ہے کہ اوباما کو اپنی سیاسی معاملات کی بجائے قومی مفادات پر توجہ دینی چاہیے اور ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تبدیلی لانے کے لئے مزید کچھ کرنا چاہیے۔ ان شہروں کو یقین ہے کہ اوباما نے 2008ء کے انتخابات میں تبدیلی کا جو نعرہ لگایا تھا اس میں وہ ناکام رہے۔ اب ڈیموکریٹس کی مقبولیت الیکشن کے وقت 83 فی صد تھی جو اب کم ہو کر 53 فی صد رہ گئی ہے۔

کوڑے سے ہوٹل کی تعمیر

سپین کے دارالحکومت میڈرڈ میں کوڑے سے تیار کئے گئے ایک ہوٹل کا افتتاح کر دیا گیا ہے جو گاربیج ہوٹل کا نام دیا گیا ہے۔ اس کی دیواریں سمندری لہروں سے اکٹھے ہونے والے کوڑے اور کوڑے دانوں سے ڈھکی ہیں۔

پادری کے برطانیہ آنے پر پابندی عائد کی گئی ہے۔

آسٹریلیا کا بھارت کو انکار

آسٹریلیا نے یورینیم کی فروخت پر عائد پابندی اٹھانے کا بھارتی مطالبہ مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایٹمی عدم پھیلاؤ کے معاہدے پر دستخط کئے بغیر بھارت کو یورینیم فروخت نہیں کی جا سکتی۔

نیویارک کی تاریخ کا بڑا آپریشن

امریکی جاسوس اداروں نے خفیہ اطلاعات پر نیویارک میں منظم جرائم کرنے والے 125 سے زائد مشتبہ افراد کو حراست میں لے لیا۔ نیویارک اور ایف بی آئی کی تاریخ کے سب سے بڑے آپریشن کے دوران حراست میں لئے گئے ان افراد میں نیویارک کے 5 اہم اور بڑے جرائم پیشہ گروہ اور نیوجرسی کے ایک گروہ کے افراد شامل ہیں۔

کیرالہ میں پولیس افسر بھگدڑ والی جگہ کا معائنہ کر رہا ہے۔ بھگدڑ کے نتیجے میں کئی افراد ہلاک ہو گئے تھے

لبنان کا سیاسی بحران طول پکڑ گیا

قطر اور ترکی نے لبنان میں سیاسی بحران کے حل کیلئے ثالثی کی کوششیں روکنے کا اعلان کر دیا۔ اس حوالے سے سعودی عرب کا کہنا ہے کہ فرقہ وارانہ بنیادوں پر لبنان کی تقسیم کے خدشات بڑھ گئے ہیں جبکہ قطری وزیر اعظم شیخ حماد بن جاسم الثانی اور ترک وزیر خارجہ احمد داؤد اوغلو نے عبوری وزیر اعظم سعد حریری اور حسن نصر اللہ سمیت دیگر لبنانی رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں لیکن بحران کے حل سے متعلق ان کی تجاویز پر لبنانی جماعتوں کو تحفظات تھے۔

کم عمر ترین گلوکارہ

نیپال سے تعلق رکھنے والی تین سالہ Atithi نے دنیا کی کم عمر ترین گلوکارہ کا عالمی ریکارڈ اپنے نام کر لیا۔ Atithi نے اپنی سولو میوزک البم بھی ریلیز کر دی ہے جو 9 گانوں پر مشتمل ہے۔ اس میں نیپال کا قومی ترانہ بھی شامل ہے۔ کم سن گلوکارہ نے ایک گانے کی ویڈیو بھی تیار کروائی ہے جس میں خود ہی ماڈلنگ کر رہی ہے۔ گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں بھی اس کا نام شامل کرا لیا گیا ہے۔

چین میں سرکس پر پابندی

چین نے جانوروں کے حقوق کا علمبردار ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے چڑیا گھروں میں جانوروں کے سرکس چلانے پر پابندی عائد کر دی۔ چینی حکومت نے جانوروں کے سرکس پر مکمل پابندی عائد کرتے ہوئے چڑیا گھروں کو انتباہ کیا ہے کہ وہ جانوروں کیساتھ بدسلوکی کرنے سے گریز کریں اور اس میں ملوث چڑیا گھروں کو بند کر دیا جائے گا۔

مختصر مگر اہم......

☆ ممبئی ہائی کورٹ کے دو رکنی بنچ نے ممبئی حملوں کے ملزم اجمل قصاب کی پھانسی کی سزا کی توثیق کے فیصلے کا اعلان سات فروری تک محفوظ کر لیا۔ اہم گواہ کا تعاون حاصل نہ ہوا تو عدالت یہ فیصلہ سات فروری سے پہلے بھی سنا سکتی ہے۔

☆ وسطی عراق میں پولیس ریکروٹنگ سنٹر میں خودکش دھماکے کے نتیجے میں 60 افراد ہلاک اور 150 سے زائد زخمی ہوئے۔

☆ بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ نے حکومت پر بدعنوانیوں کے الزامات کے باعث کابینہ میں رد و بدل کر دیا۔ اہم وزارتیں خارجہ، دفاع، داخلہ اور خزانہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

☆ امریکی ریاست ایریزونا میں مسلح شخص کی فائرنگ سے شدید زخمی ہونے والی ایوان نمائندگان کی خاتون رکن کو ہسپتال سے گھر بھیج دیا گیا اور انہوں نے خود سانس لینا شروع کر دیا ہے۔

☆ سوئٹزرلینڈ میں وکی لیکس کو بینک اکاؤنٹس کی تفصیلات فراہم کرنے والے سابق بینکار روڈولف ایلمر کو گرفتار کر لیا گیا۔

☆ آئرلینڈ میں وزیر اعظم برائن کوون نے عہدے سے ہٹانے کی ناکامی میں چار وزیروں نے استعفیٰ دے دیا۔

☆ بھارتی سپریم کورٹ میں سیاستدانوں اور شہریوں کے غیر ملکی خفیہ اکاؤنٹس کا معاملہ زور پکڑ گیا اور عدالت نے حکومت سے غیر ملکی اکاؤنٹس رکھنے والے تمام شہریوں کی تفصیلات طلب کر لی ہیں۔

☆ نیوزی لینڈ میں برفانی طوفان کے بعد پارلیمنٹ کی عمارت خالی کرا لی گئی۔

دنیا اس ہفتے
30 جنوری تا 5 فروری

30 جنوری

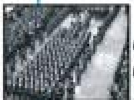

1972: سر ونسٹن چرچل کو آخری رسومات کی ادائیگی کے بعد سپرد خاک کر دیا گیا۔

یکم فروری

2003: امریکی خلائی شٹل تباہ ہوئی اور 7 خلا باز ہلاک ہوئے۔

1979: آیت اللہ خمینی 14 سالہ جلاوطنی ختم کر کے ایران واپس لوٹے۔

1953: برطانیہ کے مشرقی ساحل پر طوفان نے تباہی مچا دی اور سینکڑوں لوگ مارے گئے۔

1994: برطانوی کار ساز کمپنی "روور" کی فروخت پر برطانیہ میں بے روزگاری بڑھنے کا خطرہ پیدا ہو گیا اور ہاؤس آف کامنز میں ہنگامہ بھی ہوا۔

1984: برطانیہ میں نصف پینی کا سکہ بند کرنے کا اعلان ہوا۔

1943: روس نے سٹالن گراڈ میں بندرگاہ پر جرمن فوج کی شکست کا اعلان کیا۔

1987: بیروت میں چرچ آف انگلینڈ کے سفیر اغوا کر لئے گئے۔

1972: ڈبلن میں مشتعل مظاہرین نے برطانوی ایمبیسی کو آگ لگا دی۔

3 فروری

1986: عیسائیوں کے روحانی پیشوا پوپ جان پال نے کلکتہ میں مدر ٹریسا سے ملاقات کی اور آشرم میں لوگوں کو کھانا کھلایا۔

1966: سوویت یونین کے خلائی جہاز "لونا سکس" نے چاند کی سطح پر لینڈنگ کی۔

1978: مصری صدر انور السادات مشرق وسطیٰ امن عمل پر امریکی صدر جمی کارٹر سے مذاکرات کیلئے واشنگٹن ڈی سی پہنچے۔

4 فروری

1998: شمالی افغانستان میں زلزلے کے نتیجے میں ہزاروں افراد مارے گئے۔

5 فروری

1953: برطانیہ میں کنفیکشری کا راشنگ نظام ختم کر دیا گیا۔

کیپ ٹاؤن میں پینگوئن سمندر میں مستیاں کر رہی ہیں۔ ان 63 پینگوئن کو ایک تنظیم نے سمندر میں چھوڑا ہے

چین میں 60 سالہ جشن آزادی کی تقریب کے موقع پر

سٹیو چی شن اپنی اہلیہ گوسنگ پارک اور بچوں کے ہمراہ (کینیڈا میں)

- "پیدائشی پاکستانی ہوں، چینی نہیں"
- "سقوط ڈھاکہ کے بعد آخری فلائٹ سے بطور مہاجر کراچی آئے"
- "چائنیز ریسٹورنٹس کی مقبولیت لاہوریوں کی خوش خوراکی کی وجہ سے ہے"
- "بچپن میں شرارتی نہیں شریف بچہ تھا"
- "دوران تعلیم ہوٹل میں پارٹ ٹائم ملازمت کرتا تھا"
- "گھر کے کام کرنے سے نہیں گھبراتا"

"پہلی بیگم لاکھوں میں ایک تھی"

معروف چینی ریستوران کے مالک سٹیو چی شن

گلناز نواب
عکاسی: اختر شاہ

سٹیو چی شن یکم 16 فروری 1956ء کو پاکستان میں پیدا ہوئے۔ وہ زمانہ طالب علمی سے ہی اپنے والد صاحب کے بنائے گئے پہلے پاکستانی چائنیز ریسٹورنٹ کنگ فانگ میں پارٹ ٹائم جاب کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ایف سی کالج سے ایف اے کے بعد مزید تعلیم حاصل نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنے خاندانی پیشے سے منسلک ہو گئے۔

1978ء میں ان کے والد صاحب نے پہلے چائنیز ریسٹورنٹ کی بنیاد رکھی تو اس کے بعد مسٹر سٹیو اور ان کے باقی تین بھائیوں نے تائیوا، سن کانگ، گولڈن ورک اور بنگل ورک کے نام سے مزید چائنیز ریسٹورنٹ لاہور میں متعارف کروائے۔

مسٹر سٹیو شن المعروف مسٹر سٹیو اس وقت فیڈریشن آف اوورسیز چائنیز ایسوسی ایشن ان پاکستان کے چیئرمین، ساؤتھ ایشیاء فرینڈ شپ ایسوسی ایشن آف چائنا کے ڈائریکٹر اور لاہور اوورسیز چائنیز ایسوسی ایشن کے صدر بھی ہیں۔

گزشتہ دنوں مسٹر سٹیو سے انٹرویو کی بات ہوئی تو انہوں نے مقررہ وقت پر اپنے ہوٹل واقع گلبرگ آنے کی دعوت دی۔ ہم مقررہ وقت پر پہنچے تو انہیں اپنا منتظر پایا۔ مسٹر سٹیو کے ساتھ گفتگو کا آغاز ہوا تو علم ہوا کہ ان کی پہلی اہلیہ معروف بیوٹیشن تھیں۔ جو بوجہ کینسر 2002ء میں وفات پا گئیں۔ ان کی وفات کے دو سال بعد مسٹر سٹیو کی دوسری شادی گوسنگ پارک سے ہوئی۔ انٹرویو کے دوران ان کی نجی زندگی، پاکستان اور پاکستانیوں کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔ جس کی تفصیل نذر قارئین ہے۔

اپنا تعارف کراتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ میں 16 فروری 1956ء کو پیدا ہوا تھا۔ میرے والد کا تعلق چین سے ہے۔ وہ چین سے پاکستان آئے تھے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ابھی پاکستان اور ہندوستان کے مابین تقسیم کے عمل کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ میرے والد چین سے پاکستان آئے تو اس وقت کے مشرقی پاکستان میں شفٹ ہوئے۔ آغاز میں انہوں نے بطور لیدر ایکسپورٹ کاروبار کا آغاز کیا تھا۔ 1978ء میں پہلی مرتبہ ان کے ذہن میں چائنیز ریسٹورنٹ بنانے کا خیال آیا۔ لاہور میں یہ ریسٹورنٹ انہوں نے ایک پاکستانی کے ساتھ مل کر بنایا تھا۔

فیملی: اس ہوٹل کا نام کیا تھا؟

سٹیو چی شن: اس ہوٹل کا نام "کنگ فانگ" (Kaung Faung) تھا۔ اس وقت پاکستان میں لیبر کرائسس تھا۔ اس کے بعد 1982ء میں ہم نے "تائیوا ریسٹورنٹ" کی بنیاد رکھی۔ تائیوا میں تقریباً چار سال میں نے کام کیا تھا۔

فیملی: آپ کا بچپن کیسا تھا؟

سٹیو چی شن: پاکستان میں ہی گزرا اور بہت اچھا تھا۔

فیملی: آپ کے بچپن کے دوست سب پاکستانی تھے، کیا آج بھی ان سے میل ملاقات کرتے ہیں؟

سٹیو چی شن: پاکستان اور چین کے تعلقات دراصل شروع سے ہی ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ پاکستان اور چین کے عوام ایک دوسرے کیلئے بہت مخلصانہ جذبات رکھتے ہیں۔ پاکستان اور چین کے روابط اچھے ہمسایوں والے ہیں اسلئے حکومتیں اور عوام کے ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں۔ میں آج تک کینیڈا، امریکہ، یا کہیں بھی جاؤں تو میں نے کبھی یہ کہہ کر اپنا آپ تعارف نہیں کرایا کہ میں چین سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں ہمیشہ یہ کہتا ہوں کہ میں پاکستانی ہوں اور پاکستان سے آیا ہوں۔

فیملی: آپ کو پاکستانی ہونے پر فخر ہے؟

سٹیو چی شن: جی بالکل! میں نے پاکستان میں آنکھ کھولی، پاکستان میں پلا بڑھا۔ پاکستان اور پاکستانیوں نے اتنی عزت دی کہ ہم سب بہن بھائی اس کو بھلا ہی نہیں سکتے۔ اس وقت میں "فیڈریشن آف اوورسیز چائنیز ایسوسی ایشن ان پاکستان" کا چیئرمین ہوں، اس کے علاوہ "ساؤتھ ایشیا فرینڈ شپ ایسوسی ایشن آف چائنا کا ڈائریکٹر" اور "لاہور اوورسیز چائنیز ایسوسی ایشن" کا صدر بھی ہوں۔

فیملی: کیا آپ شرارتی بچے تھے؟

سٹیو چی شن: (مسکراتے ہوئے) شرارتی بچہ نہیں تھا بلکہ ایک شریف بچہ تھا۔ میں نے کبھی اپنے بچپن میں ایسی شرارت نہیں کی تھی جس سے دوسرے تنگ ہوں اور مجھے ڈانٹ ڈپٹ کریں۔ میں بچپن میں اپنے دوستوں کے ساتھ بہت خوش رہا کرتا تھا۔ 1971ء میں جب سقوط ڈھاکہ ہوا تو ہم بنگلہ دیش میں تھے۔ ہم آخری فلائٹ سے بطور مہاجر ڈھاکہ سے کراچی آئے۔

فیملی: اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟

سٹیو چی شن: میری عمر 13 سال تھی، میرے سب بہن بھائی ان دنوں سکول میں پڑھتے تھے۔ 1971ء کے آغاز میں ہم کراچی شفٹ ہوئے تھے مگر 1972ء میں والد صاحب نے لاہور شفٹ ہونے کا فیصلہ کر لیا یوں ہم 1972ء سے اب تک لاہور میں ہی رہ رہے ہیں۔

فیملی: تعلیم کہاں تک حاصل کی ہے؟

سٹیو چی شن: (مسکراتے ہوئے) میں نے ایف سی کالج سے انٹر کیا ہے۔

فیملی: مزید تعلیم کیوں نہ حاصل کی؟

سٹیو چی شن: میرا خیال ہے کہ جب ہم نے 1978ء میں ہوٹل بنایا تو ان دنوں میں ایف سی کالج کا طالب علم تھا مگر میرے دل میں کبھی مزید تعلیم حاصل کرنے کا خیال نہیں آیا۔ میں شروع سے ہی کاروباری ذہن کا مالک تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دور طالب علمی میں بھی فارغ اوقات میں اپنے ہوٹل میں پارٹ ٹائم جاب کیا کرتا تھا۔ میں نے اپنے ہی ریسٹورنٹ سے بزنس کا آغاز کیا تھا بلکہ والد صاحب مجھے اس کیلئے پیسے بھی دیا کرتے تھے۔

فیملی: آپ نے صرف انٹر کیا، کیا آپ ذہین طالب علم نہیں تھے؟

سٹیو چی شن: میں نے آٹھویں کے بعد نویں کلاس نہیں پڑھی تھی بلکہ ڈائریکٹ دسویں جماعت میں داخلہ لیا تھا اور میٹرک بھی نو ماہ میں کیا تھا۔ میں نے میٹرک میں ہائی سیکنڈ ڈویژن لی تھی۔ انٹر میں میں نے اکنامکس میں ٹاپ کیا تھا۔

فیملی: کلاس میں کل کتنے طلبہ تھے؟

سٹیو چی شن: ہماری کلاس میں ان دنوں تقریباً 200 سے زائد طلبہ تھے۔ انٹر کے بعد بس اچانک ہی میرے ذہن میں اپنے بزنس کا خیال آ گیا۔

فیملی: آغاز میں پاکستان میں چائنیز ریسٹورنٹ متعارف کرانے کا تجربہ کیسا رہا؟

سٹیو چی شن: دراصل میری والدہ بہت اچھی کک ہیں۔ سب سے پہلے ان کے ذہن میں ریسٹورنٹ بنانے کا خیال آیا۔ پھر والد صاحب نے ایک پاکستانی کے ساتھ مل کر (KaungFaung) متعارف کرایا۔ کنگ فونگ کو لوگوں نے بہت پسند کیا۔ اس کے بعد ہمارے ذہن میں ریسٹورنٹ کو بطور بزنس اپنانے کا خیال آیا۔

فیملی: کنگ فونگ کے بعد لاہور میں کون سا چائنیز ریسٹورنٹ متعارف کرایا؟

سٹیو چی شن: کنگ فونگ کے بعد "تائیوا" متعارف کرایا۔ اس کے بعد سن کانگ، پھر ڈیفنس میں "گولڈن ورک" اور اس کے بعد جوہر ٹاؤن میں "بنگل ورک" متعارف کرا چکے ہیں۔

فیملی: آپ کے ریسٹورنٹ کو چار چاند لگانے میں لاہوریوں کی خوش خوراکی کا زیادہ کمال ہے؟

سٹیو چی شن: بالکل! (مسکراتے ہوئے) اگر لاہوریے اس قدر خوش خوراک اور چائنیز پسند نہ کرتے تو ہم کبھی بھی ایک کے بعد دوسرا ہوٹل متعارف کرانے کے بارے میں کبھی بار سوچتے۔ یہاں اس لحاظ سے لاہوریوں کی بلکہ اندرون ملک اور بیرون ملک پاکستانیوں کی ڈیمانڈ نے ہمیں مزید ریسٹورنٹ کھولنے پر مجبور کیا۔

فیملی: والدین میں سے کس سے زیادہ لگاؤ تھا؟

سٹیو چی شن: ہم سب ایک دوسرے کے بہت قریب تھے۔ والدین میں سے دونوں کے ساتھ لگاؤ تھا۔ دونوں ہی ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ والد صاحب تو وفات پا چکے ہیں مگر والدہ زندہ ہیں اور میرے ساتھ رہتی ہیں۔

فیملی: والد صاحب کب فوت ہوئے؟

سٹیو چی شن: وہ 2000ء میں فوت ہو گئے تھے۔ والدہ ہمیشہ میرے بہت قریب رہی ہیں۔

فیملی: آپ کتنے بہن بھائی ہیں؟

سٹیو چی شن: ہم چار بھائی اور چار بہنیں ہیں، سب مختلف گھروں میں لیکن ایک ہی علاقے میں رہتے ہیں۔

فیملی: سب کے نام کیا ہیں؟

سٹیو چی شن: بڑے بھائی کا نام چنگ ین، گنگ ین، کم ین اور میں سٹیو شن۔ میرا نمبر تیسرا ہے۔ لاہور میں میں سٹیو شن کے نام سے مشہور ہوں۔ میری بہنوں کے نام لینی، کیری، شیرن اور ایک مونیکا ہے۔ لینی اور شیرن امریکہ میں ہیں اور دونوں ریسٹورنٹ چلاتی ہیں۔ کیری نے ڈھاکہ کی طرز کا فاسٹ فوڈ ریسٹوران بنا رکھا ہے۔

فیملی: گویا آپ کا یہ خاندانی بزنس ہی ہو گیا۔

سٹیو چی شن: دراصل بہنوں کی شادیاں کیں تو انہوں نے شادی کے بعد ریسٹوران کا بزنس شروع کیا۔ ہاں ایک لحاظ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم سب ایک ہی بزنس سے وابستہ ہیں۔

فیملی: آپ کی شادی کب ہوئی تھی؟

سٹیو چی شن: میری شادی 25 جنوری 1981ء

ملاقات

کوبنی کے ساتھ شادی ہوئی تھی۔

فیملی: لو میرج کی تھی؟

سٹیو چی ٹن: بالکل! بلکہ لاہور میں چینی کمیونٹی میں پہلی لو میرج تھی۔

فیملی: آپ نے بیگم کو کہاں دیکھا تھا؟

سٹیو چی ٹن: کراچی میں! پھر وہ لاہور آ گئیں اور یہاں انہوں نے بیوٹی پارلر بنا لیا۔ یہاں اس نے خاصی شہرت کمائی۔ میری پہلی شادی 1981ء میں ہوئی تھی۔ وہ لاہور کی معروف بیوٹیشن تھیں۔ لاہور کی تمام اہم اور معروف خواتین بینی کے پارلر میں آیا کرتی تھیں۔ بینی کو کینسر ہوا تو وہ 2002ء میں وفات پا گئیں۔ اس کے بعد میرے تینوں بچوں یعنی دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کی پرورش میری ماں نے ہی کی۔

فیملی: آپ کی شادی دھوم دھام سے ہوئی تھی؟

سٹیو چی ٹن: میری شادی بہت دھوم دھام سے ہوئی تھی۔ شادی میں لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی تھی۔

فیملی: ہنی مون کیلئے کہاں گئے تھے؟

سٹیو چی ٹن: ملائیشیا اور ہانگ کانگ گئے تھے۔

2002ء میں جب بینی وفات پا گئیں تو کافی عرصہ تک مجھے کچھ سجھائی نہیں دیا کہ یہ میرے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔ میں بینی کیلئے ہر پلیٹ فارم پر ایک ہی بات کہتا ہوں کہ "She is a woman out of billion" کہ "وہ لاکھوں میں ایک عورت تھی"۔

اپنے والٹ سے ایک پاسپورٹ سائز تصویر نکال کر دکھاتے ہوئے۔ میں جہاں بھی جاتا ہوں بینی کی تصویر ہمیشہ میرے ساتھ رہتی ہے۔ میں جہاں بھی جاتا تھا وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہتی تھی۔ بینظیر بھٹو بینی کی سپیشل کلائنٹ تھیں۔ وہ جب بھی لاہور آتی تھیں تو بینی کے پارلر ضرور آتی تھیں۔ ہم نے بینظیر کی شادی میں ایک ساتھ شرکت کی تھی۔

بینی نے دلہن کو پارلر سے تیار کرنے کا تصور سب سے پہلے لاہور میں متعارف کروایا۔ ورنہ اس سے قبل پارلر سے دلہن تیار کرانے کا رواج نہ تھا۔

فیملی: آپ نے بینی کی کس بات سے متاثر ہو کر شادی کرنے کا فیصلہ کیا تھا؟

سٹیو چی ٹن: اوہ! بینی بہت خوبصورت تھی، بہت محنت کرتی تھی، اس کے پاس دوسروں کی باتیں کرنے کا ٹائم ہی نہیں ہوتا تھا اور اس کے علاوہ میرے خیال میں جب محبت ہو جائے تو پھر متاثر ہونا ایک طرف رہ جاتا ہے۔ میرے ساتھ بینی کے معاملے میں ایسا ہی ہوا۔

فیملی: آپ کی شادی میں لاہور کی معروف شخصیات نے بھی شرکت کی؟

سٹیو چی ٹن: ہاں! میری شادی میں اعتزاز احسن، عارف نظامی، واصف علی اکبر، حیات نون غرض لاہور کی ساری بزنس کمیونٹی نے میری شادی میں بھرپور شرکت کی۔

فیملی: آپ کی شادی میں کھانے کا انتظام آپ کے ہی ریسٹورنٹ میں کیا گیا تھا؟

سٹیو چی ٹن: نہیں، اسلامک اینڈ پیکر کے محمود اکبر نے ڈنر کا انتظام کیا تھا۔

فیملی: دلہا بنے تو کیسے لگ رہے تھے؟

سٹیو چی ٹن: میں اچھا لگ رہا تھا، میں نے سوٹ پہنا تھا اور بینی بھی دلہن بنی اچھی لگ رہی تھی۔

فیملی: بینی بیوٹیشن تھیں تو انہیں کس نے تیار کیا تھا؟

سٹیو چی ٹن: میرا خیال ہے کہ بینی خود ہی تیار ہوئی تھیں کیونکہ انہیں کسی دوسرے کا میک اپ بہت کم پسند آتا تھا۔

فیملی: آپ کی شادی میں تمام رسومات ہوئی تھیں؟

مسز سٹیو: میری شادی چینی رسومات کے مطابق ہوئی تھی۔

فیملی: بینی مزاج کی کیسی تھیں؟

سٹیو چی ٹن: وہ بہت رحم دل اور ٹھنڈے مزاج کی تھیں، مجھے نہیں یاد کہ اس نے کبھی کسی کو "ناں" کہی ہو۔ وہ ہر وقت ہر ایک کے کام آنے کو تیار رہتی تھیں۔

فیملی: ایسی شخصیت سے لوگ بعض اوقات ناجائز فائدہ بھی اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں؟

سٹیو چی ٹن: بالکل میرے ساتھ ایسا کئی مرتبہ ہوا، میں نے ریسٹورنٹ سے کسی سٹاف کو فارغ کیا تو وہ اپنے گھر جانے کی بجائے سیدھا میرے گھر جاتا تھا۔ بینی کی فوراً مجھے کال آ جاتی کہ فلاں سٹاف ممبر کو فارغ کیوں کیا ہے؟ (مسکراتے ہوئے) پھر ایک وقت ایسا آیا کہ میں نے سٹاف کو فارغ کرنا ہی چھوڑ دیا کیونکہ مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ بینی کی بات کو میں رد نہیں کر سکتا۔

فیملی: بینی آپ سے کبھی ناراض ہوئی تھیں؟

سٹیو چی ٹن: بہت کم (زور دیتے ہوئے) بینی میرے ساتھ زیادہ دیر ناراض نہیں رہتی تھی۔ جب اُسے کینسر ہوا تو وہ دو سال کیلئے کینیڈا میں ہسپتال میں داخل رہی ہیں۔ میں اس کے ساتھ تھا۔ میں نے ان لمحات میں اب تک اس طرح کی کوئی دوسری عورت نہیں دیکھی۔

فیملی: یہ بتائیں کہ آپ کی بینی کے ساتھ زوردار لڑائی کس بات پر ہوتی تھی؟

سٹیو چی ٹن: (قہقہہ لگاتے ہوئے) اچھی پرانی بات ہے یاد کروں۔ میرا خیال ہے کہ کارڈ کھیلنے پر ہوتی تھی۔ وہ تاش کھیلنے کو پسند نہیں کرتی تھی اور مجھے کارڈ کھیلنے کا انتہائی شوق تھا۔

فیملی: غصے کا اظہار کیسے کرتی تھیں؟

سٹیو چی ٹن: وہ کسی بات کا جواب نہیں دیتی تھیں۔ بس مجھے پتہ چل جاتا تھا کہ اب یہ ناراض ہیں۔ خیر میں منا لیتا تھا۔ ویسے ہماری ناراضگی زیادہ دن تک چلتی نہیں تھی بلکہ جیسے ہی مجھے اندازہ ہوتا کہ اس کا موڈ آف ہے تو فوراً "سوری" بول لیتا تھا۔ وہ بڑی نرم دل تھی۔

فیملی: آپ اپنی پریشانی بیگم کو بتاتے ہیں؟

سٹیو چی ٹن: بالکل! پہلے بینی سے بھی کرتا تھا اور اب اپنی موجودہ بیگم سے بھی کرتا ہوں۔

فیملی: مشورے کیسے دیتی ہیں؟

سٹیو چی ٹن، پہلی بیوی بینی اور بچے محترمہ بینظیر بھٹو کے ساتھ

سٹیو چی ٹن اپنی اہلیہ گوسک پارک، والدہ اور بچوں کے ہمراہ

- "بینظیر بھٹو بینی کی سپیشل کلائنٹ تھیں"
- "بینی کو میرا کارڈ کھیلنا برا لگتا تھا"
- "دوسری بیوی نے بچوں کو سگی ماں کا پیار دیا ہے"
- "پاکستانی بہت اچھے ہیں مگر سب پاکستانی ایک جیسے نہیں"
- "دشمنوں سے دور رہو اور دوستوں سے بچو" پر عمل کر رہا ہوں
- "چائنیز کے علاوہ اردو، پنجابی اور انگلش بول اور سمجھ لیتا ہوں"
- "مہدی حسن، نور جہاں اور اخلاق احمد پسندیدہ گلوکار ہیں"

سٹیو چی ٹن: بینی تو کسی بھی سٹاف ممبر کو فارغ کرنے کے بعد مجھے کہا کرتی تھی کہ چلو جی اب اس کو معاف کر دیں۔ اگلی مرتبہ آپ کو موقع نہیں دے گا۔ بس بینی کے اس طرح کے مشورے ہوتے تھے۔ گوسک پارک میری موجودہ اہلیہ بھی ہمیشہ اچھے مشورے دیتی ہیں۔ دراصل دونوں ہی ورکنگ لیڈی ہیں، اسلئے انہیں پتہ تھا کہ سٹاف کے ساتھ کس طرح کا رویہ ہونا چاہیے۔

فیملی: آپ شروع سے پاکستان میں رہ رہے ہیں، آپ نے پاکستانیوں کو کیسا پایا؟

سٹیو چی ٹن: (افسردہ انداز میں) پاکستانی بہت اچھے ہیں مگر سب لوگ ایک جیسے نہیں ہوتے۔ آپ یقین کریں میں اس وقت انتہائی افسردہ ہوا جب مجھے میرے اپنے ہی قریبی دوستوں نے بہت دھوکہ دیا۔ وہ میرے بہت اچھے دوست بھی تھے۔ میں ان پر اندھا اعتماد کرتا تھا۔ اس کو ہمیشہ باہر اپنے ساتھ لے کر جاتا تھا۔ اس نے مجھے اتنا بڑا دھوکہ دیا کہ مجھے عدالت تک لے گیا۔ قسمت نے میرا ساتھ دیا اور وہ عدالت سے دھکے کھا کر نکلا۔ بعد میں میں نے اس کے ساتھ ہر قسم کا رابطہ اور ڈیل ہی ختم کر لی۔ وہ جو کہتے ہیں ناں (انگلش کے بعد اردو میں) "اکثر پیٹھ میں خنجر مارنا"۔ یہاں کچھ دوستوں نے میرے ساتھ ایسا کیا۔

جب عدالت نے میرے حق میں فیصلہ دیا تو انہوں نے پیغام بھیجا کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہمیں معاف کر دیں، پھر میں نے ایک ہی جواب دیا کہ "میں نے تم پر اندھا اعتماد کیا مگر تم لوگوں نے میرے ساتھ برا کیا۔ اسلئے میں کبھی معاف نہیں کروں گا۔ میں نے ایک ہی بات کی کہ دولت کیا چیز ہے، اصل چیز تو آپ کا کسی کے ساتھ تعلق ہے۔ اس کی قدر کرنی چاہیے۔"

اردو کی مشہور کہاوت ہے کہ "دشمن سے دور رہو اور دوستوں سے بچو" بس جب سے میں نے یہ پڑھی ہے، اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مجھے پاکستان اور پاکستانیوں نے بہت عزت بھی دی ہے۔ میں اس پر ان کا شکر گزار بھی ہوں، مگر ظاہر ہے سب لوگ ایک جیسے تو نہیں ہوتے۔

فیملی: آپ کو چائنیز اور انگلش کے علاوہ کون سی زبان پر عبور حاصل ہے؟

سٹیو چی ٹن: مجھے اردو لکھنی پڑھنی نہیں آتی، بس بول لیتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں یہاں پیدا ہوا اور پلا بڑھا ہوں۔ ہاں مجھے کچھ کچھ پنجابی بھی آتی ہے۔ کیونکہ ہوٹل میں آنے والے کسٹمرز کے ساتھ بات چیت کرنی پڑتی ہے۔

فیملی: آپ گھر کے کس کام میں دلچسپی لیتے ہیں؟

سٹیو چی ٹن: گھر میں کھانا خود بناتا ہوں، کبھی نوکرانی نہ آئے تو اپنی مدد آپ کے تحت ہم کھانا بنا کھائیں اور گھر صاف نہ کریں۔ میں کام سے نہیں گھبراتا۔ کھانا بھی میں خود ہی بناتا ہوں۔

فیملی: میوزک کس قسم کا سنتے ہیں؟

سٹیو چی ٹن: غزلیں اور پرانے گانے شوق سے سنتا ہوں۔ پاپ اور جاز میوزک نہیں سنتا۔ پاکستان میں مہدی حسن، نور جہاں اور انڈیا کے جگجیت سنگھ کو بہت شوق سے سنتا ہوں۔ اس کے علاوہ غلام علی، نور، اخلاق احمد اور ناہید اختر بھی پسند ہیں۔

فیملی: فلمیں شوق سے دیکھتے ہیں؟

سٹیو چی ٹن: اب تو بہت عرصہ ہو گیا کوئی فلم نہیں دیکھی۔ میری روٹین اتنی مصروف ہے کہ میرے پاس وقت ہی نہیں ہے کہ سپیشل دو ڈھائی گھنٹے گزار کر فلم دیکھوں۔

فیملی: پسندیدہ فلم سٹار؟

سٹیو چی ٹن: انڈیا میں امیتابھ بچن، انیل کپور، شاہ رخ خان اور کاجول پسند ہیں۔ پاکستانی فلمیں دیکھی ہی نہیں۔ ویسے ندیم اور شبنم بہت پسند ہیں۔ ندیم تو ہمارے ہوٹل میں اکثر آتے جاتے تھے۔

فیملی: آپ کا سٹار کیا ہے؟

سٹیو چی ٹن: میرا سٹار Aquarrius ہے۔

فیملی: سٹارز وغیرہ پر یقین ہے؟

سٹیو چی ٹن: کبھی نہیں۔

فیملی: کسی پامسٹ کو ہاتھ دکھایا، اس نے کوئی پیشگوئی کی؟

سٹیو چی ٹن: کافی عرصہ پہلے کی بات ہے جب میں نوجوان تھا تو ایک پامسٹ کو ہاتھ دکھایا تھا۔ میں نے اپنے ماضی کے بارے میں پوچھا تھا، مستقبل کے بارے میں نہیں پوچھنا چاہتا تھا۔

فیملی: تو ماضی کے بارے میں سب کچھ ٹھیک بتایا؟

سٹیو چی ٹن: ہاں! بالکل ٹھیک بتایا تھا، یہ میں آپ کو 35 یا 36 سال پرانی بات کر رہا ہوں۔

فیملی: آئیڈیلزم پر یقین رکھتے ہیں؟

سٹیو چی ٹن: میں ہر انسان کی عزت کرتا ہوں، اس کے علاوہ مذہب کی بات آتی ہے تو ہر ایک کے مذہب کا احترام کرتا ہوں۔

فیملی: پاکستان کے موجودہ حالات کو دیکھ کر آپ کیا سوچتے ہیں؟

سٹیو چی ٹن: پاکستان کے موجودہ حالات بہت گھمبیر ہیں۔ پچھلے تیس سالوں میں پاکستان کے جو حالات تھے وہ آج نہیں ہیں۔ آج لوگوں کا اس معاشرے میں گزارا کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے ملک میں سب کچھ ہے۔ قدرتی وسائل سمیت ہر چیز پائی جاتی ہے۔ کالا باغ ڈیم کا ایشو آج تک تیس سال قبل شروع کیا گیا تھا مگر ابھی تک نہیں بن سکا۔ پاکستان چائنا کے ساتھ اول تو کسی معاہدے پر دستخط نہیں کرتا اور اگر کرتا بھی ہے تو بھول جاتا ہے۔ ورنہ تو پاکستان کہاں سے کہاں پہنچ سکتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کالا باغ ڈیم بن جاتا تو آج پاکستان کے حالات مختلف ہوتے۔ میں اس صورت حال کے بارے میں ایک لفظ میں بات کروں گا "پاکستان میں سیاست بہت بری ہے"۔

فیملی: کبھی یہاں سے جانے کے بارے میں نہیں سوچا؟

سٹیو چی ٹن: اسی لئے میں نے کینیڈا میں اپنا دوسرا گھر سیٹ کر لیا ہے کہ خدانخواستہ اگر کبھی واقعی برے حالات ہوئے تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔ آگے آگے جو حالات آ رہے ہیں ان میں گزارا کرنا مشکل لگ رہا ہے۔

فیملی: آپ کے کتنے بچے ہیں؟

سٹیو چی ٹن: میرے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ بڑا بیٹا ایلین، بیٹی علینہ، پھر بیٹی علینہ۔ اس کے بعد لیک اور ایرن بیٹا ہے۔ بڑا بیٹا ایلین ـــــ کر رہا ہے۔ بیٹی علینہ نے اپنی ماں کا پروفیشن اختیار ڈریسنگ ہی جاری رکھا ہوا ہے۔ باقی تینوں پڑھ رہے ہیں۔ علینہ یونیورسٹی میں اور باقی دونوں چھوٹے ابھی سکول جا رہے ہیں۔

فیملی: کسی بچے میں اپنا بچپن نظر آتا ہے؟

سٹیو چی ٹن: میرا چھ سال کا بیٹا لیک میری طرح سوشل ہے۔ وہ ابھی پہلی کلاس میں پڑھ رہا ہے مگر ابھی سے سکول میں مشہور ہے۔ اس کے دوست بہت جلد بن جاتے ہیں۔

فیملی: بچوں کی تربیت کون کر رہا ہے اور کیسی؟

سٹیو چی ٹن: ان کی ماں! میرا خیال ہے کہ بچوں کی تربیت اچھی ہو رہی ہے۔

فیملی: بچوں کے مستقبل کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟ سیاست کریں گے یا بزنس؟

سٹیو چی ٹن: میری خواہش ہے کہ سیاست تو نہیں البتہ بزنس ضرور کریں۔ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں لیکن تعلیم ضرور حاصل کریں۔

فیملی: آپ کی دوسری بیگم کا کیا نام ہے؟

سٹیو چی ٹن: گوسک پارک (Gusuk Park) وہ کورین ہیں۔

فیملی: پہلی بیوی کے ساتھ آپ نے لو میرج کی اور دوسری کے ساتھ؟

سٹیو چی ٹن: گوسک کے ساتھ میری شادی ہمارے ایک فیملی فرینڈ کے ذریعے ہوئی۔

فیملی: گوسک کو کہاں دیکھا؟

سٹیو چی ٹن: گوسک کے ساتھ میری پہلی ملاقات فیصل آباد میں ہوئی تھی۔ وہاں وہ ایک این جی او کے منصوبے کے سلسلے میں آتی جاتی رہتی تھیں۔ ان کی منسٹری این جی او ہے۔

فیملی: اپنے اور بچوں کے بچپن میں کیا فرق محسوس ہوتا ہے؟

سٹیو چی ٹن: (حیرت سے) اوہ بہت زیادہ فرق ہے۔ ہم تو بہت غریب ہوتے تھے۔ ہم تو سکول اپنی سائیکل پر جایا کرتے تھے۔ آج کل کے بچے تو گاڑی پر سکول جاتے ہیں۔ انہیں پک اینڈ ڈراپ کیلئے گاڑی اور ڈرائیور دستیاب ہیں۔ یہ اچھے سکولوں میں جاتے ہیں۔ ہمارے والدین کے پاس تو ایک ہی سکول ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ کوئی چوائس نہیں ہوتی تھی۔

فیملی: پاکستانی خواتین کو دیکھ کر کیسا محسوس کرتے ہیں؟

سٹیو چی ٹن: آج کل تو پاکستانی خواتین میں بہت فرق محسوس ہوتا ہے۔

فیملی: آپ کے دور میں کیسا تھا؟

سٹیو چی ٹن: ہمارے دور میں تو لڑکیاں، عورتیں اس طرح ملازمت کیلئے گھر سے باہر نہیں نکلتی تھیں مگر آج کل کی لڑکیاں جاب کیلئے گھر سے باہر نکلتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے رہن سہن کے طریقوں میں بھی فرق محسوس ہوتا ہے۔ آج کل تو ورکنگ ویمن، ورکنگ گرلز اور ورکنگ بزنس ویمن آپ کو دکھائی دیں گی۔ آج کل کی خواتین تو صحیح معنوں میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کر رہی ہیں اور معاشرے میں ان کا فعال کردار نظر بھی آتا ہے۔

میں جاپان، ہانگ کانگ یا باہر کے ملک کہیں بھی جاتا ہوں تو مجھے ہر طرف ویمن کمیونٹی کام کرتی دکھائی دیتی ہے۔ اس سے قبل پاکستان میں ایسا نہیں تھا مگر اب ایسا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خواتین کی ہر معاشرے میں عزت ہونی چاہیے۔

فیملی: آپ کھانا کس قسم کا پسند کرتے ہیں؟

سٹیو چی ٹن: پاکستانی کھانے زیادہ شوق سے کھاتا ہوں اور کچھ چیزیں نہیں کھاتا۔ مجھے کریلے بہت پسند ہیں بلکہ آج بھی میری ماں نے کریلے ہی بنائے تھے۔ جو میں نے بہت شوق سے کھائے ہیں۔ باربی کیو تو میں بہت شوق سے بناتا اور کھاتا ہوں۔ اس کے علاوہ نہاری، پائے، پاستا اور دیگر کئی اقسام کے کھانے بناتا ہوں۔ میں خاص طور پر کوکنگ شوق سے کرتا ہوں کیونکہ پھر مجھے کھانے پکانے کی نئی ترکیب سیکھنے کا زیادہ موقع ملتا ہے۔

فیملی: بیگم کے ہاتھ کی کون سی ڈش شوق سے کھاتے ہیں؟

سٹیو چی ٹن: گوسک تو ساری ہی کورین ڈشز بناتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے میری کزن سے بریانی بنانی سیکھی ہے۔ اب وہ بہت اچھی بریانی بنا لیتی ہیں۔

فیملی: بینی کیسی کوکنگ کرتی تھیں؟

سٹیو چی ٹن: وہ بہت اچھی کک تھیں۔ وہ چونکہ پاکستانی تھیں اسلئے تمام پاکستانی کھانے بہت اچھے بنایا کرتی تھیں۔

فیملی: گوسک کے ساتھ ہنی مون کیلئے کہاں گئے؟

سٹیو چی ٹن: کوریا اور کینیڈا۔

فیملی: چھٹی کا دن کیسے گزارتے ہیں؟

سٹیو چی ٹن: مجھے چھٹی کا دن ملتا ہی نہیں۔ میں دو ماہ کیلئے ملک سے باہر جاتا ہوں، تب چھٹی مل جاتی ہے۔ موسم گرما میں دو ماہ کیلئے چھٹی لیتا ہوں اور باہر چلا جاتا ہوں۔ سال میں دو تین مرتبہ کانفرنس وغیرہ اٹینڈ کرنے کیلئے مجھے باہر جانا پڑتا ہے۔

فیملی: پاکستان میں سب سے خوبصورت جگہ کون سی ہے؟

سٹیو چی ٹن: کاغان، ناران وغیرہ کی کیا بات ہے۔

فیملی: فضول خرچ ہیں؟

سٹیو چی ٹن: میں اپنے کپڑوں، کھانے پینے اور ٹریولنگ پر خرچ کرتا ہوں۔

باقی صفحہ 52 پر

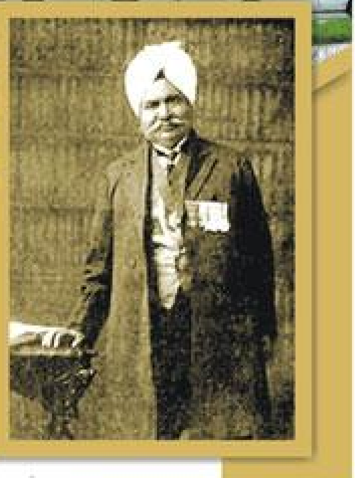

گنگو سے سرگنگا رام تک

فیملی میگزین رپورٹ

بارہ دروازوں اور شہر پناہ کی چار دیواری کے باہر لاہور میں تعمیرات کا جب بھی ذکر آئے گا تو اس میں "سر گنگا رام" کا نام روشن اور چمکتا ہوا نظر آئے گا۔ لاہور کی "ٹھنڈی سڑک" یعنی مال روڈ پر قائم انگریزی دور کی تمام عمارتوں کے ڈیزائن بنانے والے سول انجینئر گنگا رام بے پناہ صلاحیتوں کے مالک اور انتہائی ہمدرد اور انسان دوست تھے۔ اپنی ذہانت اور انتھک محنت سے انہوں نے انگریز جیسے مکار اور متعصب حاکم سے داد و تحسین اور اعزازات حاصل کئے۔

مال روڈ پر قائم سرخ اینٹوں سے تعمیر شدہ اہم اور تاریخی عمارتیں گنگا رام جیسے ذہین انجینئر کے فن و ہنر کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان کے قائم کردہ فلاحی و رفاہی

گنگا رام انتہائی عاجزی پسند اور انسانیت سے محبت کرنے والے انسان تھے

ادارے ان کی رحم دلی اور انسان دوستی کی دلیل ہیں۔ لاہور کے علاوہ انہوں نے فیصل آباد، شیخوپورہ، سرگودھا، پشاور، گوجرانوالہ، کرنال، انبالہ اور دہلی میں بھی تعمیرات کے ان مٹ نقوش چھوڑے جو ہمیشہ ان کی یاد دلاتے رہیں گے۔

گنگا رام نے اپنی کامیابی کا راز یا فلسفہ اپنے ایک بچپن کے دوست کو بتاتے ہوئے کہا تھا کہ وہ بھگوان کے ساتھ "حصہ داری" کرتا ہے اس لئے وہ ہر کام میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔ گنگا رام نے اپنے دوست کو بتایا تھا کہ وہ اپنی کمائی کا 50 فیصد خدا کے نام پر خیرات کرتے ہیں۔ یوں جس کا حصہ دار بھگوان ہو وہ کس طرح نقصان میں جا سکتا ہے؟ اس کے لئے کامیابی ہر وقت پاؤں چھونے کے لئے کھڑی ہوتی ہے اور واقعی ایسا ہی گنگا رام کے ساتھ بھی ہوا۔

گنگا رام کو بچپن میں سب دوست پیار سے "گنگو" کہہ کر پکارتے تھے۔ ان کا بچپن کا ایک دوست ان سے ملنے آیا تو اس کو بڑے احترام و عزت سے انہوں نے اپنے پاس کافی دن ٹھہرایا اور اس کی خوب خاطر مدارات کی۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ گنگا رام کے ایک بچپن کے دوست کو علم ہوا کہ گنگو لاہور میں ایک بڑا آدمی بن گیا ہے تو وہ ان سے ملنے کے لئے آ گیا۔ گنگا رام کو جب اس کی آمد کا پتہ چلا تو وہ خود اس کو باہر لینے آئے اور اس کی خوب عزت و قدر کی۔ گنگا رام انتہائی عاجزی پسند اور انسانوں سے محبت کرنے والے شخص تھے جس کا اظہار انہوں نے تاعمر کیا تھا۔

گنگا رام کا خاندان ضلع مظفر گڑھ سے شیخوپورہ کے قریب مانگٹانوالہ میں آ کر آباد ہوا تھا۔ ان کے والد دولت رام پولیس میں اسسٹنٹ سب انسپکٹر تھے۔ گنگا رام اسی جگہ 1851ء میں پیدا ہوئے۔ اس دور میں برصغیر کے حالات انتہائی خراب تھے۔ مغلوں کی حکومت تقریباً ختم ہو چکی تھی۔ مختلف اقوام نے الگ الگ ریاستیں بنا لی تھیں۔ انگریز، سکھوں سے پنجاب چھین کر اپنی حکومت قائم کر چکے تھے۔ ہر طرف افراتفری اور بے سکونی پھیل چکی تھی۔ کسی کی جان و مال محفوظ نہیں تھا اور ہر طرف پریشانی کا عالم تھا۔

ان حالات میں سر گنگا رام کا بچپن مشکلات سے گزرا۔ تاہم انہیں بچپن سے ہی پڑھائی لکھائی میں بہت دلچسپی تھی۔ انہوں نے خطاطی، فارسی زبان اور ریاضی سے اپنی تعلیمی زندگی کا آغاز کیا۔

محنت اور لگن کی وجہ سے گنگا رام ہمیشہ اپنے ہم جماعتوں سے آگے رہے۔ مگر یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ نامعلوم وجوہات کی بنا پر گنگا رام کو میٹرک میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن دوسری کوشش میں انہوں نے میٹرک پاس کر لیا۔

انہیں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ اس مقصد کے لئے گنگا رام نے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور ریاضی میں خاصی دلچسپی کے باعث وہ انجینئرنگ کی طرف متوجہ ہوتے چلے گئے۔ انہوں نے 1871ء میں گورنمنٹ کالج میں دو سال تک ریاضی کی تربیت حاصل کرنے کے بعد تھامسن کالج رڑکی میں داخلہ لے لیا۔ یہاں ان کو 50 روپے وظیفہ بھی ملتا تھا۔

ان کی لگن اور محنت کی وجہ سے گنگا رام کو وہاں کے پرنسپل کرنل میکلیجن نے "غیر معمولی ذہین طالب

وہ باقاعدگی سے اپنی کمائی کا 50 فیصد فلاحی کاموں پر خرچ کرتے تھے

علم" قرار دیا تھا۔ انہوں نے 1873ء میں فائنل امتحان نمایاں پوزیشن میں پاس کیا۔ ان کو ادارے کی جانب سے گولڈ میڈل سے بھی نوازا گیا۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد لاہور میں زیر تربیت اسسٹنٹ انجینئر تعینات کر دیا گیا۔ اس طرح انہوں نے 22 سال کی عمر میں عملی زندگی کا آغاز کیا تھا جو بذات خود ایک ریکارڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔

گنگا رام نے بڑی دلچسپی اور توجہ سے کام کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ترقی کی منازل طے کرتے گئے۔ انہوں نے لاہور، گوجرانوالہ، پشاور، امرتسر اور ڈیرہ غازی خان میں تعیناتی کے دوران انتہائی ذہانت اور قابلیت سے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔

انگریز حکومت نے ان کو خصوصی طور پر 2 سال کے لئے برطانیہ کے شہر بریڈ فورڈ بھیجا تاکہ وہ وہاں سے فراہمی اور نکاسی آب کے نظام کی تیاری کے لئے تربیت حاصل کر کے آ سکیں۔

تربیت حاصل کر کے جب ہندوستان واپس آئے تو گنگا رام نے پشاور، کرنال، انبالہ اور گوجرانوالہ میں فراہمی و نکاسی کے منصوبوں کو بڑی خوش اسلوبی سے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

بطور اسسٹنٹ انجینئر گنگا رام نے 12 سال تک فرائض ادا کئے۔ پھر ان کو ایگزیکٹو انجینئر لاہور کے عہدہ پر ترقی دے دی گئی۔ لاہور میں بھی گنگا رام نے محنت اور تعمیراتی ہنرمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لاہور کی تمام بڑی عمارتوں کے ڈیزائن تیار کئے۔ اسی دوران گنگا رام نے لاہور ہائی کورٹ، جی پی او، عجائب گھر کی پرانی عمارت، میو سکول آف آرٹس (موجودہ این سی اے)، گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبہ کیمسٹری، ایچی سن کالج، میو ہسپتال کے البرٹ وکٹر وارڈ اور کیتھیڈرل چرچ جیسی یادگار عمارتوں کے ڈیزائن تیار کئے اور دولت کے ساتھ ساتھ داد بھی حاصل کی۔

گنگا رام کی تیار کردہ یہ تمام عمارتیں افسانوی کرداروں کی طرح مشہور و مقبول ہوئیں۔ ان شاندار عمارتوں میں گنگا رام کی تخلیقی سوچ اور فن کے ساتھ ساتھ مقامی رنگ بھی واضح طور پر نظر آتا ہے۔ انہوں نے حرارت سے محفوظ رہنے کیلئے [illegible] کا ایک نیا طریقہ بھی ایجاد کیا تھا۔ تعمیرات سے متعلق سر گنگا رام کے متعارف کرائے ہوئے طریقے آج بھی پوری دنیا میں رائج ہیں۔

1875ء میں شروع ہونے والا فراہمی و نکاسی آب کا اندرون لاہور کا منصوبہ بھی گنگا رام کے موجد دماغ نے مکمل کیا تھا۔ انہوں نے لاہور کی گلیاں پکی کرائیں اور پانی کی نکاسی کے لئے نالیاں تعمیر کروائی تھیں جو اس دور کے مطابق جدید طرز پر بنائی گئی تھیں۔ گنگا رام نے لاہور کی جدید بستی ماڈل ٹاؤن کی بنیاد بھی رکھی اور اسے لاہور کی پہچان بنا دیا تھا۔

سر گنگا رام نے لاہور میں فلاحی کاموں کا ایک وسیع جال بچھا دیا تھا۔ انہوں نے اپنے ذاتی خرچ سے گنگا رام ہسپتال، ڈی اے وی کالج (موجودہ اسلامیہ کالج سول لائنز)، سر گنگا رام گرلز سکول (موجودہ لاہور کالج یونیورسٹی فار ویمن)، ہیلی کالج آف کامرس، ادارہ بحالی معذوراں اور دیگر بے شمار فلاحی ادارے قائم کئے۔ انہوں نے مویشیوں، جانوروں (گھوڑوں، گدھوں اور بھینسوں وغیرہ) کے لئے پانی پینے کے حوض (چوبچے) تعمیر کرائے۔ یوں یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس کے دل میں انسانوں کے لئے ہی احساس اور ہمدردی نہیں موجود تھی بلکہ وہ جانوروں سے بھی بے حد پیار کرتے تھے۔

یہ بات تو سبھی جانتے ہیں کہ گنگا رام خدمت خلق سے سرشار ایک عظیم انسان اور ذہین انجینئر تھے مگر کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ سر گنگا رام ایک زرعی سائنس دان بھی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ساہیوال (منٹگمری) میں حکومت سے 50 ہزار ایکڑ بنجر اور بارانی زمین حکومت سے لیز پر حاصل کی اور صرف 3 سال کے عرصہ میں اس علاقے کو بنجر صحرا سے سرسبز میدانوں میں تبدیل کر دیا تھا۔

فنی شعبہ میں یہ ایسا کارنامہ تھا جس کی برصغیر میں اس سے پہلے کوئی مثال موجود نہ تھی۔ انہوں نے لائل پور (فیصل آباد) میں ہزاروں ایکڑ بنجر زمین حکومت سے لیز پر لی اور اس کو جدید آبپاشی کے طریقوں اور انجینئرنگ مہارت کا استعمال کر کے زرخیز اور سرسبز میدانوں کی شکل میں تبدیل کر کے زراعت کی دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا تھا۔

سر گنگا رام نے اپنی محنت سے لاکھوں روپے کمائے جس میں سے خطیر رقم خیرات کر دی۔ انہوں نے اپنی زندگی فلاحی کاموں کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ انہوں نے کئی غریب اور نادار لڑکیوں کی شادیاں کروائیں۔ ان کو جہیز بنانے کے لئے انتظامات کئے۔ انہوں نے بیواؤں کی شادیاں اور ان کو ہنر سکھانے کا بیڑہ بھی بڑی خوش اسلوبی سے اٹھائے رکھا۔ انسانیت کے لئے ان کی خدمات کو کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ انہوں نے لاکھوں روپے نقد اور کئی عالیشان اور شاہکار عمارتیں وقف کیں۔

سر گنگا رام کو زندگی کے آخری برسوں میں ان کی خدمات کے اعتراف میں متعدد اعزازات سے نوازا گیا۔ 1922ء میں انہیں "سر" کا خطاب دیا گیا۔ 1924ء میں پنجاب انجینئرنگ کانگریس کی صدارت کرائی گئی۔ 1925ء میں انہیں حکومت نے امپیریل بینک آف انڈیا کے گورنر کا عہدہ دیا۔ انہیں رائل ایگریکلچرل کمیشن کی رکنیت کا سب سے بڑا اعزاز بھی ملا۔

10 جولائی 1927ء کو گنگا رام جب اس دنیا سے گئے تو وہ انگلستان میں مقیم تھے۔ 12 جولائی 1927ء کو ان کی آخری رسومات لاہور میں ادا کی گئیں جس میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ ان کی سمادھ مینار پاکستان کے قریب موجود ہے۔

ملکہ ہانس

ایک تاریخ ساز قصبہ

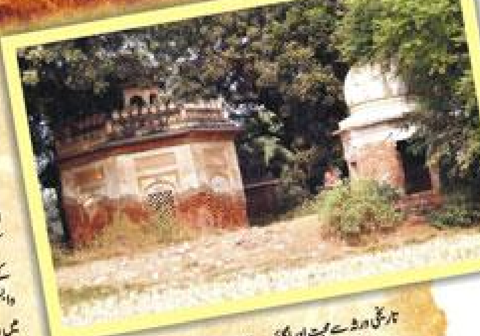

تاریخی ورثہ سے محبت اور لگاؤ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کوئی فرد یا قوم کس قدر زندہ ہے۔ ورثے کی حفاظت اور دیکھ بھال ہی قوم کے قوم ہونے کا ثبوت ہوتا ہے۔ تاریخی مقامات اور یادگاروں کو زندہ رکھنا [illegible] ہے۔ پاکستان کا شمار دنیا کی سب سے قدیم تہذیبوں [illegible] ہے۔ اس وقت دنیا کی قدیم ترین تہذیب کے آثار ہڑپہ اور موہنجوداڑو کی شکل میں اسی سرزمین پر موجود ہیں۔ ان آثار نے تہذیبی اور ثقافتی اعتبار سے پاکستان کو [illegible] ممتاز کیا ہے۔ اوکاڑہ میں ساہیوال، دیپالپور، پاک پتن کے علاقے بھی تاریخی [illegible] خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ملکہ ہانس کا قصبہ تاریخی حوالے سے ایک اہم اور یادگار مقام ہے جہاں پنجابی کی لافانی لوک داستان "ہیر رانجھا" کے خالق وارث شاہ مقیم رہے تھے۔ آج بھی اس علاقے میں وارث شاہ کی خوشبو محسوس کی جا سکتی ہے۔

ملکہ ہانس کو آج سے تقریباً سات سو سال قبل قبیلہ ہانس سے تعلق رکھنے والے [illegible] نے آباد کیا تھا۔ [illegible] 1340ء میں [illegible] تاریخی مسجد [illegible] وارث شاہ [illegible] کے فرائض [illegible]۔

[illegible] وارث شاہ کے اس حجرے کے [illegible] تاریخی مسجد کو اب مسجد وارث شاہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اور اس کے ساتھ متصل عظیم حجرہ، جس کی تمام بڑی ادبی شخصیات اور ادب سے محبت کرنے والے بھی قدر اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کے تحفظ اور دیکھ بھال کے بارے میں کوئی فکر مند نہیں ہے۔ مقامی لوگ بھی [illegible] وارث شاہ [illegible] میلہ [illegible]۔ [illegible] "پنج پیر" [illegible] "وارث شاہ" [illegible] "ہانی محل" [illegible]۔

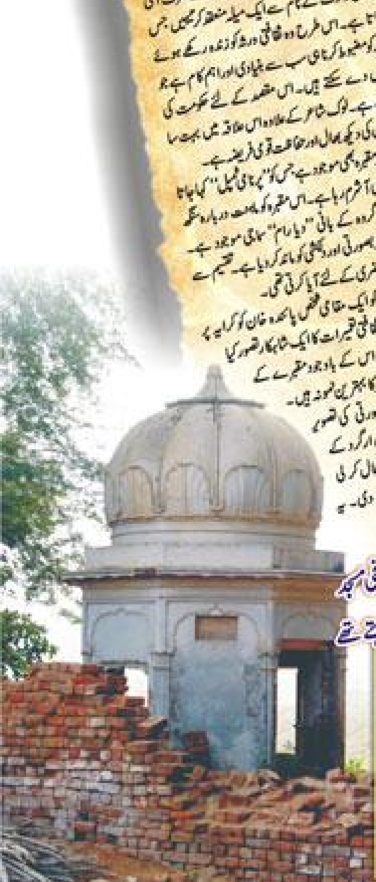

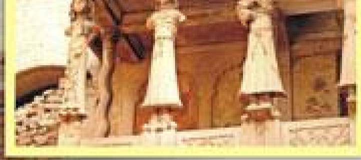

1340ء میں قائم ہونے والی تاریخی مسجد کے ساتھ ایک حجرہ میں وارث شاہ رہتے تھے

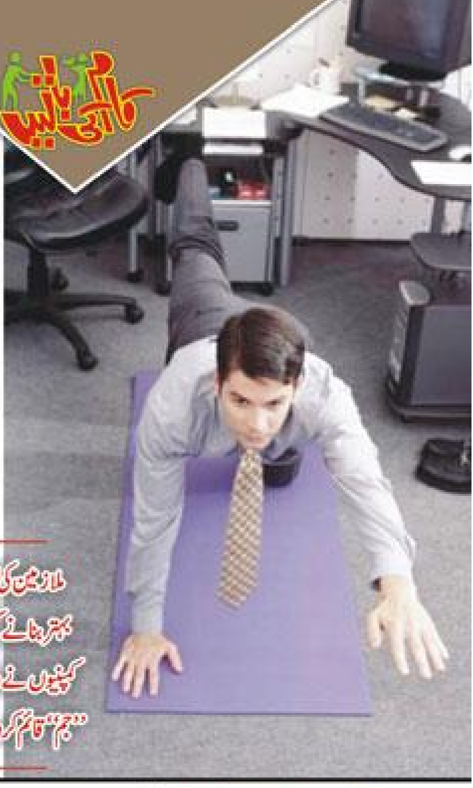

اب ورزش بھی دفتر میں ہی کیجیے!

محمد یوسف کلیم

جدید تحقیق بتاتی ہے کہ ملازمت پیشہ افراد کو لاحق ہونے والی زیادہ تر بیماریاں ان کی ملازمت ہی کی دین ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دفتری اوقات میں اکثر لوگ کھانے پینے میں احتیاط سے کام نہیں لیتے۔ یہ بداحتیاطی عادت بن کر کئی بیماریوں کا باعث بنتی ہے۔ ملازمت پیشہ افراد وقفہ کا وقت کم ہونے کی وجہ سے ریڈی میڈ کھانا، فاسٹ فوڈ، سوپ، نوڈلز یا اسی طرح کی دیگر اشیاء کھانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے کھانا کو کبھی کبھار تو اچھا کہا جا سکتا ہے لیکن مستقل بنیادوں پر ایسا کرنے سے بیماریاں لاحق ہونے کا خدشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ملازمت پیشہ افراد کے بیمار پڑنے کی صورت اداروں کو بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس صورتحال سے بچنے کیلئے ایک کمپنی نے اپنے دفتر میں کارکنوں کیلئے جدید ترین سہولیات سے آراستہ ایک "جم" قائم کیا ہے جہاں کارکن کام میں وقفے کے دوران ورزش کر سکتے ہیں۔ ماضی میں یہ کمپنی اپنے ملازمین کو دیگر فٹنس کلبوں میں جانے کے لئے مالی معاونت فراہم کیا کرتی تھی۔ تاہم کمپنی کی جانب سے اس سہولت سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد بہت کم تھی کیونکہ کچھ کارکنان وقت کی کمی کا رونا روتے تھے اور کچھ کو گھر سے دوری کا مسئلہ درپیش ہوتا تھا اس لئے کمپنی نے دفتر کے اندر ہی ایک بہترین "جم" قائم کر دیا تاکہ کسی نہ کسی بہانے سے ورزش سے جان چھڑانے والوں کے بہانے ختم ہو سکیں۔ کمپنی نے صرف مشینیں ہی مہیا کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ماہر کوچ اور فٹنس کنسلٹنٹ بھی مقرر کئے ہیں جو کارکنوں کی عمومی صحت اور جسمانی حالت کے مطابق ورزش کرنے کیلئے مفید مشورے دیتے ہیں۔ اس حوالے سے Holcin Philippines نامی اس کمپنی نے ایک قابل تقلید مثال قائم کی ہے۔

کمپنی کے جم میں خدمات سرانجام دینے والے ایک کوچ ایڈورڈ ریس ایک ملازم کے متعلق بتاتے ہیں جس کا 214 پاؤنڈ تھا اور اس نے ان کی نگرانی میں ورزش کر کے 26 پاؤنڈ وزن کم کیا۔ کمپنی کے COO اپنے ماتحت عملہ کے لئے سب سے بہتر مثال ہیں وہ سب سے پہلے "جم" میں ورزش کرنے کیلئے آ پہنچتے ہیں۔ کمپنی کے جاری کردہ اعداد وشمار کے مطابق جم کی وجہ سے نہ صرف کارکنوں کی عمومی صحت بہتر ہوئی بلکہ ان کی استعداد کار میں نمایاں بہتری اور اضافہ بھی دیکھنے میں آیا۔

اسی طرح ایک اور کمپنی "میرالکو" نے اپنے ملازمین کے لئے صحت کے حوالے سے ایک پروگرام Brave Circle Chain شروع کر رکھا ہے۔ اس پروگرام کا بنیادی مقصد کارکنوں کی غذا، کھیل کود، ورزش، سماجی و روحانی سرگرمیوں، نفسیاتی اور جذباتی مسائل کے حل اور ادویات کی فراہمی کے حوالے سے مدد فراہم کرنا ہے۔

اس پروگرام کا آغاز 2004ء میں کیا گیا تھا کیونکہ ملازمین کی اکثریت موٹاپے، جگر پر چربی اور کولیسٹرول میں زیادتی کے امراض میں مبتلا تھی۔ اس صورتحال میں کمپنی نے ماہرین غذائیات کی خدمات حاصل کیں جو کارکنوں کو غذا کے حوالے سے مشورے فراہم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کارکنان کی صحت کے حوالے سے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کیا گیا ہے اور ایک Fat Analyzer کے ذریعے کارکنوں کے وزن میں ہونے والی کمی بیشی پر نظر رکھی جاتی ہے۔

کمپنی کی انتظامیہ اس فلسفے پر کاربند ہے کہ صحت مند کارکن ہی کسی بھی کاروباری ادارے کا اصل سرمایہ ہوتے ہیں۔ پروگرام کے آغاز سے لے کر اب تک کارکنان کی استعداد کار میں نمایاں اضافہ اور بہتری دیکھنے میں آئی ہے۔ کارکن کبھی کبھار ہی بیمار پڑتے ہیں جس کی وجہ سے چھٹیاں کم کرتے اور اپنے کام میں بھرپور دلچسپی لیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کارکنان کا کمپنی کے ساتھ رویہ بھی مثبت ہو چکا ہے۔

ان کمپنیوں کے علاوہ فلپائن میں "شیل" کمپنی (SHELL) بھی اپنے ملازمین کیلئے ایسا ہی کوئی پروگرام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ انتظامیہ کے مطابق اس پروگرام کا بنیادی مقصد ملازمین کو صحت کے حوالے سے آگاہی فراہم کرنا اور انہیں بااختیار بنانا ہے۔ پروگرام کا نام Be well رکھا گیا ہے۔

☆☆☆☆

ملازمین کی صحت بہتر بنانے کیلئے کئی کمپنیوں نے دفاتر میں "جم" قائم کر دیے ہیں

خود مت بھاگیے، موٹاپے کو بھگائیے

محمد سمیع

کیا آپ وزن کی زیادتی سے پریشان ہیں؟ آئیے آپ کو اس سے چھٹکارہ دلانے کے لئے چند کارآمد گر بتاتے ہیں۔

آپ کی خوراک اُتنے ہی حراروں پر مشتمل ہونی چاہیے جتنے حراروں کی آپ کو ضرورت ہے کیونکہ فاضل حرارے چربی کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

صبح بیدار ہونے کے نصف گھنٹے کے اندر اندر ناشتہ کر لیں۔ اس میں تاخیر نامناسب ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ زیادہ دیر تک خالی پیٹ رہتے ہیں تو ہمارا جسم سمجھنا شروع کر دیتا ہے کہ ہم فاقہ کشی کا شکار ہیں اور وہ اپنی توانائی بچانے کیلئے میٹابولزم کے عمل کو سست کر دیتا ہے۔ ناشتہ کو ہلکا پھلکا رکھیں۔ بغیر زردی کے انڈے اور تازہ سبزیوں کی سلاد ناشتے میں شامل کریں۔

چائے اور کافی کے حوالے سے ہونے والی تحقیقات کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ کیفین والی کافی پینے والوں کا میٹابولزم بغیر کیفین کے کافی پینے والوں کی نسبت تیز ہوتا ہے۔ کیفین کی وجہ سے جسم کو توانائی میسر آتی ہے اور میٹابولزم کا عمل تیز ہوتا ہے تاہم کیفین والے کولڈ ڈرنکس کے استعمال سے پرہیز کریں کیونکہ ان کے استعمال سے دماغ دھوکہ کھا سکتا ہے کہ آپ کو میٹھا یا نمکین کھانے کی اشد ضرورت ہے حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔

ورزش کرنے سے حرارے خرچ ہوتے ہیں لیکن میٹابولزم کے عمل کو تیز کرنے کیلئے باقاعدگی سے ورزش کرنا ضروری ہے۔ بہتر نتائج کے لئے ایک ہی ورزش بار بار کرتے رہنے کی بجائے بدل بدل کر کی جانی چاہیے۔

روزانہ 8 سے 12 گلاس پانی پینے والوں کا میٹابولزم 4 گلاس پانی پینے والوں سے تیز ہوتا ہے۔ ٹھنڈا پانی پینا بہتر ہے کیونکہ پانی کو جسم کے درجہ حرارت پر لانے کے لئے ہمارے جسم کو محنت کرنا پڑتی ہے اور اس عمل میں کافی توانائی خرچ ہوتی ہے۔

چٹ پٹے کھانے میٹابولزم کے عمل کو تیز کرتے ہیں اس لئے کھانوں میں سرخ مرچ استعمال کریں تاہم اس حوالے سے ایک عجیب بات یہ بھی سامنے آئی ہے کہ سرخ مرچ بھوک کم کرتی ہے۔ مرچوں کے علاوہ ادرک بھی ایک خاصے کی چیز ہے۔ ادرک نظام انہضام کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ جسم کا درجہ حرارت بڑھا کر میٹابولزم کے عمل کو تیز کرتی ہے۔

بچوں کو دوا دے کر بیمار نہ کریں

ڈاکٹر عرفان بابر

ادویات کے استعمال کے حوالے سے بھی کو خاص احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے اور جب معاملہ بچوں کا ہو تو اس میں تو بہت زیادہ محتاط رویہ اپنانا بہت ضروری ہو جاتا ہے۔ بچوں کو دی جانے والی دوا کی مقدار کا فیصلہ ان کے وزن کے حساب سے کیا جاتا ہے۔ بچوں کے وزن میں بہت جلد تبدیلی واقع ہو جاتی ہے اس لئے دوا کی مقدار مقرر کرتے ہوئے اس بات کو ذہن میں رکھنا اشد ضروری ہوتا ہے۔

بچے ادویات کے ناپسندیدہ اثرات کو بڑوں کی طرح برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے کیونکہ ان کی قوت مدافعت، گردے اور جگر پوری طرح کام کرنے کے قابل نہیں ہوتے اور وہ یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ دوا کی وجہ سے ان کی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔

بچوں کو دوا دینے میں اگر غلطی ہو جائے تو اس کا ازالہ کرنا آسان نہیں ہوتا اور ان کی حالت سنبھلنے کی بجائے بگڑنے لگتی ہے اور یہ صورتحال معصوم بچے کو موت کے منہ تک لے جا سکتی ہے۔

بچے کو دوا دیتے ہوئے اس کی پیکنگ اور اس پر عمر کے حوالے سے تجویز کی گئی خوراک کی وجہ سے غلطی کا امکان ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر کا انداز تحریر بھی دوا کی قسم یا مقدار کے حوالے سے غلط فہمی کا باعث بن سکتا ہے۔ بعض اوقات ڈاکٹر دوا کا پورا نام لکھنے کی بجائے اس کا مخفف لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں جسے سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔

اس صورتحال سے بچنے کے لئے ڈاکٹر کا تجویز کردہ نسخہ اس کے سامنے پڑھ لیں تاکہ اگر کوئی غلط فہمی ہو تو اسکو دور کیا جا سکے۔ دوا اور اس کے استعمال کے طریقہ کار پر خصوصی توجہ دیں۔ اگر بچے کو کسی خاص دوا سے حساسیت ہے یا اسے کسی چیز سے الرجی ہے تو یہ بات ڈاکٹر کو ضرور بتائیں۔

بچے کی بیماری کی شدت کے مطابق خود سے دوا کی مقدار یا وقت میں ہرگز ردوبدل نہ کریں اور اگر آپ کے خیال میں بچہ پہلے سے بہتر محسوس کر رہا ہے تو اس صورت میں بھی ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر دوا کا استعمال بند نہ کریں۔ اگر دو ادویات میں ایک ہی قسم کے اجزا موجود ہوں تو بچے کو دینے سے قبل ڈاکٹر سے اس کے بارے میں ضرور پوچھ لیں۔ بچے کو دوا دینے کے بعد اس کی حالت پر مسلسل نظر رکھیں اور کسی بھی غیر معمولی تبدیلی کی صورت میں فوراً ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

دوا دینے کے لئے بوتل کے ساتھ فراہم کیا جانے والا معیاری پیمانہ ہی استعمال کریں اور کھانے کے چمچ سے ہرگز دوا نہ دیں۔ دوا کے ساتھ فراہم کئے جانے والے پرچے پر درج مقدار کو غور سے پڑھیں اور لیبل کے ساتھ دی گئی پیمانے کے حساب سے درست مقدار معلوم کریں۔

اکثر لوگ کھانے کے چمچ اور چائے کے چمچ میں فرق ملحوظ خاطر نہیں رکھتے اس لئے بچوں کو دوا دینے کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ دوا ملی لیٹرز کے حساب سے دیں۔ 5 ملی لیٹرز ایک چائے کے چمچ کے برابر اور 15 ملی لیٹرز ایک کھانے کے چمچ کے مساوی ہوتا ہے۔ اگر دوا کی مقدار 4 ملی لیٹرز یا 6 ملی لیٹرز ہو تو اس حوالے سے مشکل پیش آسکتی ہے اور اس سے بچنے کا آسان حل یہ ہے کہ دوا دینے کے لئے سرنج سے سوئی ہٹا کر اس کے ذریعے دوا دیں کیونکہ سرنج پر واضح پیمانہ بالکل درست اور تصدیق شدہ ہوتا ہے۔

بچے نا سمجھی یا شرارت میں دوا پی لیتے ہیں اس لئے تمام ادویات ایسی جگہ پر رکھی جائیں جو بچوں کی پہنچ سے دور ہوں۔ آجکل ایسی بوتلوں میں ادویات فراہم کی جا رہی ہیں جن کا ڈھکن بچے نہیں کھول سکتے۔ میڈیکل سٹور والے سے ایسی ہی پیکنگ والی دوا فراہم کرنے پر اصرار کریں۔ والدین بچوں کے سامنے نہ تو دوا کھائیں اور نہ ہی صحت مند بچوں کے سامنے بیمار بچے کو دیں کیونکہ اکثر بڑوں کی نقالی میں یہ کام کر بیٹھتے ہیں۔ بچوں کو سمجھاتے رہیں کہ انہیں دوا خود نہیں کھانی چاہیے تاآنکہ ماں یا باپ میں سے کوئی انہیں دوا کھانے کے لئے دے۔ قریبی ہسپتال یا ایمرجنسی یا پوائزننگ ٹیم کا نمبر ہمیشہ یاد رکھیں تاکہ کسی ناخوشگوار یا ناپسندیدہ صورتحال کا بروقت تدارک کیا جا سکے۔

ڈاکٹر کے تجویز کردہ نسخہ پر مکمل اور درست انداز میں عملدرآمد بیماری کے علاج کا سب سے اہم حصہ ہے

مگس بانی

گھریلو صنعت اور منافع بخش کاروبار ہے

بشریٰ ظفر

قرآن مجید میں شہد کو غذا اور شفاء قرار دیا گیا ہے۔ زمانہ قدیم سے شہد کو خوراک کے علاوہ دوا کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ شہد کھانے کے بعد براہ راست خون میں شامل ہو کر توانائی فراہم کرتا ہے۔ شہد کو زخم پر بھی لگایا جاتا ہے۔ جلے ہوئے زخم پر شہد لگانے سے کافی افاقہ ہوتا ہے۔ سانس کی نالی کا ورم، معدے کی بیماریوں اور دل کی نالیوں کی کارکردگی میں شہد کا استعمال نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں سالانہ کم از کم دو سو ٹن شہد مختلف ادویات کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے۔

شہد کی مکھیاں پالنا ایک گھریلو صنعت کے علاوہ اہم کاروبار بھی ہے بلکہ اس سے نہ صرف شہد جیسی اہم غذا حاصل ہوتی ہے بلکہ ان کی پرورش کے باعث ہم پودوں میں زیرگی (Pollination) کا عمل بھی وقوع پذیر ہوتا ہے اور زرعی پیداوار میں کئی گنا اضافے کا باعث بنتا ہے۔ ہمارے ملک میں بیشتر علاقے شہد کی مکھیاں پالنے کے لئے موزوں ہیں۔ ان علاقوں میں شہد پیدا کرنے کیلئے درکار پودوں کی مناسب تعداد موجود ہے جس میں زرعی فصلیں، جنگلی درخت اور پھلدار پودے قابل ذکر ہیں ان پر مختلف موسموں میں جو پھل اور پھول آتے ہیں وہ شہد کی مکھیوں کیلئے ضروری خوراک مہیا کرتے ہیں۔

مگس بانی فنی تربیت، تھوڑی سی زمین اور قلیل سرمایہ سے شروع کی جا سکتی ہے۔

شہد کا چھتہ ایک کارخانے کی حیثیت رکھتا ہے جس میں کارکن مکھیاں رانی مکھیوں اور نکھٹو مکھیاں اپنے مخصوص فرائض سرانجام دیتی ہیں۔ نفع بخش کاروبار کے لئے چھتے کو مناسب جگہ منتقل کریں جہاں پھلدار پودوں کی وافر مقدار موجود ہو اور ہر سال ہی ملک کو منتخب کرنا بہترین اصول ہیں۔ شہد کی مکھیوں کی اقسام میں سے پہاڑی مکھی، چھوٹی مکھی، کوہستانی مکھی اور ولایتی مکھی عام طور پر پاکستان میں پائی جاتی ہیں۔ چھوٹی مکھی مگس بانی کے لئے زیادہ موزوں نہیں سمجھی جاتی۔ کوہستانی مکھی زیادہ تر جنگلات میں پائی جاتی ہے جبکہ ولایتی مکھی اپنی پیداواری صلاحیت کی بدولت دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اس مکھی سے ایک سیزن میں اوسطاً پچاس کلوگرام شہد باآسانی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

شہد کی مکھیاں انسان کی طرح ایک خاندان کی شکل میں مل جل کر زندگی بسر کرتی ہیں۔ ان کے خاندان کی سربراہ ایک مادہ مکھی ہوتی ہے جسے ملکہ کہتے ہیں۔ دیگر مادہ مکھیاں کارکن کی حیثیت سے کام کرتی ہیں۔

ولایتی نسل کی اچھی مکھیاں پیشہ ور مگس بانوں یا کسی سرکاری ادارے سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ جدید طریقوں پر مگس بانی سے نہ صرف مکھیاں محفوظ رہتی ہیں بلکہ معیاری شہد اور دوسرے اجزاء حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ نقل وحمل میں بھی سہولت اور وقت کی بچت ہوتی ہے۔

نئے مگس بان کو شہد کی مکھیوں کی پرورش کی ابتداء موسم بہار سے کرنی چاہیے اس موسم میں پیشہ ور مگس بان ابتدائی چھتے کی کالونیاں بنا کر فروخت کرتے ہیں۔ اس موسم میں کالونیاں خوراک کی فراوانی کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصے میں مکمل ہو کر شہد بنانا شروع کر دیتی ہیں۔ مکھیوں کے حصول سے پہلے خوراک کا بندوبست اور دیگر سامان کا حصول نہایت ضروری ہے۔

ولایتی مکھی کے ایک چھتے سے اوسطاً 50 کلو شہد حاصل ہوتا ہے

مکھیاں پھولوں سے رس (Nector) اور زرگل (Pollen) جمع کر کے چھتوں میں بھرتی ہے جسے شہد میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ مکھیاں خود صرف شہد کھاتی ہیں لیکن بچوں کو شہد اور زرگل کا آمیزہ کھلاتی ہیں۔ شہد کی مکھی کی خوراک کی فراہمی میں بیر، پلائی، شیشم، توت، یوکلپٹس، املتاس، سیب، مالٹا، امرود، لوکاٹ اور زرعی فصلوں میں سرسوں، سورج مکھی، شفتل، برسیم وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

شہد کی مکھیوں کو جدید طرز پر پالنے کے لئے مگس دان، حفاظتی پوشاک، چہرہ ڈھانپنے کے لئے جالی دار نقاب، دستانے اور دھونکنی جو کہ دھواں دینے کے لئے استعمال کی جاتی ہے تاکہ مکھیوں کو آسانی سے قابو میں لایا جا سکے۔ جہاں مکھیاں رکھنا مقصود ہوں وہاں آس پاس پھلدار پودے اور مناسب پانی کی دستیابی ضروری ہے۔ گرم موسم میں مکھیوں کو سائے اور سرد موسم میں دھوپ میں رکھنا ضروری ہے جبکہ گھنے جنگل کے اندر اور سڑک کے نزدیک مکھیوں کو رکھنا نقصان دہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مکھیوں کے بکس کا منہ مغرب کی طرف نہ ہو اور بکسوں کے درمیان چھ فٹ فاصلہ ہونا چاہیے۔ مکھیوں کو پالنے کے لئے سالانہ حکمت عملی کو چار موسموں یعنی موسم بہار، موسم گرما، موسم سرما اور موسم خزاں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور مختلف موسموں میں مختلف حکمت عملی اپنائی جاتی ہے۔ ہر موسم کے اختتام پر بھرے ہوئے فریموں سے شہد نکالا جاتا ہے۔ جب تمام فریم دونوں طرف سے بھر کر بند ہو جاتے ہیں تو خود دھواں دیکر مکھیوں سے خالی فریم کے اوپر لگی ہوئی موم کی پہلی تہہ چاقو سے اتاری جاتی ہے جس سے چھتے کے سارے خانے کھل جاتے ہیں۔ فریم مشین میں رکھ کر تیزی سے گھمائی جاتی ہے اور ایک طرف سے شہد نکل جاتا ہے پھر فریم کو الٹا کر مشین کو دوبارہ گھمایا جاتا ہے جس سے دوسری طرف کا شہد بھی نکل جاتا ہے۔ اس کے بعد شہد کو آسا گرم کیا جاتا ہے اور پھر کسی ڈرم یا کھلے منہ کے برتن پر ململ کا کپڑا رکھ کر شہد چھانا جاتا ہے۔ اس سے صاف شہد کپڑے سے گزر کر نیچے جمع ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆

شہد کی مکھیوں کی پرورش کا آغاز موسم بہار سے کرنا چاہیے

دنیا بھر میں سالانہ 2 سو ٹن شہد ادویات کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے

عشقِ رسول ﷺ

نواز رومانی

قسط نمبر 39

حضرت شیخ قاسم التنبوریؒ

آپ نے جب نقش نعلین رسول عربی کو دیکھا تو محبت سے جھوم اٹھے۔ نقش مبارک کو بوسہ دیا اور عالم وارفتگی میں کہا۔

☆..... میں نے اس نعل مبارک کا نقش دیکھا جس نعل کے ساتھ نبی کریمؐ کے مبارک قدم آتے اور جاتے تھے۔

☆..... میرے ہر طرف عشق کی آگ بھڑک رہی ہے اور میرے آنسو اس کو ٹھنڈا کرتے کرتے ختم ہو چکے ہیں۔

☆..... کتنے ہی موسلا دھار بارش برسانے والے بادل ہیں کہ ان کا صاف پانی زمین پر پھیل جاتا ہے اور ان میں بجلی اس طرح چمکتی ہے جیسا کہ محبوب۔

☆..... کتنے ہی مٹی ہوئی رسموں کو دوبارہ زندہ کرنے والے ہیں اور دل میں نئے ولولے اور خواہشات پیدا کرتے ہیں۔

☆..... اور اخیر الخلق ﷺ کے آثار مبارک کو دیکھ کر وہ ساری مخلوق سے حسین ہیں۔ اور ہر صاحب ہمت کیلئے رحمت و مہربانی کی دلیل ہیں۔

☆..... پس اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اس مثال (نقش) کے ساتھ ہر محبت کرنے والے کو خوشخبری ہو اور اس کا منہ اس کے بوسے لینے سے نہ تھکے۔

☆..... وہ مجھے گناہوں کی پستیوں سے نکال کر بلند کر گیا اور میرے نفس کے سارے گناہ مٹا دیئے۔

☆..... میں اس کا حق ادا نہیں کر سکتا اگرچہ اس کی جلالت و عزت کی خاطر قدموں کی بجائے سر کے بل قیام کروں۔

☆..... اور اپنے نفس سے کہوں کہ اب خوشیاں منا کہ فضل رب سے تجھے بہت بڑی نعمت ملی ہے۔

☆..... اور اے نقش نعل دیکھنے والے اس سے خوشیاں حاصل کر اور زندگی تمام آزمائشوں سے پاک گزار۔

☆..... گویا کہ یہ تیرے پاس آ بیٹھا ہے۔ تو تو ہر سیاہ و سرخ نعمت کا منتہا اس سے حاصل کر۔

☆..... اس نعل کریمہ کے دیکھنے والے اس کو غنیمت شمار کر اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر غنیمت کے لحاظ سے زیادہ قیمتی ہے۔

☆..... بشارت ہو ہر اس شخص کیلئے کہ جس نے اپنے رخسار آپ کی تربت سے ملے اور اپنا بڑھاپا وہاں سے ہی شروع اور وہاں ہی ختم کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ

آپ بڑے ثقہ، جلیل اور صاحب ورع تھے۔ اپنے دور کے لوگوں سے افضل تھے۔ لیکن اپنے محبوب آقا و مولا کا ذکر خیر سنتے ہی آپ کی عجیب کیفیت ہو جاتی تھی۔ رنگ ایسا ہو جاتا تھا جیسے خون ابھی بہنے والا ہے۔ الفاظ زبان کا ساتھ چھوڑ دیتے تھے۔ حضور اکرمؐ کی ہیبت کی وجہ سے آپ کی زبان منہ میں خشک ہو جاتی تھی۔ یہاں تک کہ آپ کے ہم نشینوں پر دشواری پیدا ہو جاتی اور حیرت و استعجاب سے آپ کی حالت کا مشاہدہ کرتے رہتے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے دریافت کیا۔

"یا حضرت! محبوب الٰہی کا جب بھی آپ ذکر پاک سماعت فرماتے ہیں تو آپ کا یہ حال ہو جاتا ہے۔ اس کی حکمت ہمیں بھی عطا ہو۔"

ارشاد فرمایا۔

"دوستو! اگر تم وہ دیکھتے جو میں دیکھتا ہوں تو تم اس کا ہرگز انکار نہ کرتے۔ اس کے علاوہ کچھ کہنے کا یارا نہیں ہے۔"

حضرت قتادہؓ

جب کبھی آپ کے کان میں حدیث مبارکہ کی آواز پڑتی تو وہ خود پر قابو نہ رکھ سکتے تھے۔ محبت و عشق رسول اللہ ﷺ میں مثل ماہی بے آب بے قرار ہو جاتے اور چیخ و پکار کے ساتھ رو پڑتے تھے۔

حضرت محمد بن سیرینؒ

ادب کا تقاضا ہے کہ جب محبوب اللہ ﷺ کا ذکر مقدس آئے تو قلب و روح کے ہم آہنگ سر بھی جھک جائے۔ جب حدیث رسولؐ آ جاتی تو حضرت محمد بن سیرینؒ پر خشوع طاری ہو جاتا تھا۔

حضرت امام جعفر بن محمدؒ

آپ کثیر المزاح اور بڑے ہنس مکھ تھے۔ مگر جب آپ کے روبرو آقائے دوجہاں کا ذکر پاک ہوتا تو ایکا ایکی ان کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا۔ اس حالت میں انہیں دیکھ کر کوئی شخص باور نہیں کرتا تھا کہ یہ ہنس مکھ اور کثیر المزاح بھی ہو سکتے ہیں۔ حدیث رسول پاک کا اس قدر احترام فرماتے تھے کہ ہمیشہ طہارت کی حالت میں حدیث پاک بیان کرتے تھے۔

قاضیوں اور مفتیوں کا نظریہ محبت و عشق

مسند انصاف پر متمکن مفتیان و قاضیان شریعت محمدیہ کے مطابق مقدمات فیصلہ کرتے ہیں۔ ان کی نظر قرآن و حدیث و فقہ پر بڑی گہری ہوتی ہے۔ یہ معزز لوگ ولی اللہ بھی ہوتے ہیں جن کے شب و روز عبادت و ریاضت، عامۃ الناس کی اصلاح احوال اور فیض رسانی میں بسر ہوتے ہیں۔ متلاشیان حق ان کی محافل میں بیٹھ کر معرفت الٰہی و حب رسول کریمؐ کے سدا بہار گلہائے رنگیں سے اپنی زندگیوں میں مہکار پیدا کرتے ہیں۔

عشق و محبت رسول عربیؐ کے بارے میں ان کے اپنے اپنے نظریات ہیں۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ

ایک روز آپ اپنی نشست گاہ میں تشریف فرما تھے۔ ارادت مند ہالہ کئے بیٹھے تھے۔ اصول یہ ہے کہ صاحب علم و معرفت کی موجودگی میں بولنے میں سبقت نہ کی جائے اور جب وہ گویا ہو تو اس کے بیان سے کما حقہ استفادہ کرنے کی سعی بلیغ کی جائے تاکہ راہ سلوک پر گامزن ہونا سہل ہو۔ لوگ اس حقیقت کے محرم آشنا تھے لہٰذا ماحول پر گہری خاموشی محیط تھی۔ کسی کو مجال جرأت نہ تھی کہ لب کشائی کرے۔ آخر کار طویل سکوت کے بعد حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے مراقبے سے گردن مبارک کو اٹھایا۔ گردو پیش میں نگاہ دوڑائی اور پھر آپ کے لبوں کو جنبش ہوئی۔ فضا میں سمندر کی طرح گہرا ایک فقرہ تیر گیا۔

"انسان کے تمام اعضا کی سرشت عشق سے کی گئی ہے اسلئے عاشقوں اور دیوانوں میں جو ولولہ ہے وہ ازل سے ابد تک رہے گا۔"

اور پھر قدرے توقف کے بعد فرمایا۔

"دراصل انسان کی اصل منزل عشق ہے۔ راہ سلوک میں اس منزل کے حصول کیلئے مختلف مراتب میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اولاً علم ہے۔ یہ علم قرآن و حدیث و فقہ کا ہے۔ ثانیاً عمل ہے جو علم کے بغیر بے روح ہے۔ ثالثاً درستگی نیت ہے جس پر عمل کا دارومدار ہے۔ رابعاً صدق ہے جو مذکورہ مراتب طے کرنے کے بعد مسافران راہ سلوک و عشق کے اندر جنم لیتا ہے۔ جب صدق مستحکم و جزو جان ہو جاتا ہے تو پھر مکتب عشق و محبت میں داخلہ ملتا ہے۔"

"یا مرشدی! پھر کیا ہوتا ہے؟"

فضا میں ایک آواز ابھری۔

"پھر وہ نو وارد قصر عشق جس پر رفتہ رفتہ مختلف الانواع رنگوں کے پردے سرکنا شروع ہوتے ہیں عالم وارفتگی میں پکار اٹھتا ہے۔"

اتنا کہنے کے بعد آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور عالم بے خودی میں یہ شعر پڑھا

ہر لحظہ کہ در شوق جمال تو شوم غرق

جز روئے تو در پیش نظر جلوہ گر نیست

(ترجمہ) جس وقت تیرے شوق جمال میں غرق ہوتا ہوں میرے سامنے تیرے روئے اقدس کے سوا کوئی اور نہیں ہوتا۔

جب اس خاص کیفیت سے باہر آئے تو فرمایا۔

"جب یہ مقام و منزلت حاصل ہو جاتی ہے تو پھر طالب یعنی باطن دوست کا مونس بن جاتا ہے۔ اس میں عشق ہی عشق ہوتا ہے۔ پس اس راستے میں صادق وہ شخص ہے جو طالب کی قدر شناسی کرے کیونکہ اس میں سراسر عشق اور شوق ہوتا ہے۔ نیز اس سے جمال دوست کے اسرار معلوم ہوتے ہیں۔

اب محبت کی یہ صورتحال ہوتی ہے کہ اپنے قلب میں اللہ تبارک و تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تاکہ اس کے وصل کی خوشبو سے بہرہ ور ہو۔ تو اس کے دل سے اسم "ھو" نکلتا ہے۔ اور جب عالم عشق میں ذوق و شوق کی جانبین میں طغیانی آتی ہے تو "ھو" کی صدائیں بلند ہوتی ہیں جو از خود عظیم و بلند ترین مقام ہے۔"

اس مقام پر حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے ایک واقعہ بیان کیا۔ فرمایا۔

"ایک صاحب طریقت بڑے بزرگ کا ارشاد ہے کہ عشق الٰہی میں ایک سرمست کو دیکھ کر میں اس کے پاس پہنچا تو اسے دیکھا کہ وہ بحر شہود میں غرق اور اس میں غوطے لگا رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

جواب دیا۔

"ھو"

میں نے پھر پوچھا۔

"آپ کون ہیں؟"

"جواباً کہا۔"

"ھو"

پھر میں نے پوچھا۔

"آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟"

بولے۔

"ھو"

میں نے عرض کیا۔

"اب آپ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"

جواب میں فرمایا۔

"ھو"

ہر چیز کا جواب "ھو" سنتے سنتے آخرکار میں پریشان ہو گیا اور پھر میں نے عرض کیا۔

"ھو سے آپ کی مراد کیا ہے۔ کیا ھو سے مراد اللہ تبارک و تعالیٰ ہے جس کا ملک ہے اور ہمیشہ رہے گا۔"

یہ سنتے ہی اس بزرگ نے ایک چیخ ماری اور مردوں کی طرح اس طرح گر پڑا کہ پھر نعرہ نہ لگا سکا اور اس کی روح دیدار شہنشاہ کے استقبال کیلئے روانہ ہو گئی۔

یہ واقعہ سنانے کے بعد حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے حاضرین محفل کی طرف دیکھا جو بڑے ادب و احترام سے بیٹھے تھے اور فرمایا۔

"قل ھو اللہ احد اس میں اللہ تعالیٰ کے تین اسماء مبارک ہیں۔ اسی طرح طریق عشق پر چلنے والوں کے بھی تین درجے اور مقام ہیں۔ اولاً ظالم۔ ثانیاً مقتصد اور ثالثاً سابق۔ صاحبو! ھو کا ہمیشہ ورد رکھنا منتہی اور سابق بالخیرات لوگوں کا کام ہے جو بزار جان سے رب کریم کے عاشق ہیں کیونکہ اسم ھو اسم اللہ کا منتہی و خلاصہ ہے۔ اس حقیقت سے وہی لوگ آشنا و واقف ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عشق میں مستغرق ہیں۔"

"یا شیخ! محبت میں درجہ کمال کی علامت کیا ہے۔"

حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے سوال کرنے والے کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھا اور فرمایا۔

"محبت میں درجہ کمال تب حاصل ہوتا ہے جب انسان عشق میں عیب کو نہیں رہتا۔ اور ماسوا سے ترک محبت کر لیتا ہے۔"

"یا حضرت! اس درجہ کمال و معیار محبت کی مثال عطا ہو۔"

ایک شخص نے عرض کی۔ فرمایا۔

"روز حشر حکم ہو گا کہ مجنوں کو پیش کرو۔ چنانچہ اسے بارگاہ خداوندی میں پیش کر دیا جائے گا۔ پھر فرمان ہو گا ان اولیاء کو جو ہماری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مجنوں کے پاس لاؤ۔ جب سب حاضر ہو جائیں گے تو ارشاد ہو گا۔

"اگر محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو تم بھی ایسا ہی کرتے جیسا مجنوں نے کیا۔ جب تک زندہ رہا لیلیٰ کی محبت میں غرق رہا۔ جب مرا تو اس کی محبت میں غرق ہوا اور اب حشر کے روز اٹھا تو اسی کی محبت میں مستغرق ہے۔"

یہ معیار محبت ہے۔

اور پھر قدرے سکوت کے بعد ارشاد فرمایا۔

"سن لو! جو شخص اپنی جان کی وجہ سے زندہ ہے وہ مر جاتا ہے اور جس کی زندگی محبوب کے ساتھ ہے وہ مرتا نہیں۔ زندہ رہتا ہے۔"

"یا شیخ! درویش کامل کس کو کہتے ہیں؟"

سماعت فرمایا تو گویا ہوئے۔

"عشق محبوب کبریاؐ سہل الحصول نہیں لیکن دشوار الحصت ہیں۔ ایک بزرگ کہہ رہے تھے درویش وہ ہے جو دل کے خزانے کے اندر غوطہ زن ہو اور وہ موتی جس کا نام محبت ہے اگر حاصل کرے تو درویش کامل ہے ورنہ نہیں۔"

حضرت قاضی فضیل بن عیاضؒ

☆..... فرمایا۔

☆..... محبت کی تین اقسام ہیں۔

الف: محبت اجلال و اعظام ..... جیسے والد کی محبت

ب: محبت و شفقت و رحمت ..... جیسے والد کی محبت

ج: محبت مشاکلہ ..... جیسے بقیہ لوگوں کی محبت

حضور اکرمؐ نے اپنی محبت میں ان اقسام کو جمع فرما دیا ہے۔ آپؐ کے طریقہ کی نصرت، شریعت کا دفاع آپؐ کے ظاہری حیات میں ہونے اور آپؐ کی خاطر جان و مال فدا کرنا محبت کے ہی مظاہر ہیں۔ درحقیقت ایمان کی حقیقت اس محبت کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ آپؐ پر ایمان جب مکمل ہو گا جب بندے کے نزدیک آپ کی قدر و منزلت والد، ولد، ہر محسن اور صاحب فضیلت سے بڑھ کر ہو۔ جو یہ اعتقاد نہیں رکھتا یا برابر تصور کرتا ہے وہ مومن نہیں۔

جو کسی سے محبت رکھتا ہے وہ اس کی پیروی کرتا ہے ورنہ وہ محبت میں سچا نہیں فقط مدعی ہے۔ رسالتمآبؐ کی محبت میں وہی سچا ہو گا جس پر محبت کے آثار کا اظہار ہو اور سب سے پہلی علامت یہ ہے کہ آپ کی اقتداء، آپ کا طریقہ اپنانا، آپؐ کے اقوال و افعال کی اتباع۔ آپؐ کے احکام پر عمل اور نواہی سے بچنا۔ تنگی و آسانی میں آپؐ کے اخلاق کو اپنانا۔

علماء کرام کا نظریہ محبت و عشق

"علامات مسلم انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کی مانند ہیں۔"

یہ محبوب کبریا ﷺ کا ارشاد عالیہ ہے۔ یہ مسعود ہستیاں وارث علم النبی ﷺ ہیں۔ جو شبانہ روز ترویج علم دین اسلام میں کوشاں اور تشنگان علم دین متین کے لئے چشمہ حیواں ہیں۔ یہ علم فروش نہیں بلکہ اس کا عوض اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی رضا و محبت گردانتے ہیں۔ حق بات کہنے میں مصلحت کوشی سے کام نہیں لیتے بلکہ پاسبان شریعت اسلامیہ کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر کہیں قرآن و حدیث مبارک کے منافی کوئی بات مشاہدہ کرتے ہیں تو اس کے خلاف عرصہ عمل میں کود پڑتے ہیں اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے جب تک اس کا تدارک نہ ہو یہ علماء حق ہیں۔ حضور اکرم ﷺ سے محبت و عشق کے بارے میں ان کا اپنا نظریہ ہے۔

ایک روز عالم تصور میں دیکھا کہ علماء حق کی محفل سجی ہے۔ اس میں ایک سے بڑھ کر ایک عالم دین موجود تھا۔ ان کی جبینوں سے علم و عرفان کا نور مترشح تھا۔ اس ہنگام موضوع سخن محبت و عشق رسول ﷺ تھا۔

آغاز گفتگو کے لئے سب سے پہلے حضرت ملا محمود قاشانی نے اپنے لبوں کو جنبش دی اور فرمایا۔

"محبت مطالعہ جمال کے لئے باطن کا میلان ہے اور عشق اس میلان کی شدت کا نام ہے۔"

اس پر حضرت مولانا شاہ معین الدین ندوی نے برجستہ شعر پڑھا

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد

بسا کیں دولت از گفتار خیزد

(ترجمہ) صرف رویت سے ہی عشق نہیں ہوتا۔ کئی بار ایسا بھی ہوا ہے کہ گفتگو کے ذریعے یہ دولت ہاتھ لگی ہے۔

اور کہا کہ تجربہ اور مشاہدہ شاہد ہے کہ بسا اوقات محبوب کا ذکر خیر سنتے اس کے ساتھ محبت ہو جاتی ہے اور جب اس محبت میں پختگی و صداقت در آتی ہے تو یہ باعث جمال محبوب بن جاتی ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے حضرت مولانا شاہ معین الدین ندوی کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے حضرت ملا محمود قاشانی کی جانب متوجہ ہو کر کہا۔

"آپ نے مطالعہ جمال کے لئے باطنی میلان کو محبت کا نام دیا ہے۔ لیکن حقیقی میلان کے لئے محبوب کی موافقت کی جہت پر دل لگانا از بس ضروری ہے۔ درحقیقت حقیقی میلان کو ہی محبت کہا جا سکتا ہے۔ میرے خیال میں حب رسول ﷺ اس اعتقاد کو کہتے ہیں کہ اجزاء سنت میں آپ ﷺ کی معاونت و مدد کو لازم جانے اور سنت کی پیروی کرے کیونکہ مخالفین سنت کی مخالفت ہی نہیں بلکہ ان کی بیخ کنی کرے اور مخالفت سنت خیر الانام ﷺ سے خوفزدہ رہے۔ اس کا حاصل یہ ہو گا کہ محبوب کا ذکر دوامی صورت کرے گا۔ چنانچہ محب "اٹھتے بیٹھتے" لیتے چلتے محو ذکر حبیب اللہ ﷺ ہو گا۔ روز افزوں ذوق و شوق فراواں ہو گا اور یہی متقاضائے محبت ہے۔" سب لوگ ہمہ تن گوش تھے۔ جب بات ختم ہوئی تو حضرت مولانا محمد عبدالعزیز حزگوی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا چاہنے سے زیادہ کوئی چیز لذت آفریں نہیں۔"

اس پر حضرت مولانا غلام مرتضیٰ نقشبندی بریلوی نے رائے زنی کرتے ہوئے کہا کہ تبارک و تعالیٰ کی رضا اس کے محبوب ﷺ کی رضا میں نہاں ہے اور رضا کی حقیقت حضور اکرم ﷺ سے دل کی گہرائیوں سے محبت کرنا ہے۔ اور پھر ایک مصرع پڑھا۔

"عشق جانبازی است نہ طفل بازی"

یعنی عشق بازیچہ اطفال نہیں بلکہ جان کی بازی لگانا ہے۔

اس خیال کی تائید میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا۔

"اصل میں محبوب پر جان نثاری ہی تو محبت ہے بصورت دیگر دعوئ محبت باطل ہے۔"

اس پر حضرت مولانا شاہ معین الدین ندوی نے لب کشائی کی اور اپنے خیال کو یوں شعر پیش کیا۔

ورائے باب ہائے طور عشق حکم کم است

عشق را با مصلحت اندیشی مجنوں چہ کار

(ترجمہ) طور عشق کے ابوابات میں سے ہے کہ اس میں حکمت معدوم ہے۔ عشق میں مصلحت اندیشی ہو مجنوں کے لئے یہ کسی کام کی نہیں ہے۔

عشق کا عقل و مصلحت سے کیا سروکار۔ یہ تو بے خطر آتش نمرود میں کود پڑتا ہے اور عقل ورطہ حیرت میں ڈوبی رہتی ہے۔

جب تذکرہ عشق کا دائرہ وسیع ہوا تو حضرت مولانا احمد جام چشتی ایرانی جو کافی دیر سے خاموش بیٹھے تھے ان کے ہونٹوں پر بے اختیار یہ اشعار مچل گئے

منزل عشق از مکاں دیگر است

مرد ایں راہ را نشان دیگر است

عشق را در مدرسہ تعلیم نیست

ایں چنیں علت بیان دیگر است

بر سر بازار صرافان عشق

زیر ہر دارے دکان دیگر است

☆عشق کی منزل جو ہے وہ مکان و مقام ہی دوسرا ہے۔ اس راہ کے مسافر کا نقش دست و نقش پا ہی علیحدہ ہوا کرتا ہے۔

☆عشق کے سبق کی تعلیم سکولوں اور کالجوں میں نہیں دی جاتی۔ یہ علم جدا ہی ہے اور علیحدہ قسم کے مدرسوں یعنی خانقاہوں سے دستیاب ہوتا ہے۔

☆عشق کے صرافوں کے بازار کے سرے پر جو گلیاں ہیں اور ان میں جو مکانات واقع ہیں وہاں ہر مکان میں آپ ایسی ہی قسم کے ہی جوان پائیں گی جو آپ نے کسی اور کوچہ میں بھی نہ پائے ہوں گے۔

اور پھر کہا۔

"درحقیقت عشق حقیقی کی آبیاری صوفیاء و اولیاء اللہ کے آستانوں پر ہوتی ہے اور ایسے قلوب میں ہوتی ہے جو دوسروں سے یکسر منفرد و یگانہ ہوتے ہیں۔ یہ باصفا و پاک طینت لوگ دنیا کے پنجرے میں رہنے کے باوجود آزاد ہوتے ہیں اور نفس و اہل خواہشات و دنیاوی جھمیلوں سے بے نیاز ہر لحظہ عرش عظمت کی طرف محو پرواز ہوتے ہیں۔"

(جاری ہے)

پروفیسر خالد پرویز

قسط نمبر 13

چادر والی سرکارؒ

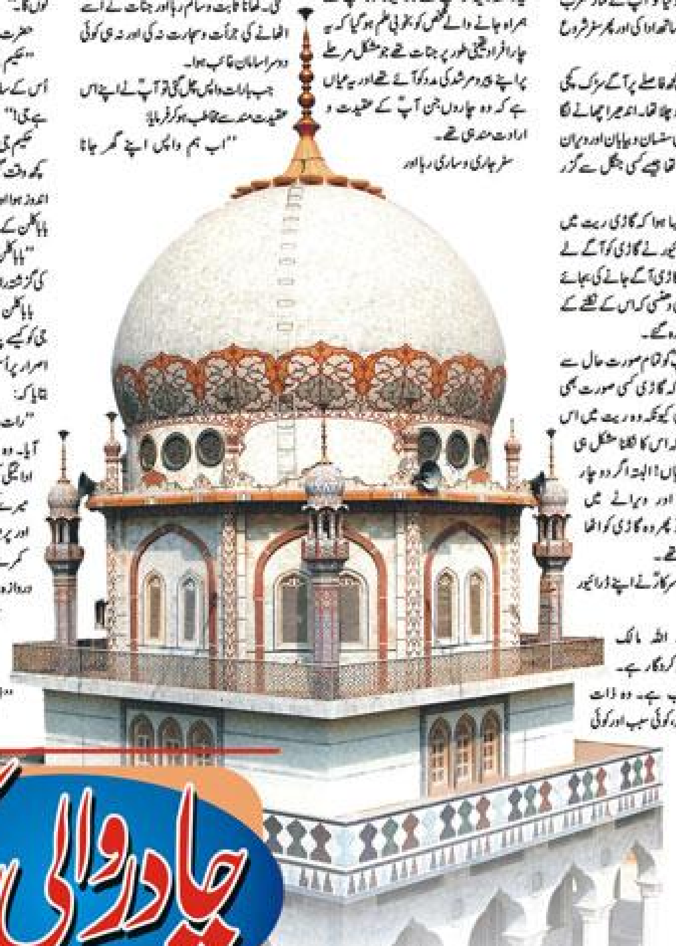

حضرت پیر سید ولی محمد شاہ المعروف چادر والی سرکارؒ کے حلقہ عقیدت و ارادت مند میں جہاں بشر شامل تھے وہاں جنات کو بھی یہ اعزاز و افتخار حاصل تھا کہ وہ آپؒ کے سلسلہ مریدین میں داخل تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت چادر والی سرکارؒ پیر جن وبشر کے لقب سے مشہور تھے۔

ایک دفعہ حضرت چادر والی سرکارؒ اپنے مریدین کو دین اسلام کی چیدہ چیدہ باتیں اور تصوف و اذکار و اشغال کے قواعد و ضوابط بتا رہے تھے کہ ایک عقیدت مند انتہائی پریشانی کے عالم میں آپؒ کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے آپؒ کو سلام کیا اور خاموشی کے ساتھ بیٹھ گیا۔

حضرت چادر والی سرکارؒ نے اس شخص سے پوچھا:

"کیوں پریشان بیٹھے ہو جی؟ آپ کے ساتھ کیا مسئلہ ہو گیا ہے جی؟"

اس شخص نے دکھی دل کے ساتھ غمزدہ و مغموم لہجے میں عرض کی:

"حضور! میں ایک غریب شخص ہوں۔ قصبہ ماہی سیال کا رہائشی ہوں۔ اللہ نے مجھے جہاں بیٹے عطا کئے وہاں بیٹیاں بھی ودیعت فرمائیں۔ اب میری بیٹیاں جوان ہو چکی ہیں اور میں ان کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔ شادی کے تمام معاملات طے ہو گئے ہیں اور کل بارات آنی ہے مگر میرے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ میرا گھر آسیب زدہ ہے۔ جنات نے ہمارا ناک میں دم کیا ہوا ہے۔ کبھی وہ کوئی چیز اٹھا کر لے جاتے ہیں اور کبھی کوئی چیز غائب کر دیتے ہیں حتیٰ کہ کپڑوں تک کو نہیں چھوڑتے۔ اب بارات کے موقع پر انہوں نے بانگ دہل دھمکی دی ہے کہ وہ بارات کا کھانا اٹھا کر لے جائیں گے۔ حضور! اگر ایسا ہو گیا تو میری تو خاندان، محلے اور شہر میں ناک کٹ جائے گی۔ کوئی یہ نہیں مانے گا کہ کھانا جنات اٹھا کر لے گئے ہیں۔ سبھی مجھے لعن طعن کریں گے اور یہی کہیں گے کہ ہم نے کھانا پکایا ہی نہیں تھا۔ وہ لوگ ہماری غربت کا مذاق اڑائیں گے اور یوں ہماری عزت خاک میں مل جائے گی۔ حضور! غریب کے پاس عزت ہی تو ہوتی ہے وہ بھی چلی جائے گی تو پھر کیا بچے گا؟ آپؒ کے پاس اس لیے حاضری دی ہے کہ آپؒ جن و بشر کے پیر ہیں۔ آپؒ اس معاملہ میں ہماری مدد فرمائیں تو ہم تمام عمر آپؒ کا یہ احسان نہیں بھولیں گے۔"

حضرت پیر سید ولی محمد شاہ المعروف چادر والی سرکارؒ نے اس شخص کی روداد غور سے سنی اور پھر فرمایا:

"ہاں جی! ہمیں تو جنات کے نام سے بھی ڈر لگتا ہے جی! ہم ان سے کیسے کر لیں گے جی؟"

اس شخص نے دست بستہ پھر عرض کی:

"حضور! آپؒ ہی مہربانی فرمائیں۔ ہمارے ساتھ چلیں اور جنات کو سمجھائیں۔ وہ آپؒ کا کہا ضرور مانیں گے اور یوں ہمارا نقصان نہیں کریں گے ورنہ ہم تو بہت مشکل میں پھنس جائیں گے۔"

حضرت پیر سید ولی محمد شاہ المعروف چادر والی سرکارؒ نے اس شخص کے اصرار پر زیر لب مسکراتے ہوئے از حد مشفقانہ و منکسرانہ لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"ہاں جی! گھبراؤ نہیں۔ رب رحمٰن و رحیم سب کچھ ٹھیک فرما دیں گے۔ آپ اصرار کرتے ہیں تو پھر ہم ضرور آپ کے ساتھ آپ کے گھر چلیں گے اور ان شاء اللہ تمام معاملات درست کر کے ہی آئیں گے۔ کارساز اور کرنے والا تو صرف اور صرف خداوند تعالیٰ کی ذات پاک ہے جی! ہم تو صرف اس کے کارندے ہیں۔ اس کے منگتا ہیں اور وہ ذات مانگنے والوں کو ضرور نوازتی ہے جی!"

وہ شخص حضرت چادر والی سرکارؒ کے اس جواب سے مطمئن ہو کر سکون کے ساتھ آپؒ کے آستانے پر بیٹھ گیا اور انتظار کرنے لگا کہ کب آپؒ روانگی کا کہیں گے!!

اسی اثناء میں حضرت چادر والی سرکارؒ کے پاس کچھ اور عقیدت و ارادت مند آ گئے۔ آپؒ نے ان کی خیریت و عافیت دریافت کی۔ ان کی خاطر تواضع کی اور ان کے مسائل سنے۔

اتنے میں نماز عصر کے لیے مؤذن نے اذان دی تو آپؒ نے نماز عصر ادا فرمائی اور پھر اپنے ڈرائیور سے کہا کہ وہ گاڑی نکالے تاکہ اس شخص کے ہمراہ اس کے گھر جایا جائے۔

> آپؒ جن و بشر کے پیر کہلاتے، جنات کے جنازے بھی پڑھاتے اور انہیں پانی دم کر کے بھی دیتے

آپؒ اپنی کار میں سوار ہوئے۔ اس شخص کو اپنے ساتھ بٹھایا اور اس کے گھر کی جانب رواں دواں ہوئے۔ راستے میں پل رنگو کے مقام پر نماز مغرب کا وقت ہو گیا تو آپؒ نے نماز مغرب سکون و اطمینان کے ساتھ ادا کی اور پھر سفر شروع کر دیا۔

پل رنگو کے بعد کچھ فاصلے پر آگے سڑک کچی تھی۔ شام کا وقت ہو چلا تھا۔ اندھیرا چھانے لگا تھا جبکہ آگے راستہ بھی سنسان، بیابان اور ویران تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی جنگل سے گزر رہے ہوں۔

اور پھر یکایک ایسا ہوا کہ گاڑی ریت میں پھنس کر رہ گئی۔ ڈرائیور نے گاڑی کو آگے لے جانے کی کوشش کی تو گاڑی آگے جانے کی بجائے مزید دھنس گئی اور ایسی دھنسی کہ اس کے نکلنے کے امکانات معدوم ہو کر رہ گئے۔

ڈرائیور نے آپؒ کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ گاڑی کسی صورت بھی آگے نہیں جائے گی کیونکہ وہ ریت میں اس قدر دھنس چکی ہے کہ اس کا نکلنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ ہاں! البتہ اگر دو چار آدمی اس جنگل اور ویرانے میں دستیاب ہو جاتے تو پھر وہ گاڑی کو اٹھا کر اسے نکال سکتے تھے۔

حضرت چادر والی سرکارؒ نے اپنے ڈرائیور سے کہا:

"گھبراؤ نہیں۔ اللہ مالک ہے۔ وہی کارساز و کردگار ہے۔ وہی مسبب الاسباب ہے۔ وہ ذات پاک ضرور کوئی وسیلہ، کوئی سبب اور کوئی ذریعہ پیدا کرے گی ہم اس پریشانی سے نکل آئیں گے۔"

چند ہی لمحات گزرے ہوں گے کہ دور سے چار افراد آتے دکھائی دیے۔ وہ گاڑی کی جانب ہی آ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں لالٹین تھی اور وہ تیز تیز قدموں کے ساتھ آگے بڑھتے چلے آ رہے تھے۔ جب وہ قریب پہنچے تو انہوں نے آتے ہی حضرت چادر والی سرکارؒ کو سلام کیا۔ اس وقت حضرت چادر والی سرکارؒ نے اپنا تمام چہرہ اپنی سفید چادر سے ڈھانپا ہوا تھا۔

ان تمام افراد کی شکل و صورت ایک جیسی تھی۔ ان کا لباس ایک جیسا تھا حتیٰ کہ ان کے قد بھی ایک جیسے تھے۔ کوئی بھی دوسرے سے کسی طرح مختلف نہیں تھا۔

انہوں نے کسی قسم کی کوئی بات کئے بغیر گاڑی کو انتہائی آسانی کے ساتھ اٹھا کر ریت سے باہر نکال دیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے انہوں نے کوئی زور نہ لگایا بلکہ ہاتھوں کی ہلکی سی جنبش سے گاڑی کو باہر نکال دیا ہو۔

ایسا کرنے کے بعد انہوں نے حضرت چادر والی سرکارؒ سے دست بستہ عرض کی:

"حضور! اگر آپؒ کی اجازت اور مرضی ہو تو گاڑی کو پل بھر میں منزل مقصود پر پہنچا دیں؟ جیسا آپؒ حکم فرمائیں گے اس پر اسی طرح عمل ہو گا۔"

حضرت پیر سید ولی محمد شاہ المعروف چادر والی سرکارؒ نے ان سے مخاطب ہو کر انہیں حکم دیا کہ:

"تم لوگوں کا وہاں کیا کام؟ تم وہاں نہیں آؤ گے۔ بس تم نے یہیں رہنا ہے۔ تم نے جتنا کام کرنا تھا کر دیا۔ مزید ضرورت نہیں۔"

پھر حضرت چادر والی سرکارؒ نے اپنے ڈرائیور کو کہا کہ وہ منزل مقصود کی جانب چلے۔ یہ واقعہ دیکھ کر آپؒ کے ڈرائیور اور آپؒ کے ہمراہ جانے والے شخص کو بخوبی علم ہو گیا کہ یہ چار افراد حقیقی طور پر جنات تھے جو مشکل مرحلے پر اپنے پیر و مرشد کی مدد کو آئے تھے اور یہ عیاں ہے کہ وہ چاروں جن آپؒ کے عقیدت و ارادت مند ہی تھے۔

سفر جاری و ساری رہا اور پھر بالآخر اس شخص کا گھر آ گیا کہ جو اپنے گھر میں جنات کی موجودگی اور ان کی وجہ سے ایذا رسانی کے باعث پریشان، حیران اور رنجیدہ و مغموم رہتا تھا۔

گاڑی رکی تو حضرت چادر والی سرکارؒ باہر تشریف لے آئے اور اس شخص سے کہا کہ:

"اندر پردہ کرا لو۔ ہم آپ کے گھر کی تمام اشیاء دیکھیں گے۔"

اس شخص نے پردہ کرایا اور آپؒ اس کے گھر کے اندر تشریف لے گئے۔ اس نے پوری تفصیل کے ساتھ بتایا کہ کون کون سی جگہ اور مقام سے کون کون سی چیز جنات اٹھا کر لے گئے ہیں اور اب صورت حال یہ ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹیوں کا جہیز قریبی ہمسائے کے مکان میں اٹھا رکھا ہوا ہے۔

حضرت چادر والی سرکارؒ نے اس شخص سے کہا:

"اپنی بیٹیوں کے جہیز کا سامان اور اپنے گھر کا دوسرا سامان ابھی اور اسی وقت اپنے ہمسائے کے ہاں سے اٹھا کر ادھر اپنے گھر لے آؤ جی! رب کریم و عظیم کرم کرے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے کچھ بھی نہیں ہو گا جی! آپ کا تمام سامان محفوظ رہے گا۔ آپ مت گھبرایئے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کیجئے جی!"

وہ شخص دوڑا دوڑا گیا اور اپنے تمام گھر کا وہ تمام سامان جو اس نے اپنے قریبی ہمسائے کے گھر رکھا ہوا تھا اپنے گھر لے آیا۔

حضرت پیر سید ولی محمد شاہ المعروف چادر والی سرکارؒ نے رات بھر اسی شخص کے گھر گزاری۔ آپؒ نے نمازیں وہیں پڑھیں، اوراد و وظائف وہیں ادا کئے اور مالک مکان کو کہہ دیا کہ وہ سکون و اطمینان کے ساتھ سو جائے اور کسی قسم کا فکر نہ کرے۔

اسی صورت حال میں صبح ہو گئی اور پھر ایسا ہوا کہ بارات کا وقت آ پہنچا۔ اس شخص نے بارات کے لیے حسب توفیق کھانے کا انتظام کیا۔ بارات وقت مقررہ پر آئی۔ شادی اور نکاح کی تمام تر رسومات ادا کی گئیں۔ سنت رسول کریم ﷺ کے مطابق تمام لوازمات پورے کئے گئے۔

باراتیوں نے مکمل اطمینان اور یکسوئی کے ساتھ کھانا کھایا۔ جنات کی دھمکی دھری کی دھری رہ گئی۔ کھانا ثابت و سالم رہا اور جنات نے اسے اٹھانے کی جرات و جسارت نہ کی اور نہ ہی کوئی دوسرا سامان غائب ہوا۔

جب بارات واپس چلی گئی تو آپؒ نے اپنے اس عقیدت مند سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اب ہم واپس اپنے گھر جانا چاہتے ہیں مگر ہم اس وقت تک یہیں رہیں گے جب تک آپ اپنے گھر کا تمام سامان دیکھ کر یہ نہ بتا دیں کہ کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی؟ پہلے آپ اپنی تمام اشیاء پوری کر لیں۔ برتن، کپڑے، زیور وغیرہ سب کچھ دیکھ لیں جی! سوئی تک دیکھ لیں جی! کوئی گم ہوئی ہو تو ہمیں بتائیں جی!!"

اس عقیدت مند نے آپؒ کے حسب ارشاد گھر کی تمام چیزوں کا جائزہ لینے کے بعد بتایا کہ:

"حضور! گھر کی ہر چیز اپنی جگہ پر محفوظ و مامون ہے۔ کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ یہ سب آپؒ کا کرم ہے اور آپؒ کی شفقت و محبت ہے کہ آج گاؤں میں ہماری عزت رہ گئی ورنہ ہمیں تو اپنی عزت خطرے میں نظر آ رہی تھی اور سخت پریشانی تھی۔"

حضرت پیر سید ولی محمد شاہ المعروف چادر والی سرکارؒ نے اپنے اس عقیدت مند سے کہا:

"ہاں جی! اس میں ہمارا کوئی کرم ہے نہ کمال ہے جی! یہ سب رب کریم و رحیم کا فضل و کرم ہے جی! ہم تو اسی کے در کے منگتا ہیں۔ اسی کے در کے سوالی ہیں۔ وہ ہماری لاج رکھ لیتا ہے جی! آپ کا کام ہو گیا۔ اب ہم چلتے ہیں جی اللہ حافظ!"

اسی طرح ایک حکیم جی حضرت چادر والی سرکارؒ کے عقیدت و ارادت مندوں میں شامل تھے۔ ایک دن حکیم جی حضرت چادر والی سرکارؒ کے پاس حاضر ہوئے تو آپؒ نے سلام دعا کے بعد اس سے پوچھا:

"حکیم جی! وہ جو آپ کے ہمسائیگی میں ہمارے سلسلے میں مرید بابا کلن رہتے ہیں ان کا سناؤ جی کہ ان کا کیا حال ہے جی؟"

حکیم جی نے حضرت چادر والی سرکارؒ سے دست بستہ عرض کرتے ہوئے کہا:

"حضور! بابا کلن سے دو چار روز ہوئے ملاقات نہیں ہوئی۔ اس لیے یہ نہیں بتا سکتا کہ وہ اب کس حال میں ہے۔ آپؒ کا حکم ہے تو اس کے پاس آج ہی جا کر اس کا حال احوال پوچھ لوں گا۔"

حضرت چادر والی سرکارؒ نے حکیم جی سے فرمایا:

"حکیم جی! بابا کلن سے پوچھنا کہ کل رات اس کے ساتھ کیا ہوا تھا؟ وہ بھی ایک عجیب قصہ ہے جی!"

حکیم جی نے حضرت چادر والی سرکارؒ کے پاس کچھ وقت گزارا۔ دعا کرائی۔ تواضع سے لطف اندوز ہوا اور پھر آپؒ سے رخصت لے کر سیدھا بابا کلن کے ہاں پہنچا اور اس سے پوچھا:

"بابا کلن! رات آپ کے ساتھ کیا ہوا؟ آپ کی گزشتہ رات کیسے گزری؟"

بابا کلن پہلے تو حیران ہوا کہ اس بات کا حکیم جی کو کیسے پتہ چل گیا۔ تاہم حکیم جی کے زور اور اصرار پر اس نے حکیم جی کو رازدارانہ لہجے میں بتایا کہ:

"رات ایک عجیب واقعہ میرے ساتھ پیش آیا۔ وہ یوں ہوا کہ رات جب نماز تہجد کی ادائیگی کیلئے میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ دو بچے میرے کمرے میں آ گئے۔ میں از حد حیران اور پریشان ہوا کہ آخر یہ کس طرح میرے کمرے کے اندر آ گئے کیونکہ میں تو اندر سے دروازہ بند کر کے سویا تھا۔

میں نے دروازے کی جانب دیکھا تو کنڈی لگی ہوئی تھی۔ میں نے ان بچوں سے پوچھا:

"تم کون ہو اور یہاں کیسے آئے ہو؟ تمہیں مجھ سے کیا کام ہے؟"

ان بچوں نے یک زبان ہو کر مجھے بتایا کہ:

"ہمارے بادشاہ کی ملکہ انتقال کر گئی ہے۔ اس کی نماز جنازہ پڑھانی ہے اور وہ آپ نے ہی پڑھانی ہے۔ بادشاہ نے آپ کو ابھی اور اسی وقت بلایا ہے۔ آپ کو ہمارے ساتھ ابھی ہی چلنا ہوگا۔ ہمارا بادشاہ ہمارا انتظار کر رہا ہوگا۔"

میں نے ان بچوں کو انتہائی منکسرانہ لہجے میں بتایا کہ:

"مجھے تو نماز جنازہ پڑھانا نہیں آتی۔ میں نے کبھی کسی کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ میں آپ کے بادشاہ کی ملکہ کی نماز جنازہ کیسے پڑھاؤں گا؟"

اس بات پر ان دونوں بچوں نے مجھے ڈرانا شروع کر دیا۔ کبھی ان کا قد اتنا بلند ہو جاتا کہ چھت سے جا لگتا اور کبھی اس قدر چھوٹا ہو جاتا کہ زمین کو چھونے لگتا۔ جب انہوں نے بہت ضد کی اور مجھے بہت ڈرایا تو میں ڈر کے مارے ان کے ساتھ ہو لیا۔

دونوں بچوں نے مجھے دونوں جانب سے پکڑ لیا اور مجھے تیزی کے ساتھ لے چلے۔ جب میں ملتان میں پل شوالہ تک پہنچا تو عقب سے حضرت چادر والی سرکارؒ کی آواز آئی کہ:

"بابو جی! ٹھہرو جی! بابو جی! ٹھہرو جی!"

میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو واقعی حضرت چادر والی سرکارؒ تشریف لا رہے تھے۔ آپؒ تیز تیز قدموں کے ساتھ میرے قریب پہنچے اور ان بچوں کو فرمایا:

"اس غریب کلن کو چھوڑ دو۔ نماز جنازہ پڑھانے کیلئے میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔"

پھر حضرت چادر والی سرکارؒ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"بابا کلن! آپ تو گھر تشریف لے جاؤ جی! میں ان کے ساتھ جاتا ہوں۔ یہ جیسا کہیں گے میں ویسا ہی کروں گا۔ آپ سکون کرو جی!"

اور پھر میں وہاں سے ہانپتے کانپتے ہوئے گھر واپس آ گیا۔ گھر آ کر مجھے کچھ سکون تو ضرور ملا مگر اس وقت سے مجھے بخار ہے اور اسہال لگے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد کا مجھے پتہ نہیں کہ پھر کیا ہوا!!!"

حضرت پیر سید ولی محمد شاہ المعروف چادر والی سرکارؒ کے حسب ارشاد حکیم جی نے بابا کلن کے پاس جا کر اس کا حال احوال دریافت کرنے کے بعد پھر حضرت چادر والی سرکارؒ کے پاس حاضری دی اور آپؒ کو تمام صورت حال سے آگاہ و آشنا کیا تو حضرت چادر والی سرکارؒ نے حکیم جی سے مخاطب ہو کر رازدارانہ لہجے میں عاجزی و انکساری کے ساتھ فرمایا کہ:

"حکیم جی! دراصل جنات کے بادشاہ کی ملکہ فوت ہو گئی تھی۔ اس نے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے ان بچوں کو میرے پاس بھیجا تھا مگر وہ غلطی سے بابا کلن کے پاس پہنچ گئے اور انہیں ڈرا دھمکا کر ساتھ لے جا رہے تھے کہ مجھے میرے رب علیم و خبیر و بصیر نے خبر کر دی اور یوں میں نے فوری جا کر بابا کلن کی جان خلاصی کرائی ورنہ بابا کلن کو بہت پریشانی اٹھانا پڑتی۔"

حضرت پیر سید ولی محمد المعروف چادر والی سرکارؒ کے پاس اکثر عقیدت و ارادت مند مختلف بیماریوں اور پریشانیوں سے نجات کی خاطر پانی دم کرانے کے لیے بوتل لاتے تھے اور آپؒ دم کر دیتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت چادر والی سرکارؒ نے اپنے عقیدت و ارادت مندوں کو نوافل کا پابند بنانے کی غرض سے یہ شرط عائد کر دی کہ جو بھی پانی دم کرائے گا وہ بارہ نفل ادا کرے گا تاکہ رب کریم و عظیم اس کی مشکل آسان فرما دیں۔

انہی ایام میں ایک بچہ آپؒ کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے پانی کی بوتل لی ہوئی تھی۔ اس نے آپؒ کو دم کرنے کے لیے پانی کی وہ بوتل دی تو آپؒ نے اس سے پوچھا:

"تم تو کم سن و کم عمر بچے ہو۔ بارہ نوافل کون ادا کرے گا؟"

اس بچے نے بغیر سوچے سمجھے فوری جواب دیا:

"تم پڑھو گے۔"

اس کی اس بات پر حضرت چادر والی سرکارؒ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"چل جلدی سے اڑ جا۔ جا اپنے باپ کو یہاں بھیج۔"

وہاں پر موجود عقیدت و ارادت مندوں نے دیکھا کہ وہ بچہ دیکھتے ہی دیکھتے کہیں غائب ہو گیا۔ اس پر آپؒ کے مریدین حیران و پریشان ہوئے کہ یہ کیا ہوا؟؟؟ آپؒ نے انہیں بتایا کہ:

"یہ ایک جن کا بچہ تھا۔ اس لیے اسے بات کرنا نہیں آتی۔"

تھوڑی دیر بعد وہ جن خود حاضر ہوا اور آپؒ سے معافی طلب کی۔ اس نے بارہ نفل ادا کئے تو آپؒ نے دم کر دیا۔

(جاری ہے)

سرفراز راہی

آخری قسط

مونس نے اس کے شانے پر دھرا اپنا ہاتھ آہستہ سے کھینچ لیا اور اس کے چہرے پر نگاہیں جمادیں۔
”اگر میں اپنی راجیہ اور جنت سے حشر تک کی دوری کے دکھ سے دوچار نہ ہوتا۔۔۔ اپنے خدا سے خفا ہونے کی نادانی نہ کرتا۔۔۔ اس کے گھر کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لینے کی انتہا تک نہ جاتا تو جانتے ہو مونس کیا ہوتا؟“
”جانتا ہوں۔۔۔ مگر تمہاری زبان سے سننا چاہتا ہوں کہ تب کیا ہوتا؟“ مونس نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر جواب دیا۔
”ہاں۔۔۔“ رزاقی نے اسے بڑے انہماک سے دیکھا۔ ”میرا یقین ہے کہ تم سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہو۔ تم میرا سایہ ہو مونس اور یہ تمہارے لئے نہیں، میرے لئے فخر کی بات ہے۔ میں اس پر جتنا بھی اتراؤں، کم ہے۔ بہرحال میں بتاتا ہوں کہ تب کیا ہوتا۔۔۔ تب یہ ہوتا مونس کہ سوامی جیسا حرام زادہ مجھ تک وہ رسائی حاصل نہ کر پاتا جس کے نتیجے میں راجیہ کو دوبارہ پا لینے کے جنون نے مجھے اسیر کر لیا۔ تب یہ ہوتا کہ میں اپنے آپ سے چھپ کر، اپنے آپ کو دھوکے میں رکھ کر اس کی ہر بات مان لینے کا اقرار نہ کرتا۔ تب یہ ہوتا کہ میں شمشان میں پہنچ کر اپنے ایمان کی پونجی سے محروم رہ جاتا۔۔۔ میں کبھی نہ جان پاتا کہ مجھے ایک محرومی کے حوالے کر کے مجھے میرے اللہ نے کس امتحان کی گھڑی کیلئے تیار کیا تھا۔“ رزاقی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا سارا جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ شاید نہیں بلکہ یقیناً اسے اپنی نجات کی رات کا ایک ایک منظر یاد آ رہا تھا۔ وہ آہستہ روی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔
”اس رات جب اس حرامی نے یہاں مندر بنانے کی بات کی ناں مونس۔۔۔ تو مجھے معلوم نہیں کیا ہوا۔ ایک پل میں میرے ذہن سے، میری سوچ سے، میرے خیال سے راجیہ، جنت حتیٰ کہ میں خود بھی محو ہو گیا۔ مجھے لگا کہ سوامی نے مجھے ایسی گالی دی ہے جس کا جواب اس کی موت سے کم پر شروع ہی نہیں ہوتا۔ اس نے میرے اللہ کے بارے میں ہرزہ سرائی کی کوشش کی۔ میرے آقا و مولاؐ کے لئے طنزیہ لہجہ اختیار کیا تو مجھے پتہ چلا کہ میرے اندر میرے اللہ نے حقیقت کا کیسا الاؤ دہکا رکھا ہے۔ اس الاؤ کی جاگتی آنچ پر میری روح نے یوں ہاتھ تاپے مونس کہ میں اندر باہر سے تپ کر کندن ہو گیا۔“
وہ ٹہلتے ٹہلتے رکا۔ آنکھوں کے گوشے خشک کئے۔ پھر واپس کرسی پر آ بیٹھا۔ مونس اسے ایسی والہانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ کیا کسی نے بھی اپنی عزیز ترشے کو دیکھا ہوگا۔ رزاقی نے اس کی نظروں کی تاب نہ لا کر ہاتھ گود میں ڈالتے ہوئے کھڑکی سے باہر دیکھا اور پھر کہنا شروع کیا۔ ”اور جب یہ بھی ہوتا مونس کہ مجھے کبھی یہ علم نہ ہوتا کہ میں ایک عورت کے مکر کا جس کی لپیٹ میں آ کر اپنی اصل سے، اپنی بنیاد سے، اپنے ضمیر سے کتنا دور جا چکا تھا اور تب یہ بھی ہوتا کہ مجھے اپنے رب کے حضور اس سجدے کی توفیق بھی نہ ملتی جس کے بعد میں یوں نہایا دھویا، نکھرا ستھرا تم سب کے سامنے آیا ہوں جیسے ابھی ابھی اپنی ماں کی کوکھ سے پیدا ہوا ہوں۔۔۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں مونس؟“ اس نے رک کر نم آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا۔
جواب میں آنکھوں میں جھلملاتی جھلمل نمی کے پار اس کا لہو چھلکا۔ چہرہ نظر کے حصار میں لئے مونس نے کہنا چاہا کہ ”ہاں رزاقی ایسا ہی ہوتا میرے یار۔۔۔ اور تب یہ بھی تو ہوتا کہ تمہیں واپس لانے کا میرا دعویٰ دھرے کا دھرا رہ جاتا اور یہ میرے رب کو کیسے گوارا تھا۔۔۔“ مگر وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے محض اثبات میں زور سے سر ہلا کر رہ گیا۔ نمکین پانی اس کے حلق میں اتر چکا تھا جو اسے بولنے ہی نہ دے رہا تھا۔
”مگر ایک دکھ، ایک خلش، ایک پھانس سی دل میں ہمیں بن کر رہ گئی ہے مونس۔۔۔ سمجھ میں نہیں آتا اس کا کیا کروں؟“
”کیسی کیا بات ہے؟“ مونس نے اس کی جانب حیرت سے دیکھا۔
”اس خبیث کو میرے ہاتھوں جہنم واصل ہونا چاہئے تھا یا مجھے اس کے ہاتھوں شہید ہونا چاہئے تھا۔۔۔ مگر یہ بازی اس کی ہم مسلک ایک ایسی عورت نے جیت لی جو اول تا آخر مجھے فریب دیتی رہی۔ میری زندگی کے سب سے بڑے دکھ کو تماشا بنا کر مجھ سے کھیلتی رہی۔ محبت کی آڑ میں مجھے ایک ایسے کام کے لئے تیار کرنے میں اس حرامزادے کا ساتھ دیتی رہی جس کے بارے میں وہ جانتی تھی کہ یہ میرے ایمان کو کھا جانے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔“
”مگر اس نے آخری وقت میں جو کچھ کیا، اس سے پہلے کیا تم نے اس کی آنکھوں میں اپنے لئے عقیدت کے وہ جلتے ہوئے چراغ نہیں دیکھے تھے رزاقی، جو کسی محبت ہی کا خاصا ہیں۔ کیا تم نے اس کے ایک ایک لفظ میں اپنے لئے محبت کی ان آبشاروں کا ترنم نہیں سنا تھا جو کسی فریبی کی زبان پر آ ہی نہیں سکتے۔ کیا وہ سوامی کی طرف سے تمہاری طرف آنے والی موت پر اس انداز میں جھپٹ نہیں پڑی تھی جو کسی غیر کا نصیب ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔ اگر یہ سب ہوا ہے رزاقی تو تم اسے فریب کار نہیں کہہ سکتے۔ وہ تمہارے دکھ سے کھیلنے والی ایک عام سی عورت ہوتی تو سوامی کی جگہ، وہاں تمہارے پرخچے اڑانے سے اسے کون روک سکتا تھا۔ تمہارے ایمان کی پونجی ہونے پر جس طرح وہ تم پر ناز کر رہی تھی، ویسا ناز تو میرے نبیؐ اور مومن ہی کے

اس نے جس طرح دل سے اپنے رب کو پکارا تھا اس کا جواب وہ صرف اور صرف نزول رحمت کی شکل میں چاہتا تھا۔ ایک سانحہ عظیم سے دوچار ہونے والے عام انسان کی کہانی جس کا یقین ٹوٹ گیا تھا۔

سایہ

حصے میں آ سکتا ہے۔“
”مگر مونس۔۔۔“ رزاقی نے بڑی کمزور سی آواز میں کہنا چاہا۔
”تمہارے لہجے کی نقاہت بتاتی ہے رزاقی۔۔۔ میرے یار۔۔۔ کہ اندر سے میری بات پر ایمان لا چکے ہو تو پھر باہر کی یہ ضد کیوں؟“ مونس نے اس کے تپتے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ ”محبت کرنے والے کم ظرف نہیں ہوتے جانی۔ اس نے تمہارے ایمان کی سلامتی پر جس طرح اپنی مسرت اور ناز کا اظہار کیا، اس پر اسے داد دو۔ جس طرح اس نے تمہاری جان بچانے کے لئے لپکتی آتی موت کے سامنے اپنا سینہ کھول دینے کی کوشش کی، اس احسان کے لئے تمہاری زبان سے شکریے کے دو الفاظ تو اس کا حق بنتا ہے۔۔۔ یا ایک مسلمان کے ناطے تم اپنی روایات سے ایسا شرمناک انحراف کرنا چاہو گے جو ہمیشہ تمہاری روح پر بوجھ بنا رہے۔“
”نہیں مونس نہیں۔۔۔ میں ایسا کچھ نہیں چاہتا مگر۔۔۔“ رزاقی نے اس کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ ”میرے ساتھ چلو اس کے پاس۔۔۔ میں اکیلا۔۔۔“
”بچے ہو تم۔“ مونس ہنسا۔ ”میں تمہارا سایہ ضرور ہوں رزاقی مگر میرے اس قدر عادی نہ ہو جاؤ کہ تمہاری قوت فیصلہ اور من کی بات کا اظہار بھی میرے محتاج ہو جائیں۔ یہ میں کبھی نہیں چاہوں گا۔ مجھے علم ہے کہ تم نے کاری کو پی ایس ٹو کے وی آئی پی روم میں کسی وی آئی پی شخصیت کے طور پر رکھا ہے۔ کیوں؟ کیا اس میں صرف میرے احکام کا ہاتھ ہے۔ نہیں ناں؟“ مونس نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر پوچھا۔ جواب میں رزاقی کی نظر جھک گئی تو وہ مسکرایا۔ ”تو پھر طے ہو گیا ناں کہ من کے چور کو اکیلے ہی اس کے پاس جانا چاہئے۔ جاؤ۔۔۔ جو کہنا ہے جا کر کھل کر کہہ دو اس سے۔ جو سننا چاہتے ہو شاید وہی سننے کو مل جائے۔“
چونک کر رزاقی نے مونس کی جانب دیکھا۔
جواب میں مونس نے اس کے ہاتھوں کو آہستہ سے اپنی جانب کھینچ کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ پھر نظر اٹھائی۔ دونوں کی نگاہیں ملیں۔ دھیرے سے مونس نے اثبات میں سر ہلایا جیسے اسے کاری کے پاس جانے کا گرین سگنل دے رہا ہو۔
چند لمحے کے لئے رزاقی نے کچھ سوچا۔ پھر اس کے لب ہلے۔
”اور اپنے بارے میں کیا سوچا ہے تم نے؟“
”مجھے کیا سوچنا ہے؟“ مونس کا دل بڑے زور سے دھڑکا۔
”اپنے سائے سے ایسا بے خبر بھی نہیں ہوں میں مونس بابو۔۔۔“ معنی خیز لہجے میں رزاقی نے کہا اور ہاتھ کھینچ کر اٹھ گیا۔۔۔ ”خود کو میری واپسی تک ذہنی طور پر تیار کر لو۔ اگر تم مجھے پی ایس ٹو میں جانے کے لئے تیار کر سکتے ہو تو اتنی صلاحیت تو مجھ میں بھی ہے میری جان کہ تمہیں ہوا کی گاڑی کی پاکیزگی کا قائل کر لوں۔“
مونس بری طرح چونکا۔ اس کا بھید ایک دن کے لئے بھی صرف اس کا نہ رہ سکا۔ وہ مفلوج ذہن اور سُن جسم کے ساتھ سوچتا رہ گیا۔
”چلتا ہوں۔۔۔“ رزاقی اس کی حالت پر زیرلب مسکرایا۔
”نہیں رزاقی۔۔۔“ ایک دم مونس بول پڑا اور قدم اٹھاتے رزاقی کا ہاتھ تھام کر روک لیا۔ ”اگر تم میری زندگی میں بہار دیکھنا چاہتے ہو تو ابھی اس بات کو یہیں دفن رکھو۔ وقت آنے پر میں خود تمہیں اپنے کارن میں ہوا کا پھول چننے کو کہوں گا یار۔۔۔ مگر ابھی نہیں۔ پلیز۔۔۔“ اس کا لہجہ ملتجیانہ ہو گیا۔
”وعدہ۔۔۔؟“ رزاقی نے اس کے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھا۔
”پکا۔“ مونس نے جلدی سے کہا۔
”میرے لئے دعا کرتے رہنا۔ اللہ حافظ۔“ رزاقی نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں کتنی ہی شمعیں روشن تھیں۔ مسکرا کر اس نے مونس کا ہاتھ دبایا اور چھوڑ دیا۔ پھر پلٹا اور کمرے سے نکل گیا۔

☆☆☆

کاری کی مدھ بھری آنکھوں کے گرد تین دن رات ہی میں سیاہ حلقے نمودار ہو گئے تھے۔ پھول کی طرح کھلا رہنے والا چہرہ کملایا ہوا اور دودھ دوروں میں گندھی ہوئی رنگت سرسوں جیسی ہو گئی تھی۔ شب تار کی یاد دلاتی زلفیں پریشاں، آنچ دیتے گداز گلابی ہونٹ خشک۔۔۔ کاری کے پاس جیسے اپنا کچھ رہا ہی نہ تھا۔ سب کچھ کسی وقت کی بھینٹ چڑھ گیا۔
اسے آج یہاں چوتھا دن تھا۔ وقت کا اندازہ اسے آسانی سے ہو جاتا تھا۔ کمرے میں موجود ٹی وی اس تنہائی میں اس کا سب سے بڑا دوست ثابت ہوا تھا۔ صرف اس وقت آن کرتی جب اسے خبریں سننے کی طلب ہوتی یا پھر تاریخ اور وقت جاننا ہوتا۔
یہاں اسے کوئی تکلیف دی گئی نہ اذیت۔ بس خاموشی اور تنہائی کو اس کے حوالے کر دیا گیا اور سہنے والے جانتے ہیں کہ تنہائی سے بڑی سزا کوئی نہیں ہوتی۔ تنہائی میں انسان ہر وقت اپنے ماضی کے دکھ کو برداشت کرنے اور مستقبل کے خوف میں ڈوبا رہنے کے سوا کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ کاری کے لئے بھی یہاں کا ماحول کچھ ایسا ہی ثابت ہونے لگا تھا۔
کھانے پینے، نہانے، لباس بدلنے کی ہر سہولت میسر تھی۔ اس کا وہ چھوٹا سا بیگ اس کے یہاں آنے کے دوسرے ہی دن فرشتہ کر کے بھی پہنچا دیا گیا تھا، جس میں اس کی ہر شے جوں کی توں پڑی تھی۔ ایک موبائل نہیں تھا جس کے بارے میں وہ جانتی تھی کہ وہیں کہیں اس کمرے کے فرش پر گرا پڑا رہ گیا تھا۔
سب سے پہلا کام جو اس نے یہاں آنے کے بعد کیا، وہ رزاقی اور مونس کی خیریت معلوم کرنے کا تھا۔ کمرے کا دروازہ باہر سے بند تھا۔ اس نے کھٹکھٹایا تو ایک گن مین نے کھولا۔ جب اس نے رزاقی اور مونس کے بارے میں پوچھا تو اسے کوئی جواب دیے بغیر دروازہ بند کر دیا گیا۔ وہ ہونٹ کاٹ کر رہ گئی مگر یہ کوئی بات نہ تھی کہ وہ آرام سے بیٹھ جاتی۔ اس نے وقفے وقفے سے اتنی بار دروازہ کھٹکھٹایا اور دو گن مینوں بیچاروں نے اتنی بار اس کے دستک دینے پر دروازہ کھولا کہ بالآخر رزاقی کا یہ فقرہ اس تک پہنچا کر انہیں نجات ملی کہ ”رزاقی اور مونس خیریت سے ہیں۔“ اس نے یہ پیغام لانے والے سے صرف ایک سوال اور کیا۔
”یہ بات کس نے بتائی؟“
”خود رزاقی بابو نے۔“ گن مین نظام نے جواب دیا اور دروازہ بند کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ ”کاری صاحبہ، بہتر ہوگا کہ اب آپ ہمیں مزید تنگ نہ کریں۔ ہمیں آپ کے آرام کا ہر طرح سے خیال رکھنے کا حکم ہے لیکن اگر آپ خود کو بے آرام کرنا چاہیں تو ہم آپ کو روک نہیں سکتے۔ ہم اپنے آپ کو کوفت سے بچانے کے لئے شوکت بابو کے اس حکم پر عمل شروع کر دیں گے کہ کمرے کا دروازہ صرف ناشتے، کھانے کے لئے کھولا جائے۔ اس کے علاوہ اپنے کان آپ کی دستک اور آواز کے لئے بند کر لئے جائیں۔“
”اب ایسا کچھ نہیں ہوگا۔“ کاری نے بڑے سکون سے ہاتھ اٹھا کر گن مین نظام سے کہا۔ ”مجھے جو چاہئے تھا، جان چکی ہوں۔ اب میں کسی ضرورت کے علاوہ تم لوگوں کو تنگ نہیں کروں گی۔“
”شکریہ۔“ نظام نے کہا اور دروازہ بند کر دیا۔
تب سے اب تک اس نے ایک بار بھی دوبارہ دروازہ نہ کھٹکھٹایا تھا۔ اسے کوئی حاجت ہی نہیں تھی تو کیوں ان کے حکم کے بندوں کو تنگ کرتی۔
آج بھی ناشتے کے دوران حسب معمول اس نے تھوڑی دیر تک ٹی وی دیکھا۔ پھر جب نظام کے ساتھ آنے والا ملازم برتن لے گیا تو اس نے ٹی وی آف کیا اور کافی کا کپ لئے بستر پر آ بیٹھی۔ کپ خالی کر کے اس نے تپائی پر رکھا اور ایک دم اس کا دل دھڑکتے دھڑکتے رک سا گیا۔
باہر کمرے کا لاک کھولا جا رہا تھا۔ یہ کوئی انہونی بات تھی کیونکہ کسی معمول کے تحت آنے کا یہ وقت نہیں تھا۔ اس بات نے اسے چونکا دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ اس کا ذہن کسی نتیجے پر پہنچتا، دروازہ کھلا اور وہ بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے اپنی نگاہوں پر یقین نہ آیا۔ سانس تھم جاتا تو بھی کم تھا۔ دماغ خالی خالی ہو گیا اور حلق میں کانٹے سے اگ آئے۔ حیرت میں ڈوبی پیاس نے اسے سر سے پاؤں تک لپیٹ میں لے لیا۔۔۔ نہ بجھنے والی، رگ رگ میں تپش بھرتی، نس نس میں سنسناہٹ پیدا کرتی یہ پیاس۔۔۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ کیا کرے؟ وہ ریت اڑاتے بگولوں کی زد میں تھی، جو چیختے چلاتے اس کے کانوں میں سیٹیاں بجا رہے تھے۔
دروازے میں کھڑا رزاقی اسے بڑی عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔
دروازہ کھولنے والا سامنے ہی نہ آیا تھا۔ اس کے کاریڈور سے لوٹ جانے کی آواز کب ابھری، کب معدوم ہوئی، اسے علم ہی نہ ہوا۔ اسے تو صرف یہ پتہ تھا کہ اس کے سامنے کھڑا رزاقی اسے ایک ٹک گھور رہا ہے۔ اس کی نظروں میں کیا تھا؟ کاری کے لئے سمجھنا مشکل نہ تھا۔ جو گلہ، جو شکوہ، جو شکایت، جو درد اسے رزاقی کی آنکھوں میں تیرتے نظر آ رہے تھے، وہ ان سے انجان نہ تھی۔ لمحہ بہ لمحہ اسے اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ پھر یوں ہوا کہ اس کے لئے اپنے پیروں پر کھڑا رہنا ممکن نہ رہا۔۔۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ ڈھیر ہو کر قالین پر گر پڑتی، رزاقی کے ہونٹ ہلے۔
”میں کیسے مان لوں کہ تم راجیہ نہیں ہو؟“
یہ سرگوشی یا درد میں ڈوبی چیخ۔۔۔ آواز تھی یا آنسوؤں میں بھیگی آہ۔۔۔ کاری کے لئے فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا تاہم یہ ہوا کہ وہ لڑکھڑا کر سنبھل گئی۔ کانپتی ٹانگوں نے بہرحال اس کا بوجھ سہار لیا۔ اس کی نظریں جھک گئیں اور نچلا ہونٹ بے اختیار دانتوں میں دب گیا۔ سارا بدن یوں سرد ہو گیا جیسے کوئی برفانی لہر اس سے آن لپٹی ہو۔
”تم راجیہ ہی ہو ناں؟“ رزاقی نے بے چین ہو کر پوچھا اور اندر چلا آیا۔ اس کے لہجے سے لگتا تھا کہ وہ ایسا لاڈلا بچہ ہے جو چاہتا ہے کہ اس کی بات کی تردید نہ کی جائے۔
مگر۔۔۔ کاری کے لئے اب مزید سہنا مشکل تھا۔ اب تک وہ جو کرتی آئی تھی، اپنی مرضی سے یا سوامی کے ساتھ مل کر، سب پل پل یاد آ رہا تھا۔ اگر سب کچھ جان لینے کے بعد بھی رزاقی خود فریبی کا شکار رہنا چاہتا تھا تو اب وہ اسے ہونے نہ دے رہی تھی۔
آہستہ سے جھکا ہوا سر اٹھا کر اس نے اپنی جانب گھورتے رزاقی کی جانب دیکھا اور اس کا دل بڑے زور سے دھڑکا۔ ان کی نظروں میں اسے سوائے طنز کے کچھ نہ دکھائی دیا۔۔۔ رزاقی کا لہجہ اسے دھوکہ دے گیا تھا یا وہ فقرہ کہنے کے بعد رزاقی اپنے آپ میں آ گیا تھا۔ وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکی تاہم یہ طے تھا کہ وہ اب کسی فریب کا شکار نہیں تھا۔ ایک گہرا سانس اس کے لبوں سے خارج ہوا اور اس نے حالات کے سامنے سپر ڈالنے کی آخری کوشش کا سوچ لیا۔ سپر بھی تو اس کے سامنے ڈالنا تھی، جو جانے کب کا فتح کر چکا تھا۔ بس اسے اپنی مفتوحہ جاگیر کا علم تھا، نہ اس پر فتح کا وہم۔
”میں بتا چکی ہوں رزاقی بابو کہ میں آپ کی راجیہ نہیں ہوں۔“ بڑی ٹوٹی ہوئی آواز میں اس نے دھیرے سے کہا۔
”کب کہا تم نے ایسا۔۔۔ ہاں۔۔۔ کب کہا تم نے ایسا؟“ لپک کر وہ اس کے پاس چلا آیا۔ اتنا پاس کہ وہ اس کے بے قابو ہوتے دل کی دھڑکن اور شکستہ سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کر سکتی تھی۔ اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی آنکھیں بند کر لیں۔
”کاش! وقت یہیں تھم جائے اور مجھے موت آ جائے۔۔۔ اس کے سامنے جو مجھ میں اپنی محبوبہ تلاش کرتا ہے، مرجانے سے اچھی موت کیا ہوگی؟“ اس کے دل نے دعا مانگی۔
”اس وقت کہا جب میں سر سے پاؤں تک تمہارے فریب میں غرق ہو چکا تھا۔ اس وقت کہا جب میرا اپنا میرے پاس کچھ بھی نہ رہا۔ اس وقت کہا جب میں آزمائش کے پل صراط پر پاؤں رکھ چکا تھا۔۔۔ کس کے لئے؟ اپنی راجیہ کے لئے۔۔۔ جانتی ہو ناں۔۔۔ صرف اپنی راجیہ کے لئے۔ تمہارے لئے، جس کی صورت میری راجیہ سے ملتی ہے اور بس۔۔۔ یہ صورت دکھا کر تم نے مجھے راندہ درگاہ کر دینا چاہا۔۔۔ وہ تو میرے رب نے مجھے تھام لیا ورنہ تم تو مجھے جہنم کا ایندھن بنا چکی تھیں۔۔۔ کاری کور کیا۔۔۔“ طنز کے زہر میں بجھے تیر رزاقی نے اس کے دھڑکتے دل میں ترازو کرنے میں کوئی کمی نہ برتی۔
وہ اسی طرح خاموش کھڑی رہی۔ اکھڑے اکھڑے گہرے سانس۔ ہونٹوں کے پھڑکتے گوشے، بھیگی آنکھوں پر لرزتی پلکیں۔
ایک دم رزاقی نے اس کا سرد ہوتا چہرہ دونوں ہاتھوں کے ہالے میں لے لیا۔
”اب بھی کہو ناں کہ تم میری راجیہ ہو۔۔۔ ان شہد بھرے ہونٹوں سے مجھے آج بھی صاحب کہہ کر پکارو۔۔۔ جھوٹی بے قراری سے میری طرف دیکھ کر ان شرابی آنکھوں سے میری جدائی کے آنسو چھلکاؤ۔۔۔ نہ ختم ہونے والی فرقت کے نوحے سناؤ۔۔۔ کبھی نہ ہو سکنے والے ملن کے گیت گاؤ۔۔۔ اب بھی کہو کہ صاحب! مجھے مت چھوڑیے ورنہ میں جل کر بھسم ہو جاؤں گی۔ راکھ ہو جاؤں گی۔۔۔ کچھ تو کہو راجیہ۔۔۔ کچھ تو جھوٹ بولو کاری۔۔۔“ ایک جھٹکے سے رزاقی نے سسک کر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے شکنجے سے آزاد کر دیا۔
کاری لڑکھڑا کر رہ گئی۔ سنبھلنا چاہا مگر نہ سنبھل سکی۔ بستر کی پٹی پر یوں گری کہ چہرہ زلفوں کے گرہن میں چھپ گیا۔
رزاقی جذبات سے بے قابو ہوا جا رہا تھا۔ اس کی آواز میں گرج تھی تو ساتھ ہی ایسی بے بسی بھی تھی جو اس کے اندر ہوتی ٹوٹ پھوٹ کی آئینہ دار تھی۔ اسے دھوکہ دینے والی، اس کی راجیہ کی شکل اس کے سامنے تھی۔ اس کے پاس تھی۔ اس کے بس میں تھی مگر۔۔۔ تھی تو اب بھی اس سے اتنی ہی دور، جتنے فاصلے پر پہلی ملاقات میں تھی۔
”کتنی ظالم ہو تم کاری۔۔۔ کتنی بے درد ہو تم۔۔۔ ایک پل کو تم نے یہ نہ سوچا کہ میں بے بسی کے جن لاانتہا کربناک لمحات میں سانس لینے کی سزا کاٹ رہا ہوں، انہیں میرے لئے ایک سہانے فریب دیتے خواب میں بدل کر تم مجھے جس دردناک انجام سے دوچار کرنے جا رہی ہو، اس کیلئے میں کسی بھی طرح، کسی بھی پہلو سے کبھی بھی تمہارا مجرم نہیں رہا۔۔۔“ اس کی آواز بھرا گئی۔ ”موت کا انتظار کرتی ایک فراق گزیدہ لاش کے دل میں تم نے اپنی خود غرضی کا جو خنجر پیوست کیا ہے کاری، اس کیلئے تمہیں کبھی معافی نہیں ملے گی۔ نہ مجھ سے نہ اپنے آپ سے۔۔۔ میں تمہیں بددعا نہیں دے سکتا کہ تم میری راجیہ کی صورت پر ہو مگر۔۔۔ اتنا تو کہہ ہی سکتا ہوں کاری کہ تمہیں بھی کسی سے محبت ہو جائے اور وہ تمہارے سامنے میری طرح زندہ لاش بن کر رہ جائے۔۔۔“
”بھگوان کیلئے رزاقی بابو۔۔۔ اپنے خدا کیلئے ایسا نہ کہئے۔۔۔ ایسا کچھ نہ کہئے۔۔۔“
وہ ایک دم تڑپ کر اٹھی اور رزاقی کے قدموں سے لپٹ گئی۔ ساون بھادوں کی برستی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا اور سراپا التجا ہو گئی۔ سرتاپا فریاد میں ڈھل گئی۔ اس کی آواز میں وہ چیخیں تھیں جن سے رزاقی کا پچھلے پانچ مہینوں سے دن رات واسطہ رہا تھا۔
”مجھے جان سے مار دیجئے۔ زندہ جلا دیجئے۔ کتوں کے آگے ڈال دیجئے۔۔۔ صلیب دے دیجئے۔۔۔ مگر اس کیلئے کوئی بدفعال زبان سے نہ نکالئے جس کے نام پر میں نے اپنا تن من وار دیا ہے۔ جس کی ایک جھلک پر میں آخری سانس تک نچھاور کرنے کو تیار ہوں۔۔۔ اس کے بدلے میں حاضر ہوں ناں۔۔۔ مجھے برباد کر دیجئے۔ جس طرح آپ کی تسلی ہوتی ہے ویسے مجھے لوٹ لیجئے مگر اسے کچھ مت کہئے۔۔۔ کچھ مت کہئے۔“ روتے روتے اس نے رزاقی کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔
”آپ کو اپنی راجیہ کا واسطہ۔۔۔ میرے صاحب کچھ مت۔۔۔“ ایک دم اس کی زبان پر تالا پڑ گیا۔
اس نے گھبرا کر اس زور سے زبان دانتوں میں دبائی کہ کٹ کر رہ گئی۔ خون کی ایک باریک لکیر اس کے ہونٹوں پر جھلک آئی۔ اس نے دونوں ہاتھ رزاقی کے پیروں پر رکھے اور بے بسی سے سر جھکا لیا۔ جیسے اپنا سب کچھ ہار بیٹھی ہو۔ وہ کچھ بھی چھپانے کی کوشش میں اب ناکام ہو چکی تھی۔

(باقی صفحہ 52 پر)

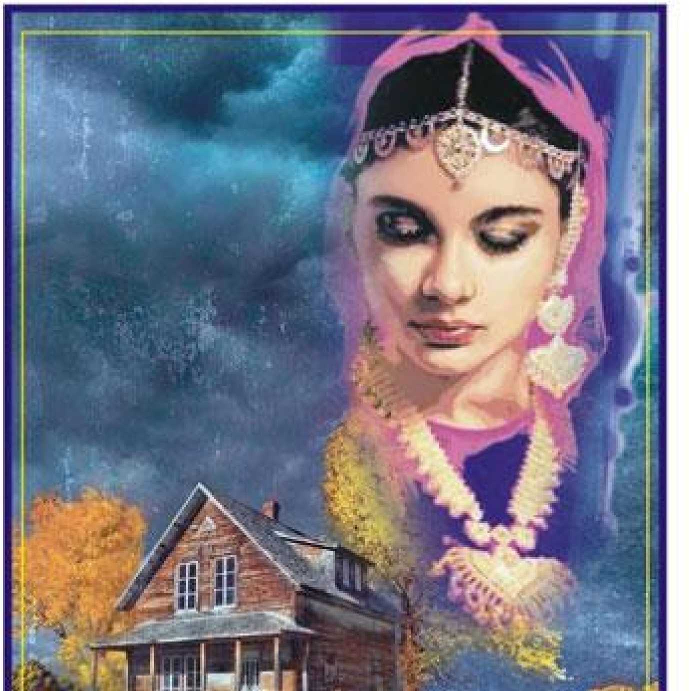

اُلجھن کی وحشت

حجاب کی زندگی پر خوبرو آسیب مسلط ہو گیا تھا، حیرت انگیز پُراسرار لمحوں کی کہانی

وجیہہ سحر

قسط نمبر 12

وہ ڈائننگ ٹیبل کے پاس بیٹھ گئی۔ صباحت نے اسے کھانا سرو کیا تو حجاب نے خالی کرسیوں کی طرف دیکھا "اور کسی نے کھانا نہیں کھانا۔"

"تم دیر سے آئی ہو سب نے کھانا کھا لیا ہے۔"

حجاب نے بے دلی سے لقمہ منہ میں ڈالا "سب کو میرے بغیر رہنے کی عادت جو پڑ گئی ہے کوئی ایک دو روز کیلئے کیوں اپنی عادت بدلے۔"

صباحت نے آہستگی سے حجاب کے بالوں کو سہلایا "کیا ہو گیا ہے حجاب، اس قدر حساس کیوں ہو گئی ہو۔ میں ادھر بیٹھی ہوں تمہارے پاس۔"

صباحت نے حجاب کو پانی ڈال کر دیا۔ ایک لڑکی ہاتھ میں رونمائی کا لفافہ لئے صباحت کے پاس آئی۔

"آنٹی آپ نے ڈسپوزیبل گلاس بہت تھوڑے منگوائے ہیں ابھی اور بھی منگوا کے دیں۔"

صباحت فوراً کھڑی ہو گئی "اب تو کافی رات ہو گئی ہے اس وقت کون بازار جائے گا۔ صبح منگوا دوں گی۔"

"آنٹی ہم نے ساری تیاری رات کو ہی کرنی ہے۔ کل تو بہت سے کام ہوں گے۔" لڑکی نے مضطرب سے لہجے میں کہا۔

"اچھا میں کچھ کرتی ہوں، کسی کو کہتی ہوں۔"

صباحت وہاں سے چلی گئی۔ حجاب نے خالی کرسی کی طرف دیکھا۔ اس کا نوالہ پلیٹ میں ہی رہ گیا۔ بہ مشکل اس نے دو نوالے زہر مار کیا۔

"بھوک ہی نہیں ہے۔" اس نے دل میں کہا مگر شناسا سی مردانہ آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی "بھوک ہو یا نہ ہو کھانا تو کھانا پڑے گا۔"

حجاب نے جھرجھری لیتے ہوئے نگاہیں اوپر اٹھائیں۔ اذہاد اس کے سامنے بیٹھا مسکرا رہا تھا۔

حجاب مبہوت نظروں سے آنکھیں جھپکانا بھول گئی۔ "ت۔۔۔تم۔۔۔یہاں"

"کیوں میں یہاں نہیں آ سکتا۔ تم نے اپنی دوستوں کو شادی کے کارڈ دیے تو پھر مجھے کیسے بھول گئی، میں بھی تو تمہارا دوست ہوں۔"

حجاب بوکھلاتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنے لگی "کسی نے تمہیں دیکھ لیا تو۔"

"بے فکر رہو۔ تمہارے علاوہ مجھے کوئی اور نہیں دیکھ سکتا۔" اذہاد نے روٹی کا نوالہ لیا اور سالن سے لگا کر حجاب کے منہ کی طرف بڑھایا۔

حجاب مسکرائی تو اس کی روشن آنکھیں بھی مسکرانے لگیں۔ "تم میرے بہت پیارے دوست ہو۔"

"میری اتنی تعریف نہ کرو کہ میں خوشی میں سب کے سامنے ظاہر ہو جاؤں۔"

"نہیں نہیں پلیز یہ مت کرنا" نوالہ حجاب کے حلق میں ہی اٹک گیا۔

"تم آرام سے کھانا کھاؤ۔ میں تو مذاق کر رہا تھا۔" اذہاد نے ایک پل میں ہی حجاب کا اکیلا پن دور کر دیا۔

حجاب کھانے کے بعد اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"تحریم نظر نہیں آ رہی۔" حجاب نے ادھر ادھر دیکھا۔

"وہ اپنی کزن کے ساتھ دلہن زاہدہ کے گھر گئی ہے۔ بہت مست ہے زاہدہ، کل ابٹن ہے اور آج کپڑے دے گی۔" صباحت نے حجاب کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔ پھر وہ حجاب کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی "تم آئی ہو بالکل شادی کے قریب ہو۔ اب کل صبح تحریم کے ساتھ بازار جا کر جو جوڑا میں نے تمہیں دیا ہے اس کے ساتھ کی میچنگ جیولری اور جوتی لے آنا اور بھی کوئی چیز لینی ہو تو لے لینا اگر پیسے کم ہوں تو مجھ سے لے لینا۔"

"پیسے میرے پاس ہیں، میں کل صبح ہی چیزیں لے آؤں گی" حجاب مسکراتے ہوئے بولی۔

"تم اپنی خالہ سے باتیں کرو میں چائے بناتی ہوں۔" صباحت اٹھنے لگی تو حجاب نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا "آپ بیٹھیں میں چائے بناتی ہوں، کتنے کپ بنانے ہیں۔"

"میرے خیال سے سات کپ کافی رہیں گے" صباحت نے حجاب کی خالہ حسنہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

حجاب چائے بنانے کے لیے کچن میں چلی گئی۔

خالہ حسنہ نے جاتی ہوئی حجاب کو دیکھ کر ٹھنڈی آہ بھری "کتنی خوبصورت ہے ہماری حجاب، نہ جانے مقدر کیوں روٹھے ہیں۔"

حسنہ کی بات سن کر صباحت نے اپنا بھی دل کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ "میں تو ماں ہوں، مجھ سے زیادہ کون حجاب کے دکھ کو سمجھ سکتا ہے۔ ثانیہ کی شادی ہوتے ہی میں حجاب کے لیے رشتہ ڈھونڈوں گی۔"

پھوپھی فردوس دور بیٹھی ہوئے ہی ان کی گفتگو میں شامل ہو گئی "رہنے دو صباحت، اپنی غلطیوں پر پردہ مت ڈالو۔ تھوڑا انتظار کر لیتی پر چھوٹی کی شادی پہلے نہ کرتی۔ ایک شادی کے بعد اتنی جلدی دوسری بچی کی شادی کے لیے روپے کہاں سے لاؤ گی۔"

خالہ حسنہ نے توقف سے اپنا سر پکڑ لیا "میں تو کہتی ہوں ایک دو سال میں چاندی کی تاریں آ جائیں گی اپنی حجاب کے بالوں میں۔"

صباحت تھوڑی سی بولی "ایسا کچھ نہیں ہوگا، میں یہ گھر بیچ دوں گی لیکن حجاب کی شادی میں اب دیر نہیں کروں گی۔"

"خدا کرے حجاب کے لیے بھی ثانیہ جیسا گھر مل جائے۔" خالہ حسنہ نے کہا۔

اتنی دیر میں حجاب چائے لے آئی۔

خیر سے ابٹن کا دن بھی آ گیا۔

حجاب تحریم کے ساتھ بازار سے اپنے جوڑے کے ساتھ میچنگ جوتے اور جیولری لے آئی۔

وہ آج بہت خوش تھی۔ شام ڈھلنے سے پہلے ابٹن کی رسم کی ساری تیاری ہو گئی۔

مہمانوں کو سات بجے کا وقت دیا گیا تھا۔ سات بجے سے پہلے حجاب اور تحریم تیار ہو گئیں اور انہوں نے ثانیہ کو بھی تیار کر دیا۔ رسم کے مطابق ابٹن کا اور مہندی کا جوڑا لڑکے والوں کی طرف سے آیا تھا۔

حجاب نے ثانیہ کو پیلے جوڑے کے ساتھ پھولوں کے گہنے پہنائے۔ اس روپ میں ثانیہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ سب لڑکیوں نے ڈھولک رکھ لی۔ خاندان کی سہاگنیں باری باری ثانیہ کے ہاتھ میں ابٹن لگاتیں اور پھر اس کے سر سے پیسے وار کر ملازمہ کی جھولی میں ڈال دیتیں۔ یونہی ان رسموں میں فنکشن رات گئے تک جاری رہا۔

ثانیہ کی تھالی کا بچا ابٹن لڑکیوں تک پہنچا تو وہ یہ ابٹن لگانے کے لیے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگیں، کہ جس کو یہ ابٹن لگے گا اس کی شادی جلدی ہوگی۔ خاندان کی بڑی بوڑھیاں ان کا یہ مذاق دیکھ کر ہنس رہی ہیں۔

حجاب کو اس کی کزنز نے پکڑ کر اس کے چہرے پر ابٹن لگا ہی دیا۔

صباحت نے مسکراتے ہوئے دل ہی دل میں دعا مانگی "یا اللہ میری بچی کے نصیب کھول دے۔"

اگلے دن مہندی کی رسم بھی بہت دھوم دھام سے منائی گئی۔

شادی کے دن ثانیہ نے فیروزی رنگ کا لہنگا پہنا جو اس نے اپنی پسند سے تیار کروایا تھا۔

خاندان کی لڑکیاں اشتیاق سے دروازے کی طرف بڑھیں "دلہن بیوٹی پارلر سے آ گئی ہے۔"

تحریم جو ثانیہ کے ساتھ پارلر گئی تھی، خراماں خراماں چلتی ہوئی دلہن کو اندر کمرے میں لے آئی۔

صباحت نے بچی کو دیکھا تو خوشی سے اس کی آنکھیں بھر آئیں، اسے اپنی کمسن ثانیہ دلہن کے روپ میں بہت بڑی نظر آئی۔ تحریم بھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

صباحت نے آگے بڑھ کر ثانیہ کو پیار کیا پھر وہ اپنی بہن سے مخاطب ہوئی "حجاب کدھر ہے؟ اسے کافی دیر سے نہیں دیکھا، وہ کہیں چلی گئی ہے۔"

"بھئی آج تو تمہاری حجاب بھی نہیں پہچانی جا رہی بالکل پری لگ رہی ہے۔ وہ تیار ہو کے تمہارے پاس ہی آ رہی تھی کہ کچھ خواتین جو کہ صحن میں بیٹھی تھیں انہوں نے اسے بلا لیا۔" حجاب کی خالہ نے کہا۔

"اچھا میں خود جاتی ہوں اس کے پاس" صباحت یہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔

وہ صحن میں گئی تو لڑکیوں کے ہجوم میں حجاب بالکل الگ تھلگ نظر آ رہی تھی۔ اس نے وہی جوڑا پہنا تھا جو صباحت نے اسے دیا تھا۔ یہ صباحت نے اسے ولیمے کے روز پہننے کو کہا تھا لیکن حجاب نے یہ سوٹ آج کے دن پہنا۔ حجاب پر وہ جوڑا بہت جچ رہا تھا وہ واقعی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

حجاب نے صباحت کو دیکھا تو اس کے پاس آ گئی۔

"کیسی لگ رہی ہوں اس جوڑے میں۔"

صباحت نے خفگی سے حجاب کی طرف دیکھا۔

"اب خیال آیا ہے ماں کو جوڑا دکھانے کا۔"

"اماں میں آپ کے پاس ہی آ رہی تھی تو کچھ خواتین کو مجھے ڈیل کرنا پڑا۔"

صباحت نے حجاب کی پیشانی پر بوسہ دیا "بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

حجاب نے صباحت کا ہاتھ پکڑا تو صباحت نے اس کی کلائی میں کڑا دیکھا۔

"حجاب یہ کڑا۔۔۔" صباحت مبہوت ہوئے بغیر رہ نہ سکی۔

"وہ۔۔۔وہ میری دوست نے تحفہ دیا ہے۔"

"اس قدر قیمتی تحفہ، یہ تو نگینوں سے جڑا سونے کا کڑا ہے۔ تمہاری کون سی اتنی امیر دوست ہے اور اتنا قیمتی تحفہ تم نے لیا کیوں۔۔۔"

صباحت نے ایک ہی بار میں بہت سارے سوال کر دیئے۔

حجاب بات ٹالنے کی کوشش کرنے لگی "ایک دوست ہے آپ اسے نہیں جانتیں، میں نے بہت منع کیا مگر اس نے زبردستی یہ تحفہ مجھے دے دیا آپ بتائیں کہ ثانیہ کیسی تیار ہوئی ہے۔"

"بہت پیاری لگ رہی ہے تم جاؤ جا کے دیکھو تو" صباحت نے کہا۔

حجاب ثانیہ کے پاس چلی گئی لیکن کچھ دیر تک صباحت اس کڑے کے بارے میں سوچتی رہی۔

اتنی دیر میں اس کی قوت سماعت سے آواز ٹکرائی کہ بارات آ گئی ہے۔

وہ جلدی سے گیٹ کی طرف بڑھی۔

خاندان کی لڑکیاں ہاتھوں میں پھولوں بھری پلیٹیں لیکر پہلے سے ہی کھڑی تھیں۔ سب سے آگے حجاب اور تحریم تھیں۔

باراتیوں کا استقبال کرنے کے بعد انہیں اور دوسرے مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد دوسری رسومات کی گئیں۔ احسن بھی دولہا کے لباس میں بہت وجیہہ دکھائی دے رہا تھا۔ جب ثانیہ اور احسن کو اکٹھا بٹھایا گیا تو لوگ یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ ماشاءاللہ جوڑا بہت پیارا ہے، خدا نظر بد سے بچائے۔

شادی کی پوری تقریب میں احسن کے دوست کی والدہ مسز آفتاب زیدی احسن کی والدہ اور بہن کے ساتھ ہر جگہ خاص مہمانوں میں شامل تھیں۔ ان کی حجاب پر خاص نظر تھی۔ دودھ پلائی کی رسم میں جب حجاب اور تحریم احسن سے دودھ کا گلاس لیے چٹ پٹی سی بحث کر رہی تھیں تو مسز آفتاب زیدی نے حجاب کی طرف اشارہ کیا اور احسن کی والدہ سے مخاطب ہوئی۔ "یہ ثانیہ کی بڑی بہن حجاب ہے، بڑی خوبصورت بچی ہے۔" احسن کی والدہ نے اثبات میں سر ہلایا "اگر میرے احسن سے بڑی نہ ہوتی تو میں نے کہاں چھوڑنی تھی۔"

مناسب موقع دیکھ کر مسز آفتاب صباحت کے قریب بیٹھ گئیں اور باتوں ہی باتوں میں ان سے اپنی جان پہچان بڑھانے لگیں۔

صباحت نے بھی جب ان کی توجہ حجاب کی طرف محسوس کی تو وہ بھی انہیں خصوصاً ڈیل کرنے لگیں۔

دودھ پلائی کی رسم کے بعد صباحت نے حجاب کو بلایا اور اسے مسز آفتاب زیدی سے ملوایا۔

مسز آفتاب زیدی بھرپور شخصیت کی مالک تھیں، حجاب ان سے مل کر خوش ہوئی۔ کچھ ہی دیر کے بعد اس کی کزنز اسے کھینچ کر لے گئیں۔ وہ شادی کے مشغلے میں پھر مصروف ہو گئی۔

شادی میں خوشیوں بھرے چہرے رخصتی کے وقت افسردہ ہو گئے۔ صباحت نے دل پر پتھر رکھ کے بیٹی کو رخصت کیا۔ ثانیہ میکے سے سسرال چلی گئی وہ زندگی کی ایک نئی راہ پر گامزن ہو گئی۔

ولیمے کی رسم کے فوراً بعد ہی حجاب ہاسٹل واپس چلی گئی۔ شادی کی پُرمسرت گہماگہمی سے نکل کر وہ ایک بار پھر بے ہنگم زندگی میں مصروف ہو گئی لیکن اس کی لاعلمی میں ہی کہیں زندگی ایک نیا موڑ لے چکی تھی۔

مسز آفتاب زیدی اپنی چھپی دلچسپی قراری میں حجاب کے گھر کے چکر لگانے لگی تھیں۔

ثانیہ اور احسن نے آنا تھا۔ صباحت اور تحریم دونوں کچن میں ان کے لیے کھانے بنانے میں مصروف تھیں۔ اتوار کا دن تھا اس لیے تحریم بھی گھر پر ہی تھی۔

"اماں آج مجھے حجاب آپی بہت یاد آ رہی ہے۔ کس طرح جھٹ سے وہ سارے کھانے بنا لیتی ہے۔ یہ کوکنگ تو اچھا بھلا مشکل کام ہے۔" صباحت نے روسٹ کو ڈیپ فرائیر میں ڈالا "یہ سب سیکھو، اب یہ سب کچھ تمہیں ہی سنبھالنا ہے۔ ثانیہ کی تو شادی ہو گئی ہے۔ حجاب اپنی جاب میں مصروف ہے اور ویسے بھی اب اس کی شادی کی باری ہے۔"

حجاب کی شادی کی بات سنتے ہی تحریم نے فوراً تجسس بھرے انداز میں کندھے اچکائے "اماں یہ مسز آفتاب کی اس طرح حجاب آپی میں دلچسپی لینا مجھے تو معاملہ گڑبڑ لگ رہا ہے۔"

"اچھا اب زیادہ بی بی کوکنگ میں دھیان دو۔ کسی بھی معاملے میں جلدی رائے نہیں قائم کرتے۔ یہ چکن فرائی کرو، میں چاول دیکھتی ہوں۔"

اسی دوران باہر بیل بجی۔ صباحت چاول چھوڑ کر باہر دروازہ کھولنے گئی "تحریم یہ چاول بھی دیکھ لینا، میں جاتی ہوں، شاید وہ لوگ آ گئے ہیں۔"

صباحت نے دروازہ کھولا تو ثانیہ اور احسن کے ساتھ مسز آفتاب زیدی کو دیکھ کر وہ چونک گئی۔

"ہم نے کہا کہ اماں کو سرپرائز دیں گے کہ ہمارے ساتھ مسز آفتاب زیدی بھی آ رہی ہیں۔"

ثانیہ نے ماں کے گلے میں بانہیں حائل کر دیں۔

"کیوں نہیں ان کا اپنا گھر ہے۔ مجھے تو بہت خوشی ہوئی ہے ان کو تمہارے ساتھ دیکھ کر۔"

مسز آفتاب زیدی کی وجہ سے صباحت تھوڑا تکلف میں آ گئی۔ اس نے انہیں مہمان خانے میں بٹھایا۔

تھوڑی دیر کے بعد کھانا لگ گیا۔ سب نے بہت دلجوئی سے کھانا کھایا۔

کھانے کے بعد سب لوگ روم میں بیٹھ گئے۔

"احسن بیٹا تمہاری امی کیوں نہیں آئیں" صباحت نے گلہ کرنے کے انداز میں کہا۔

"ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ ان کی جگہ آنٹی جو آ گئی ہیں" یہ کہہ کر احسن نے ثانیہ کی طرف دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں وہ ایک دوسرے کو اشارے کرنے لگے۔

صباحت نے ان کے اشارے بھانپتے ہوئے ثانیہ سے پوچھا "کیا بات ہے کچھ کہنا چاہتے ہو۔"

ثانیہ نے مسکراتے ہوئے مسز آفتاب زیدی کی طرف دیکھا پھر وہ صباحت سے مخاطب ہوئی "مسز آفتاب زیدی آج آپ سے خاص بات کرنے آئی ہیں۔"

صباحت نے مسز آفتاب زیدی کی طرف دیکھا "کیا بات ہے باجی؟"

مسز آفتاب زیدی پرخلوص لہجے میں گویا ہوئی "میرے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ دونوں بیٹیاں شادی شدہ ہیں۔ سب سے بڑا بیٹا فیضان ہے۔ اس سے دو چھوٹی بہنیں منال اور زرتاج ہیں۔ چوتھے نمبر پر زریاب ہے جو انگلینڈ سے انجینئرنگ کی ڈگری لے کر آیا ہے۔ خدا نے بڑا کرم کیا ہے ایک انڈسٹری میں اسے اچھی جاب مل گئی ہے۔ مجھے آپ کی بیٹی حجاب بہت پسند آئی ہے لیکن اس سے پہلے کہ میں آپ سے کوئی سوال کروں، میں چاہتی ہوں کہ آپ پہلے میرے گھر آئیں، میری فیملی سے ملیں اگر آپ کو ہم لوگ پسند آئیں تو پھر ہی بات آگے بڑھاؤں گی۔ میرا مطلب ہے کہ پھر میں اپنے بیٹے فیضان کے لیے حجاب کا ہاتھ مانگوں گی۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ اس جمعہ کو میرے گھر تشریف لائیں۔"

صباحت نے مسکراتے ہوئے کہا "کیوں نہیں میں ضرور آؤں گی۔ آگے جوڑ بنانے والا تو خدا ہے۔" مسز آفتاب زیدی کے جسم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس نے ثانیہ کی طرف دیکھا "ثانیہ اور احسن تم دونوں بھی ساتھ آنا۔" تحریم جو ساری گفتگو میں نظرانداز تھی چائے کی ٹرے ہاتھ میں لیے منہ بسور کر بولی "آنٹی میں بھی اس گھر میں رہتی ہوں۔"

تحریم کی اس بات پر سب ہنس پڑے۔ "بھئی آپ کو ہم کیسے بھول سکتے ہیں۔ آپ کو تو اپنی آپی حجاب کے لیے لڑکا ڈھونڈنا ہے۔" مسز آفتاب زیدی تحریم کو چھیڑ کر صباحت سے گویا ہوئی "صباحت! تحریم کو ساتھ ضرور لانا۔"

"تحریم بھی ساتھ آئے گی" صباحت نے تحریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

سب کافی دیر تک گپ شپ میں مصروف رہے۔ مختلف قسم کے موضوعات پر بات ہوتی رہی۔ مسز آفتاب زیدی ایک پڑھی لکھی سمجھدار خاتون تھیں۔ اس کی پُراثر گفتگو سے صباحت کو اس کی فیملی سے ملنے کا اشتیاق زیادہ ہونے لگا۔ "حجاب دونوں بہنوں کی نسبت کافی سنجیدہ مزاج ہے۔" مسز آفتاب زیدی نے نکتہ اٹھایا۔

"حجاب شروع سے ہی ایسی ہے۔ سنجیدہ مزاج اور حساس۔ فیضان کیا کرتا ہے۔"

"ماشاءاللہ سے اس کا اپنا شوروم ہے خدا کا بڑا فضل ہے۔ میں تو بس چاہتی ہوں کہ دو بہوئیں گھر میں لاؤں اور گھر کی ذمہ داری انہیں سونپ کر آرام کروں۔" صباحت مسز آفتاب کی اس بات پر انہیں چھیڑنے کے انداز میں مسکرائی "آپ ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں، آپ تو اتنی فٹ ہیں کہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ کے جوان بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔"

مسز آفتاب زیدی دھیمے سے لہجے میں بولی "بظاہر عمر کتنی ہی لگے لیکن یہ وقت کا دیمک اندر ہی اندر ہمارے جسموں کو کھوکھلا کرتا جاتا ہے۔ خیر سے میرے بیٹے فیضان کی عمر تو۔۔۔"

مسز آفتاب زیدی کے ادھورے جملے پر صباحت فوراً بولی "کتنی عمر ہے فیضان کی۔"

مسز آفتاب زیدی نے ترچھی نظر سے احسن کی طرف دیکھا تو احسن بلا تامل بولا "آنٹی صباحت! آپ فیضان سے ملیں گی تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔"

"ہاں یہ تو ہے۔ انشاءاللہ میں اس جمعہ کو جاؤں گی مسز آفتاب زیدی کی طرف" صباحت نے کہا۔

مسز آفتاب زیدی اپنا ہینڈ بیگ اٹھاتی ہوئی کھڑی ہو گئی "آپ مجھے اجازت دیں، باقی باتیں اب میرے گھر پر ہوں گی۔"

احسن بھی گاڑی کی چابی گھماتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ "ثانیہ کو میں رات کو لے جاؤں گا، مجھے بھی کام ہے آنٹی کو بھی ڈراپ کرنا ہے۔" ثانیہ اور صباحت ان دونوں کو گیٹ تک چھوڑنے گئیں۔

☆☆☆☆

حجاب کینٹین میں بیٹھی چائے پی رہی تھی کہ روبینہ اچانک سے نمودار ہو گئی۔

حجاب نے بیزاری سے چائے کے کپ کی طرف دیکھا، شاید اس کا اکیلے بیٹھنے کا موڈ تھا۔ مسلسل چار پیریڈ لینے کے بعد اس کا ذہن تھک چکا تھا۔

"میں تمہیں کب سے ڈھونڈ رہی ہوں اور تم بیگم صاحبہ یہاں بیٹھی ہو۔" روبینہ حسب معمول آتے ہی شروع ہو گئی۔

حجاب نے اپنی کن پٹی پر انگلی گھمائی "کلاس کے شور سے سر درد کرنے لگا تھا"۔

"اچھا پھر تو میرے لیے بھی چائے منگواؤ۔ میرا بھی سر درد کر رہا تھا۔"

حجاب روبینہ کے بناوٹی انداز پر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ "تم تو دوسروں کے سر میں درد کرتی ہو تمہارے سر میں درد کب سے ہونے لگا۔"

روبینہ کا منہ پھول گیا۔ "تم بیٹھو اکیلی میں جا رہی ہوں۔"

حجاب نے اس کا ہینڈ بیگ کھینچ کر اسے واپس بٹھایا "مذاق کر رہی تھی تم ہی تو میری اکلوتی سہیلی ہو۔"

حجاب نے اس کے لیے چائے منگوائی۔

روبینہ حجاب کے قریب ہو کے بیٹھ گئی۔ "میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ثانیہ کی شادی کی تصاویر اور مووی کب دکھا رہی ہو۔"

"کیا کروں، میرا تو خود بہت دل چاہ رہا ہے کہ گھر جاؤں، اماں بھی بلا رہی تھیں مگر تم تو جانتی ہو کہ بچوں کے امتحانات ہو رہے ہیں۔" حجاب ٹیبل پر انگلی سے لکیریں کھینچنے لگی۔

روبینہ نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا "یہ تم مجھ پر چھوڑ دو، میں یہاں سب سنبھال لوں گی۔"

"اس سنڈے نہیں، میں اگلے سنڈے پروگرام بناؤں گی۔ ثانیہ کے سسرال بھی جاؤں گی کہ میری کمسن سی ثانیہ نے بہو کے روپ میں گھر کیسا سنبھالا ہے۔ کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ یہ نوکری چھوڑ کر اماں کے ساتھ پہلے کی طرح رہوں لیکن میری ہر خواہش حالات کے سمندر میں جا کر ختم ہو جاتی ہے۔"

"اچھا اپنا موڈ مت خراب کرو، وہ دیکھو آسمان پر کیسے گھنے سیاہ بادل چھائے ہیں۔ لگتا ہے آج بارش ہوگی۔ چلو اپنی چائے اٹھاؤ سامنے لان میں بیٹھ کر پیتے ہیں۔" روبینہ اپنا کپ اٹھا کے کھڑی ہو گئی۔

حجاب نے مسکرا کر روبینہ کی طرف دیکھا اور اس کے پیچھے چل پڑی۔ وہ لان میں بینچ پر بیٹھ گئیں۔

(جاری ہے)

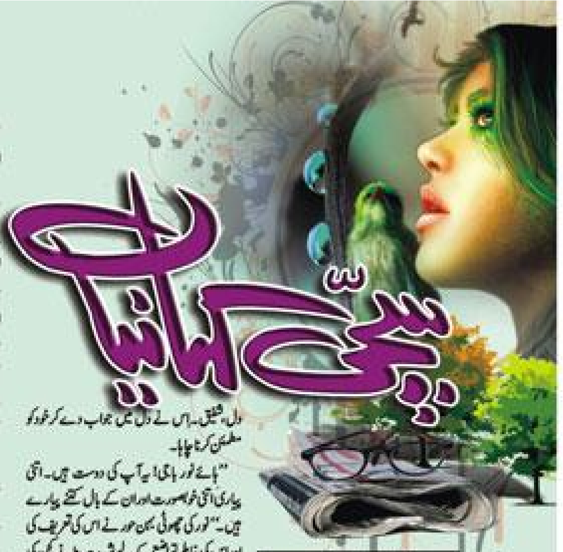

مرتبہ: مس خان

سج گئے راستے

ہر رنج کے بعد راحت ملتی ہے بشرطیکہ انسان اس کے لئے اپنے دل کا دروازہ کھلا رکھے

نفیسہ بیگم

وہ کمرے میں بیٹھی دیر سے بھابی کی جھنجلاہٹیں اور غصہ محسوس کر رہی تھی۔ غصہ انہیں اس پر تھا اور کل بچوں اور چیزوں پر رہا تھا۔ "اب میرا کیا قصور؟" اس نے سوچا۔ "بھائیوں کے گھر نہ رہوں تو پھر کہاں رہوں۔" اس نے تھکے تھکے انداز میں کپڑوں کی گرد جھاڑی اور سر پیچھے کی طرف کر کے گہری سانس لی۔

یہ وقت بھی آتا ہے کہ انسان کسی ناگ کی طرح اپنی جون بدل لے۔ تم کے ہوتے تک تو بھابیاں، بہنیں تھیں۔ تم نے آنکھیں بند کیا کیں یہ خاص بھابیاں بن گئیں۔ چار سال تو اس نے ہوسٹل میں گزارے۔ اپنے ہی شہر میں ہوتے ہوئے ہوسٹل میں رہائش رہی۔ اب بی اے کے امتحان کے بعد فارغ ہوئی۔ جب تک داخلہ نہیں ہو جاتا یوں ہی ایک بھائی سے دوسرے بھائی کے گھر ایک ایک ماہ کے لیے قیام رہے گا۔ "جب بھائی جی آپ کو پتا ہے کہ میں نے دکانوں تک آتے رہنا ہے تو پھر غصہ کاہے کا۔" وہ بولے بے بسی۔

باہر گاڑی کا ہارن سنتے ہی عمر نے ٹی وی بند کر دیا اور فوراً اپنے کمرے کی جانب دوڑ لگائی۔

"اوہو بھئی ایمن آئی ہے۔ کیسی ہو، ٹھیک تو ہو نا، بیٹی؟ رہو خوش رہو۔" بھائی نے اس کے سر جھکانے پر اپنا ہاتھ اس کے سر پہ رکھا اور خود ہی سوال خود ہی جواب کر کے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

صبح ناشتے کی میز پر مجمع ہوا تھا۔ بھابی کے لیے وقت شکر تھا کہ نند سے جان چھوٹ رہی تھی۔ وہ خود بھی حیران ہو گئی تھی۔ نور پچھلی دو سالہ دوستی میں پہلی بار اس سے ملنے گھر آئی تھی۔ آتے ہی اس نے بھابی اور بھائی سے اسے ساتھ لے جانے کی اجازت مانگی تھی۔ بھابی نے فوراً اجازت دے دی۔ یہ بھی کہہ دیا کہ جب تک جی چاہے رکھنا۔ مطلب بے شک ساری عمر کے لیے لے جاؤ۔

بھابی کے بعد بھائی کے بولنے کی گنجائش نہ تھی۔

سو وہ اب بیگ تیار کر رہی تھی۔ "دراصل آپی کی شادی ہو رہی ہے۔ میں نے سوچا تمہارے بغیر میں شادی کیسے انجوائے کر سکوں گی سو تمہیں لینے چلی آئی۔ ویسے لگتا ہے تمہاری بھابی تم سے بہت تنگ آ گئی ہیں اس لیے فوراً اجازت دے دی۔ ہاں ایک بات میں بتا دوں اگر میرے گھر جا کر بھی تم نے یہ مردہ پن خود پر چپکائے رکھا، مردہ دل بنی رہیں تو میں تمہیں کان سے پکڑ کر گھر سے نکال دوں گی اور یہ تمہارا کرم ہے کہ مرغی کا ڈربہ۔ تمہارے جیسا سلوک تو کوئی سوتیلی ماں بھی نہ کرتی ہو گی جیسا تمہاری بھابی تمہارے ساتھ کر رہی ہیں۔ ویسے اس میں زیادہ قصور تمہارا ہے۔ تم خود ہی دفاع کا ہنر نہیں رکھتی ہو۔ پھر ہر کوئی تمہیں تکلیف دے گا۔"

نور کے گھر میں اس کا استقبال ایسے ہوا گویا کوئی سربراہ مملکت تشریف لائے ہوں۔ نور کی امی نے اسے گلے لگایا۔ ماتھا چوما تو اس کو ان کے بدن سے اپنی امی کی مہک آئی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے امی کو مرے تو دس سال ہو گئے۔ اس نے سر جھٹکا۔ شاید ساری مائیں ایک جیسی ہوتی ہیں۔ ایک جیسی مہربان، نرم دل، شفیق۔ اس نے دل میں جواب دے کر خود کو مطمئن کرنا چاہا۔

"ہائے نور باجی! یہ آپ کی دوست ہیں۔ اتنی پیاری اتنی خوبصورت اور ان کے بال کتنے پیارے ہیں۔" نور کی چھوٹی بہن حور نے اس کی تعریف کی اور اس کی خاطر تواضع کے لیے شربت بنانے کچن کی طرف چلی گئی۔

نور اسے کمرے میں بٹھا کر جانے کہاں چلی گئی۔ اس نے ادھر ادھر نظریں گھما کر کمرے کا جائزہ لیا۔

"تم ایمن ہو؟ بھئی مجھے تم بہت پسند آ گئیں۔ اور تم ابھی تک یونہی بیٹھی ہو۔ چادر اتارو۔ آرام سے بیٹھو۔ بھئی یہ تمہارا اپنا ہی گھر ہے۔" زرین آپی نے اندر آ کر اسے گلے لگا کر پیار کیا۔

"آپ یوں دبا دبا مسکرا رہی ہیں جیسے کہ کھل کر ہنسنے سے میک اپ کٹ ہو جائے گا۔ بھئی کھل کر ہنسیں اور ہمیں بھی آپ اپنی خوبصورت موتیوں جیسی ہنسی سے نوازیں۔ اور یہ شربت پئیں۔ میں نے خود آپ کے لیے بنایا ہے۔" حور نے آرام سے بیٹھتے ہوئے کہا اور اسے جلدی سے شربت کا گلاس تھما دیا۔

"یہ عجب مصیبت ہے جس کی شادی ہے وہ گھر میں رہے اور دوسرے اس کے لیے خریداری کریں۔ جس کی شادی ہو رہی ہے وہ خود اپنی پسند کی چیزیں خریدے۔" زرین آپی امی کے تازہ حکم پر جھنجلا رہی تھیں کہ وہ اب شادی کے دن سے پہلے گھر سے قدم نہیں نکال سکتیں۔

"خواہ اس دوپٹے پر ــــ یہ لیس تو لگا دو۔ میں ذرا اوپر کے کمروں کو دیکھوں۔ مہمان آ گئے تو کہاں اپنا سامان رکھیں گے۔" وہ اسے دوپٹہ اور لیس پکڑا کے باہر نکل گئیں۔

"ارے بھئی اس بچی کو کس نے کام میں لگا دیا۔ مہمانوں سے بھی کوئی کام کروایا جاتا ہے بھلا۔" نور کے ابو نے اندر آتے ہی پکار کر سارے گھر کو اکٹھا کر لیا۔

"میں کوئی مہمان تھوڑی ہوں جیسے نور ویسے میں اور اگر آپ نے مجھے مہمان سمجھا تو میں واپس چلی جاؤں گی۔" اس نے سرخ چہرے کے ساتھ کہا۔

"اچھا بھئی، اچھا جیسے تمہاری مرضی۔ اور حور بیٹا ذرا پانی تو پلا دو مجھے زیادہ ٹھنڈا نہ ہو۔"

ابو حور کے لیے کام بتا کر باہر چلے گئے۔ حور ان کے پیچھے ہی لپکی۔ "یہ لیں آپ میرے جوتے پالش کریں، پھر یہ کپڑے استری کریں۔ پھر ــــ پھر بعد میں بتاؤں گا۔" زوار نے اسے جوتے اور کپڑے پکڑا دیے۔

"یہ کیا بھائی! تم میری دوست سے جوتے پالش کراؤ گے۔ امی! امی! دیکھیں ذرا۔" نور چیخی۔

"بھئی، اس نے خود ہی کہا ہے جیسے نور ویسی میں۔" اس نے لاپروائی سے اپنے کندھے جھٹکے اور کپڑے لینے کو ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"نہیں زوار بھائی! میں ابھی کر دیتی ہوں۔ مجھے خوشی ہو گی کام کر کے۔" ایمن نے ہنس کر کہا۔

لیکن اس کی خوبصورت ہنسی کی جھنکار سن کر کمرے کے باہر سے گزرتے طارق نے اندر جھانکا اور پھر بے اختیار اندر آ گئے۔ انہیں دیکھتے ہی نور اور زوار فوراً با ادب، با ملاحظہ کی عملی تصویر بن گئے تھے۔

ایمن نے بھی فوراً سنجیدہ چہرہ بنا لیا۔ وہ نور سے ان کی سنجیدگی، متانت اور دھیمے انداز کے قصے دو سالوں میں خوب سن چکی تھی۔

"طارق بھائی! یہ میری دوست ہے ایمن۔" نور نے ان کی اچانک آمد پر گڑبڑا کر تعارف کروایا۔

اس دوران وہ بھی اپنے آپ پر قابو پا چکے تھے۔ فوراً ہی سنجیدگی کا چولا پہنا اور نور کو چند اشیاء کی لسٹ تھمائی جن کی خریداری ہو چکی تھی اور اب انہیں محفوظ مقامات پر بچوں کی دست برد سے بچا کر رکھنے کا مسئلہ درپیش تھا۔

زوار کمرے سے نکل گیا تھا۔ طارق بھی پلٹے مگر جانے سے پہلے ایک نظر ایمن کے چہرے پر ڈالنا نہ بھولے تھے۔ اور اس ایک نظر نے اس کے اندر کیسی اتھل پتھل مچائی تھی ایک ہی پل میں عجب انکشاف ہوا تھا اور وہ لرز کر رہ گئی تھی۔

زرین آپی کو مایوں بٹھا دیا گیا۔ رو رو کر انہوں نے آنکھیں سجا لی تھیں۔ ہاں کتنا مشکل کام ہے اپنے ماں باپ کے گھر کو چھوڑنا۔ اتنے پیارے اور مخلص لوگوں کو چھوڑ کر ایک نئے شخص کے ساتھ زندگی شروع کرنا بھی کوئی کم مشکل کام تو نہیں۔ اس نے ان کی سرخ آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔ "تمہیں تو کوئی مشکل نہ ہو گی کیونکہ وہاں تمہارے گھر میں تم سے بیزار بھابیاں ہیں۔ اس لیے تم تو نئی زندگی نئے شخص کے ساتھ شروع کرنے میں پریشان نہ ہو گی۔" اس کے دل نے سرگوشی کی۔

"نورا مجھے بازار جانا ہے۔" اس نے نور کے پاس جا کر کہا جو اسی سے برتن دھلوا رہی تھی۔

"کس لیے؟" اس نے پیار سے گھورا۔ "اگر تم اپنے لیے کپڑے خریدنے جانا چاہتی ہو تو اس کی ضرورت نہیں۔ میں نے بالکل اپنی طرح کے کپڑے تمہارے لیے بھی بنوائے ہیں۔"

"نہیں، کپڑے تو میرے پاس ہیں لیکن میرا جانا ضروری ہے۔" اس نے اپنی بات پر زور دیا۔

"ابھی بہت کام ہیں کرنے والے ہیں۔ تم بیٹھو میں امی سے کہتی ہوں، کسی کو تمہارے ساتھ کر دیں۔" وہ کچن سے نکل گئی۔

"کس کے ساتھ بھیجوں تمہیں! تم یہاں میرے پاس بیٹھو دیکھتی ہوں کیا کیا جائے۔" امی نے کہا۔

"امی! کوئی اور چیز تو نہیں منگوانی۔" لسٹ جیب میں سنبھال کر رکھتے ہوئے طارق نے آ کر پوچھا۔

"نہیں، اور تو کچھ نہیں۔ یہ ایمن بازار جانا چاہ رہی ہے اسے ساتھ لے جاؤ۔ ــــ جاؤ بیٹی!" یہ کہہ کر انہوں نے ایمن کو طارق کے ساتھ کر دیا۔

زرین آپی کے لیے کوئی گفٹ تو خریدنا لازمی تھا۔ وہ چپ چاپ اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئی۔ مارکیٹ پہنچ کر اس نے زرین آپی کے لیے چند اشیاء خریدیں اور انہیں پیک کروا لیا۔ اس کی چوائس نے طارق کی خاموش داد وصول کی۔

مہندی کی رات وہ تھالیوں میں موم بتیاں لگا کر انہیں جلا رہی تھی۔ جب طارق وہاں سے گزرے تو مہندی کلر کے خوبصورت کام کے کپڑوں میں بغیر کسی میک اپ کے وہ انہیں کوئی پری دکھائی دی۔ کتنا خوبصورت، منفرد اور انوکھا حسن تھا اس کا۔

وہ جلدی سے آگے بڑھ گئے البتہ اس کا منفرد اور انوکھا حسن ان کی نگاہوں میں بار بار گھوم رہا تھا۔

سب لڑکیاں باہر لان میں شادی کے گانوں کا مقابلہ کر رہی تھیں۔ وہ کمرے میں زرین آپی کے پاس بیٹھی انہیں چھیڑ رہی تھی کہ اچانک کسی کام سے طارق اندر آئے۔ انہوں نے الماری کھول کر کوئی چیز لی اور دوبارہ واپس چلے گئے۔

وہ سکون کا سانس لے رہی تھی کہ وہ دوبارہ واپس آ گئے۔ اب ان کے ہاتھ میں کیمرا تھا۔

"زرین آپی! پلیز ذرا سیدھی ہو کر بیٹھیں۔ چند تصویریں میں آپ کی لوں گا۔ زوار نے کیا خاک تصویریں اتاری ہوں گی۔" یہ کہتے ہوئے انہوں نے زرین آپی کی دو تین تصویریں کھینچ لیں۔

وہ کیمرہ ان کے ہاتھ میں دیکھ کر ہی زرین آپی سے دور ہٹ کر بیٹھ گئی تھی۔ اچانک ہی کیمرے کی فلیش اس پر پڑی۔ اس نے چونک کر نظریں اٹھائیں۔ طارق جلدی سے رخ موڑ کر زرین آپی کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

وہ چپ بیٹھی رہ گئی کہ شاید اس کی تصویر نہ کھینچی ہو۔ وہ شاید کی گردان کر رہی تھی اور طارق اس گردان سے بے خبر باہر جا چکے تھے۔

شادی والے دن نور نے زبردستی اس کا میک اپ کیا تھا۔ نور اور اس کے کپڑے ایک ہی جیسے تھے۔ نور کی ممانی کے بچے نے کپڑے آئس کریم سے خراب کر لیے تھے۔ انہوں نے اسے فارغ دیکھ کر بچے کو کپڑے بدلوانے کو کہا اور خود میک اپ کرنے دوسرے کمرے کی طرف چلی گئیں۔

وہ بچے کو کپڑے بدلوا رہی تھی۔

"نورا تم کہہ رہی تھیں کہ آپی کی شادی کے دوران مجھے کوئی لڑکی پسند کرنی ہو گی۔ تو لڑکی مجھے پسند آ گئی ہے۔ بھئی وہی تمہاری دوست ایمن۔" اس کی پشت کی جانب سے آواز آئی۔ وہ وہیں ساکت کھڑی رہ گئی۔ طارق اسے کپڑوں کی مماثلت سے نور سمجھ بیٹھے تھے۔

"بھئی، بولتی کیوں نہیں؟" یہ کہتے ہوئے وہ اس کے سامنے آ گئے۔

"اوہ!" انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ وہ دھنک رنگ چہرے کو جھکائے کھڑی تھی۔ بچہ کپڑے پہن کر باہر بھاگ چکا تھا۔ اس کے چہرے پر اتری بہاریں دیکھ کر طارق کھو سے گئے تھے۔

"وہ ــــ میں ــــ سمجھا نور ہے۔" طارق نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ویسے کوئی بات نہیں، آپ بھی اپنی مرضی بتا دیں کیا آپ کو کیا پسند ہے؟" وہ شوخ ہوئے۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ جہاں میرے بھائیوں کی مرضی وہیں میری۔" وہ بہت سنجیدگی سے کہہ کر باہر آ گئی تھی۔

باہر نور اور حور دودھ پلائی کے پیسوں میں الجھی ہوئی تھیں کہ کتنے مانگے جائیں۔

"ابا جی کہتے ہیں حور سے کوئی پیسے نہیں مانگنے چاہئیں وہ دیں نہ لیں۔ وہ اب اپنے ہیں کوئی غیر نہیں۔"

زوار گزرتے گزرتے ابا جی کا نیا حکم سنا کر ان کے جھگڑے کو ختم کر گیا۔ دولہا والوں نے دو ہزار دیے تھے۔ پھر ان کی تقسیم کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا۔ امی کا کہنا تھا کہ ایمن کو بھی برابر پیسے ملنے چاہئیں۔ وہ بھی ان کی بیٹی ہے۔

"پندرہ سو ہم تینوں میں برابر کے تقسیم ہو گئے باقی پانچ سو میں سے تین سو بھی تقسیم ہو گئے۔ باقی دو سو ــــ" حور کی بات منہ میں رہ گئی۔ طارق نے پاس آ کر دو سو اس سے پکڑ لیے۔

"بھئی سیدھی سی ترکیب۔ پندرہ سو تم تینوں کے اور پانچ سو میرے۔" پھر حور کا منہ پھولا دیکھ کر اضافہ کیا۔ "ان پانچ سو سے میں آپ لوگوں کو ڈھیر ساری آئس کریم کھلاؤں گا۔" کہتے ہوئے وہ آگے چلے گئے۔

"نور آپی! یہ بھائی آج کل کچھ زیادہ ہی بدل نہیں گئے؟ یہ شوخیاں، شرارتیں جانے کہاں سے آ گئیں۔" حور سر پہ ہاتھ پھیر کر حیرت کا اظہار کر رہی تھی۔

وہ پاس بیٹھی تھی، سوچ رہی تھی کہ میں جانتی ہوں اس کی وجہ کیا ہے۔ خود وہ بھی تو آج کل بہت خوش تھی۔ خوشی تو ہوتی ہے جب کوئی من چاہی شے مل جائے۔ دل نے شاید زندگی میں پہلی بار کچھ طلب کیا تھا۔ کسی کی خواہش کی تھی اور حیرت انگیز طور پر وہ خواہش پوری بھی ہو گئی تھی۔ جب دل خوش ہو تو ہر چیز اچھی لگتی ہے۔ خوبصورت لگتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ لوگ اس خوشی کو ہمارے ساتھ منائیں۔ ہر طرف اس کے نام کا ہی چرچا ہو۔

شادی کا ہنگامہ سرد ہوا تو اس نے جانے کا سوچا۔ وہ سوچنے لگی کہ بڑے بھائی کے گھر جاؤں یا منجھلے بھائی کے۔ بھابیاں پھر مجھے دیکھ کر تنگ ہوں گی۔ پھر اس نے سفینہ باجی کے پاس جانے کا فیصلہ کیا

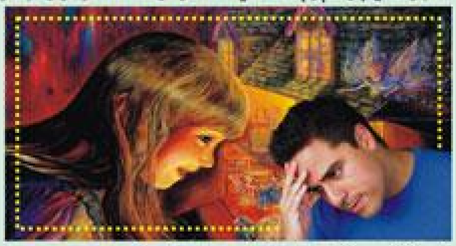

اور نور سے کہا کہ وہ اس کے ساتھ چلے اور باجی کے ہاں اسے چھوڑ آئے۔

"اور کام تمہارے فرشتے کریں گے۔" نور نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔

"ہاں بیٹی! دیکھو نہ، گھر میں کتنا کام بکھرا ہوا ہے۔ میں زوار سے کہتی ہوں وہ تمہیں چھوڑ آئے گا۔" امی نے اس کا مسئلہ حل کیا۔

وہ بیگ میں اپنے کپڑے رکھ کر باہر آ گئی۔ باہر زوار گاڑی میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"کاش خالہ زوار کے بجائے طارق کو ساتھ بھیجتیں۔" اس کے دل نے خواہش کی اور غیر متوقع طور پر پوری بھی ہو گئی۔ اسی وقت طارق اندر سے نکلے۔ "کہاں کی تیاری ہے؟" انہوں نے زوار سے پوچھا۔

"ایمن باجی کو چھوڑنے جا رہا ہے۔" زوار نے جواب دیا۔ "تم نکلو باہر، میں چھوڑ آتا ہوں۔ تم پھوپھی اماں اور ان کی اولاد کو اسٹیشن پہنچانے کا انتظام کرو۔ اے ڈھیروں ڈھیر بچے مجھ سے تو نہیں چھوڑے جائیں گے۔"

ان کی بات پر زوار نے باہر نکل کر چابی ان کے ہاتھ میں تھمائی اور خود گھر میں چلا گیا۔ وہ چپ چاپ ان کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔

"ایمن جی! میں کوئی دل پھینک نہیں ہوں کہ ہر دوسری لڑکی سے اظہار عشق کروں۔ میرے بارے میں جو باتیں آپ کو نور نے بتائی ہیں، وہ غلط نہیں ہیں۔" وہ گھمبیر لہجے میں کہہ رہے تھے۔

"لیکن پہلی بار جب میں نے آپ کو دیکھا تھا تو دل نے دھڑک کر گواہی دی کہ آپ ہی کی مجھے تلاش تھی۔ یہ بات نہیں کہ آج تک میں نے کوئی لڑکی نہیں دیکھی۔ امی اور بہنیں مجھے جیتے جاگتے مختلف لڑکیاں دکھاتی رہی ہیں لیکن یہ ناز و ادا دکھاتی، بال کٹوائے، مغرب زدہ لڑکیاں مجھے قطعی پسند نہیں۔ معاف کیجیے گا میں آپ کی صنف کو برا کہہ رہا ہوں۔ شریک حیات کے بارے میں میرا تصور ذرا مختلف ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری بیوی پڑھی لکھی سنجیدہ طبیعت، سادگی پسند ہو۔ اسے اپنے ملک سے پیار ہو۔ مشرقی اقدار کی دلدادہ ہو۔ سب سے بڑھ کر دین کے بارے میں جانتی ہو۔ شکل و صورت ثانوی چیز ہے میرے نزدیک۔"

وہ سانس لینے کو رکے تو وہ بولی۔ "لیکن اتنی خوبیاں کسی ایک شخص میں دیکھنے کی کوشش کرنا عجیب نہیں اور کیا پتا جس میں اتنی خوبیاں ہوں، وہ اپنے ذہن میں کوئی آئیڈیل تراشے بیٹھی ہو۔"

"ارے لوگوں میں تو اس سے زیادہ خوبیاں بھی میں نے دیکھی ہیں۔" انہوں نے گہری نگاہ سے ایمن کو دیکھا۔ اس کا دل دھڑک گیا۔

"دراصل شادی میرے نزدیک بس ایک رسم نہیں ہے۔ سمجھتا ہوں کہ انسان شادی کر کے آئندہ نسل کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ جب تک دونوں فریق ایک دوسرے کے ہم مزاج نہ ہوں یہ ذمہ داری پوری نہیں کر سکتے۔"

"لیکن یہ سب آپ مجھے کیوں بتا رہے ہیں؟" اس نے چڑنے کی اداکاری کی۔ یہ اور بات کہ وہ ان باتوں کے معنی و مفہوم سے آگاہ تھی اور یہ بھی جانتی تھی کہ یہ سب باتیں اسے ہی کیوں سنا رہے ہیں۔ کیوں اسے اپنے خیالات سے آگاہ کر رہے ہیں۔

"میرا خیال ہے کہ آپ اس کی وجہ جانتی ہیں لیکن اگر آپ نہ سمجھنے پر مصر ہیں تو میں بتا دیتا ہوں کہ ــــ" انہوں نے شرارتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور اس کا دل دھڑ دھڑ کرنے لگا۔

"دراصل جس آئیڈیل کا خاکہ میں نے اپنے ذہن میں بنا رکھا تھا آپ اس پر پوری اترتی ہیں۔ آپ کہہ رہی تھیں کہ اتنی خوبیاں کسی ایک شخص میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ میں بتاؤں کہ آپ میں اس سے زیادہ خوبیاں جمع ہیں۔ میں دراصل آپ کے خیالات جاننا چاہتا ہوں۔ آپ کہیں انگیج تو نہیں؟" بات کرتے کرتے انہوں نے ایک دم اس کی جانب رخ کر کے پوچھا۔

"جی نہیں۔" وہ گڑبڑا کر کچھ بول گئی پھر فوراً ہی شرمندہ ہو گئی۔ یہ کیا کہہ دیا۔

"تھینک گاڈ۔" انہوں نے سکون کی سانس لے کر کہا۔

"آپ اگر کہیں تو میں امی، ابو اور نور کو آپ کے گھر بھیجوں، پہلے آپ اپنی مرضی بتا دیں کہ میں آپ کو کیا لگتا ہوں؟"

"میرے بتانے نہ بتانے سے کیا فرق پڑے گا۔ جو میرے گھر والوں کی مرضی وہی میری۔ بس روک دیں۔ میں یہیں اتر جاؤں گی۔ باجی کا گھر آ گیا ہے۔" اس نے خوبصورتی سے ان کا سوال ٹالا۔

"آپ کہیں گی نا؟" انہوں نے پوچھا۔

"نہیں، سب امی ابو کے ساتھ آئیں گے۔ اور ہاں سنیے۔" انہوں نے جاتی ایمن کو روکا۔

"آپ مشرقی لڑکی ہیں۔ اگرچہ آپ نے نہیں بتایا لیکن میں آپ کی مرضی آپ کی باتوں سے ہی جان گیا ہوں۔ اچھا خدا حافظ۔" انہوں نے گاڑی ریورس کی۔

وہ سرخ چہرا لیے جلدی سے گیٹ کے اندر داخل ہوئی مبادا وہ اس کا سرخ چہرا دیکھ لیں۔

اندر لان میں سفینہ آپی، حارث بھائی اپنے دونوں بچوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔

سفینہ آپی اسے دیکھتے ہی دوڑ کر اس کے گلے سے لگ گئیں۔ اس کو [illegible] چپٹے ہوئے تھے۔ آپی علیحدہ ہوئیں تو اس نے دونوں کو گود میں بھر کر چٹاخ پٹاخ کئی پیار کر ڈالے کرسی پر بیٹھے حارث بھائی ہنس رہے تھے۔ وہ دونوں کو اٹھائے ان کی جانب آئی۔ سلام کر کے اس نے سر ان کے آگے جھکایا۔ انہوں نے اپنا بھاری ہاتھ سر پر رکھ کر اسے دعا دی۔

کچھ دن بعد حارث نے پکنک کا ارادہ ظاہر کیا۔ ایمن کے کہنے پر نور اور اس کے گھر والوں کے ساتھ پکنک کا پروگرام بنا۔ اس طرح حارث بھائی کی طارق سے ملاقات بھی ہو گئی۔

اگلے ہی روز طارق کی امی رشتہ لے آئیں۔ حارث بھائی تو اسی دن سے اسے پسند کرنے لگے تھے۔ انہوں نے فوراً ہاں کر دی۔ سفینہ کو بھی کوئی اعتراض نہ تھا اور بھائیوں نے بھی اس کے حق میں ووٹ ڈالے تھے۔ انہیں بیویوں نے دھکا لگایا تھا کہ فوراً ہاں کر دیں تاکہ انہیں اس کی ذمہ داری سے نجات ملے۔ ان لوگوں کا اصرار تھا کہ وہ فوراً شادی کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے سفینہ آپی نے شادی کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔

اس رات کو سفینہ کے ہاں سب بھائیوں کی میٹنگ تھی۔ اس کی تجویز حارث نے دی تھی کہ وہ سب مل کر اس کی شادی کا خرچہ اٹھائیں۔ اگرچہ اس کے اپنے بینک بیلنس میں پچھلے چار سال میں اس قدر اضافہ ہو چکا تھا کہ اس کا جہیز آسانی سے بن سکتا تھا۔ لیکن وہ خود بھی حارث بھائی کے سمجھانے سے چپ ہو رہی تھی۔ جب موقع مل رہا ہے کہ بھائیوں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلایا جائے تو اسے گنوانا حماقت ہو گی۔

جب سفینہ نے بھائیوں کے سامنے شادی کے خرچے کی بات کی تو بھائیوں کے منہ پھول گئے۔ انہیں اپنے کئی اخراجات یاد آ گئے۔ بچوں کی تعلیم ان کی فیسیں، گھر کے اخراجات، ان سب کی لمبی فہرست انہوں نے گنوا دی تھی۔

وہ ساتھ والے کمرے میں بیٹھی ان کی باتیں سن رہی تھی۔ بھائی چپ تھے۔ وہ ان کی رائے جاننا چاہتی تھی کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ کیا وہ بھی اپنی موجودہ اور آئندہ مجبوریوں کا رونا روئیں گے۔ اب حارث بھائی بول رہے تھے۔ وہ انہیں ان کے فرائض یاد دلا رہے تھے۔ کہہ رہے تھے کہ ایمن کے کچھ حقوق ہیں۔ جنہیں پورا کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔ وہ ان کی بہن ہے۔ انہیں اپنے ہاتھوں سے اس کی رخصتی کرنا چاہیے۔ وہ ان کے سوئے ہوئے احساسات جگا رہے تھے۔ پھر انہوں نے بھابیوں کی جانب رخ کیا۔ انہیں کہا کہ اگر ان کے بھائی ان کی بہنوں کے ساتھ ایسا کریں تو ان کا ردعمل کیا ہو گا۔ وہ کہہ رہے تھے خرچے کی بات نہیں ہے۔ میں جہیز کھانے کا سب خرچہ اٹھانے کو تیار ہوں۔ لیکن اگر ایمن میرے گھر سے رخصت ہوتی تو لوگ کیا کہیں گے کہ تین بھائیوں کے ہوتے ہوئے اس کی رخصتی بہنوئی کے گھر سے ہوئی۔

شاید بھائیوں اور بھابیوں کے سوئے ہوئے ضمیر بیدار ہو گئے تھے یا وہ لوگوں کی باتوں کا سوچ کر ڈر گئے تھے اس لیے وہ مان گئے کہ اس کی رخصتی سب سے بڑے بھائی کے گھر سے ہو گی۔

بہت ہنسی خوشی سے اس کی رخصتی ہوئی۔ سب بھائیوں نے شادی کی تیاریوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حارث بھائی نے اسے اپنے اکاؤنٹ کو چھیڑنے نہ دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ پیسے بعد میں تمہارے کام آئیں گے۔ شادی کا سب خرچہ بھائیوں نے اٹھایا تھا۔ یوں ہنستے کھیلتے ایمن اپنے گھر والی ہو گئی۔

ایک دن اس نے ایمن سے کہا۔ "دیکھو میں نے جس کی تمنا کی تھی وہ مل گئی۔ یہ بتاؤ تم نے اپنے ذہن میں کیا آئیڈیل تراشا تھا؟ میرے آئیڈیل کا تو تمہیں پتا ہے۔" خوشی طارق کے لہجے سے چھلک رہی تھی۔

"میں نے کوئی آئیڈیل نہیں بنایا تھا کیونکہ اگر آئیڈیل نہ ملے تو انسان بہت بری طرح ٹوٹتا ہے۔ ہاں میں شریف، نیک اور توجہ دینے والے لوگوں کو پسند کرتی ہوں۔" خوشی سے ایمن کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

ایمن کو زندگی میں پہلی مرتبہ گھر کا سکون ملا تھا۔ بہنوں سے زیادہ عزیز نندیں اور ماں جیسی شفیق ساس۔ سب سے بڑھ کر طارق جیسا شوہر۔ وہ سوچتی کہ من چاہا ساتھی ملنا خدا کی ایک نعمت ہے۔ اگر من چاہا ساتھی ہم مزاج اور ہم آشنا بھی ہو تو پھر زندگی خوشیوں کا راستہ بن جاتی ہے۔

☆☆☆

دولت کا زہر

دولت سے آسائشیں تو خریدی جاسکتی ہیں خوشیاں نہیں، خوشیوں کی تلاش میں سرگرداں ایک لالچی شخص کی کہانی

ڈاکٹر ادیب عبدالغنی شکیل، ملتان

عبدالغفور ایک سیدھا سادہ اور شریف آدمی تھا۔ غربت اسے گویا ورثے میں ملی تھی۔ وہ اپنی اولاد کو پڑھا لکھا کر انہیں بڑا آدمی بنانے کے خواب دیکھتا تھا تاکہ اس کی غربت ختم ہو۔ یہ غربت بھی بہت بری شے ہے جو انسان کی قدر گھٹا دیتی ہے۔ غریب کے رشتہ دار بھی اس سے کنی کتراتے ہیں۔ اس لئے عبدالغفور جلد سے جلد مال و دولت کمانا چاہتا تھا۔ وہ اولاد کو امیر دیکھنا چاہتا تھا۔

عبدالغفور کا بیٹا بدر انتہائی ذہین لڑکا تھا اور اس کو بیٹے سے بڑی امیدیں تھیں۔

بدر ہر جماعت میں کوئی نہ کوئی پوزیشن ضرور لیتا تھا۔ جب اس نے ایم اے انگریزی میں پہلی پوزیشن لی تو اسے ایک کالج میں لیکچرر شپ کی اچھی ملازمت مل گئی۔ اس کی تنخواہ سے گھر کے حالات بہتر ہونے لگے۔

دوران تعلیم بدر اپنی ایک ہم جماعت سنبل کو پسند کرنے لگا تھا جو بہت سلجھی ہوئی، خوبصورت اور اچھے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ سنبل بھی بدر کو بہت پسند کرتی تھی۔ اس رشتے میں صرف ایک رکاوٹ تھی وہ یہ کہ سنبل کے والدین سفید پوش لوگ تھے جبکہ عبدالغفور اپنے بیٹے کی شادی کسی بہت مالدار گھرانے میں کرنا چاہتا تھا۔

باپ بیٹا کمانے لگے تو گھر میں خوشحالی نظر آنے لگی۔ عبدالغفور نے اپنے کاروبار پر توجہ دی تو کاروبار بھی چمک گیا۔

بدر کی والدہ اور بہنیں بدر کی شادی دھوم دھام سے کرنے کو مچل رہی تھیں۔ انہیں سنبل بہت پسند تھی مگر عبدالغفور نے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو غریب گھر میں نہیں بیاہے گا خواہ کچھ ہی ہو جائے۔ جلد ہی بدر کے لئے ایک ایسی لڑکی مل گئی جس کا باپ بہت امیر تھا۔

نائلہ کے باپ کا کاروبار مشکوک تھا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ وہ نشہ وغیرہ بیچتا اور جرم کی دنیا سے وابستہ ہے۔ خود نائلہ بڑی بھدی اور موٹی تھی۔ اس کے برعکس بدر بہت اچھا اور سمارٹ لڑکا تھا۔ تعلیم میں بھی وہ نائلہ سے بہت آگے تھا۔ عبدالغفور نے اس بے جوڑ پن کو نظرانداز کر دیا۔

شادی ہوئی اور خوب دھوم دھام سے ہوئی۔ دونوں گھرانوں نے خوب نمود و نمائش سے کام لیا۔ خوب ہلا گلا، شور شرابہ، دھوم دھڑکا ہوا۔ تمام نئی اور پرانی رسومات ادا کی گئیں۔ لڑکی والوں نے بے تحاشہ جہیز بھی دیا۔

عبدالغفور بے حد خوش تھا کہ اس نے بڑا لمبا ہاتھ مارا ہے۔ شادی میں دلہن کی امیوں کو بھی سونے کے سیٹ اور اچھے اچھے سوٹ ملے تھے۔ باراتیوں کو نہایت اعلیٰ درجے کے فائیو سٹار ہوٹل میں کھانا ملا وہ بھی وافر اور کئی قسم کا اس لئے وہ بھی بے حد خوش تھے۔ اگر کوئی ناخوش تھا تو وہ بدر جس کی زندگی کے ارمان لٹ کر رہ گئے تھے مگر وہ اسے قسمت کا لکھا سمجھ کر چپ ہو کر بیٹھ رہا۔ اس نے صبر شکر کر کے دلہن کو قبول کر لیا یہ سوچ کر کہ انسان کو سب کچھ نہیں ملتا۔ پھر شکل کو کب تک دیکھنا ہے۔ جوانی سدا نہیں رہتی۔ کچھ عرصہ بعد جوانی اور خوبصورتی ڈھل جاتے ہیں۔ بدر نے سوچا کہ یہ سگھڑ ہوگی، خدمت گزار ہوگی تو گزارہ کر لیں گے۔

زندگی کے دن گزرنے لگے۔ نائلہ جہیز میں اپنے ساتھ کار بھی لائی تھی۔ کار کی چابی ہمہ وقت عبدالغفور کے پاس رہتی۔ وہ جہاں جاتا اس کار میں جاتا۔ ایک دن نائلہ نے صاف صاف کہہ دیا کہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائے۔ اس پر عبدالغفور نے گاڑی چلانا چھوڑ دی۔

چند دن گزرے تو نائلہ نے بدر کی بہن سے کہا کہ وہ اپنی ماں سے کہہ دے کہ اس کی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائے۔ یوں جہیز کا تمام سامان عبدالغفور اور اس کے اہل خانہ کے لئے شجر ممنوعہ قرار پایا۔

نائلہ سدا کی پھوہڑ تھی۔ وہ رات گئے تک فلمیں دیکھتی اور دن چڑھے تک سوتی رہتی۔

عبدالغفور کے گھر والوں نے پہلے پہلے تو یہ سوچا کہ نئی نویلی دلہن ہے چند دن آرام کرے گی اور پھر اپنے کام میں لگ جائے گی۔ مگر ایسا نہ ہوا اور نائلہ مستقل سستی کی حالت میں رہتی۔ بدر نے اسے ایک دو مرتبہ احساس دلایا مگر اس نے سنی ان سنی کر دی۔ اس پر اس کے ساس سسر نے سمجھانا چاہا تو وہ پھٹ پڑی۔ پہلے تو خود ان کی بے عزتی کی اور غربت کے طعنے دیئے مگر جب دل نہ بھرا تو اپنے والدین کو بلا لیا اور ان کو رو رو کر داستانیں سنانے لگی۔ وہ بھی کم ظرف لوگ تھے۔ بدر کے سسر نے بدتمیزی کی انتہا کر دی۔ اس نے عبدالغفور کو گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور کہا کہ اپنی اوقات میں رہو۔

عبدالغفور کو اب احساس ہوا تھا کہ اس نے کتنی بڑی غلطی کی ہے۔ اپنے بیٹے کے ارمانوں کا گلا بھی گھونٹا اور ذلت بھی اٹھائی۔ صرف دولت کی لالچ میں۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

بدر سے یہ سب کچھ برداشت نہ ہو سکا۔ بات بہت بڑھ گئی۔ بدر نے نائلہ کے والدین سے کہا کہ وہ اپنی بیٹی کو لے جائیں اور جب ان لوگوں کا رویہ درست ہو تو بیٹی کو چھوڑ جائیں۔ نائلہ کے والدین اسے ساتھ لے گئے۔ اب کئی ماہ سے نائلہ روٹھ کر میکے بیٹھی ہے۔ یوں دولت کی لالچ نے ایک بنتے بستے گھرانے کی خوشیوں کو ڈس لیا تھا۔

☆☆☆

محنت میں عظمت

محمد نفیس اختر

وہ کوڑے کے ڈھیر پر جھکا نہ جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔ اس کا چہرہ چادر میں چھپا ہوا تھا۔ صرف اس کی آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔ میں شش و پنج میں تھا۔ اس سے قبل میں نے اسے بس کے اڈے پر دیکھا تھا جہاں وہ ہاتھ میں جھاڑو لئے بسوں کی صفائی کر رہا تھا۔ رات کے گیارہ کا عمل تھا تو میں وہاں ایک دوست سے ملنے آیا تھا جو بارہ بجے کی آمد سے چند منٹ قبل پہنچا گیا تھا۔ یہاں بھی اس نے چہرے پر رومال لپیٹا ہوا تھا۔ مجھے شبہ تو تھا لیکن یقین نہ تھا۔ میں نے کوئی خاص توجہ نہ دی اور اپنے ساتھی کے ساتھ واپس آ گیا۔ میں نے اسے دوسری بار اس روپ میں دیکھا تھا وہ کچرے کے ڈھیر سے لوہا تلاش کر رہا تھا۔

میں بہت دنوں کے بعد صبح کی سیر کو نکلا تھا۔ میرا

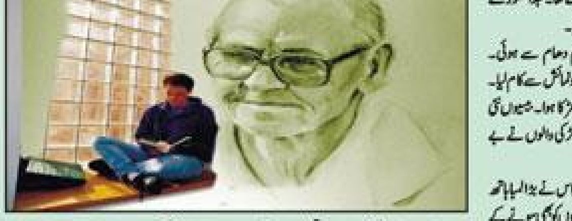

یہ معمول رہا ہے کہ فجر کی اذان سے قبل سیر ضرور کرتا ہوں۔ اندھیرے میں کوڑا چننے والے ہی دکھائی دیتے تھے یا وہ بھکاری جو کچرے کے ڈھیر سے اپنے مطلب کی اشیاء اٹھا کر کندھے سے لٹکے بورے میں ڈال لیتے۔

میں نے سوچا ممکن ہے وہ کوئی اور ہو۔ یہ میرا وہم ہی ہو اور سردی سے بچنے کیلئے اس نے اپنا چہرہ ڈھانپا ہوا ہو۔ اس کا لباس بھی گھسا پٹا سا تھا۔ بدن پر پھٹی پتلون، شرٹ اور اس پر پرانی سی جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔

قد تو وہی تھا آنکھیں بھی شناسائی کی چغلی کھا رہی تھیں لیکن یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں جو سمجھا ہوں وہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو خوش لباس اور ایک خوش مزاج نوجوان تھا۔ صفائی پسند تھا۔ فقرے چست کرنے میں اسے ملکہ حاصل تھا۔ وہ اتنا پڑھا لکھا تو نہ تھا لیکن اس کا مطالعہ وسیع تھا۔

میری اس سے پہلی ملاقات اس کے کمرے میں ہوئی تھی۔ میں قریشی صاحب سے ملنے گیا تھا۔ وہ ایک زیر تعمیر عمارت کے باہر کھڑا گنگنا رہا تھا۔ میں نے اس سے قریشی صاحب کے بارے میں پوچھا تو مسکراتے ہوئے بولا "وہ تو انتقال کر گئے ہیں۔ ویسے آپ ان کو دو دن اور کام کی تلاش میں ہیں؟"

"کب؟" میں نے حیران لہجے میں پوچھا۔ مجھے حیرت اس بات پر تھی کہ وہ ایسی خبر مسکرا کر سنا رہا تھا۔ "ایک ہفتہ قبل کال آئی تھی۔"

"تم مذاق تو نہیں کر رہے۔ وہ مجھے چند دن پہلے ہی تو ملے تھے اور مجھے کمرہ لینے کے لیے یہاں بلایا تھا" میں نے درشت لہجے میں پوچھا۔

"آپ بھی بچے ہیں اور جھوٹ میں بھی نہیں۔ ایک ہفتہ قبل ہی تو انتقال ہوا ہے۔ دراصل وہ یہ کمرہ بلکہ شہر چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو گئے ہیں۔ تو بھی انتقال اور منتقل کا ایک ہی تو مطلب ہوتا ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ!" میں نے ایک گہرا سانس لیا انتقال ذو معنی لفظ ہے میں پہلے نہ سمجھ سکا۔ جب سمجھ آیا تو میں اس کی ذہانت کی داد دیئے بنا نہ رہ سکا اور بے اختیار ہنس دیا۔

"آیئے آفس میں چلتے ہیں قریشی صاحب نے کہا ہے تو ضرور آئیں گے" اس نے اپنائیت سے کہا۔

"میرا نام مظہر ہے۔ میں یہاں کمپیوٹر آپریٹر ہوں۔ آج چھٹی ہے اور بھی لوگ آرام فرما رہے ہیں۔ یہ عارضی دفتر ہے کمپنی کا دفتر ٹاؤن میں ہے۔" اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا۔

وہاں میں نے مظہر کے پاس بہت دیر قریشی صاحب کا انتظار کیا مگر وہ نہ آئے۔ میں اس کی دلچسپ باتوں سے بہت محظوظ ہوا اور اس کی قابلیت اور حاضر جوابی سے بہت متاثر ہوا۔

جب قریشی صاحب بہت دیر تک نہ آئے تو میں نے اس سے اجازت چاہی۔ "اچھا اجازت دیں، پھر ملاقات ہوگی۔" میں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

اب اس سے کبھی کبھار کسی مارکیٹ یا تقریب میں میری ملاقات ہو جایا کرتی تھی۔ اس طرح ہماری دوستی جڑ پکڑنے لگی۔

قریشی صاحب نے مجھے بتایا کہ اسے پڑھنے کا شوق تھا لیکن حالات نے اسے اجازت نہ دی۔ ویسے وہ کتابوں کا مطالعہ خوب کرتا تھا۔ اس کے پاس مختلف موضوعات پر کتابیں موجود ہیں۔

ایک روز مظہر نے مجھے بتایا کہ وہ وطن جانے کی تیاری کر رہا ہے کیونکہ اس کی والدہ علیل ہیں۔ پھر خود کہنے لگا "وہ بڑی نازک مزاج ہیں۔ والد محترم کی دوسری بیگم ہیں۔ ہماری اپنی امی تو بچپن میں ہی ناراض ہو کر ہمیں فی امان اللہ کہہ گئی تھیں۔ والد صاحب نے ان کے چہلم کے ایک ہفتہ بعد ہی گھر اپنا بسا لیا تھا۔ باجی مجھے سنبھالتی تھیں۔ تعلیم ادھوری رہ گئی۔ میں چھ برس کا تھا جب باجی کو امی نے اپنے ایک رشتہ کے بھائی سے بیاہ دیا۔" پھر وہ مسکراتے ہوئے بولا "میں ان کا ماں ہی کی طرح احترام کرتا ہوں۔ ماں ہی ہیں نا ۔۔۔ یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے مجھے ممتا نہ دی۔ میں نے اپنی محنت سے پڑھنا لکھنا سیکھ لیا ۔۔۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"کب جا رہے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"پرسوں کی سیٹ ملی ہے۔ امی نے بڑی چاہت سے بلایا ہے کہ ان کی طبیعت خراب ہے۔ میں آتی بار اپنے سوتیلے بہن بھائیوں کیلئے تحائف لے کر آؤں۔ وہ بہت یاد کرتے ہیں۔"

میں نہیں جانتا تھا کہ وہ اندر سے کتنا دکھی ہے۔ سوتیلی ماں نے اسے کیا دیا تھا۔ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا خواہاں تھا۔ قریشی صاحب نے بتایا تھا کہ سوتیلی ماں نے اسے میٹرک بھی نہ کرنے دیا تھا۔ اس کے باپ کو غلط بتایا گیا کہ وہ آوارہ لڑکوں کے ساتھ پھرتا ہے اور تعلیم پر توجہ نہیں دیتا۔ باپ نے غصے میں آ کر اسے اسکول سے اٹھوا کر کام پر لگا دیا۔ بہن کی شادی ہو گئی تھی۔ وہ کام سیکھ رہا تھا کہ اسے چانس ملا اور وہ باہر آ گیا۔

"اس خلا کو کوئی بھی پُر نہیں کر سکتا دوست ۔۔۔ مسکراتے رہو کہ یہی زندگی ہے۔ دوسروں کے کام آؤ۔ نیک عمل کرو۔ اچھا ساتھی مل جائے گا تو پھر کمی نہیں رہے گی۔" میں نے اسے حوصلہ دیا۔

وہ رخصت گزار کر آیا تو مجھے میرے دفتر ملنے آیا۔ میں نے حال احوال پوچھا اور بڑے دھیمے لہجے میں بولا "سب خیریت ہے۔ امی جان کو غصہ ہو گیا تھا۔ میں نے بیس ہزار کے ٹریول چیک دیئے تو بہت خوش ہوئیں اور دعا بھی دی کہ خدا مجھے صحت و تندرستی دے اور ترقی دے۔ میں اپنے بہن بھائیوں اور باجی کیلئے بھی تحائف لے کر گیا تھا۔"

"مظہر!" میں نے اسے پکارا۔ اس نے پلٹ کر میری طرف دیکھا کہ میں نے اس کا نام لے کر پکارا تھا لیکن انجان بن کر آگے بڑھ گیا۔

میں نے اس کے قریب جاتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "مظہر! ۔۔۔ تم ۔۔۔ تم مجھے نہیں جانتے ۔۔۔ اور اس ۔۔۔"

"میں تو آج خود اپنی جستجو میں ہوں ۔۔۔" اس نے چہرے سے چادر ہٹاتے ہوئے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن میرے دوست! یہ سب کیا ہے؟" میرا لہجہ کٹ کر رہ گیا۔

"بس تقدیر کے کھیل ہیں۔" اس کا ہنستا مسکراتا چہرہ دکھوں کا گھر بن چکا تھا۔

"وطن آ کر والد کی خواہش پر مکان کو وسعت دی۔ وہ بیمار تھے۔ ان کا علاج کرواتا رہا لیکن مرض بڑھتا گیا۔ آخری لمحوں میں مجھ سے وعدہ لیا کہ میں اپنے بہن بھائیوں کو کسی کمی کا احساس نہ ہونے دوں گا اور نہ ہی ان کو چھوڑ کر دوبارہ باہر جاؤں گا۔ میں نے اپنا پاسپورٹ ضائع کر دیا اور پاکستان میں ہی مزدوری کرنے لگا۔

والد کی وفات کے بعد دونوں بہنوں کی شادیاں کر دیں۔ کسی طرح اپنا گھر بھی بسا لیا۔ بھائی اب کالج میں تھے۔ جمع پونجی ختم ہو گئی تھی۔ گھر چلانے کیلئے نوکری کافی نہ تھی۔ بڑھتی ہوئی مہنگائی نے کمر توڑ دی تھی۔ امی نے بڑے بیٹے سے کہا کہ وہ ملازمت کرے لیکن میں نے منع کر دیا کہ یہ تعلیم مکمل کرے۔" وہ توقف کے بعد پھر گویا ہوا۔

"میں دو جگہ کام کرتا تھا۔ دونوں بھائیوں کو پڑھایا اور پھر امی جان نے ان کی شادیاں بھی کر دیں۔ دونوں کی بیویاں تیز مزاج کی تھیں۔ امی جان کی پرواہ بھی نہیں کرتی تھیں۔ وہ دونوں الگ ہو گئے۔ ایک تو ملازمت کے سلسلے میں کراچی چلا گیا۔ دوسرے نے ماں سے کہا کہ وہ چاہتا ہے کہ گھر بیچ کر کاروبار کرے۔ مکان امی کے نام تھا۔ دونوں بھائیوں نے ماں کو مجبور کر کے مکان بیچ دیا اور اپنا اپنا حصہ لے کر الگ ہو گئے اور ماں کو میرے پاس چھوڑ دیا۔ میں نے ایک پلاٹ خریدا تین مرلے کا۔ دو کمرے بنا کر رہائش اختیار کر لی۔ میرے دو بچے ہیں۔ امی اور بیگم ہے۔" وہ دوبارہ اسی انداز میں مسکرایا۔

"میں محنت کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ منہ اندھیرے کچرے کے ڈھیروں سے لوہا چنتا ہوں۔ پلاسٹک اٹھاتا ہوں۔ ایک سو پچاس روپے مل جاتے ہیں۔ کوشش ہوتی ہے کہ کوئی دیکھ نہ لے تاکہ سفید پوشی کا بھرم بھی رہ جائے۔

گھر میں کسی کو علم نہیں۔ میں سیر کے بہانے نکلتا ہوں۔ کام سے آنے کے بعد کھانا کھا کر پھر بسوں کے اڈے پر چلا جاتا ہوں۔ وہاں آٹھ بجے سے رات بارہ بجے تک بسوں کی صفائی کرتا ہوں۔ اس طرح اپنے بچوں کو تعلیم بھی دلوا رہا ہوں۔ ماں کا علاج کروا رہا ہوں اور بہنوں کو بھی کچھ دے رہا ہوں۔"

"تم بہت عظیم ہو۔" میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"نہیں نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں عظیم نہیں بلکہ کوشش کرتا ہوں کہ زندگی نے مجھے جو رول دیا ہے اسے عمدگی سے ادا کروں۔" وہ ایک بار پھر مسکرا دیا۔

"تم پڑھے لکھے ہو کوئی اچھی ملازمت کر سکتے ہو۔" میں نے تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں مگر دیکھئے میرے پاس کوئی ڈگری نہیں۔ یہاں تو بڑے بڑے ڈگریوں والوں کے حالات اچھے نہیں۔ مجھے میری تعلیم کے مطابق جو ملازمت ملے گی اس سے تو میرے گھر کا چولہا بھی نہیں جل سکتا۔ ان حالات میں مزدوری بہتر ہے۔ تاہم مزدوری کے ساتھ ساتھ میں نے فالتو کمائی کے لئے یہ طریقہ نکالا کہ صبح کی سیر کے ساتھ ساتھ مقناطیس کے ذریعے لوہا اکٹھا کرنے کا کام شروع کر دیا۔ اس سے مجھے چلتے پھرتے کچھ رقم مل جاتی ہے۔ آخر محنت میں برائی ہی کیا ہے۔ محنت کوئی عیب نہیں اور مجھے اپنی محنت مزدوری پر فخر ہے۔"

☆☆☆

ہری جھنڈی

پروفیسر عبدالحق

کھاریاں سٹی کے ریلوے اسٹیشن سے فاصلے پر ویران اور نیم پہاڑی علاقے میں آؤٹر سگنل پر مامور بوڑھے ریلوے ملازم سے میری ہر روز ملاقات ہوتی تھی۔ وہ اپنی بزرگانہ سالی کے باوجود ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اپنے طور سے سلام کرتا کہ میں شرمسار ہو جاتا اور ہر روز یہ عہد کرتا کہ کل سلام میں پہل کروں گا۔ لیکن اس ویرانے میں بھی خوبصورتی کا ایسا سحر ہے کہ میں کھو سا جاتا اور بس اسی وقت چونکتا جب یہ بوڑھا شخص "سلام جی بیگم" کہہ کر میری محویت کو توڑ دیتا۔

پچھلے دو ڈھائی سال سے میں ملازمت کے سلسلے میں یہاں مقیم تھا اور باقاعدہ یہاں سیر کے لئے آ رہا تھا۔ اس گہرے ویرانے میں یہ سحر آمیز منظر مجھے ہر روز ایک نئی سرمستی اور توانائی سے سرشار کرتا تھا۔ اس بوڑھے ریلوے ملازم کی عمر ساٹھ ستر سال کے لگ بھگ تھی۔ کھچڑی داڑھی، گھٹنے کرتے اور پاؤں سے بہت اوپر اٹھے ہوئے تہمد اور سر پہ صافہ باندھے یہ باوضع عمر رسیدہ شخص اس ماحول کا ایک حصہ تھا جسے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ انگریزوں کے وقت کے بنائے گئے چار ضرب چار مربع فٹ کے ایک کیبن نما برجی میں جس میں موسموں کی شدت، جنگلی جانوروں اور زہریلے سانپوں سے بچاؤ کا کوئی بندوبست نہ تھا، اس ملازم نے اسے معبد کا درجہ دے رکھا تھا۔ اس میں ایک بوسیدہ سی چٹائی پر بیٹھ کر وہ کسی گہری سوچ اور فکر میں ڈوبا آنے والی گاڑیوں کا انتظار کرتا اور جب اسٹیشن ماسٹر کی طرف سے الارم بجتا تو وہ اپنی سوچوں سمیت اس کیبن کو پرے پھینک دیتا اور سرعت سے چوکس ہو جاتا تھا۔ ایک پھرتی سے وہ اپنے اس کیبن نما ہٹ سے نکل اور باہر لگے سگنل پینڈل لیور سے تقریباً جھول جاتا۔

دور دور تک کے سگنل ڈاؤن کا اشارہ ہی کافی ہے جو گاڑی کو لائن کلیئر ہونے کی اطلاع دیتا ہے لیکن بوڑھا ملازم اپنے ہاتھ سے ہری جھنڈی لہرانا ضروری سمجھتا ہے۔ گاڑی اس کے قریب سے فراٹے بھرتی گزر جاتی ہے مگر وہ کمال سنجیدگی سے جھنڈی لہراتا رہتا ہے یوں جیسے گاڑی کو چلنے والی توانائی اور انجن ڈرائیور کا اعتماد اس ہری جھنڈی سے جڑا ہے۔ گاڑی گزر جانے کے بعد وہ اس ہری جھنڈی کو تہہ کرتا ہے اور ایک فاتح کی مانند چہرے پر سنجیدگی لئے اپنے ہٹ میں واپس آ جاتا ہے۔ شاید زیر لب وہ اس گاڑی کے مسافروں کی سلامتی کی دعا بھی کرتا ہو۔ ایک بار پھر سگنل کے لیور سے جھول جاتا ہے۔ تمام سگنل اپ ہو جاتے ہیں اور ایک بار پھر وہ کسی دوسری گاڑی کے انتظار میں سوچوں میں ڈوب جاتا ہے۔

شور اور ریلوے اسٹیشن سے دور ویرانے میں سگنل کو اپ اور ڈاؤن کرنے والا یہ ملازم میرے لئے ہمیشہ وجہ کشش رہا کہ کوئی اس کے کام کو توجہ دے یا نہ دے، اس کی ذمہ داری کو سراہے یا نہ سراہے وہ جس لگن سے کام کر رہا ہے میرا ایمان ہے کہ گاڑی کی بحفاظت روانگی، سلامتی کے ساتھ منزل آشنائی اور یہ تیز رفتاری اسی کی بدولت ہے۔ اس کی ہری جھنڈی میں مسافروں کا اعتماد اور بھروسہ لپٹا ہے۔ اس کی ملازمت انتہائی اہمیت اور ذمہ داری کی حامل ہونے کے باوجود اس کے دنوں کو اجالا اور شاموں کو نور نہیں دے سکی۔ سگنل کو اپ ڈاؤن کرتے ہوئے وہ بھی خواہشوں کے بھنور میں ڈوبتا ابھرتا ہے لیکن اسے نہ تو اظہار کا سلیقہ اور نہ ہی طاقت۔ بس اس ویرانے میں اس کی تنہائیوں کی رفیق وہ گاڑیاں ہیں جو اس کے پاس سے دھول اڑاتی ہوئی گزر جاتی ہیں۔ میں اسے دیکھتا ہوں اور سوچتا ہوں وہ کتنا اہم شخص ہے۔ اس کی بے نیازی پر مجھے رشک آتا ہے کہ وہ کسی سہولت کا تحفظ کا تقاضا نہیں کرتا اور جو میسر ہے اس پر مطمئن ہے۔ اسے سردیوں کی ٹھٹھرتی راتوں اور گرما کی جھلسا دینے والی دوپہروں کا قطعی خوف نہیں۔ کسی تہوار سے لطف اندوز ہونے اور عام انسانوں کی طرح آسائشیں اکٹھی کرنے کا اسے کوئی جنون نہیں۔ بس وہ مطمئن ہے۔ ہر گاڑی کے استقبال میں وہ تن کر کھڑا ہوتا ہے۔ وہ ضعیف ہے، کمزور ہے مگر اس کے کمزور ہاتھوں میں پکڑی ہری جھنڈی اتنی طاقتور ہے جو انجن ڈرائیور کو بھی دلیر بنا دیتی ہے اور وہ اس کے قریب سے یقین کی دولت لئے آگے بڑھ جاتا ہے۔

آج نئے سال کا پہلا دن ہے۔ وقت کی گاڑی ایک اسٹیشن کو عبور کر کے نئی منزل کی طرف رواں دواں ہے لیکن خوف اور بے اعتباری اس لئے دامن گیر ہے کہ کسی نے بھی ہاتھ میں ہری جھنڈی لہرا کر کوئی آشیرباد نہیں دی۔ ہر کوئی ہراساں ہے اور سبھی کو یہ غم کھائے جا رہا ہے کہ جانے اگلے موڑ پر کونسا حادثہ منتظر ہے۔ سبھی کی متلاشی نظریں ہری جھنڈی والے مسیحا کی تلاش میں ہیں۔ لوگ گردنیں اٹھا اٹھا کر اس ہری جھنڈی کے متلاشی ہیں جو اعتماد سے مالا مال کرتی ہے۔ یہ جھنڈی آخر کہاں ہے؟!!

یہ ہری جھنڈی آج بھی ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور ویرانے میں کھڑے اس بابے کی ہری جھنڈی سے زیادہ خوبصورت ہے کہ اس پر چاند ستارہ بھی ہے۔ آج یہ ہر بڑے آفیسر کے میز پر استادہ ہے لیکن ہم اسے تھامنا تو درکنار اس سے نظریں بھی نہیں ملاتے کیونکہ جانتے ہیں کہ اسے تھامنے کے لئے جس اعتماد اور پاکیزگی کی ضرورت ہے ہم اس سے عاری ہیں۔ یہ محض ہماری شان و شوکت اور سطوت کا ذریعہ ہے۔ ہم اسے تھامنے سے بچتے ہیں کیونکہ یہ فرض اور ذمہ داریوں کا احساس دلاتی ہے۔ ایسے میں مجھے ریلوے کا بابا یاد آ رہا ہے جو دن میں نجانے کتنی بار اس سبز جھنڈی کو لہراتا ہے اور اعتماد کی دولت بکھیرتا ہے۔ اگر عظمت اور بڑائی کا کوئی اعزاز کسی کی خدمت پر دیا جا سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف اسی بابا کا حق ہے۔ ہمارا 2010ء ہری جھنڈی لہرائے بغیر گزر گیا اسی لئے وسوسوں اور اندیشوں نے گھیر رکھا ہے۔ علاج موجود ہے مداوا ممکن ہے۔ سبھی اہل، سبھی افسران اپنی میزوں پر استادہ پرچم کو ہری جھنڈی کی مانند لہرائیں۔ اس سے ایسی نورانی شعاعیں پھوٹیں گی کہ کبھی اندھیرے نہ ہوں گے اور ہم بھی وہی سرشاری، سرمستی اور خوشی محسوس کریں گے کہ جس سے ویرانے میں کھڑا وہ ریلوے ملازم مالا مال ہے۔ 2011ء اعتماد کا تقاضا کرتا ہے۔ اس لئے یہ ہری جھنڈی کو لہرائیں۔

☆☆☆

کہانیاں مرتب کرتے وقت مقامات اور کرداروں کے نام تبدیل کر دیئے جاتے ہیں لہٰذا ان سے کسی قسم کی مطابقت محض اتفاق ہوگی۔ رومانی اور عشقیہ کہانیاں شائع نہیں کی جاتیں۔ کہانی کا مقصد اور سبق آموز ہونا چاہیے جس سے معاشرے کے کسی پہلو کی نشاندہی کی جائے۔ تحریر کاغذ کے ایک طرف اور صاف لکھ کر ارسال کیجئے۔ ناقابل اشاعت تحریریں واپس نہیں کی جائیں گی۔

(ادارہ)

دیس دیس کی باتیں

فیملی فیچر سروس

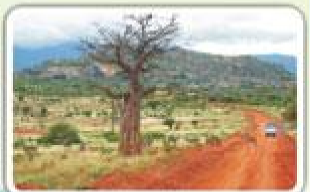

دولت اور غربت کا حامل براعظم

افریقہ

دنیا میں سب سے زیادہ ہیرے یہاں سے نکلتے ہیں

افریقہ دنیا کا دوسرا بڑا براعظم اور ایشیا کے بعد سب سے زیادہ آبادی والا خطہ ہے۔ اس کے شمال میں بحیرہ روم، مشرق میں بحرہ ہند اور مغرب میں بحر اوقیانوس واقع ہیں۔

نسلی تعصب کی وجہ سے افریقہ کئی سال تک خانہ جنگی کی حالت میں رہا ہے۔ افریقہ میں خوفناک جنگیں اور خانہ جنگیاں ہوئیں جن کی وجہ سے ماضی میں یہاں بہت زیادہ غربت اور معاشی ابتری تھی۔ اسی وجہ سے یہ دنیا کا غریب ترین براعظم کہلاتا ہے۔ خانہ جنگی ختم ہونے کے بعد اب یہاں کسی حد تک معاشی ترقی کی رفتار میں اہم پیش رفت ہوئی ہے۔ زیادہ تر لوگ افریقہ کی سیاحت صرف اس وجہ سے نہیں کرتے کیونکہ وہاں غربت بہت زیادہ ہے لیکن سیاح اس حقیقت سے ناواقف ہیں کہ افریقہ میں قدرت کے حسین اور دلفریب مناظر ہیں۔

افریقہ دلکش نظاروں، گھنے اور وسیع جنگلات، صحراؤں اور گہری وادیوں والا براعظم بھی سمجھا جاتا ہے۔ افریقہ میں کل 53 ممالک ہیں جن کے باسی کئی زبانیں بولتے ہیں۔ افریقہ کے شمالی اور جنوبی حصے نہایت خشک اور گرم ہیں۔ جن کا بیشتر حصہ صحراؤں پر پھیلا ہوا ہے۔ یہاں گھاس کے وسیع و عریض میدان بھی ہیں جو سوانا کہلاتے ہیں۔

افریقہ ہاتھیوں اور شیروں کی وجہ سے دنیا کا ایک مشہور براعظم ہے۔ یہاں نیشنل پارکوں میں شیر اور ہاتھی با آسانی چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ یہاں بیشتر آبادی دیہات میں رہتی ہے جبکہ چند بڑے شہر بھی ہیں جن میں قاہرہ قابل ذکر ہے جس کی آبادی تقریباً 65 لاکھ ہے اور براعظم کا سب سے بڑا شہر ہے۔ یہاں شرح پیدائش بہت زیادہ ہونے سے آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔

افریقہ معدنیات کی دولت سے مالا مال ہے یہاں پائی جانے والی معدنیات میں تیل، سونا، تانبا اور ہیرا خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ "کینے ما" ہیروں کی تجارت کے حوالے سے خاص شہرت حاصل ہے جبکہ سرالیون میں سب سے زیادہ سکول اور کالج بھی اسی شہر میں ہیں۔ اس شہر کو لکڑی کی صنعت کے حوالے سے بھی شہرت حاصل ہے۔ کینے ما کو دیکھنے کے بعد ہالی وڈ کی مشہور فلم "بلڈ ڈائمنڈ" کا منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہاں ہیرا بکثرت پایا جاتا ہے اس کے باوجود اس خطے کی معاشی حالت نہیں بدلتی۔

یوں تو افریقہ میں بہت خوبصورت ممالک ہیں لیکن ان سب میں "سرالیون" کو خاص مقبولیت حاصل ہے۔ اس ملک کی آبادی تقریباً 60 لاکھ ہے۔ یہاں سمندر کی مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ زیادہ تر سیاح افریقہ کے دوسرے ممالک کی بجائے "سرالیون" کی سیر کرنا پسند کرتے ہیں۔ افریقہ کے دوسرے ممالک کی نسبت "سرالیون" میں بارشیں بھی زیادہ ہوتی ہیں جس کی وجہ سے یہاں گھنے جنگلات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ سرالیون کے دارالحکومت کا نام فری ٹاؤن ہے جس کا خوبصورتی میں کوئی ثانی نہیں ہے۔ سیاح جب فری ٹاؤن پر قدم رکھتے ہیں تو انہیں شہر کے ہر کونے سمندر نظر آتا ہے اور قدم قدم پر خوبصورت ساحل دیکھنے کو ملتے ہیں۔

فری ٹاؤن کے بازاروں میں مردوں کی نسبت خواتین زیادہ اشیاء بیچتی نظر آتی ہیں۔ یہ خواتین کپڑے، روایتی زیورات اور سوونیئرز بہت ہی مناسب داموں پر فروخت کرتی ہیں۔ افریقی خواتین کے بارے میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ وہ مختلف اشیاء فروخت کرتے ہوئے زیادہ منافع نہیں کماتیں بلکہ بہت کم قیمت پر سیاحوں کو چیزیں فروخت کرتی ہیں شاید اس ملک میں غربت بہت زیادہ ہے اسی وجہ سے ہر کسی کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اسے کم سے کم منافع کے عوض بھی پیسہ مل جائے۔

فری ٹاؤن کی سب سے مشہور چیز یہاں فروخت ہونے والی لکڑی کے روایتی افریقی ماسک ہیں۔ یہاں آنے والے سیاح یہ ماسک بہت شوق سے خریدتے ہیں بلکہ سیاح سب سے پہلے ماسک ہی خریدتے ہیں۔ لیکن فری ٹاؤن میں سب سے زیادہ خطرناک بات یہاں جرائم کی شرح کا بہت زیادہ ہونا ہے۔ یہاں مقامی لوگوں کے علاوہ سیاحوں کو بھی اپنی چیزوں کی بہت زیادہ حفاظت کرنا پڑتی ہے۔ فری ٹاؤن میں ڈاکو راہ چلتے لوگوں کو لوٹنے کے علاوہ انہیں قتل بھی کر دیتے ہیں جبکہ یہاں گھروں میں ڈاکے، کار چوری، جیب تراشی اور موبائل چوری کرنا معمول ہے۔ افریقہ میں سیاحوں کیلئے ایک مثبت سرگرمی یہ ہے کہ یہاں شکار کرنے پر پابندی عائد نہیں ہے۔ اس لیے زیادہ تر سیاح مقامی لوگوں کے ساتھ کئی کئی دن جنگلوں میں ہی گزارتے ہیں۔ وسیع و عریض میدانوں میں لوگ جنگلی بھینسوں کے علاوہ ہرن کا شکار کرتے ہیں۔ یہاں ربڑ اور کیلا وسیع رقبے پر کاشت کیا جاتا ہے جبکہ مشرقی افریقہ چائے اور کافی کی کاشت کے حوالے سے شہرت رکھتا ہے۔

53 ممالک پر مشتمل اس براعظم کا بیشتر حصہ صحراؤں پر مشتمل ہے

سرالیون کے جنگلات میں چمپینزی اور کئی نسلوں کے بندر بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ اقسام کے بندر اور بارہ سنگھا افریقہ میں ہی پائے جاتے ہیں جبکہ یہاں سرالیون کے دریاؤں پر دریائی گھوڑوں، مگرمچھوں، سمندری گائیوں کا قبضہ ہے جبکہ کچھ نایاب نسل کی مچھلیاں بھی یہاں دریاؤں میں پائی جاتی ہیں۔ فری ٹاؤن کے بعد بو اور کینے ما سرالیون کے خوبصورت شہر ہیں۔

☆☆☆☆☆

☆ افریقہ دلکش نظاروں، گھنے و وسیع جنگلات، صحراؤں اور گہری وادیوں والا براعظم سمجھا جاتا ہے

☆ جرائم کی شرح زیادہ ہونے کی وجہ سے سیاحوں کو حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے

فیملی فیچر سروس

تہواروں کے رسیا لوگوں کی سرزمین

جزیرہ بالی

یہاں 155 دنوں میں سو سے زائد تہوار منائے جاتے ہیں

دنیا میں کئی جزیرے ایسے بھی ہیں جہاں روزمرہ کے کاموں کی بجائے تہواروں کو زیادہ اہمیت حاصل ہے یہاں ہر روز ہی رنگا رنگ تقاریب منعقد ہوتی ہیں۔ انڈونیشیا کا جزیرہ بالی بھی ایک ایسی ہی جگہ ہے جہاں نصف سال لوگ انتظامی امور انجام دیتے اور آدھا سال تفریحی سرگرمیوں میں گزار دیتے ہیں۔

یوں تو انڈونیشیا کا ہر جزیرہ ہی کسی نہ کسی وجہ سے مشہور ہے لیکن 17500 جزائر میں جزیرہ "بالی" کی بات ہی کچھ اور ہے۔ اس جزیرے پر اتنی زیادہ تعداد میں سیاحتی مقامات ہیں کہ ان سب کی سیر کرنے کے لئے بالی میں ایک ماہ قیام کرنا ضروری ہے۔

بالی میں سب دلچسپ چیز وہاں ہر دن کسی نہ کسی تہوار کا منعقد ہونا ہے۔ بالی کی سیر کے دوران اگر آپ بالی کے لوگوں کو آپس میں گفتگو کرتے ہوئے سنیں تو آپ حیران ہوں گے کہ وہ اکثر ایک دوسرے کو یہ کہتے ہیں "چھوڑو کام تو ہوتے رہتے ہیں پہلے تھوڑی سی تفریح کر لیں"۔

بالی میں ہر دن ہی چھٹی کا دن اور تفریح سے بھرپور نظر آتا ہے۔ وہاں لوگ کام تھوڑا کرتے ہیں اور تہواروں میں زیادہ شوق سے حصہ لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہاں سال کے 360 دنوں میں صرف 210 دن کام ہوتا اور بچ جانے والے دنوں میں دو سو سے زیادہ تہوار منائے جاتے ہیں۔

بالی انڈونیشیا کا ایک ایسا جزیرہ ہے جس کے تین اطراف پانی میں کھڑے "مینگروو" کے جنگلات ہیں جو قدرتی حسن تو ہے ہی لیکن اس سے بھی بڑھ کر تازہ آکسیجن مہیا کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ یہ جنگلات بالی کی خوبصورتی کو اور بڑھا دیتے ہیں انڈونیشیا ایک ایسے خطے میں واقع ہے جہاں زلزلے اور سونامی کے خطرات رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہاں پانی میں جنگلات لگائے جاتے ہیں تاکہ سونامی کے دوران کم سے کم نقصان ہو۔ 2004ء میں آنے والے سونامی میں ان جنگلات نے بڑے پیمانے پر ہونے والے نقصان کم کرنے میں بھی کردار ادا کیا تھا۔

جزیرے کی مکمل سیاحت کے لئے یہاں کم از کم ایک ماہ قیام کرنا ضروری ہے

جزیرہ بالی ایک ایسے حصے پر واقع ہے جہاں پہاڑ سبزے سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہاں شاندار وادیاں اور چمکتی ہوئی جھیلیں، چمکتی ہوئی ریت کے ساحل اور سمندر کا نیلا پانی سیاحوں کو ایک عجیب خوشی فراہم کرتا ہے۔ بالی کے قریب "کوٹا" ایک بہت حسین تفریحی مقام ہے یہاں چاروں طرف ہری بھری چوٹیاں نظر آتی ہیں۔ ان کے درمیان کھڑے ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کسی نے سبز رنگ چوٹیوں پر کر دیا ہے۔ اگر چوٹیوں پر چڑھ کر نیچے وادی کا نظارہ کیا جائے تو سفید پانی کی ندیاں نظر آتی ہیں جن کے دونوں اطراف سایہ دار لمبے پام کے درخت کھڑے ہیں۔

یوں تو بالی میں کئی فصلیں کاشت کی جاتی ہیں لیکن یہاں کی اہم ترین فصل چاول ہے۔ اس جزیرے کے اکثر حصوں میں چاول کی فصل جب تیار ہو جاتی ہے تو ان کھیتوں میں بطخوں کی ریس کا انعقاد ہوتا ہے لوگوں کا یقین ہے خدا نے انہیں اس سال بھی بہت زیادہ فصل سے نوازا ہے لہٰذا وہ اس کی کٹائی کا آغاز ان کھیتوں میں بطخوں کی ریس لگا کر کرتے ہیں۔

فیملی فیچر سروس

کیوی کا دیس

نیوزی لینڈ

ثقافت اور سائنس کا بہترین امتزاج ہے

نیوزی لینڈ قدرتی مناظر سے مالا مال حسین ملک ہے۔ سب سے خوبصورت چیز یہاں جان جوکھوں میں ڈال کر کھیلے جانے والے کھیل ہیں جس میں سیاح بھی بھرپور حصہ لیتے ہیں۔

نیوزی لینڈ جنوبی بحرالکاہل میں ایک آزاد ریاست ہے جو دو مرکزی جزیروں جنوبی اور شمالی جزیروں سے مل کر وجود میں آتی ہے ویسے نیوزی لینڈ میں بے شمار چھوٹے چھوٹے جزیرے موجود ہیں۔ اس ملک کی کل آبادی 40 لاکھ ہے۔

قدرتی مناظر سے مالا مال ہونے کے علاوہ یہ ملک اپنے ورثے اور ثقافت کے حوالے سے بھی منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ نیوزی لینڈ جدید ایجادات کے حوالے سے بھی دنیا میں مشہور ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا مواصلاتی نظام دنیا میں جدید ترین نظام ہے۔ یہاں ٹی وی چینلز کی تعداد کسی بھی ترقی یافتہ ممالک کی نسبت زیادہ ہے۔ خوبصورت، قدرتی مناظر کی وجہ سے یہاں ہالی وڈ کی اکثر فلموں اور ڈراموں کی عکس بندی بھی ہوتی ہے۔ یہاں شہر کے ساحل گھنے جنگلات، برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں اور جھیلوں سے بھرے رہتے ہیں۔ نیوزی لینڈ کی سیر کرتے ہوئے یہاں منفرد فن تعمیر اور بہت خوبصورت لوگ نظر آتے ہیں۔

نیوزی لینڈ کا خوبصورت علاقہ اس کا شمالی جزیرہ ہے جو ملک کے نمایاں اور مشہور شہروں پر مشتمل ہے جبکہ جنوبی جزیرہ سیر و تفریح اور خطرناک کھیلوں کے حوالے سے مشہور ہے۔ اس جزیرے میں تمام اس طرح کے کھیل کھیلے جاتے ہیں جن کے لئے بہت زیادہ ہمت اور حوصلہ درکار ہوتا ہے۔

ملک کی سب سے اہم بات یہاں کا جدید ٹرانسپورٹ کا نظام ہے جو پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ یہاں صاف ستھری، کھلی اور خاموش سڑکیں ہیں۔ ہوائی سفر کے علاوہ ٹرین کا سفر بھی بہت آرام دہ ہے۔ یہاں دنیا کے خوبصورت پودے اور جانور بھی پائے جاتے ہیں۔ کیوی نیوزی لینڈ کا مشہور ترین جانور ہے جو مختلف مقامات پر نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ سیل، ڈولفن اور وہیل مچھلیاں بھی یہاں پائی جاتی ہیں۔ نیوزی لینڈ پرتکلف اور لذیذ کھانوں کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔

اپریل سے اگست تک یہاں وہیل مچھلیاں پانی کی سطح پر عام دکھائی دیتی ہیں

اس ملک کا فخر یہاں کے عجائب گھروں اور آرٹ گیلریوں میں چھپا ہوا ہے۔ نیوزی لینڈ کی تاریخ تقریباً ایک ہزار سال پرانی ہے۔ یہاں سب سے پہلے 1642 میں لوگ آباد ہونا شروع ہوئے۔ یہ یورپ کا ایک صاف ستھرا اور سیاحوں کا پسندیدہ ترین ملک ہے۔ آک لینڈ کی سیر کرتے ہوئے یہاں بے شمار ساحلوں کے علاوہ نیلے پہاڑی سلسلے بھی نظر آتے ہیں۔ جنوبی جزیرہ سیاحوں کے لئے پرلطف سرگرمیوں کے لئے بہت مشہور ہے۔

"بنجی جمپ" کے لئے نیوزی لینڈ کا مشہور شہر آک لینڈ مشہور ترین جگہ ہے۔ "بنجی جمپ" ایسی چھلانگ ہوتی ہے جو بہت بلند پہاڑی چوٹی سے لگائی جاتی ہے۔ اس میں چھلانگ لگانے والے کی دونوں ٹانگوں کو ربڑ کی لمبی بیلٹ باندھ دی جاتی ہے اور وہ پہاڑ کی چوٹی سے چھلانگ لگانے کے بعد سیدھا دریا میں گرتا محسوس ہوتا ہے۔ چھلانگ تقریباً دو ہزار فٹ کی بلندی سے لگائی جاتی ہے۔ یہاں بنجی جمپنگ کے لئے بہت سے بہترین پوائنٹ بنائے گئے ہیں۔

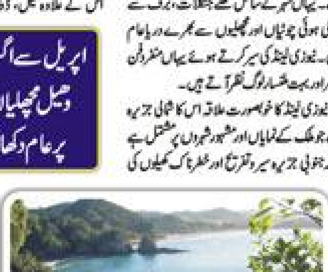

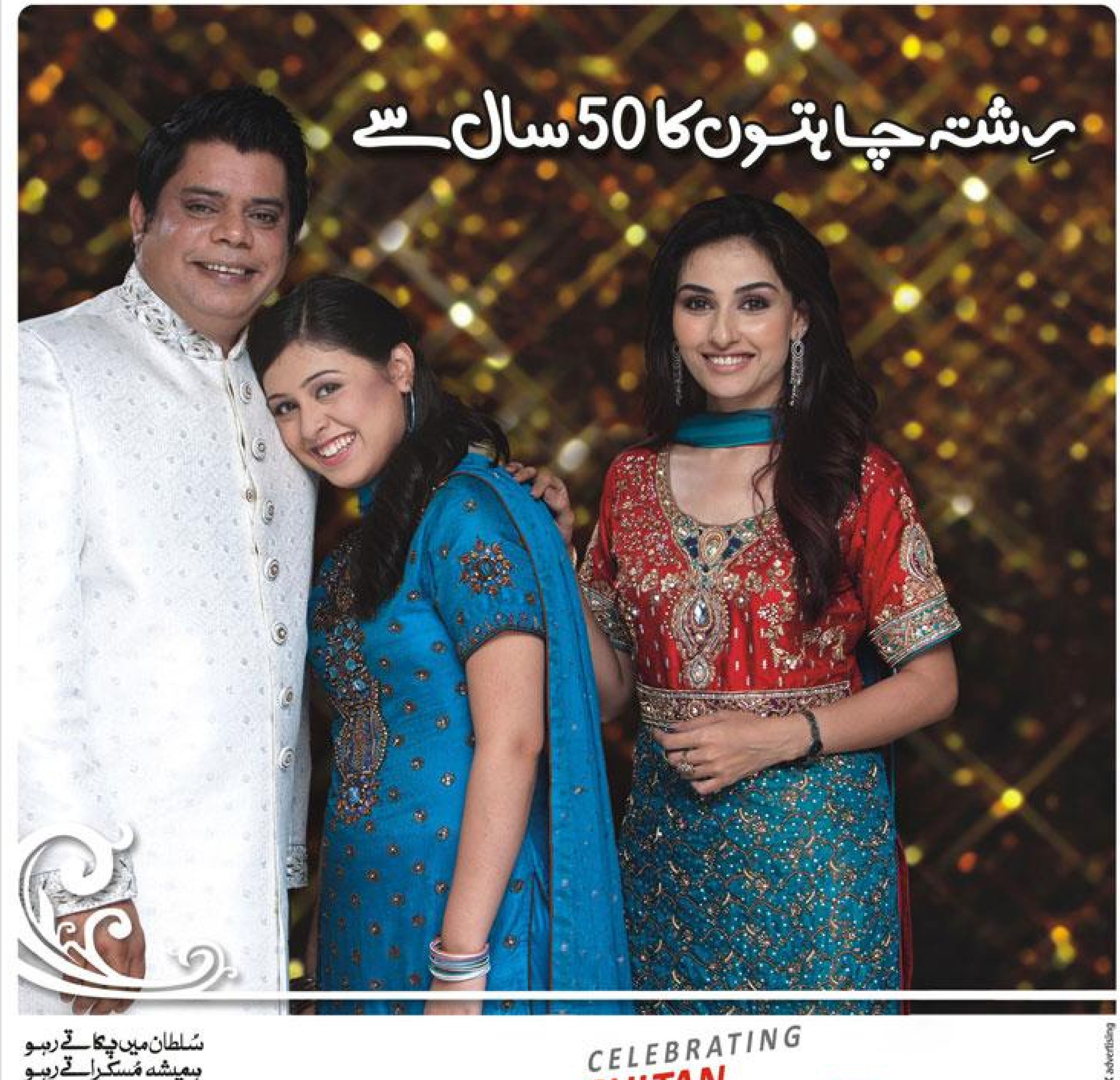
رشتہ چاہتوں کا 50 سال سے
سلطان میں پکاتے رہو
ہمیشہ مسکراتے رہو
CELEBRATING
SULTAN
50
Years of Excellence
THE KING OF BANASPATI
Sultan
BANASPATI
سلطان
PSQCA
ask advertising
AL-HILAL INDUSTRIES (Pvt) Ltd.
Sultan Nagar, Vehari Road, Multan. Toll Free: 0800-HILAL
Al-Hilal

فرزانہ چوہدری

ہیروئین بننے کا "خواب پورا ہو گیا"

صبا حسین

0321-9447521

”ہیروئین بننے کا خواب پورا ہو گیا“

صبا حسین

GOLDENGIRL®
COSMETICS
گولڈن گرل
پیچ
کریم بلیچ
چہرے، بازوؤں اور جسم کے ناپسندیدہ بالوں کو
جلد سے ہم آہنگ کرے... منٹوں میں !
وٹامن سی سے بھرپور پیچ یعنی آڑو دنیا بھر میں پھلوں کی ملکہ کے
طور پر جانا جاتا ہے۔ یہ اینٹی آکسیڈنٹ، وٹامن اے اور فائٹو کیمیکل
کا قدرتی ذریعہ ہے جو کہ صحت مند جلد کیلئے نہایت ضروری ہیں۔
پیچ بلیچ کریم زائد بالوں کو موثر طور پر بلیچ کرتی ہے
جبکہ فائٹو کیمیکل آپکی جلد کو گورا کرتا ہے۔
Soft touch
Peach
Creme Bleach
Fruitfully bleaches unwanted hair and whitens skin
GOLDENGIRL
COSMETICS
Fruity, Glowing & Fair
In this package
Peach
Creme Bleach
GOLDENGIRL®
COSMETICS
ROYAL AD.COM

جیولری ڈیزائن کرنے میں خواتین کی نبض شناس ہوں

منفرد جیولری ڈیزائنر کرن ایمان

فیملی میگزین رپورٹ

زیورات خواتین کی کمزوری سمجھے جاتے ہیں۔ خواتین ہر دور میں نئے نئے ڈیزائنوں میں دلچسپی ظاہر کرتی رہی ہیں۔ زیورات کے ڈیزائنرز مختلف ڈیزائن متعارف کروا کر بے پناہ شہرت کما چکے ہیں۔ ان میں ایک نام معروف جیولری ڈیزائنر کرن ایمان کا بھی ہے۔ اس شعبے میں وہ ایک منفرد نام بن چکی ہیں۔ صاحب ذوق لوگوں میں ان کی ڈیزائن کردہ نایاب جیولری بے حد مقبول ہے۔ یہ جیولری حیرت انگیز حد تک عمدگی سے ڈیزائن کی گئی ہے۔ اس کو دیکھنے والا کوئی بھی شخص اس کی تعریف کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کرن فائن جیولری کے نام سے وہ اپنی تخلیق کردہ جیولری کی نمائش بھی کر چکی ہے۔ زیورات ڈیزائن کرنے کیلئے خواتین کی نبض شناس کی حیثیت سے بھی مشہور ہیں۔ ان کی تخلیقی صلاحیتوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ 2009ء میں بہترین جیولری ڈیزائن کرنے پر انہیں "نسوینا وومن آف سٹرنگتھ ایوارڈ" سے نوازا گیا۔ "ریوائیوڈ" کے نام سے 2007ء میں "سٹی گولڈ سٹائل ایوارڈ" کی تقریب میں بھی اپنی ڈیزائن کردہ تخلیقات کی نمائش کر چکی ہیں۔ خدیجہ ملک حسن جیسی باصلاحیت دوست کے اشتراک سے بھی کئی منصوبے چلا رہی ہیں جن میں 2007ء کا مثل وائرز کمپنی کا منصوبہ بھی شامل ہے۔ یہ کمپنی ترقی کر کے آج ایک تناور درخت مثل وائرز، مثل وائرز پروڈکشن، مثل وائرز ٹیلی اور پرزے چھپنے والے اداروں پر مشتمل ہے۔ یہاں کرن ایمان کے حوالے سے دلچسپ معلومات قارئین کیلئے پیش کی جا رہی ہیں۔

کرن ایمان کہتی ہیں "میری ڈیزائن کردہ جیولری کا فلسفہ کوئی خاص نہیں ہے بلکہ سونے کو ڈھال کر اپنی مرضی کے زیورات بنانا میرا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ اب یہ شوق ایک کاروباری رجحان کی شکل میں ڈھل چکا ہے۔ جیولری کے حوالے سے میری کوئی خاص ترجیحات بھی نہیں ہیں۔ سونے کو مختلف سانچوں میں ڈھال کر مجھے دلی خوشی ہوتی ہے۔ زندگی سے لطف اندوز ہونے کا میرا اپنا الگ ہی انداز ہے۔ ہر حال میں خوش رہتی ہوں۔ ہر طرح کی صورتحال سے نمٹنے کیلئے ہر وقت تیار رہتی ہوں۔ میری زندگی میں اونچ نیچ کوئی معنی نہیں رکھتی۔"

کرن کہتی ہیں

"مجھے ایسے لوگوں سے سخت الجھن ہوتی ہے جو اپنی ذات کو خود ہی مذاق کا نشانہ بنا لیتے ہیں۔ وہ کہتی ہیں "میں ہمیشہ زندگی کے روشن پہلوؤں پر نظر رکھتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی تلقین کرتی ہوں۔ غلط باتوں کو نہ تو برداشت کرتی ہوں اور نہ ہی ایسے لوگوں سے کوئی تعلق رکھنا چاہتی ہوں۔ اپنی ذات کی بجائے دوسروں میں کیڑے نکالنے والوں سے سخت نفرت ہے۔"

کرن ماضی اور مستقبل کی بجائے حال میں رہنے کو ترجیح دیتی ہیں ان کا کہنا ہے کہ انسان کو اپنے حال کو بہتر بنانے پر توجہ دینی چاہئے۔"

وہ مطالعہ کو بے حد پسند کرتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں "مجھے کتابیں پڑھنے کی بے حد شوقین ہوں۔ جہاں سے بھی ملیں ان کا مطالعہ ضرور کرتی ہوں۔ آخری کتاب "40 رولز آف لو بائی ایلف شفق" پڑھی ہے۔ تخلیقی سوچ ہر وقت میرے ذہن میں چھائی رہتی ہیں۔"

کرن کو شوخ رنگ کے لباس زیادہ پسند ہیں۔ وہ کہتی ہیں "شوخ رنگ کی تھیلیاں میرے تخیل کو جلا بخشتی ہیں۔ میری قیمتی چیز الماری کے بجائے میری انگلی میں پائی جاتی ہے۔ کھانوں میں کوئی خاص پسند نہیں۔ کبھی کبھار فیملی کے ساتھ ہوٹل میں جانا بہت اچھا لگتا ہے۔ چاقو اور کانٹے کا کھانے میں باقاعدہ استعمال کرتی ہوں۔ مجھے گھنگریالے بال شروع ہی سے پسند ہیں۔"

بہترین جیولری ڈیزائنر کا "نسوینا آف سٹرنگتھ" ایوارڈ جیت چکی ہوں

کرن اپنی صلاحیتوں کو انسانی خدمت کے لئے پیش کرنا چاہتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں

"دہشت گردی نے ہمارے ہاں مایوسی کو جنم دیا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ ایک ایسی شخصیت کے طور پر یاد رکھی جاؤں جو قوم کی سوچ بدلنے میں کامیاب رہی۔ دوسروں کی طرف دیکھنے کی عادت نے بحیثیت قوم ہمیں سخت نقصان پہنچایا ہے۔ ہمیں خود پر اعتماد کرنا اور اپنے وسائل پر زندہ رہنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ ورنہ قوموں کی زندگی میں ہم بہت پیچھے رہ جائیں گے۔"

ان کا کہنا ہے کہ "میں پاکستانی کہلوانے کو سب سے بڑا اعزاز سمجھتی ہوں۔ البتہ مجھے سیاست میں ذرا بھی دلچسپی نہیں۔ اگر مجھے وزیراعظم بننے کی پیش کش کی جائے تو ہرگز قبول نہیں کروں گی۔ ہمارے ہاں سیاست کو ایک کاروبار بنا لیا گیا ہے۔ ایسی جمہوریت کا کیا فائدہ جس میں لوگوں کے مصائب مزید بڑھ جائیں۔ زندگی جہد مسلسل اور سیکھنے کا نام ہے۔ وہی قومیں اور افراد ترقی کے زینے پر آگے بڑھتی ہیں جو مسلسل جدوجہد پر یقین رکھتی ہیں۔ ہر انسان کو اچھی باتیں سیکھنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہنا چاہئے۔ ایسی چیزیں جس سے دوسروں کو نقصان پہنچے کا احتمال ہو دور رہتی ہوں۔ زندگی میں ایک یادگار سفر کرنا چاہتی ہوں جسے ایک تجربے کے طور پر یاد رکھ سکوں۔ امن کی علمبردار ہوں اور دنیا کو ایک ایسی جگہ دیکھنا چاہتی ہوں جہاں تمام لوگ ایک دوسرے سے محبت کریں اور نفرت کو ہمیشہ کیلئے دفن کر دیں۔"

"ریوائیوڈ" کے نام سے سٹی گولڈ سٹائل ایوارڈ کی تقریب میں اپنی ڈیزائن کردہ جیولری کی نمائش کر چکی ہوں

"چینڈ روز"

پٹھان لڑکیوں کا قدیمی اور روایتی کھیل

شوکت رحمان خٹک

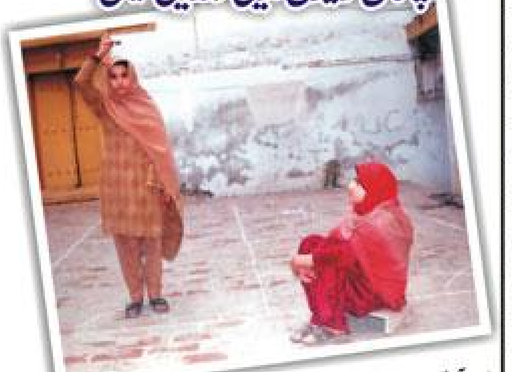

وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ جہاں رہن سہن میں تبدیلی آتی ہے وہیں روایتی کھیلوں کی جگہ بھی نئے کھیل لے لیتے ہیں۔ لیکن کچھ کھیل ایسے ہوتے ہیں جنہیں ان کی اصل شکل میں ہی پسند کیا جاتا ہے۔ چینڈ روز بھی ایک ایسا ہی کھیل ہے جو بہت عرصہ پہلے افغانستان سے ہو کر پاکستان آیا۔ برصغیر میں یہ کھیل بہت پسند کیا جاتا ہے۔

"چینڈ روز" لڑکیوں کا مرغوب کھیل ہے۔ اس کے لئے گھر کا صحن استعمال ہوتا ہے۔ اس کھیل میں دو لڑکیوں سے زیادہ لڑکیاں بھی حصہ لے سکتی ہیں مگر وہ کھیل اپنے اپنے نمبروں پر کھیلیں گی۔ "چینڈ روز" ایک قسم کا ورزشی کھیل ہے یہ کھیل بہت آسان طریقے سے کھیلا جاتا ہے۔ "چینڈ روز" کھیلنے کے دو انداز ہیں ایک طریقہ پرانا اور ایک نیا۔ پرانا کھیل مشہور اور آسان ہے۔ پرانے طریقے میں چاک سے فرش پر سات خانے بنائے جاتے ہیں اور درمیان میں چاک سے لکیر بنائی جاتی ہے سات خانے ایک طرف سات خانے دوسری جانب بنائے جاتے ہیں۔ یہ کھیل پالش کی خالی ڈبی یا کسی چوکور یا گول پتھر سے کھیلا جاتا ہے۔ ٹاس کے ذریعے جیتنے والی لڑکی ان خانوں سے باہر کھڑی ہو کر پہلے خانے میں ڈبی پھینک دیتی ہے۔ یہی کھلاڑی ایک پاؤں سے اس ڈبی کو آگے کھسکاتی ہے۔ وہ ساتویں خانے میں پہنچ کر دونوں پاؤں ٹیک کر کھڑی ہو کر آرام کر سکتی ہے ساتھ والا دوسرے خانے میں چوٹی (X) کا نشان ہوتا ہے۔ ظاہر ہے ان خانوں میں آرام کرنے کے بعد اس کھلاڑی لڑکی کی واپسی بھی ایک ٹانگ سے ہوتی ہے۔ اگر مطلوبہ خانوں کو بغیر کوئی غلطی کئے واپسی پر دوسری بار وہ دوسرے خانے میں ڈبی کو پھینک دے تو سمجھئے اس لڑکی نے ایک خانہ عبور کر لیا ہے۔ اگر کھلاڑی "چینڈ روز" کھیل کے خانے کے باہر ڈبی لکیر پر آ جائے تو وہ آؤٹ کر دی جاتی ہے۔

اس کھیل میں احتیاط بہت ضروری ہے اگر لڑکی تمام مدارج طے کر کے چوٹی والے خانے میں کامیابی سے پہنچ جائے تو چوٹی والے خانہ کو "بادشاہ کے گھر" کا نام دیا گیا ہے۔ کھلاڑی لڑکی آنکھیں بند کر کے بادشاہ کے گھر کے علاوہ دیگر خانوں میں ڈبی پھینکتی ہے۔ تین بار کامیاب ہونے کے بعد جس خانے کو جیت جاتی ہے وہ اس خانے میں دو قدم رکھ کر آرام کر سکتی ہے۔

مخالف لڑکی جب کھیلے گی تو پہلے جیتنے والی لڑکی کے خانہ کو چھلانگ مار کر عبور کرے گی اور اس بات کی احتیاط ضروری ہے کہ اس کی جوتی کی نوک یا ڈبی لکیر پر نہ ہو ورنہ اسے آؤٹ قرار دیا جائے گا۔

کھیل کو دلچسپ بنانے کے لئے ایک موقع پر آنکھیں بند کرنے کا مرحلہ بھی آتا ہے

جدید چینڈ روز میں لڑکی ایک ساتھ اسے مشکل ترین کھیل بنا دیا گیا ہے جو ہر لڑکی نہیں کھیل سکتی۔ سکول اور کالج کی لڑکیوں اور خاص طور پر پہاڑی علاقوں کی لڑکیوں میں جدید کھیل مقبول ہو رہا ہے۔ اس کھیل میں چاک سے بنائی ہوئی لکیروں سے ڈبی یا جوتوں کے نوک ذرا سی بھی چھو جائے تو اسے آؤٹ قرار دیا جاتا ہے۔ ایک موقع پر سزا کے طور پر آنکھیں بند کر کے کھیل کھیلا جاتا ہے۔ پرانا کھیل چینڈ روز جدید کھیل سے زیادہ مقبول ہے۔ اکثر پٹھان لڑکیوں نے اس روایت کو برقرار رکھا ہے اور شوق سے اس کھیل کو جاری رکھا ہے۔

بڑی عمر میں شادی

خواتین جوان نظر آنے کیلئے بیوٹی پارلر جانے لگیں

فیملی فیچر سروس

نئے نئے فیشن بیوٹی بزنس کی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔ آج کے دور میں تو حسن اور خوبصورتی کے حوالے سے ہر عمر کی خواتین ہی فکرمند نظر آتی ہیں۔

بھارت میں بیوٹی پارلرز کا بزنس آج کل درمیانی عمر کی خواتین کی بدولت چمک رہا ہے۔ بھارت ایک ایسا ملک ہے کہ جہاں ذات پات کو بہت ترجیح دی جاتی ہے۔ خواتین کے حقوق تو فقط کہنے کی باتیں ہیں۔ یہاں کم عمر بچیوں کو بھی شادی کے بندھن میں باندھ دیا جاتا ہے۔ دوسری طرف بھارتی خواتین کی ایک بڑی تعداد گھریلو حالات، معاشی بدحالی اور چھوت چھات کے نظام کے باعث ازدواجی زندگی کے سکھ سے محروم ہے۔ یہ وہ خواتین ہیں جو اپنے گھر کے اخراجات پورے کرنے کے لئے ملازمت کرنے پر مجبور ہیں۔ حالات کی ستم ظریفی نے انہیں وقت پر جیون ساتھی کے انتخاب کا موقع بھی نہیں دیا۔ یہ خواتین بھارتی معاشرے کے لئے ایک المیہ ہیں جن بیوٹی پارلرز ان کی بدولت ہی چل رہے ہیں۔ بھارتی بیوٹی پارلرز میں آنے والی خواتین میں زیادہ تعداد ان خواتین کی ہے جن کی عمریں 30 سال سے زائد ہیں اور وہ اپنے چہرے کی جلد کو تروتازہ بنانے کی کوشش کر رہی ہیں۔

خواتین جلد کی تازگی بحال کروانے اور زائد چربی سے چھٹکارے کے لئے بیوٹی کلینکس کا رخ کرتی ہیں

بیوٹیشنز کا کہنا ہے کہ خوبصورتی چہرے کی جلد کے اندر چھپی ہوتی ہے تیس اور چالیس سال سے زائد عمر کی خواتین کے چہرے کی تازگی ختم ہونے کی آخری حد پر پہنچ جاتی ہے۔ جب اس عمر کی خواتین کو یہ خوشخبری ملتی ہے کہ آئندہ چند مہینوں میں ان کی شادی ہو جائے گی تو جوان نظر آنے کے لئے باقاعدگی سے بیوٹی کلینکس کا رخ کرتی ہیں۔ یہ خواتین صرف چہرے کی تروتازگی کو ہی بحال نہیں کرواتیں بلکہ ان بیوٹی کلینکس سے اپنے جسم کی زائد چربی کو بھی کم کرواتی ہیں۔

دہلی کے ایک معروف بیوٹی کلینک کی مالک وندانا چترا تھ جو ماہر امراض جلد اور کاسمٹولوجسٹ بھی ہیں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتاتی ہیں کہ "بھارت میں زیادہ تر لڑکی کی شادی 20 یا 22 سال کی عمر میں ہو جاتی ہیں لیکن اس سے زیادہ تعداد ایسی خواتین کی ہے جو تیس سال کی عمر کو پہنچنے والی ہوتی ہیں لیکن اس کے ساتھ یہ رجحان بھی بہت فروغ پا رہا ہے کہ 40 سال سے زائد عمر کی شادی شدہ خواتین کو طلاق دینے کی شرح میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ ہر لڑکی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی شادی کے دن زیادہ سے زیادہ خوبصورت لگے۔ ہمارے پاس ایسی بہت سی خواتین آتی ہیں جن کا رشتہ 35 سال یا اس سے زیادہ عمر میں طے پاتا ہے۔ ان خواتین کے چہرے کی تازگی بحال کرنے کے لئے ہم ان کے چہرے پر کافی ہلکا میک اپ کرتے ہیں تاکہ شادی کے دن ان کا چہرہ کھلا کھلا نظر آئے۔ ان خواتین کے مقابلے میں 20 یا 25 سال کی عمر کی لڑکی کے چہرے پر زیادہ محنت کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ اس کی جلد میں قدرتی طور پر نمی اور چمک ہوتی ہے۔"

گزشتہ تین برسوں میں تیس سال سے زائد عمر کے لڑکے لڑکیوں کی شادی کی شرح زیادہ رہی

بنگلور شہر میں 35 سال سے زائد عمر کی لڑکیوں کا اپنے چہرے کی تازگی بحال کروانے کا رواج کافی فروغ پا رہا ہے۔ بنگلور میں بیوٹی کلینک میں کام کرنے والی ڈرماٹولوجسٹ ڈاکٹر کوتیرا راٹھور کا کہنا ہے کہ ماضی کی نسبت گزشتہ تین سالوں میں تیس سال سے زیادہ عمر کے لڑکے لڑکیوں کی شادی کی شرح زیادہ رہی ہے۔ زیادہ تر خواتین اپنے چہرے کی جلد کو دوبارہ جوان کرنا چاہتی ہیں لیکن ہر خاتون کی جلد دوسری سے مختلف ہوتی ہے اس لئے ہر ایک خاتون کی جلد پر مختلف طریقوں سے میک اپ کے عمل کو دہرایا جاتا ہے۔ اپنے آپ کو جوان ظاہر کرنے کا سب سے بہتر طریقہ جسم کی فاضل چربی کو کم کروانا ہے۔ لیکن زیادہ تروتازہ نظر آنے جس کی وجہ سے ان خواتین کا میڈیکل فیشل کیا جاتا ہے اور ایسی خواتین جن کے جسم کی ساخت بے ڈھنگی ہو چکی ہوتی ہے۔

بڑھتی عمر کے ساتھ خواتین کے چہروں پر جھریاں بھی پڑنا شروع ہو جاتی ہیں اور جلد پھٹ جاتی ہے جلد کو واپس اصل شکل میں لانے کے لئے دو سے تین ہفتوں تک ان کے چہرے پر ایک مخصوص قسم کا آمیزہ لگایا جاتا ہے جس سے چہرے کی جلد دوبارہ ملائم ہو جاتی ہے اور جھریاں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔

☆☆☆☆

"سوال یہ ہے؟" کے لئے ہمارا اگلا موضوع ہے

"کیا آپ نصاب تعلیم سے مطمئن ہیں؟" اور کس قسم کی تبدیلی چاہتے ہیں"

ہمارا پتہ ہے: سوال یہ ہے؟ فیملی میگزین، 23 کوئینز روڈ۔ لاہور

فیملی کچن

مٹن درباری

میریٹنیشن کے اجزا: بکرے کی ران کا گوشت ایک کلو' نمک حسبِ ذائقہ' سرخ مرچ ایک کھانے کا چمچ' رائی ایک کھانے کا چمچ' تیز پات ایک عدد' خشخاش دو کھانے کے چمچ' دار چینی دو انچ کا ٹکڑا' ثابت سرخ مرچ دو سے چار عدد' لونگ چار عدد' سیاہ مرچ دس عدد' بڑی الائچی دو عدد۔

گریوی کے لیے: پیاز (باریک کٹی ہوئی) ایک عدد' ادرک (چوپ) ایک انچ کا ٹکڑا' ٹماٹو پیوری ایک کھانے کا چمچ' ہرا دھنیا (چوپ) دو کھانے کے چمچ' ہری مرچیں (لمبائی میں کٹی ہوئی) دو عدد' لہسن کے جوئے (چوپ) تین سے چار عدد' پانی تین پیالی' نمک حسبِ ذائقہ' گھی تین کھانے کے چمچ۔

ترکیب: گوشت سے چکنائی صاف کر کے دو انچ کے کیوبز کاٹ لیں۔ میرینیشن کے تمام مصالحے گرائنڈ کر کے پیسٹ بنالیں اور گوشت پر اچھی طرح لگا دیں۔ چار سے چھ گھنٹوں کیلئے فریج میں رکھ دیں۔

دیگچی میں گھی گرم کر کے پیاز ڈال کر نرم ہونے تک فرائی کریں۔ لہسن ڈال کر مزید تین منٹ فرائی کریں' گوشت شامل کریں اور گوشت براؤن ہونے تک چمچ چلاتے رہیں' پانی ڈال کر گوشت گلنے تک پکائیں۔ گوشت گل جائے تو ٹماٹو پیوری' نمک' ہری مرچیں اور ہرا دھنیا ڈال دیں۔ آنچ ہلکی کر کے تین سے چار منٹ تک پکنے دیں۔

گلاب جامن

اجزاء: خشک دودھ ایک پیالی' میدہ آدھی پیالی' بیکنگ سوڈا آدھا چائے کا چمچ' مکھن دو کھانے کے چمچ' دودھ حسبِ ضرورت۔

شیرے کے لیے: شکر دو پیالی' پانی ایک پیالی' کوکنگ آئل تلنے کیلئے۔

ترکیب: بڑے پیالے میں سوکھا دودھ' میدہ اور مکھن ملا کر دودھ سے قدرے سخت گوندھ لیں۔ پھر اس کو اٹھارہ سے بیس حصوں میں مساوی تقسیم کر کے بالز بنائیں' بالز بنانے کیلئے ہاتھ کی ہتھیلیاں استعمال کریں۔ ان بالز کو گیلے کپڑے سے ڈھک کر رکھ دیں۔

کڑاہی میں کوکنگ آئل تیز آنچ پر گرم کریں۔ دو منٹ بعد آنچ درمیانی کر دیں' احتیاط سے ایک ایک کر کے کڑاہی کے کناروں سے بالز آئل میں ڈالیں۔ یہ کڑاہی کے پیندے میں بیٹھ جائیں گی۔ انہیں چمچ سے نہ ہلائیں ورنہ بکھر جائیں گی۔ موٹے کپڑے سے دونوں طرف سے کڑاہی پکڑ کر ہلکے ہلکے ہلائیں تاکہ بالز پلٹ جائیں اور ٹوٹنے نہ پائیں۔ تقریباً پانچ منٹ بعد بالز آئل کی سطح پر آ جائیں گے۔ اگر کوکنگ آئل کا درجہ حرارت ٹھیک ہو گا تو گلاب جامن آہستہ آہستہ سطح پر آتی جائیں گی۔ یہ چاروں طرف سے ہلکی براؤن ہونی چاہئیں۔

ایک چوڑے منہ کی دیگچی میں ایک پیالی پانی' دو پیالی شکر' چار سے پانچ عدد الائچی اور چٹکی بھر زعفران ڈال کر پانچ سے دس منٹ پکائیں۔ اب اس شیرے کو بڑے پیالے میں نکال لیں' کڑاہی سے گلاب جامن نکال کر براہ راست شیرے میں ڈالیں۔

پیاز کی پکوڑیاں

اجزاء: میدہ دو پیالی' گھی ایک چوتھائی پیالی۔ پیاز (چوپ) دو پیالی' کلونجی ایک چائے کا چمچ' سونف دو چائے کے چمچ' تیز پات دو عدد' ہری مرچیں (چوپ) آدھا چائے کا چمچ' بیسن دو کھانے کے چمچ' پسا ہوا دھنیا دو چائے کے چمچ' سرخ مرچ دو چائے کے چمچ' پسا ہوا گرم مصالحہ ایک چائے کا چمچ' ہرا دھنیا (باریک کٹا ہوا) تین کھانے کے چمچ' نمک حسبِ ذائقہ' کوکنگ آئل حسبِ ضرورت۔

ترکیب: بڑے پیالے میں میدہ' گھی اور نمک ملا کر پانی سے قدرے نرم آٹا گوندھ لیں' ململ کے کپڑے سے ڈھک کر رکھ دیں۔ اب فرائنگ پین میں دو کھانے کے چمچ کوکنگ آئل گرم کریں' کلونجی' سونف' تیز پات' ہری مرچیں اور پیاز ڈال کر پیاز سنہری ہونے تک فرائی کریں۔ بیسن' پسا ہوا دھنیا' سرخ مرچ' گرم مصالحہ اور نمک بھی شامل کر لیں۔ دو سے تین منٹ بھونیں پھر ہرا دھنیا بھی ملا دیں۔ فلنگ میں سے تیز پات نکال لیں' پھر ٹھنڈا ہونے دیں۔

آٹے کے پیڑے بنا کر ہر پیڑے کے درمیان میں ایک کھانے کا چمچ فلنگ رکھ کر ہاتھ سے چپٹی کچوریاں بنا لیں۔

کڑاہی میں کوکنگ آئل گرم کر کے کچوریوں کو ڈیپ فرائی کریں۔ چمچ سے آئل کچوریوں کے اوپر ڈالتے جائیں اس طرح یہ پھول جاتی ہیں۔

ملائی کوفتہ

کوفتے کے اجزاء: آلو دو سو پچاس گرام' مٹر دو سو پچاس گرام' گاجر دو سو پچاس گرام' بند گوبھی آدھی پیالی' ہری مرچیں (چوپ) دو سے تین عدد' شکر ایک چوتھائی چائے کا چمچ' پسا ہوا دھنیا ایک چائے کا چمچ' پسا ہوا زیرہ ایک چائے کا چمچ' سرخ مرچ ایک چائے کا چمچ' پسی ہوئی الائچی آدھا چائے کا چمچ' نمک حسبِ ذائقہ' کوکنگ آئل تلنے کیلئے۔

نوٹ: چاول بند کر کے کوفتے ڈالیں۔

ترکیب: آلو گاجر مٹر اور گوبھی کو دھو کر چھیل کر کاٹ لیں علیحدہ علیحدہ ابال لیں۔ گوبھی کو ایک ابال دے کر دیگچی میں ڈال دیں۔

سبزیاں ٹھنڈی ہو جائیں تو انہیں میش کر لیں' کوفتوں کے تمام اجزاء میش سبزیوں میں ملا کر کوفتے بنالیں۔

کڑاہی میں کوکنگ آئل گرم کر کے سبزیوں کے کوفتے ڈیپ فرائی کر لیں۔

گریوی کیلئے پیاز' لہسن' ادرک اور خشخاش کو بلینڈ کر لیں۔

تین کھانے کے چمچ کوکنگ آئل دیگچی میں ڈال کر گرم کریں اور بلینڈ کیا ہوا آمیزہ ڈال کر مصالحے سے آئل الگ ہونے تک بھونیں۔ ٹماٹو پیوری شامل کریں۔ سرخ مرچ' نمک' دھنیا' گرم مصالحہ اور زیرہ بھی ملا دیں۔ گریوی گاڑھی ہو جائے تو آدھا کپ پانی شامل کر کے درمیانی آنچ پر مصالحہ بھونتے جائیں۔

مصالحہ اچھی طرح بھن جائے تو بیضوی ڈش میں ڈال کر کوفتے بھی ڈال دیں۔ اوپر سے فریش کریم ڈال دیں۔

گریوی کے اجزاء: پیاز (چوپ) دو عدد درمیانی' لہسن (چوپ) آدھا چائے کا چمچ' ادرک (چوپ) آدھا چائے کا چمچ' ٹماٹو پیوری آدھی پیالی' نمک حسبِ ذائقہ' سرخ مرچ ایک چائے کا چمچ' چلغوزے (کٹی ہوئی) آدھی پیالی' فریش کریم آدھی پیالی' پسا ہوا گرم مصالحہ آدھا چائے کا چمچ' پسا ہوا دھنیا آدھا چائے کا چمچ' زیرہ (بھون کر کوٹ لیں) آدھا چائے کا چمچ' خشخاش دو چائے کے چمچ۔

پریزنٹیشن: سٹیم رائس کے ساتھ پیش کریں۔

مولی کے پراٹھے

اجزاء: مولی 1000 گرام' آٹا 250 گرام' میدہ 250 گرام' نمک' سرخ مرچ حسبِ ضرورت' ہرا دھنیا' گھی حسبِ ضرورت۔

ترکیب: مولی کو کدوکش کر لیں اور گھی کو کڑکڑا کر اس میں نمک' سرخ مرچ ڈال دیں اور ساتھ ہی کدوکش کی ہوئی مولی ڈال دیں۔ تھوڑا بھون کر دم پر لگا دیں اور دم پر گل جانے دیں۔ گل جانے پر خشک کر کے اتار لیں اور ٹھنڈا ہونے پر ہرا دھنیا باریک کاٹ کر اس میں ملا دیں۔ اب آٹا اور میدہ ملا کر گوندھ لیں۔ اس میں آدھ چمچ نمک ملا دیں اور چھوٹے چھوٹے پیڑے بنا کر آلو کے پراٹھے کی طرح اس کے بھی پراٹھے بنالیں۔ بہت ہی مزیدار پراٹھے بنیں گے۔

چاول پکانے کے طریقے

☆نئے چاول پکانا مشکل ہوتے ہیں۔ اگر چاول بھگوتے ہوئے ان میں اچھی طرح نمک ملا دیں پھر دھو لیں تو وہ پرانے چاولوں کی طرح پکیں گے۔

☆کسی بھی قسم کے چاول ابالتے وقت ایک کھانے کا چمچ سفید سرکہ ڈال دیں' چاول نکھرے نکلیں گے۔ چاول ابالتے وقت ایک انگلی کی پور کے برابر کے اوپر پانی ہونا چاہئے۔

☆پلاؤ میں اگر زیادہ دم لگ جانے کی وجہ سے چاول سخت ہو جائیں یا کچے رہ جائیں تو اس میں دودھ یا پانی کا چھینٹا دیجئے اگر اس میں ذرا سا نمک بھی گھول لیا جائے تو بہتر ہوگا۔

☆چاول اگر دم پر جل جائیں اور ذرا سی بو آنے لگے تو چار ڈبل روٹی کے ٹکڑے چاولوں کے اوپر پھیلا کر رکھ دیں۔ تھوڑا سا دودھ ڈال دیں۔ پانچ منٹ کے لئے مزید دم پر رکھ دیں۔ جلنے کی بو ختم ہو جائے گی۔

☆زردہ پکانے کیلئے لکڑی کا چمچ استعمال کریں' سٹیل کے چمچے سے چاول ٹوٹ جاتے ہیں۔

☆☆☆

بچے جماہی پر ردعمل نہیں کرتے

نائمہ حیدر (کوئٹہ)

اسے انسان کی عادت کہئے یا نفسیاتی ردعمل' کہ وہ اپنے سامنے والے کے رد اعمال سے متاثر ضرور ہوتا ہے آپ کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہیں ان میں سے کوئی اپنی آنکھ میں خارش کرنے لگے گا تو آپ مشاہدہ کریں گے کہ دوسرے حتیٰ کہ خود آپ بھی آنکھ میں خارش کرنے لگیں گے' کوئی ایک کان صاف کرنا شروع کرے تو باقی بھی اپنے اپنے کان میں خارش محسوس کرنے لگیں گے۔ حد تو یہ کہ اگر کوئی ایک جماہی لے گا تو باقی لوگوں کو بھی جماہی آنے لگے گی۔ ان باتوں کو آپ دوستوں کے ساتھ بیٹھے بیٹھے آزما سکتے ہیں۔ لیکن بچے ایسے نفسیاتی رد اعمال سے پاک ہوتے ہیں۔ چھوٹے بچے صرف ان حرکات پر ردعمل دیتے ہیں جو حقیقتاً انہیں متاثر کرتے ہیں۔ جیسے خوشنما چیز دیکھ کر ہنسنا' تکلیف' بھوک' پیاس' صفائی کی طرف توجہ دلانے کیلئے رونا' نیند آنے پر جماہی لینا.....!

جماہی لینے کے حوالے سے چھ ماہ سے دو برس

کے بچوں پر تجربہ کیا گیا۔ یہ تحقیق دو مرحلوں پر مشتمل تھی۔ پہلے مرحلے میں خواتین سے کہا گیا کہ وہ ریکارڈ رکھیں کہ ان کے بچے کس وقت اور کتنی بار جماہی لیتے ہیں۔ پتا چلا کہ یہ بچے جاگنے کے بعد یا پھر دودھ پینے کے بعد جماہی لیتے ہیں۔ اوسطاً ہر بچہ دن میں صرف دو بار جماہی لیتا ہے جبکہ بالغ افراد دن میں 7 سے 9 بار جماہی لیتے ہیں۔ خواتین نے بتایا کہ اگر بچوں کے سامنے جماہی لی جائے تو وہ اس کے ردعمل کے طور پر جماہی نہیں لیتے۔

دوسرے مرحلے میں دو سال کی عمر کے 22 بچوں کے کردار کا مشاہدہ کیا گیا۔ انہیں کچھ ویڈیوز دکھائی گئیں جن میں کچھ لوگوں کو جماہی لیتے دکھایا گیا۔ 22 میں سے صرف تین بچوں نے ان کی تقلید میں جماہی لی۔ ماہرین نے ثابت کیا ہے کہ 5 سال کی عمر تک کے بچوں میں دوسروں کو جماہی لیتے دیکھ کر جماہی لینے کا رجحان نہیں ہوتا۔ لیکن 12 سال کی عمر کے بچے اس ردعمل کا مظاہرہ اسی قدر کرتے ہیں جس قدر بالغ افراد کرتے ہیں۔ یعنی یہ ردعمل تین سے چھ سال کی عمر کے درمیان سیکھتے ہیں۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ جماہی لینے کا تعلق انسان کے ڈی این اے سے ہوتا ہے۔ یہ قدیم انسانی ردعمل ہے جو معاشرتی اور نفسیاتی اعتبار سے بہت ضروری بھی ہے۔ جب جماہی لی جاتی ہے تو ٹھنڈی ہوا اندر جاتی ہے جو چہرے میں خون کے بہاؤ میں تبدیلی لاتی ہے۔ دماغ کو تازہ کرتی ہے اور جسم میں چستی بحال ہو جاتی ہے۔

سسرال کے جھگڑے

بہو کس طرح سسرال والوں کا دل جیت سکتی ہے؟

مسز یوسف (لاہور)

اختلافات تو ہر گھر میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن بہو کے سسرال والوں کے ساتھ اختلافات' ناچاقی' نفرت اور عداوت کا سبب بنتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ جھگڑے میاں بیوی کے درمیان بھی دراڑ ڈال دیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس حوالے سے جائزہ پیش ہے۔

سسرال میں آنے کے بعد لڑکی کو نیا ماحول ملتا ہے۔ شادی سے پہلے رشتہ داروں میں ہی کیوں نہ ہو مگر گھر کے طور طریقے اور گھر والوں کی عادات مختلف ہوتی ہیں۔ سسرال میں بہو کا عمر بھر رہنا ہوتا ہے اس لئے اسے اس ماحول سے مطابقت بھی اختیار کرنا پڑتی ہے۔ اس کوشش میں بھی تو اسے سسرال والوں کی طرف سے رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کبھی اس کی اپنی ضد آڑے آ جاتی ہے جو اختلافات اور جھگڑوں کی بنیاد بنتی ہیں۔

بہو کا سب سے زیادہ اختلاف ساس اور نند سے ہوتا ہے۔ ساس چونکہ گھر کی بڑی ہوتی ہے اس لئے وہ توقع کرتی ہے کہ بہو اس کا کہا مانے۔ بہو اپنی سوچ اور ذوق کے اعتبار سے کام کرنے کی کوشش کرتی ہے اس لئے اسے ساس کی مداخلت بری لگتی ہے۔ کبھی یہ مرحلہ بہو ساس کی خوشی اور آرام کے لئے ہی کوئی کام کرتی ہے لیکن ساس اسے اپنے طریقے کے برخلاف ہونے کی بناء پر ٹوک دیتی ہے۔ بہو کی دل آزاری ہوتی ہے اور یوں رنجشیں جنم لیتی ہیں۔

ساس عمر کے اس حصے میں ہوتی ہے جہاں عادات کو بدلنا مشکل ہوتا ہے۔ اور پھر ساس کی ہدایات بھی بامقصد ہوتی ہیں اس لئے بہو کو مصلحت سے کام لینا چاہئے۔ اسے ساس کی بات ماننی چاہئے اور اپنا موقف پیار سے سمجھانا چاہئے۔ ساس کو بھی خیال رکھنا چاہئے کہ بہو ابھی نئی ہے۔ آہستہ آہستہ گھر کے کام کی عادی ہو جائے گی۔ خدمت اگر شروع میں ہی زور پکڑ لے تو رنجشیں تمام عمر قائم رہتی ہیں۔ اس لئے ابتداء میں ہی اختلافات کو درگزر کرنا چاہئے۔

بہو کا دوسرا جھگڑا نندوں سے ہوتا ہے۔ کبھی نند کو اس بات سے نفسیاتی طور پر صدمہ پہنچتا ہے کہ اس کا بھائی اب اُس کا خیال نہیں رکھتا اور کبھی بھابی کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کا شوہر اپنی بہن کی بات کو زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ یہ غلط فہمیاں اس حد تک بڑھ جاتی ہیں کہ دونوں ہی خواتین ایک دوسرے سے بدظن ہو جاتی ہیں۔ خواتین کو چاہئے کہ اپنے ذہن کو کشادہ رکھنے کی بجائے ہر رشتے کی اہمیت کا اعتراف کریں۔

سسرال والوں سے بہو کے جھگڑے کی بڑی وجہ یہ ہوتا ہے۔ بیوی چاہتی ہے کہ شوہر کی تمام کمائی اس کے ہاتھ میں ہو۔ شوہر اگر اپنی کمائی سے کچھ رقم گھر والوں کو دیتا ہے تو یہ اس کا فرض ہے۔ اس پر بیوی کو ناراض نہیں ہونا چاہئے۔ بیوی کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا بچہ تا خاطر خواہ رقم گھر والوں کو دے یہ بہتر ہے لیکن اس کی ماں باپ بہن بھائی یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بیوی پر زیادہ خرچ کرتا ہے۔ یہ بلاوجہ کی غلط فہمی دلوں میں دوریاں بڑھا دیتی ہیں۔

بہو کو چاہئے کہ اپنے سسرال والوں کا احترام کرے' ادب سے گفتگو کرے' ضد اور بحث سے پرہیز کرے تو جواب میں اُسے بھی عزت اور احترام ملے گا۔

خالہ سے پوچھیے!

پیاری خالہ! میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری ایک کیلی کی شادی قریباً ڈیڑھ سال پہلے ہوئے ہے اور اس کے بعد سے اس نے مجھ سے رابطہ ختم ہی کر دیا۔ یہ میری بہت اچھی کیلی ہوا کرتی تھی۔ ہم نے چار سال ساتھ گزارے۔ ہم ایک دوسرے کے بہت قریب تھیں۔ پڑھائی، فیشن، گھر، کوکنگ ہر بات ایک دوسرے سے شیئر کرتیں، ہر کام میں ایک دوسرے کا مشورہ لیتیں۔ ملاقات کے باوجود دن میں آٹھ دس ایس ایم ایس ایک دوسرے کو ضرور کیا کرتیں۔ کالج ختم ہونے کے بعد گھر آنا جانا رہا۔ لیکن اب صورتحال یہ ہے کہ میں اسے فون کرتی ہوں تو وہ جلدی بات ختم کر دیتی ہے۔ ایس ایم ایس کے جواب بھی کبھی کبھار ہی دیتی ہے۔ اب اس کا ایک بیٹا بھی ہے، چار مہینے کا ہے میں اس کے گھر جاتی ہوں تو وہ کھانا پکانے اور بچے کی دیکھ بھال میں اتنی مصروف ہوتی ہے کہ مجھے ٹائم ہی نہیں دے پاتی۔ میں اس کے رویئے سے بہت پریشان ہوں اور بہت صدمہ پہنچا ہے۔ میں خود کو بہت اکیلا محسوس کرنے لگی ہوں۔ اس سے پہلے بھی میری ایک کیلی نے ایسا ہی کیا تھا۔ یہ ایف اے کی بات ہے۔ اس کی شادی ہو گئی تو اس نے فون کرنا بند کر دیا۔ میں نے اسے ایک دو بار شرمندہ بھی کیا مگر اس نے ہنس کر مجھے ٹال دیا۔ میں نے اس سے رابطہ ہی ختم کر لیا۔ خیر اس وقت تو میں پڑھائی میں مصروف تھی لیکن اب تو پڑھائی بھی ختم ہو گئی۔ خالہ! ایک دوست کو تو اس طرح کی بے رخی نہیں کرنی چاہیے ناں۔۔۔!

(ثنا)

ثنا بھانجی!

تم حساس بہت زیادہ ہو۔ رشتوں میں جہاں ملکیت کا عنصر آ جائے وہاں مسائل بھی شروع ہو جاتے ہیں۔ تم اپنی کیلی پر ملکیت جتا رہی ہو۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ زندگی میں رشتے نبھانے کیلئے رشتوں کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اب تمہاری کیلی کی زندگی میں بڑی تبدیلی آئی ہے۔ اس پر شوہر اور بچے کی ذمہ داری ہے جو ایک عورت کیلئے ہر دوسری ذمہ داری سے زیادہ اہم ہوتی ہے۔ ذرا سوچو! تمہاری والدہ نے نہ صرف اپنی سہیلیوں بلکہ اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں پر اپنی اولاد اور شوہر کو ترجیح دی، تم لوگوں کی اچھی دیکھ بھال کیلئے اپنے آرام تک کا خیال نہ کیا، تمہاری تعلیم، اچھے کھانے، اچھے لباس کے لئے اپنا وقت وقف کر دیا۔ آج اسی دور سے تمہاری وہ کیلی گزر رہی ہے اور کل کو تم پر بھی یہی ذمہ داریاں آنے والی ہیں اس لئے اپنی پیاری کیلی کی طرف سے دل برا نہ کرو، اس سے شکوے کر کے تم اس کو بھی پریشان کرو گی۔ یاد رکھو کہ اچھی اور مخلص دوستی رابطے کی محتاج نہیں ہوتی۔ تم لوگ دور رہ کر بھی ہمیشہ قریبی سہیلیاں ہی رہو گی۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ تمہارے امی، ابو اپنے کچھ دوستوں سہیلیوں اور دور دراز کے عزیز رشتہ داروں کا تذکرہ بہت اچھے انداز میں کرتے ہیں اور انہیں یاد کر کے خوش ہوتے ہیں۔ یہ خوشگوار یادیں ان لوگوں کیلئے محبت کا ثبوت ہے۔ بالکل اسی طرح تمہاری کیلی بھی تم سے محبت کرتی ہے لیکن اپنی نئی ذمہ داریوں کی وجہ سے وقت نہیں نکال پاتی۔ مجھے امید ہے کہ تم میری بات سمجھ گئی ہوگی۔ دل چھوٹا کرنے کی بجائے اپنے آپ کو با مقصد سرگرمیوں میں مصروف رکھو۔ شادی کے بعد لڑکی کے معمولات بدل جاتے ہیں اب وہ ہر وقت تم سے باتیں تو کر نہیں سکتی۔ اس لئے تم بھی اس سے رابطے کرنے میں جلد بازی نہ کرو۔

گرتے بالوں کی حفاظت

خواتین کے گرتے ہوئے بال بہت پریشانی کا باعث بنتے ہیں اس لئے وہ گرتے بالوں کو روکنے کے لئے طرح طرح کے جتن کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔ داخلی بیماریاں، ادویات کا ردعمل اور غذائی عدم توازن جیسے کچھ عمومی اسباب ہیں جو بالوں کے گرنے کا سبب ہیں۔ داخلی بیماریوں میں ہارمونز یا غدودوں کی بے قاعدگی بالوں کے مسائل کی جڑ ہے۔ تھائی رائیڈ گلینڈز کی غیر معمولی کارکردگی بھی بالوں کے گرنے کی وجہ ہوتی ہے۔ زندگی میں مختلف ادوار میں جب ہارمونز کی تبدیلی آتی ہے تو بال جھڑنے لگتے ہیں اور بالوں کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ زچگی کے کچھ ماہ بعد خواتین کے بال بھاری تعداد میں جھڑ جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ بالوں کی حفاظت وقت سے پہلے ہی کر لی جائے تاکہ بالوں کی خوبصورتی اور دلکشی برقرار رہے۔

خواتین کو چاہیے کہ وہ بالوں کو ضرورت سے زیادہ کس کر نہ باندھیں اور ہر وقت بالوں کو کھلا رکھنا بھی بالوں کیلئے نقصان دہ ہے۔ بہت زیادہ گرم ماحول میں بالوں کو زیادہ دیر رکھنے سے بھی بالوں کی خوبصورتی خراب ہوتی ہے۔ بالوں میں ہیئر ڈرائر کا مسلسل استعمال بھی بالوں کو نقصان کی طرف لے جاتا ہے۔ بالوں کے ساتھ کرخت طرز عمل، خصوصاً جب انہیں کھینچا اور پھیلایا جائے تو بالوں کی بہت بڑی تعداد ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہے۔

ہر بال کی اپنی ایک عمر ہوتی ہے جب اس کی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور یہ گر جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا بال لے لیتا ہے جب گرنے کی مقدار سے بال اگنے کی مقدار سے بڑھ جائے تو عموی چھدرا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ ضروری ہے کہ بالوں کی صحت بحال کی جائے تاکہ گرتے بال اگنے کی شرح کم نہ ہو جائے یا گرتے بال اگنے کا عمل متاثر نہ ہو۔

(ربیعہ علی، کراچی)

موئثر ورزش کیسے ممکن ہے؟

نوشین ارشد

خواتین وزن بڑھنے سے جلد پریشان ہو جاتی ہیں اور یہ کوشش بھی ہوتی ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے وزن کم کیا جائے۔ اس مقصد کیلئے وہ ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر کھانے پینے کا پرہیز بہت زیادہ کرنے لگتی ہیں، جس کے نتیجے میں صحت کے مسائل کا بھی سامنا ہوتا ہے۔ مناسب رہنمائی نہ ملنے کی وجہ سے بیمار بھی ہو سکتی ہیں۔ پرہیز بلاشبہ موٹاپے سے بچاؤ کیلئے ضروری ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ کھانا پینا بالکل چھوڑ دیا جائے۔ موٹاپے کو کنٹرول کرنے کیلئے چہل قدمی اور ورزش بھی ضروری ہے مگر خواتین یہ شکایت کرتی ہیں کہ ورزش کے مثبت نتائج سامنے نہیں آ رہے۔ اس شکایت کی ذمہ دار بھی خواتین خود ہی ہوتی ہیں۔ ورزش کے کچھ اصول ہوتے ہیں جن پر عمل کے بغیر مثبت نتائج حاصل نہیں ہو سکتے۔ چلئے دیکھتے ہیں کہ آپ غلطی کہاں کر جاتی ہیں:

☆۔۔۔ سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ ورزش کے نتائج فوری طور پر سامنے نہیں آتے بلکہ انسانی جسم کی حالت کے اعتبار سے وقت لگتا ہے۔ اکثر سلمنگ سنٹرز کے اشتہاروں میں لکھا ہوتا ہے کہ پندرہ دن میں دس پاؤنڈ وزن کم کریں۔ یہ فقط شہرت کیلئے لکھا جاتا ہے اور پڑھنے والا یقین کر لیتا ہے کہ ایسا ممکن ہے۔ خواتین ایسے متاثر کن جملوں سے غلط فہمی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ورزش شروع کرنے کے ساتھ ہی ذہن میں پندرہ دن کا ٹارگٹ بنا لیتی ہیں اور یوں ساری توجہ اس بات پر ہوتی ہے کہ وزن کتنا کم ہوا۔ ورزش میں یکسوئی نہیں رہتی اور چند دن میں ہی تھک کر ورزش چھوڑ دیتی ہیں کہ کوئی اثر ہی نہیں ہوا۔ ضروری یہ ہے کہ ورزش کو جاری رکھا جائے۔ کسی اور سے مقابلہ کرنے کی بجائے باقاعدگی قائم رکھی جائے۔ مطلوبہ نتائج کا حصول دو سے تین ماہ میں ممکن ہو سکتا ہے۔

☆۔۔۔ ایک اور اہم بات یہ کہ اکثر خواتین ورزش میں جلد بازی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ وہ اس طرح کہ پہلے ہی دن زیادہ سے زیادہ جوش و خروش دکھاتی ہیں۔ ورزش کے لئے مناسب وقت نہیں نکالتیں بلکہ مختصر دورانیے میں ساری ورزشیں کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ یہ جلد بازی جسم کو تھکا تو دیتی ہے لیکن مطلوبہ نتائج نہیں دیتی۔ ورزش کا مطلب جسم کو تھکا دینا ہرگز نہیں ہوتا۔ ماہرین ہر مرحلے کے بعد کچھ وقفہ اور سانس لینے کی ورزش کے ذریعے جسم کو آسودہ کرنے کا مشورہ بھی دیتے ہیں۔ ابتداء میں زیادہ ورزش کرنے کے نتیجے میں جسم میں درد کی شکایت ہوتی ہے۔ کوشش کریں کہ ورزش کی ابتداء ہلکی پھلکی ہو اور بتدریج اس کا دورانیہ بڑھایا جائے۔

☆۔۔۔ آپ جس قسم کی جسمانی بناوٹ چاہتی ہیں اس کے اعتبار سے ورزش کریں۔ اکثر خواتین دوسروں کی نقل میں ورزش کرتی ہیں اور پھر شکایت کرتی ہیں کہ اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ پہلے یہ دیکھیں کہ جسم کا کون سا حصہ فربہ (موٹا) ہے۔ اسی اعتبار سے ورزش بھی کریں۔

☆۔۔۔ اپنے سامنے ورزش کا مقصد ضرور رکھیں۔ مثلاً آپ پیٹ کم کرنا چاہتی ہیں، کولھوں کی چربی کم کرنی ہے، چہرے، گردن، بازو یا ٹانگوں کے فربہ ہونے سے پریشان ہیں۔ جب تک آپ کو ورزش کا مقصد نہیں معلوم ہوگا ورزش کے نتائج کو سمجھ نہیں سکیں گی۔

☆۔۔۔ ورزش میں باقاعدگی رکھیں۔ روزانہ ورزش کریں۔ ورزش کا دورانیہ بھی کبھار تو کم ہو جائے لیکن اسے کم کرنے کا معمول نہ بنائیں۔

بُندے اور بالیاں......

خواتین کی کمزوری

بندے اور بالیاں زیورات کا اہم جزو ہوتے ہیں۔ خواتین عمر کے مختلف ادوار میں مختلف قسم کے بندے اور بالیاں پسند کرتی ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب شادی شدہ خواتین صرف سونے کے زیورات ہی پہنا کرتی تھیں۔ اب تو سبھی خواتین اور لڑکیاں آرٹیفیشل زیورات کو ترجیح دینے لگی ہیں۔

بات ہو رہی تھی بندوں اور بالیوں کی، رواج بدلنے کے باوجود عمر کے مطابق بندوں اور بالیوں کے انتخاب کی عادت نہیں بدلی۔ عمر رسیدہ خواتین بڑے بڑے بندوں اور بالیوں کا بندے پہننے سے ہچکچاتی ہیں۔ نوجوان لڑکیوں میں بڑے بندوں اور بالیوں کا فیشن ہر دور میں ہی رہا ہے کیونکہ عمر ہی چونکہ شوخ مزاجی کی ہوتی ہے۔ اس لئے لمبے لمبے ایئر رنگز اچھے بھی لگتے ہیں۔ درمیانی سائز کے بندے اور بالیاں ہر عمر کی خواتین کو پسند ہیں۔ مختلف رنگوں کے پتھر جڑے بندوں کو کپڑوں کے ساتھ میچ کر کے پہنا جاتا ہے۔ پہلے تو یہ فیشن تھا کہ بالیوں یا بندوں کے ساتھ نیکلس یا ہار ضرور پہنا جاتا تھا لیکن اب یہ رواج ختم ہو گیا ہے۔

بندوں اور بالیوں کے انتخاب کے حوالے سے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ گردن کی ساخت اور بالوں کے سائز اور سٹائل کے اعتبار سے ہی مختلف قسم کے بندے اور بالیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ بال اگر بہت چھوٹے ہوں (جیسے بوائے کٹ) تو لمبے بندے اور بالیاں نہ جچتی ہیں۔ ایسے میں صرف ٹاپس ہی موزوں لگتے ہیں۔ کھلے ہوئے لمبے بالوں کے ساتھ بڑے بڑے بندے اور بالیاں نمایاں بھی ہوتے ہیں اور خوبصورت بھی معلوم ہوتے ہیں۔ خواتین جوڑا بناتی ہیں تو وہ درمیانے سائز کے بندے اور بالیاں پہننے کو ہی ترجیح دیتی ہیں۔ ساڑھی کے ساتھ لمبے بندے اور بالیاں پہننا اچھا لگتا ہے، جبکہ غرارے اور شرارے کے ساتھ جھمکے زیادہ پسند کئے جاتے ہیں۔ شادی بیاہ کی تقریبات میں خواتین سہارے والے جھمکے بہت شوق سے پہنتی ہیں۔

خواتین جن کی گردن لمبی اور صراحی دار ہو ایسی خواتین پر لمبے بندے اور بالیاں بہت اچھی لگتی ہیں لیکن چھوٹی گردن والی خواتین اگر لمبے لمبے ایئر رنگز پہنتی ہیں تو وہ ان کے کندھوں کو چھو رہے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی خوبصورتی ماند پڑ جاتی ہے۔

پہلے واک مین اور اب موبائل فون کی وجہ سے کانوں میں ایئر فون لگانے کا رواج بڑھ گیا ہے۔ امریکہ میں اب جدید طرز کے ایئر فون متعارف ہوئے ہیں جن کے ساتھ ٹاپس یا بندے بھی لگے ہوتے ہیں۔ کان میں لٹکایا جانے والا آلہ ان بندوں یا ٹاپس سے مماثلت رکھتا ہے، یوں ایک فیشن بھی بن جاتا ہے اور ایئر فون کو سہارا بھی ملا رہتا ہے۔

(الماس رؤف، کراچی)

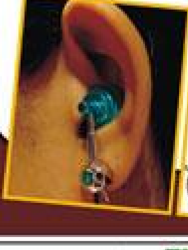

حاملہ خواتین موبائل فون استعمال نہ کریں!

آسیہ احسان (کراچی)

موبائل فون کا استعمال آج کل ایک ضرورت بن گیا ہے۔ کچھ سال پہلے ماہرین صحت نے خبردار کیا تھا کہ موبائل فون سیٹ کی تابکاری دل اور ہڈیوں کے امراض کا باعث بنتی ہے اس لئے اسے قمیص کی بائیں جانب کی جیب میں یا پینٹ کی جیب میں رکھنے سے گریز کریں۔ کچھ عرصہ تو لوگوں نے اس ہی تحقیق کے نتائج پر عمل کیا لیکن پھر اسے بھول گئے۔ فری میسج اور کال ریٹ میں کمی جیسے پیکجز نے تو لوگوں خصوصاً نوجوانوں کو ہر وقت ہی موبائل فون میں مصروف رہنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ضرورت سے زیادہ موبائل فون کا استعمال کان اور انگلیوں کے مسائل کی وجہ بھی بن رہا ہے۔

ماہرین صحت کا کہنا ہے کہ موبائل فون کا استعمال حاملہ خواتین کے لئے زیادہ خطرناک ہو سکتا ہے۔ دراصل موبائل فون کی تابکاری ماں کے پیٹ میں پرورش پانے والے بچے کے لئے شدید خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ یہ بات ماہرین صحت نے مرغی کے انڈوں پر تجربات کر کے ثابت کی ہے۔ مرغی کے انڈوں کو دو الگ الگ حالات میں رکھا گیا۔ جو انڈے ایسی جگہ رکھے گئے تھے جہاں موبائل فون کی تابکاری کے اثرات ان تک پہنچ رہے تھے ان سے نکلنے والے چوزوں میں مرنے کی شرح موبائل کی شعاعوں سے محفوظ رکھے گئے انڈوں سے نکلنے والے چوزوں کی نسبت دس فیصد زیادہ تھی۔ موبائل فون کی تابکاری کی زد میں رہنے والے چوزے نکلے ان میں 60 فیصد مر گئے۔ دو سال کے عرصے میں یہ تجربہ بار بار کیا گیا اور ہر بار کم و بیش یہی نتیجہ نکلا۔

ماہرین صحت ہدایت کرتے ہیں کہ خواتین کو دوران حمل موبائل فون استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے بچے کی نشوونما متاثر ہو سکتی ہے اور خاص طور پر بچے دماغ پر مضر اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

شگوفے

عمر رسیدہ خاتون (بیوٹیشن سے) مجھے شام کو ایک پارٹی میں جانا ہے۔ میرے چہرے کی جھریاں چھپانے، میری رنگت کو گورا کرنے اور میرے بالوں کو کالا کرنے پر کل کتنا خرچ آئے گا۔

بیوٹیشن: تقریباً پانچ ہزار روپے۔

خاتون: کوئی سستا طریقہ بتا دیں۔

بیوٹیشن (جل کر) گھونگھٹ نکال کر پارٹی میں چلی جائیں۔

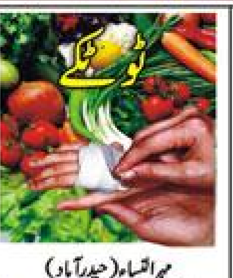

ٹوٹکے

مہر النساء (حیدرآباد)

☆ اگر ہاتھ جل جائے یا اس پر بھاپ پڑ جائے اور فوری طور پر گھر میں کوئی دوا میسر نہ ہو تو اس کا بہترین حل یہ ہے کہ پریشان ہونے کی بجائے آلو کدوکش کر کے لگا لیں، اسی طرح ٹماٹر پیس کر لگانے سے بھی فائدہ ہو سکتا ہے۔

☆ سبزیاں تازہ رکھنی ہوں تو انہیں ٹھنڈی خشک جگہ رکھیں جب دیکھیں کہ خشک ہو رہی ہیں تو ان پر پانی کا چھینٹا دیں یا پانی میں بھیگا کپڑا ان پر ڈال دیں۔ پتے والی سبزیاں جیسے پالک، میتھی وغیرہ دن میں دو تین بار الٹ پلٹ دیں تاکہ گل سڑ نہ جائیں۔

☆ بعض اوقات تیز گرم چائے کا گھونٹ بھرنے سے یا گرم چیز کھانے سے زبان جل جاتی ہے اس کی جلن کم کرنے کے لئے دو کیلے کھا لیں یا تھوڑی مقدار میں دودھ پی لیں، اگر دودھ تھوڑی دیر کے لئے منہ میں روک کر رکھا جائے تو اور فائدہ دیتا ہے۔

☆ ٹماٹر لمبے عرصے تک محفوظ کرنے ہوں تو انہیں ویسے ہی فریج میں نہ رکھیں بلکہ انہیں گرائنڈ کر کے کسی برتن میں ڈالیں اور فریزر میں رکھ کر فریز کر لیں۔ اس طرح ٹماٹر کئی ماہ تک استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ مکمل ٹماٹر فریز کرنے سے ان کا ذائقہ بدل جاتا ہے۔

☆ ٹماٹر اگر کچے ہوں اور سرخ نہ ہوں تو انہیں اخبار کے کاغذ میں لپیٹ کر رکھیں، دو چار دن بعد سرخ ہو جائیں گے۔

☆ ٹماٹر کا چھلکا اتار کر استعمال کرنا ہو تو انہیں پانی میں کچھ دیر کیلئے ابال لیں اور پھر چھلکا اتار لیں۔

☆۔۔۔ مچھلی کی بو دور کرنے کے لئے اسے دھونے سے پہلے نمک لگا کر دو گھنٹے کے لئے رکھ دیں، پھر آٹے سے دھو کر مسالا لگائیں بو ختم ہو جائے گی۔

پیاری بہنو!

روزمرہ زندگی اور گھریلو امور کے حوالے سے ہمیں اپنے مشورے اور مسائل مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کیجیے:

گھر گرہستی، فیملی میگزین، 23۔ کوئنز روڈ، لاہور

familymg.women@gmail.com

مرتبہ: ماریہ مہوش

نعت رسول مقبول ﷺ

اللہ کے محبوب ہیں ہمارے نبیؐ
گرویدہ جس کا کل عالم ہے
فرش سے عرش پہ انہیں بلایا
جبرائیل امینؑ نے یہ پیغام سنایا
اللہ کے دیدار کا شرف بخشا جس نے
وہ ہیں پیغمبر ہمارے پیارے نبیؐ
نقوش قدم پہ ان کے جو چلا جواد
حشر میں رحمت کا سایہ ہوں گے ہمارے نبیؐ
(جواد احمد خان بلوچ، ساہیوال)

ہوا تھا۔ یورپ میں بھی اس فن نے پذیرائی حاصل کی۔ لندن کے ایک مشہور و معروف رائل آپرا ہاؤس نے پچھلے دنوں اس بات کا پچھلے دنوں اس بات کا اعلان کیا ہے کہ ان کی ویب سائٹ پر بہت سے لوگ بڑی دلچسپی سے مختلف موضوعات پر ڈراموں کے الفاظ کمپوز کرتے ہیں۔ آپرا ہاؤس کی ترجمان کے مطابق ان کمپوز شدہ الفاظ کو ریہرسل کیا جائے گا اور یہ سب ٹھیک ہوا تو آئندہ ماہ اس کو نمائش کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری ویب سائٹ اسی لئے بنائی گئی ہے کہ لوگوں میں آرٹ کی دلچسپی بڑھائی جا سکے۔

آپرا کی جدت پسندی میں ہر ایک کو شامل کرنے کا یہ سب سے بہتر طریقہ ہے۔ انہوں نے عوام سے درخواست کی ہے کہ وہ اس ویب سائٹ کو زیادہ سے زیادہ وزٹ کریں اور آپرا میں ہونے والی ترقی میں اپنا حصہ بھی ڈالیں۔
(سر گلفراز خان، کوئٹہ)

اگر جاننا چاہتے ہو کہ......

★ اگر یہ جاننا چاہتے ہو کہ تم سے پیار کرنے والے کو تم سے کتنا پیار ہے تو اس سے بے رخی اختیار کر کے دیکھو تمہیں خود اندازہ ہو جائے گا۔
★ اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ تمہارے والدین تم سے کتنی محبت کرتے ہیں تو زندگی کی کوئی خوشی مانگ کر دیکھو۔
★ اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ تمہارا دوست تم سے کتنی محبت کرتا ہے، اس کے قریب آ کر دیکھو تمہیں اندازہ ہو جائے گا۔
★ احتیاط بہترین راہ ہے کیونکہ پاؤں آگ کے الاؤ میں ہوں یا برف کی سل پر، دونوں صورتوں میں تپش کا احساس یکساں ہوتا ہے۔
★ اہمیت ذکھ کی نہیں، ذکھ دینے والے کی ہوتی ہے۔ ایسے دوستوں سے دور ہونا زیادہ اچھا ہے جو کھیل کھیل میں زندگی سے کھیل جاتے ہیں۔
(اطہر حسین، کراچی)

حضرت قائداعظمؒ کی نذر

اس قوم کی ہے جو شان وہ ہے پاکستان
اللہ کا اک احسان وہ ہے پاکستان
ظلمت کے حصاروں نے اس قوم کو گھیرا تھا
ایسے میں اٹھا انسان وہ ہے پاکستان
تھا دیکھنے میں کمزور، پر اس میں بڑا تھا زور
دشمن کے لئے طوفان وہ ہے پاکستان
کس درجہ ذہانت تھی، جذبوں میں صداقت تھی
تحریک میں بھر دی جان وہ ہے پاکستان
کوشش سے ثمر پایا، تحفہ ہے یہ ملک اس کا
اس کا تھا ہی ارمان وہ "بانی" پاکستان
بوڑھوں کا جوانوں کا، تھا اس پہ یقین محکم
ہر قول پہ تھا ایمان، وہ ہے پاکستان
جنت میں مقام اس کا، اعلیٰ بھی ہو ارفع بھی
واثق وہ ہمارا مان وہ ہے پاکستان
(محمد واثق، جہلم)

جب صَلِّ علٰی کہا

انوار رحمت سے روح مری ذوفشاں ہوگئی جب صَلِّ علٰی کہا
زباں جس میں لکنت تھی رواں ہوگئی جب صَلِّ علٰی کہا
دھڑکنوں کو سکوں نہ تھا میں مبتلائے اضطراب تپ تھا
میرے بے قرار دل کو اماں ہوگئی جب صَلِّ علٰی کہا
حصار عشق کی آرزو رہی جبیں بھی جھکی رہی ساجد کی
مجھ پہ بھی شب معراج عیاں ہوگئی جب صَلِّ علٰی کہا
(محمد ساجد خان)

مخصوص اعمال جو مخصوص مصیبتوں سے نجات دلا دیتے ہیں

حضرت ابو عبداللہ حکیم ترمذی نے اپنی کتاب "نوادر الاصول" میں یہ بات ذکر کی ہے کہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ گزشتہ رات میں نے عجیب باتیں دیکھیں، دیکھا کہ میرے ایک امتی کو عذاب قبر نے گھیر رکھا ہے آخر اس کے وضو نے آ کر اسے چھڑا لیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ شیطان اسے وحشی بنائے ہوئے ہیں لیکن ذکر اللہ نے آ کر اسے خلاصی دلوائی۔ ایک امتی کو دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے اسے گھیر رکھا ہے تو اس کی نماز نے آ کر اسے بچا لیا۔ ایک امتی کو دیکھا کہ پیاس کے مارے ہلاک ہو رہا ہے جب حوض پر جاتا ہے دھکے لگتے ہیں اس کا روزہ آیا اور اس نے اسے پانی پلا دیا اور آسودہ کر دیا۔ ایک امتی کو دیکھا کہ چاروں طرف سے اسے اندھیرا گھیرے ہوئے ہے اور اوپر نیچے سے بھی وہ اسی میں گھرا ہوا ہے کہ اس کا حج اور عمرہ آیا اور اسے اس اندھیرے میں سے نکال کر نور میں پہنچا دیا۔ ایک امتی کو دیکھا کہ وہ مومنوں سے کلام کرنا چاہتا ہے لیکن وہ اس سے بولتے نہیں اسی وقت صلہ رحمی آئی اور اعلان کیا کہ اس سے بات کرو، چنانچہ وہ بات چیت کرنے لگے۔ ایک امتی کو دیکھا کہ وہ اپنے منہ پر سے آگ کے شعلے ہٹانے کو ہاتھ بڑھا رہا ہے اتنے میں اس کی خیرات آئی اور اس کے منہ پر پردہ اور اوٹ ہوگئی اور اس کے سر پر سایہ بن گئی۔
(طالب حسین طاہر، نیو سنٹرل جیل بہاولپور)

پرندے سوتے میں گانا گانا سیکھتے ہیں

نیدر لینڈ کی یونیورسٹی یوٹریکٹ میں ماہرین حیوانات کے ایک گروپ نے پرندوں کے گانوں کے حوالے سے ریسرچ سے ثابت کیا ہے کہ پرندے نیند کے دوران گانا سیکھتے ہیں۔ ماہرین نے نیند کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے کہا ہے کہ نیند صرف تھکن سے نجات اور تازگی کا ذریعہ ہوتی ہے بلکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو اسموشن کے عمل کو مکمل کرتا ہے۔ یہی سب پرندوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ سوتے میں ان کی سیکھنے کی صلاحیت زیادہ سرگرم ہو جاتی ہے۔ جو کچھ وہ سوتے میں سیکھتے ہیں وہ جاگنے کے بعد دہراتے ہیں۔ پرندوں کے گانے کے حوالے سے یہ تحقیق زیبرا فنچ پر کی گئی ریسرچ نتائج کے مطابق جب یہ گانے والے پرندے سو کر اٹھتے ہیں تو زیادہ تر تازہ دم ہوتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ موسم بھی پرندوں کے گانے پر بہت اثر انداز ہوتا ہے۔ خوشگوار موسم میں پرندے زیادہ گاتے لیکن خراب موسم میں وہ گھونسلوں سے نکلنا بھی پسند نہیں کرتے۔
(غزالہ ناز، کراچی)

تائی پے فنانشل سینٹر، دنیا کی دوسری بلند ترین عمارت

دبئی کے برج خلیفہ سے پہلے دنیا کی بلند ترین عمارت "تائی پے فنانشل سینٹر" تھی جو تائیوان کے دارالحکومت میں واقع ہے۔ اس کی 101 منزلیں اور بلندی 1667 فٹ ہے۔ ہیں۔ اس عمارت کو 2004ء میں ایمپورس اسکائی اسکریپر ایوارڈ سے نوازا گیا۔ اس سے قبل کوالالمپور میں بلند ترین عمارت "پیٹروناس" تھی جو اس سے 183 فٹ کم بلند ہے۔ تائی پے سینٹر شدید زلزلے میں بھی محفوظ رہ سکتی ہے۔ چین میں 8 کو خوش قسمتی کا عدد سمجھا جاتا ہے۔ اس عمارت کو چینی گنتی کے حرف آٹھ کی شکل میں تعمیر کرنے کے علاوہ بانس کے پھول کی طرح ڈیزائن کیا گیا ہے۔ اس عمارت کو سی وائی لی اینڈ پارٹنرز نے ڈیزائن کیا۔ اس کا ڈیزائن چائنیز پگوڈا نما عمارت کی طرح رکھا گیا ہے۔
(عاصم عباس کھوکھر، اسلام آباد)

جو دم غافل......

ایک بزرگ مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ ان کی چھوٹی لڑکی بھی پاس بیٹھی تھی۔ لڑکی ان بزرگ کی پکڑی ہر مچھلی کو دوبارہ اٹھا کر دریا میں ڈال دیتی تھی۔ اچانک بزرگ کی نظر پڑی "ارے وہ مچھلیاں کہاں گئیں؟"

بچی معصومیت سے بولی "بابا! میں نے ان سب کو پھر سے دریا میں ڈال دیا ہے"

"یہ کیا کیا تم نے؟" بزرگ نے حیرت سے پوچھا۔

"بابا جان! آپ ہی نے تو کہا تھا جو مچھلی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوتی ہے جال میں پھنس جاتی ہے۔ جو مچھلیاں آپ کے جال میں آئیں گویا وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر پاک سے غافل تھیں۔ میں نے ان مچھلیوں کو واپس دریا میں یہ سوچتے ہوئے پھینک دیا کہ ہم غافل مچھلیوں کو کیوں کھائیں؟"
(چوہدری اکرم مچھول، ضلع سانگھڑ)

★★★

بچوں کے لئے انوکھا روزگار

مراکش کے شہر "سلا" میں بچوں نے تعلیم سے ڈر کر سکولوں سے بھاگنے والے غریب بچوں کو روزگار کمانے کے قابل بنانے کے لئے ایک مقامی شخص الاصوفی نے 2006ء میں ایک تھیٹر قائم کیا۔ اس کام میں انہوں نے جرمنی کے گوئٹے انسٹی ٹیوٹ اور فرانسیسی حکومت سے بھی مدد حاصل کی۔ تھیٹر میں بچوں کو قلابازیاں کھانا، رسی پر چلنا، رقص کرنا، ایک دوسرے کے اوپر کھڑے ہو کر وزن سنبھالتے ہوئے چلنا اور دیگر کئی کرتب سکھائے جاتے ہیں۔ اس وقت اس سرکس تھیٹر میں 260 بچے شامل ہیں۔ ان میں زیادہ تر وہ بچے ہیں جو ورکشاپوں میں کام کرتے تھے اور انہیں پورے دن کی محنت اور ڈانٹ ڈپٹ کے عوض معمولی رقم ملتی تھی۔ یہ بچے اس مشقت سے باغی ہیں اسی لئے یہ خود تھیٹر میں آتے ہیں۔ یہاں کچھ بچے سکول سے بھاگ کر آتے اور کچھ سکول میں چھٹی ہونے کے بعد آتے ہیں۔
(نوید جمال چوہدری، چنیوٹ)

★★★

آپ بھی موسیقار بن سکتے ہیں

"آپرا" اس ڈرامے کو کہتے ہیں جس کے ڈائیلاگ گا کر سنائے جاتے ہیں۔ لندن اور یورپ میں سٹیج پر پیش کیے جانے والے ڈرامے کا یہ ایک منفرد انداز ہے۔ اس کا آغاز جاپان اور چین سے

سکاؤٹنگ اور پاکستان

قیام پاکستان سے پہلے ہندوستان کے سکاؤٹس کا ایک دستہ فرانس میں ہونے والی چھٹی عالمی جمبوری میں شرکت کرنے گیا۔ اس جمبوری کا انعقاد اگست 1947ء میں ہوا۔ ہندوستانی دستے میں ہندو، مسلمان اور سکھ بھی سکاؤٹ شامل تھے۔ جب پاکستان کے قیام کے اعلان کی خبر وہاں پہنچی تو مسلمان سکاؤٹس نے پاکستان کا جھنڈا تیار کیا اور اس جمبوری میں دوسرے ممالک کے جھنڈوں کے ساتھ پاکستان کا قومی پرچم لہرایا۔ اس طرح ہمارے سکاؤٹس پاکستان کے بیرون ملک میں پہلے سفارتی نمائندے کہلائے جنہوں نے یہ پرچم لہرایا۔

مسلمان سکاؤٹس کی اس کارکردگی کا جب حضرت قائداعظم کو معلوم ہوا تو آپ بہت خوش ہوئے اور سکاؤٹس کی وطن واپسی پر انہیں گورنر جنرل ہاؤس میں چائے پر بلایا اور پاکستان میں سکاؤٹ تحریک کی سرپرستی قبول فرمائی۔ یوں پاکستان بوائے سکاؤٹس ایسوسی ایشن کا قیام یکم ستمبر 1947ء کو عمل میں آ گیا۔ 22 دسمبر 1947ء کو حضرت قائداعظم نے پاکستان کے پہلے چیف سکاؤٹ کی حیثیت سے حلف لیا۔ پاکستان کے پہلے چیف کمشنر وفاقی وزیر تعلیم فضل الرحمٰن اور پہلے جنرل سیکرٹری سید ادی شاہ تھے۔
(منصور چغتائی، لاہور)

بچے پیدا ہوتے ہی ہاتھ پاؤں ہلانا شروع کر دیتے ہیں لیکن اگر کوئی بچہ اپنی پیدائش کے چند گھنٹے بعد ہی آپ کی انگلی چبا ڈالے تو آپ یقیناً حیران تو ہوں گے کہ اس بچے کے منہ میں اتنے تیز دانت کہاں سے آ گئے۔ برطانیہ کے شہر لیورپول میں ایک ایسی بچی پیدا ہوئی جس کے پیدائشی طور پر نچلے دو دانت موجود ہیں۔ اس بچی نے نہ صرف اپنے والدین کو حیران کر دیا بلکہ ڈاکٹر بھی اس بات پر حیرت زدہ ہیں کیونکہ یہ اس نوعیت کا پہلا واقعہ ہے۔ اس سے بھی زیادہ حیرانی کی بات یہ ہے کہ اپنی پیدائش سے دو ہفتے بعد بچی نے نچلے جبڑے میں بائیں طرف دو اور دانت نکال لئے۔ ڈاکٹروں نے بچی کی ماں کو اس کے دانتوں کا معائنہ کرانے کا کہا ہے۔
(سیف الدین، خانیوال)

ریلوے

منتری جی کو شوق ہوا پبلک بن کر سیکنڈ کلاس میں سفر کرنے کا۔ ان کا سیکرٹری ٹکٹ لے آیا۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے پلیٹ فارم پر آ گئے۔ گاڑی تیار کھڑی تھی۔ منتری جی ایک ڈبے کے سامنے پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔ سیکرٹری نے کہا: حضور! آپ مجھے اٹھا کر اندر پھینک دیجئے۔

منتری بولے: کیا ڈبے میں تو کوئی جگہ نہیں ہے؟

سیکرٹری بولا: آپ فکر نہ کریں ریل کے ڈبے میں بڑی گنجائش ہوتی ہے۔ دریا کو کوزے میں بھی تو بند کیا جاتا ہے۔ آپ یقین کریں کہ اس ایک ڈبے میں ہمارے ایک گاؤں کی پوری آبادی سما سکتی ہے۔ مسافر کو ڈبے میں صرف پاؤں رکھنے کی جگہ مل جائے تو سمجھئے کہ اس کا پورا خاندان مع سامان اندر آ سکتا ہے۔ آپ گھبرائیے نہیں بلکہ پوری بے دردی کے ساتھ مجھے اندر دھکیل دیجئے ورنہ گاڑی چھوٹ جائے گی۔ منتری جی نے فوراً اپنے سیکرٹری کو اٹھایا اور اسے ایک گٹھڑی کی طرح کھڑکی میں رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈبے کے اندر شور و غل برپا ہو گیا۔ باہر نکالو اسے ــــ ڈبے میں جگہ کہاں ہے ــــ ہمارے سر پر بیٹھے گا کیا ــــ؟

آن کی آن میں پورا ڈبہ سیکرٹری کے خلاف سینہ سپر ہو گیا۔ سارے مسافر اسے باہر دھکیلنے لگے اور منتری جی اسے اندر دھکیلنے لگے۔ منتری کو یہ بھی یاد نہ رہا کہ وہ ان کا سیکرٹری ہے۔ اس وقت تو ان کے اندر صرف انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح سارے مسافروں کو شکست دیں اور اسی کوشش میں انہوں نے اپنے کندھے سے زور دار دھکا دیا اور سیکرٹری ڈبے کے اندر پہنچ کر ایک مسافر کے سر پر بیٹھ گیا۔
("منتری جی کی ریل یاترا" انتخاب: طارق جاوید اختر ہاشمی، جھنگ صدر)

آپ کی بیاض سے......

غزل

پیار ہم کو رہا زمانے سے
دنیا داری کے ہر فسانے سے
ٹوٹے چاہا مجھے بھلا کب ہے
تنگ ہوں میں ترے بہانے سے
جی بہلتا نہیں مرا ناقدؔ
غم ہیں جتنے مرے پرانے سے
(شمس ناقد، ڈیرہ غازی خان)

مجھ کو صبر و ضبط کا
کچھ صلہ ملا نہیں
ہے قلم پہ فخر کیوں؟
منصف ہو خفا نہیں
(شاعرہ: فریدہ خانم، لاہور)

☆☆☆

غزل

کیوں مجھے ملا نہیں؟
تو مرا ہوا نہیں
آدمی نہ کہہ اسے
جس میں کچھ انا نہیں
عشق مرض لادوا
عشق کی دوا نہیں

☆☆☆

اندھیرا چھایا ہے

نیچے ہی مہاراج اندھیرا چھایا ہے
ہر سُو ڈاکو راج اندھیرا چھایا ہے
گیس کو بھی اب قید کیا سنگ بجلی کے
کام رہا نہ کاج اندھیرا چھایا ہے
ہر ماہ بل بڑھتے ہیں گیس اور بجلی کے
اس کا کرو علاج اندھیرا چھایا ہے
اپنے دیس میں ان کی ضرورت تھی پھر کیوں
غیر کو دیا اناج اندھیرا چھایا ہے
شادی، رسمیں اور جہیز مہنگائی
رکھنا لاج اندھیرا چھایا ہے
(تجسم بٹالوی، گوجرہ)

تم جتنے مرضی ڈرامے کر لو گھر کے برتن تو تمہیں ہی دھونے پڑیں گے!

تاریخ کے جھروکوں سے

ضلع آگرہ کا قصبہ فتح پور سیکری شمالی بھارت کے صوبہ اتر پردیش میں واقع ہے۔ اس شہر کی تعمیر مغل بادشاہ اکبر نے 1570ء میں کرائی تھی اور اسے مغل سلطنت کا دارالحکومت بنایا تھا۔ دراصل اکبر کو اس جگہ پر ڈیرہ ڈالے ہوئے ایک بزرگ حضرت سلیم چشتی نے وارث کے پیدا ہونے کی دعا دی تھی۔ اکبر نے اپنے بیٹے کا نام سلیم بھی ان بزرگ سے عقیدت کے طور پر رکھا تھا جبکہ اس کا نام "جہانگیر" حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی سے عقیدت کا نتیجہ تھا۔ حضرت شیخ سلیم چشتی نے روحانی فیض حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی سے حاصل کیا تھا۔ اکبر نے حضرت سلیم چشتی کے آستانہ کے گرد ایک شہر فتح پور سیکری آباد کیا اور 1571ء سے 1585ء تک یہ شہر مغل سلطنت کا صدر مقام رہا۔ شیخ سلیم چشتی کا آبائی گھر فتح پور سیکری میں تھا۔ شہر کی تعمیر "مسجد سنگ تراشاں" کی تعمیر سے شروع ہوئی۔ یہ مسجد مغل فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے۔ شیخ سلیم چشتی اپنا زیادہ تر وقت اسی مسجد میں گزارتے۔ حضرت سلیم چشتی کا مزار جس کو "مقبرہ سنگ مرمر" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ایک نہایت عمدہ اور دلکش عمارت ہے۔ مزار کی تعمیر کا آغاز 1571ء میں ہوا اور اس کی تکمیل 1580-81ء میں ہوئی تھی۔ پوری عمارت انتہائی خوبصورت سفید سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے۔ دیوان خاص کی سرخ رنگ والی عمارت میں یہ سفید سنگ مرمر کی چھوٹی سی عمارت انتہائی جاذب نظر آتی ہے۔ یہ مغلوں کے فن تعمیر کا ایک منفرد و خوبصورت شاہکار اور فتح پور سیکری کی شان ہے۔
(وقار عزیز شیخ، ملتان)

یاد رکھنے کی باتیں

- اجالا ظلمت کو کھا جاتا ہے۔
- جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے۔
- غصہ ایمان کو کھا جاتا ہے۔
- عبادت قبر کو کھا جاتی ہے۔
- تکبر عاجزی کو کھا جاتا ہے۔
- خیرات آزمائش کو کھا جاتی ہے۔
- توبہ گناہ کو کھا جاتی ہے۔

(ناصر علی، بھولے دی جھوک، ساہیوال)

سفید سچ

- کیا زمانہ ہے جہاں جلسہ ہوتا ہے پہلے قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی پھر نعت مبارک پڑھی جاتی اور پھر ..... جھوٹ ہی جھوٹ بولا جاتا ہے۔
- جب پروفیسر حضرات ہی ہفتہ وار ہی کالج میں آتے ہوں تو ..... معیار تعلیم کیوں نہ بلند ہوگا۔
- فی زمانہ ٹی وی ٹاک شو کے خبرنامے کیا ہوتے ہیں ..... بس جبرنامے، دردنامے، خوف نامے، نفرت نامے۔
- آج کے زمانے کی شمع بھی رو رو کے کہتی ہے کہ ..... ذرا رو مال دینا میری ٹھوڑی بہہ رہی ہے۔
- ڈینگی وائرس پھیلنے کے بعد اب چہروں پر ..... تل بھی کالے کی بجائے لال ہوگئے ہیں۔
- آج کا مظلوم شوہر بے چارہ بیگم کی کڑوی کسیلی سن کر چپ رہتا ہے تو ..... لوگ کہتے ہیں کہ بیگم کی زلفوں کا اسیر ہے۔
- پہلے عورت کی موت کا اندازہ دھڑکن بند ہونے سے لگایا جاتا تھا اب ..... زبان بند ہونے سے۔
- بہت سی خواتین اپنی پنشن لینے بھی ..... فل میک اپ میں جاتی ہیں۔
- آج کا نیا سیاستدان ہے ..... سیاہ دست و دل۔
- آج کا نوجوان "ہارٹ اٹیک" کا زیادہ شکار ہے کیونکہ ..... وہ دل لینا چاہتا ہے، دل دینا چاہتا ہے، دل میں بسنا چاہتا ہے، دل دکھانا چاہتا ہے، دل دکھانا چاہتا ہے، دل تڑپانا چاہتا ہے اور دل کھانا بھی چاہتا ہے۔
- پہلے ٹوٹ کر برآمدی تریخ "لائن" مارتا ہے۔ کوایجوکیشن تعلیمی اداروں میں علم کے طالب ایک دوسرے کو "لائن" مارتے ہیں اور نوجوان ..... "مس کال" مارتے ہیں۔
- دریا اتنا گدلا ہے، پانی پر لکیر کھینچی جاسکتی ہے، ریت کو کالی تعبیر کیا جاسکتا ہے، بغیر پڑھے لکھے ڈاکٹری کی ڈگری لی جاسکتی ہے، آگ اور پانی ایک ہوسکتے ہیں مگر ..... نکالی ہوئی پیسٹ دوبارہ ٹیوب میں نہیں ڈالی جاسکتی۔

(ضیاء الحق قائم خانی، جھڈو)

غم معراج، معراج غم
(اہلیہ کی یاد میں ایک نظم)

اے کینیڈا کی خاک امانت ہے تیرے پاس
میری متاع عشق میری دولت نجات
میری بہشت خواب میری کائنات دل
میری تمام عمر میرا حاصل حیات
آیا تھا میں یہاں کہ سیماشن ہے تو
دنیائے معجزات تیرے دسترس میں ہے
اک سرزمین علم ہے مغرب کی ہر زمیں
آب حیات آج فقط تیرے بس میں ہے
لیکن وہ زندگی جو میری زندگی بھی تھی
اس کو بچا سکی نہ مسیحائی بھی تیری
سائنس کے تمام کرشموں کے باوجود
دیکھی ہے اپنے آپ سے پسپائی بھی تیری
میری دعائیں بھی نہ کسی کام آسکیں
یہ اعتقاد بھی فقط اک اعتقاد تھا
در پردہ اور بھی ہے کوئی ناخدائے وقت
وقت رسا بھی میرا بہت کم سواد تھا
موت آئی اور لے گئی سب کچھ سمیٹ کر
میں دیکھتا ہی رہ گیا پتھر بنا ہوا
میرا تھا کیا قصور جو یہ دی گئی سزا
کیوں دھا دیا خدا نے میرا گھر بنا ہوا
کہنے کو صف وہاں بھی دیوار و در بھی ہیں
لیکن جسے مکان کہیں وہ مکاں نہیں
ایسے میں زندگی کا تصور کروں تو کیا
اب وہ میری زمیں نہیں آسماں نہیں
تا دور اک خلا ہے اندھیرا نہ روشنی
ٹھہرا ہوا ہے وقت نہ دن ہے نہ رات ہے
اک چہرہ غم میں ڈوبا ہوا اور خاموش
اک قبر کا نشان متاع حیات ہے
میں اپنے دل کا حال بیاں کس طرح کروں
آنکھوں سے اشک لفظ سے معنی بچھڑ گئے
سب کچھ کو کھیں اور میں مرکھم (۱) کی طرف
(۱) (کینیڈا کے علاقے کا ایک قبرستان)
دو گز زمیں میں میرے بھی خواب گڑ گئے
معراج! تیری قبر کی مٹی ہے میرے ساتھ
کیا جانے کب کہاں میرا دل ساتھ چھوڑ دے
کیا جانے کب یہ خاک ملے میری خاک سے
کیا جانے کب یہ ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑ دے

(کلام: حمایت علی شاعر، انتخاب: غلام مرتضیٰ)

دنیا میں سب سے زیادہ

- ☆ سب سے زیادہ جزیرے انڈونیشیا میں ہوتے ہیں۔
- ☆ سب سے زیادہ فولاد امریکہ میں ہوتا ہے۔
- ☆ سب سے زیادہ چائے بھارت میں ہوتی ہے۔
- ☆ سب سے زیادہ ریشم چین میں ہوتا ہے۔
- ☆ سب سے زیادہ کاریں امریکہ میں بنتی ہیں۔
- ☆ سب سے زیادہ گھڑیاں سوئٹزرلینڈ میں بنتی ہیں۔
- ☆ سب سے زیادہ گنا کیوبا میں ہوتا ہے۔
- ☆ سب سے زیادہ اخبارات روس میں چھپتے ہیں۔
- ☆ سب سے زیادہ پٹ سن بنگلہ دیش میں ہوتی ہے۔
- ☆ سب سے زیادہ گندم روس میں ہوتی ہے۔
- ☆ سب سے زیادہ فلمیں بھارت میں بنتی ہیں۔
- ☆ سب سے زیادہ چائے پاکستان میں پی جاتی ہے۔
- ☆ دنیا کا سب سے بڑا پھل کٹھل ہے۔

(ط، وسیم، اسلام آباد)

اور کرو مقابلہ!

انسانوں کے انسانوں کے ساتھ اور جانوروں کے جانوروں کے ساتھ مقابلے تو ہوتے ہی ہیں لیکن انسانوں اور جانوروں کے باہمی مقابلے زیادہ دلچسپی کا باعث بنتے ہیں۔ تھیوبارک میں بھی ایسا ہی مقابلہ ہوا لیکن یہ مقابلہ بل فائٹ کی طرح نہ تھا بلکہ کھانے کا تھا۔ جی ہاں! تین آدمیوں نے ہاتھیوں کو زیادہ کھانے کا چیلنج کیا اور ہاتھیوں نے ثابت کردیا کہ وہ انسان کی نسبت زیادہ کھا سکتے ہیں۔ قریب کونے میں ہونے والے اس مقابلے میں انسانوں اور ہاتھیوں کو بن پیش کیے گئے تینوں آدمیوں نے 15 درجن بن کھائے جبکہ ہاتھیوں نے 41 درجن بن کھائے۔ بھئی اور کرو ہاتھیوں سے مقابلہ بازی!

(سلیم خان، کوہاٹ)

ہنسی ہنسی میں......

ڈرائیور: (مالک سے) جناب! پٹرول ختم ہوگیا ہے کار آگے نہیں جاسکتی۔
مالک: تو پھر اسے واپس لے چلو۔

☆☆☆

ایک صاحب (آرٹسٹ سے) اچھا تو آپ وہ مشہور آرٹسٹ ہیں جنہیں جانوروں کی تصویریں بنانے میں کمال حاصل ہے۔
جی ہاں: کیا آپ کا ارادہ بھی تصویر بنوانے کا ہے؟

☆☆☆

ایک صاحب ماہر نفسیات کے کلینک میں داخل ہوتے کرسی پر بیٹھ کر تنکا کان میں ڈال کر گھمانے لگے۔
ماہر نفسیات: آپ کی اس حرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو میری ضرورت ہے۔
پہلے صاحب: جی ہاں، کیا آپ کے پاس ماچس ہوگی؟

☆☆☆

بس میں سفر کرتے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی کی جیب سے ایک نوجوان کا ہاتھ لگ گیا۔ ادھیڑ عمر آدمی نے ناخوشگوار لہجے میں کہا: "تم کیا کرتے ہو؟"
نوجوان: "میں گورنمنٹ ڈگری کالج سے بی اے کر رہا ہوں۔"

☆☆☆

چار صحت مند گنجے بن بلائے ایک دعوت میں چلے گئے۔ میزبان نے ان چاروں کو غور سے دیکھا پھر کہا "آپ نے تشریف لا کر ہماری محفل کو چار چاند لگا دیے ہیں۔"

☆☆☆

استاد: تم کب تک سوتے ہو؟
شاگرد: جب تک جاگ نہیں جاتا۔

☆☆☆

استاد: (شاگرد سے) کارگزاری اور موسلا دھار کو جملوں میں استعمال کرو۔
شاگرد: ڈرائیور نے پل پر سے کارگزاری۔ اور کل میں موسلا دھار روڑا۔

☆☆☆

بھکاری: "کوئی گھر پر ہے جو میری مدد کرسکے؟"
آدمی: "جاؤ بابا معاف کرو گھر پر کوئی نہیں ہے۔"
بھکاری: "مگر بابو جی! آپ تو گھر پر ہی ہیں۔"
آدمی: "دیکھ نہیں رہے میں تو گھر سے باہر کھڑا ہوں۔"

☆☆☆

دو آدمیوں کے درمیان بحث ہو رہی تھی، ایک کا کہنا تھا کہ بکری مفید جانور ہے جبکہ دوسرا کہہ رہا تھا کہ گائے مفید جانور ہے۔ آخر ان میں طے پایا کہ کسی تیسرے آدمی سے فیصلہ کروا لیتے ہیں۔ انہوں نے قریب سے گزرتے ہوئے ایک آدمی کو روکا اور تمام ماجرا اسے کہہ سنایا۔ اس آدمی نے کافی دیر سوچنے کے بعد یہ فیصلہ سنایا: "میرے خیال میں بکری مفید جانور ہے کیونکہ گائے نے ایک بار مجھ کو ٹکر ماری تھی۔"

☆☆☆

ایک دکان دار گاہکوں کے بار بار ٹائم پوچھنے سے سخت تنگ آگیا۔ آخر کار اس نے ایک کلاک خرید کر دکان میں لگا دیا تاکہ لوگ خود ہی وقت دیکھ لیا کریں۔ اب لوگ اس سے وقت نہیں پوچھتے تھے بلکہ ہر شخص صرف ایک ہی سوال کرتا تھا "کیا یہ کلاک ٹھیک ہے؟"

☆☆☆

استاد: (شاگرد سے) "بجلی ہمیں پہلے چمکتی دکھائی دیتی ہے اور گرج بعد میں سنائی دیتی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟"
شاگرد: "اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری آنکھیں آگے اور کان پیچھے ہیں۔"

☆☆☆

ہمسائی اپنی دوسری ہمسائی سے: "آؤ آؤ اندر آجاؤ میرے کتے سے ڈرو مت۔"
دوسری ہمسائی (خوف سے): "یہ کاٹے گا تو نہیں؟"
پہلی ہمسائی: "یہی تو میں بھی دیکھنا چاہتی ہوں کیونکہ ابھی یہ نیا ہی خریدا ہے۔"

آپ کی پسند

آنکھوں سے میری اس لیے لالی نہیں جاتی
یادوں سے کوئی رات بھی خالی نہیں جاتی
(محمد ظیم، کھاریاں)

☆

تری حیات کا ہر لمحہ شادماں گزرے
بہار سجدہ کرے تو جہاں جہاں گزرے
خدا نصیب کرے تجھ کو زندگی کی خوشی
تو سرخرو ہو، کسی امتحان سے گزرے
(محمد ندیم، فیصل آباد)

☆

یہ بھی اک جھوٹ ہے، تمہید محبت، نہ وصال
چند لمحوں کی رفاقت کو کوئی نام نہ دو
کس کو معلوم ہے کل یوں بھی بچھڑ سکتے ہیں
ایک ہی شہر میں ہوں اور ملاقات نہ ہو
(ایم، شہزاد، لاہور)

☆

قدم قدم پہ ملے، اک نئی خوشی تم کو
اندھیری رات میں مل جائے روشنی تم کو
(سعادت علی، لاہور)

☆

سیکھی ضرور آئے گا موسم بہار کا
لیکن مرا نصیب ابھی گردشوں میں ہے
(حفیظ احمد، آزاد کشمیر)

☆

مری یاد تجھ کو ستاتی تو ہوگی
اکیلے میں تجھ کو رلاتی تو ہوگی
کسی نے جو پوچھا اداسی کا سبب
ہزاروں بہانے بناتی تو ہوگی
(جمیل ساگر، لاہور)

☆

غفرت کو دکھایا بھی ہے دیکھا بھی ہے ٹوٹے
آئینہ غفرت میں دکھا اپنی خودی بھی
(حماد علی، مظفر گڑھ)

☆

تو نے نفرت سے جو دیکھا تو مجھے یاد آیا
کیسے رشتے تیری خاطر یونہی توڑ آئی ہوں
کتنے دھندلے ہیں یہ چہرے جنہیں اپنایا ہے
کیسی اُجلی تھیں وہ آنکھیں جنہیں چھوڑ آئی ہوں
(فوزیہ چوہدری، فیصل آباد)

☆

وہ تو کچھ ہو ہی گئی تم سے محبت ورنہ
ہم وہ خود سر ہیں کہ اپنی بھی تمنا نہ کریں
(فضل عباس، مریدکے)

☆

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا
(عدیل، قصور)

☆

اک شخص مجھ کو زخم شناسائی دے گیا
جب دے نہ سکا پیار تو رسوائی دے گیا
جاتے ہوئے وہ اپنی نشانی کے طور پر
کتنے خلوص سے مجھے تنہائی دے گیا
(کامران جمیل، بگلہ شت کالونی ملتان)

☆

میری غربت نے اڑایا ہے میرے فن کا مذاق
تیری دولت نے تیرے عیب چھپا رکھے ہیں
(محمد اظہر، شیخوپورہ)

☆

اپنے ہونے کا پتا دے دینا
کبھی گزرو تو صدا دے دینا
یاد آجاؤں عبادت میں اگر
ہاتھ اٹھا کر مجھے دعا دے دینا
(صبا سکان، لاہور)

☆

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کرگیا
(سرفراز خان، کراچی)

☆

رنجش ہی سہی دل ہی دکھانے کے لیے آ
آ پھر سے مجھے چھوڑ کے جانے کے لیے آ
پہلے سے مراسم نہ سہی پھر بھی کبھی تو
رسم و رہ دنیا ہی نبھانے کے لیے آ
(سلمان شاہ، پشاور)

☆

آپ ہوتے ہیں تو گردش بھی ٹھہر جاتی ہے
زندگی خواب کی مانند گزر جاتی ہے
(گلباز جٹ، گجرات)

☆

یہ کام بابا جی، عزت، یہ نام تم سے ہے
خدا نے جو بھی دیا ہے، مقام تم سے ہے
(طارق محمود، ڈیرہ غازی خان)

☆

عشق کرنے کے بھی آداب ہوا کرتے ہیں
جاگتی پلکوں میں کچھ خواب ہوا کرتے ہیں
ہر کوئی رو کے دکھائے یہ ضروری تو نہیں
خشک آنکھوں میں بھی سیلاب ہوا کرتے ہیں
(محمد شاہد، شیخوپورہ)

☆

حیات لے کے چلو، کائنات لے کے چلو
چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو
(متین شاہد، وہاڑی)

☆

من کی من میں بات رہے تو من کو لاگے روگ
من کھولیں تو مشکل کر دیں جینا اپنا لوگ
(مرسلہ: اسد خان، لاہور)

اشعار

یہ دنیا کی باتوں سے تم پریشان کیوں ہو
میری محبت سے تم انجان کیوں ہو
تیری آواز کی گلی میں نے تو کر لی تھی برداشت
آج میرے گستاخ سوالوں سے پریشان کیوں ہو

(بلال منصور)

قسطوں میں خودکشی

اک پل میں ایک صدی کا مزہ ہم سے پوچھیے
دو دن کی زندگی کا مزہ ہم سے پوچھیے
بھولے ہیں رفتہ رفتہ انہیں مدتوں میں ہم
قسطوں میں خودکشی کا مزہ ہم سے پوچھیے

(شاعر: خمار بارہ بنکوی)

قیمتی باتیں

- جب تمہاری قسمت اچھی ہوتی ہے تو تمہاری غلطیوں کو بھی مذاق سمجھا جاتا ہے اور جب قسمت بری ہو تو تمہارے مذاق کو بھی غلطی سمجھا جاتا ہے۔
- زندگی میں کامیابی کے لیے کوئی شاہی راستہ نہیں ہوتا مگر کامیابی کے بعد ہر راستہ شاہی گزرگاہ بن جاتی ہے۔
- تعجب ہے اللہ تعالیٰ اتنی ساری مخلوق میں سے مجھے نہیں بھولتا اور میرا تو ایک ہی رب ہے میں اُسے بھول جاتا ہوں۔
- زندگی کو ضرورتوں میں رکھو خواہشوں کی طرف نہ لے جاؤ ضرورت فقیروں کی بھی پوری ہو جاتی ہے اور خواہشات بادشاہ کی بھی ادھوری رہ جاتی ہیں۔
- اگر راستہ خوبصورت ہو تو یہ ضرور دیکھو کہ کہاں جاتا ہے لیکن اگر منزل خوبصورت ہو تو یہ مت دیکھو کہ راستہ کیسا ہے۔
- زندگی میں مسکرانے کا وقت بھی نکالنا چاہیے کیونکہ مسکراہٹ تمہاری زندگی کے برسوں میں اضافہ نہیں کرتی بلکہ تمہاری زندگی کے برسوں میں مزید زندگی بھر دیتی ہے۔
- جو شخص خدا سے ڈرتا ہے وہ کسی سے بدلہ نہیں لیتا۔
- حسد کرنے والا موت سے پہلے مر جاتا ہے۔
- بات پر قسمیں کھانے والے پر اعتبار نہ کرو۔
- کالی دوا ہے جس کا ذائقہ کڑوا مگر تاثیر میٹھی ہوتی ہے۔
- یاد رکھو کار گاڑی کی دو سکرین "ایک ونڈ سکرین" اس لیے بڑی ہوتی ہے کہ تمہارا ماضی اتنا اہم نہیں جتنا مستقبل۔
- آدمی کا آدمی کو نقصان پہنچانا بلکہ آدمی کو وہ توقعات کھا جاتی ہیں جو وہ دوسروں سے وابستہ کر لیتا ہے۔

(سلمان احمد تبسم، فیصل آباد)

محبت کیا ہے؟

- محبت ایک بیش بہا عطیہ ہے جو قدرت کی طرف سے انسان کو عطا ہوا ہے۔
- محبت ایک نہایت ہی لطیف جذبہ ہے۔
- محبت کی کوئی عمر نہیں ہوتی۔
- محبت ایک ایسی چیز ہے جو سیکھنے اور کسی کو بتانے کی نہیں ہے۔
- محبت ایک ساز ہے جو دو دلوں کے دھڑکنے سے بجتا ہے۔
- محبت کرنا مشکل ہے اور نفرت کرنا آسان۔
- محبت وہ عظیم ہوتی ہے جو ایک دوسرے کی عزت پر مٹی ہو۔
- محبت ایک ایسا عظیم چراغ ہے جو اندھیرے میں سے روشنی اور روشنی میں سے اندھیرے کی طرف لے جاسکتا ہے۔
- محبت نام ہے ناامیدی کے خاتمے کا۔
- محبت کا ایک عمدہ پہلو یہ ہے کہ فکر کرنے کی عادت ڈالتی ہے۔

(جواد خان بلوچ، بھولے دی جھوک سا ہیوال)

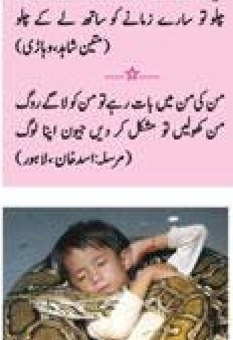

معلومات گھر

- ☆ دنیا کا سب سے بڑا اژدھا امریکہ کی ریاست اوہائیو کے کولمبس چڑیا گھر میں موجود ہے۔
- ☆ اژدھے کی عمر 18 سال ہے۔
- ☆ اژدھا کا وزن 300 پونڈ ہے۔
- ☆ اژدھا کی لمبائی 24 فٹ ہے۔
- ☆ فلفی نامی اژدھا ہے۔

(قاضی ایوب خان، ابوظہبی UAE)

بچوں کی دنیا

اقوالِ زریں

☆ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے ساتھ بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان کا احترام کرو۔ (القرآن)
☆ رستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کیا کرو۔ اگر بیٹھنا ہی ہے تو راستے کا حق ادا کرو یعنی نظر نیچے رکھنا، کسی کو ایذا پہنچانے سے باز رہنا، سلام کا جواب دینا، نیک کام کا حکم دینا اور برے کام سے منع کرنا، مصیبت زدہ کی فریاد رسی کرنا اور بھولے ہوئے کو رستہ بتانا۔ (حدیث)
☆ وہ مسلمان اللہ کے زیادہ قریب ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔
☆ کتنی اچھی بات ہے کہ صبح چڑیاں ہم سے پہلے جاگ جاتی ہیں۔
☆ حقیقی کامیابی کا راز محنت سے حاصل ہوتی ہے۔
☆ انسان عقل سے پہچانا جاتا ہے شکل سے نہیں۔
☆ انسان کا اصل حسن اس کی تعلیم کے زیور سے ہے۔
☆ خامیوں کا احساس کامیابی کی کنجی ہے۔
☆ اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کسی شخص نے کبھی نہیں کھایا۔
☆ جو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کرتا ہے۔
☆ دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔

(انجم خان۔ لاہور)

سوال

حضرت علیؓ ایک دشمن سے جنگ لڑ رہے تھے۔ انہوں نے تلوار کا زور سے وار کیا اور دشمن کی تلوار دو ٹکڑے کر دی۔ حضرت علیؓ نہتے شخص پر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اس لئے فوراً ہاتھ روک لیا۔ دشمن کہنے لگا "مجھے تلوار دو میں مقابلہ کروں گا۔"

حضرت علیؓ نے اپنی اسے تلوار دے دی۔ وہ حیران ہو کر بولا "آپ خود بغیر اسلحے کے ہو گئے۔" حضرت علیؓ نے جواب دیا "ابھی تک ایسا نہیں ہوا کہ میں نے مانگنے والے کا سوال رد کیا ہو۔ تم نے مجھ سے تلوار مانگی، میرے پاس ایک ہی تلوار تھی اس لئے میں نے وہ تمہیں دے دی۔" یہ دیکھ کر وہ کافر مسلمان ہو گیا۔

ارباب علی (لاہور)

پیارے بچو! اکیڈمی قدیم یونانی زبان کا لفظ ہے۔ یونانی فلسفی افلاطون نے ایک درس گاہ بنائی۔ جس کا نام اس نے "اکیڈمی" رکھا تھا۔ اکیڈمی میں صرف وزراء اور امراء کے بچے ہی تعلیم و تربیت حاصل کر سکتے تھے۔ افلاطون تدریس کا بہت بھاری معاوضہ لیا کرتا تھا۔ درس گاہ میں قالین بچھائے گئے تھے۔ بچوں کی خدمت کے لئے غلام رکھے گئے۔

جس وقت افلاطون درس دیا کرتا اکیڈمی کا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔ امراء کے بچوں کے سوا کسی کو افلاطون کی اچھی اچھی باتیں سننے کی اجازت نہ تھی۔ ہر سال اکیڈمی میں ایک جلسے کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ جلسے میں بچوں کے سرپرست اور بادشاہ اور وزراء بھی شرکت کیا کرتے تھے۔ جلسے میں افلاطون کی بچوں پر کی جانے والی پورے سال کی محنت سامنے آ جاتی تھی۔ جو بچہ سب سے اچھی تقریر کرتا اسے انعام و اکرام سے نوازا جاتا تھا۔

ایک سال ایسا آیا کہ افلاطون کی کلاس کے سارے ہی بچے نالائق نکلے۔ اس نے بچوں پر پہلے سے زیادہ محنت کی لیکن کسی پر اثر نہ ہوا۔ افلاطون بہت پریشان تھا کہ اس سال جلسے میں جب اس کے طالب علموں کا جائزہ لیا جائے گا تو اس پر شدید تنقید ہوگی۔ ایسا ہی ہوا۔ جلسے میں کوئی بچہ بھی ڈھنگ سے نہیں بول پایا۔ آخری مقرر ایک وزیر کا لڑکا تھا جو اٹک اٹک کر غلط سلط بول رہا تھا۔ حاضرین دبی دبی سرگوشیوں میں افلاطون پر تنقید کر رہے تھے۔ ایسے میں ایک بچہ جو پھٹا پرانا لباس پہنے ہوئے تھا اسٹیج پر چڑھ آیا اور افلاطون سے بولا:

"جناب! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس موضوع پر مدلل تقریر کر سکتا ہوں۔"

یہ بچہ اکیڈمی میں پانی پلانے کا کام کرتا تھا۔ افلاطون نے کہا: "تم نے تو میرا ایک درس بھی نہیں سنا پھر تم تقریر کیسے کر سکتے ہو؟"

بچے نے کہا: "جب غلاموں کو باہر نکال کر دروازہ بند کر دیا جاتا تھا تو میں دروازے کی درز سے کان لگا کر بیٹھ جاتا تھا۔ آپ کی دھیمی آواز سننے میں مجھے دشواری تو ہوتی تھی لیکن میں پوری یک سوئی سے وہ سب کچھ یاد کر لیتا تھا۔"

افلاطون نے اس بچے کو اجازت دے دی۔ بچے نے بے پناہ روانی سے ایسی مدلل تقریر کی کہ حاضرین کے ساتھ ساتھ خود افلاطون بھی حیران رہ گیا۔ اس بچے کو انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ اس نے ثابت کر دیا تھا کہ افلاطون کی تدریس میں کوئی کمی نہیں تھی بلکہ قصور سراسر نالائق طلبہ کا تھا۔ افلاطون نے پانی پلانے کی خدمت پر مامور اس بچے کو اپنی خصوصی شاگردی میں لے لیا۔ تاریخ عالم میں یہ بچہ عظیم فلسفی ارسطو کے نام سے مشہور ہوا۔

تحریر: قمر ناز دہلوی، کراچی

عظیم فلسفی ارسطو

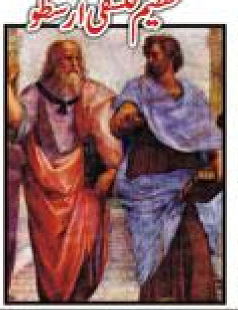

ان دونوں تصاویر میں 10 جگہ فرق ہے، تلاش کریں

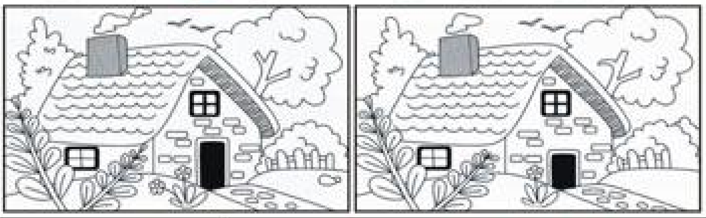

بوجھو تو جانیں

1۔ کاغذ میں اک دھاگہ
چھوڑ کے معراج بھاگا
2۔ رنجہ کے راج میں نہیں
مالی کے باغ میں نہیں
چھیلو تو چھلکا نہیں
کھاؤ تو گٹھلی نہیں
3۔ خدا کی کھیتی کا دیکھا یہ حال
نہ کوئی پتا نہ کوئی ڈال
نہ ہی ڈالا بیج نہ جوتا ہل
نہ لگا اس میں کوئی بھی پھل
پر جب کاٹیں اس کو بھائی
ہوتی ہے پہلے سے دگنی سوائی
4۔ کبھی چھوٹا کبھی بڑا
بے سہارا فضا میں کھڑا
شب کو آئے دن کو جائے
بوجھنے والا مجھ کو بتائے
5۔ پہاڑ کے اوپر ایک پہاڑ
اس کے اندر ایک غار
جو کچھ غار کے اندر جائے
ڈھول بن کے باہر آئے
6۔ کیا جانو وہ کیا ہے
جیسا دیکھو ویسا ہے
مطلب اس کا سوچے گا
منہ دیکھو تو پوچھے گا
7۔ آپ چلے نہ مجھ کو چلائے
اس کا چلنا من کو بھائے
گھوم گھوم کے ہوئی تیار
سب کو آئے اس پر پیار۔

جوابات:۔
1۔ آتش بازی، 2۔ اولا، 3۔ بال، 4۔ چاند، 5۔ چکی، 6۔ آئینہ، 7۔ چھلنی۔

لالچ بری بلا ہے!

ایک دفعہ کسی چوہے کو کئی دن تک کھانے کو کچھ نہ ملا۔ غریب بھوک کے مارے سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ دل میں کہنے لگا کہ اگر کچھ دن یہی حال رہا تو میں ضرور مر جاؤں گا۔

آخر ڈھونڈتے ڈھونڈتے اسے اناج کا ایک مٹکا مل گیا، جس میں چھوٹا سا ایک سوراخ تھا۔ چوہا بھوک سے اس قدر دبلا ہو گیا تھا کہ سوراخ کے ذریعے آسانی سے مٹکے میں چلا گیا۔

مٹکے میں کافی اناج بھرا ہوا تھا۔ چوہا کئی دن کا بھوکا تو تھا ہی، اناج کو دیکھتے ہی اس پر ٹوٹ پڑا اور لگاتار بھر بھر کر کھانے لگا۔

کھاتے کھاتے اس کا پیٹ اس قدر پھول گیا کہ اب ایک دانہ کھانے کی بھی گنجائش نہ رہی۔ پھر یہ سوچ کر کہ اب چلنا چاہیے، وہ سوراخ سے باہر جانے کی کوشش کرنے لگا مگر اس کا پیٹ بہت پھول گیا تھا۔ اس نے بڑی کوشش کی مگر سوراخ سے نہ نکل سکا۔

اتفاق سے ایک اور چوہا مٹکے کے پاس سے گزرا وہ پوچھنے لگا "کیا بات ہے؟"

چوہے نے سارا قصہ سنایا تو دوسرا چوہا بولا:

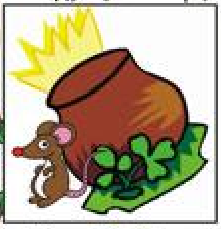

"اب اس وقت تک مٹکے میں رہو جب تک تمہارا پیٹ پہلے کی طرح پتلا نہ ہو جائے۔"

جو لوگ کام کرنے سے پہلے اس کا انجام نہیں سوچتے، ان کا یہی حال ہوتا ہے۔

اقصیٰ قیصر، لال پُل، لاہور

مینڈک کو بسکٹ تک پہنچنے کا راستہ بتائیں

بہادر شہزادہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی ملک پر ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ ایک دن بادشاہ کو دور سفر کیلئے جانا پڑا۔ بادشاہ نے ملکہ تیلم کو ایک گلاب دیا اور کہا کہ اگر یہ گلاب مرجھا گیا تو سمجھ لینا کہ میں اس دنیا میں نہیں رہا۔

بادشاہ کا ایک خادم نے یہ سنا تو اس نے جادوگرنی کو یہ بات بتائی۔ یہ خادم خود بادشاہ بننا چاہتا تھا۔ جادوگرنی نے اسے ایک مرجھایا ہوا گلاب دیا اور تازے گلاب کی جگہ پر رکھنے کو کہا۔ خادم نے ایسا ہی کیا۔ ملکہ تیلم نے وہ گلاب دیکھا تو رونے لگی۔ خادم بولا "بادشاہ سلامت اب اس دنیا میں نہیں رہے۔" اس کے ساتھ ہی اس نے سپاہی کو حکم دیا کہ وہ ملکہ تیلم اور اس کی بیٹی شہزادی عنبر کو قید خانے میں ڈال دے۔ اور وہ خود بادشاہ بن گیا۔ ادھر جادوگرنی نے بادشاہ کو ایک پنجرے میں قید کر لیا اور پنجرہ ایک غار میں رکھ دیا۔

شہزادی عنبر کسی طرح قید خانے سے نکلنے میں کامیاب ہو گئی اور اپنے والد بادشاہ کی تلاش شروع کر دی۔ چلتے چلتے وہ تھک گئی تو اس نے سوچا کہ آرام کرنا چاہیے۔ قریب ہی ایک پرانا سا گھر تھا جو خالی تھا۔ وہاں ایک چارپائی تھی۔ شہزادی نے کچھ دیر آرام کیا۔ اس کی آنکھ لگ گئی۔ اچانک اسے آواز آئی "مجھے نکالو!" شہزادی اٹھ بیٹھی۔ اس نے چارپائی کے نیچے جھانکا تو دیکھا کہ وہاں ایک جادوئی باکس تھا۔ شہزادی نے وہ باکس کھینچا تو وہاں سے ایک شہزادہ نکل آیا۔ شہزادے نے بتایا کہ اسے جادوگرنی نے قید کر دیا تھا۔ اسے جادوگرنی کے ٹھکانے کا پتہ تھا۔ وہ شہزادی کو غار میں لے گیا اور بادشاہ کو آزاد کرایا۔ وہاں ایک طوطا تھا جس میں جادوگرنی کی جان تھی۔ شہزادے نے طوطے کی گردن مروڑ دی تو سارا جادو ختم ہو گیا۔ بادشاہ قید سے آزاد ہو گیا اور جادوگرنی مر گئی۔ پھر وہ سب محل واپس آ گئے اور ملکہ تیلم کو آزاد کرایا اور خادم کو قید میں ڈال دیا۔

(عروبہ یونس/ لاہور)

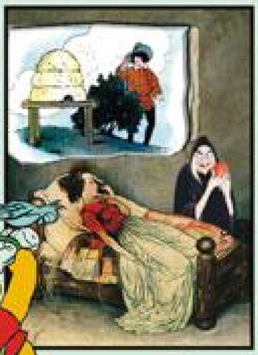

فاطمہ حیدر، لاہور

حلیمہ راشد

مسکان فاطمہ، لاہور

نام نہیں لکھا

صائم عبداللہ، لاہور

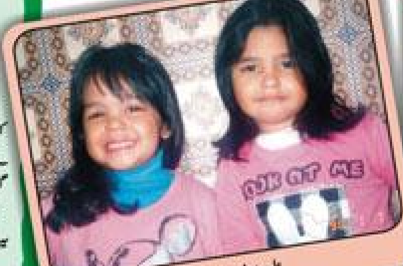
علیزہ اینڈ اسماح

زرمین طاہر بٹ، لاہور

معیز ممتاز، لاہور

ہارون، لاہور

معاذ ممتاز، لاہور

محمد عثمان جمیل، منڈی بہاؤالدین

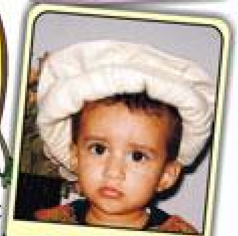
تسلیم راشد، گوجرہ

آریان اور رافع

Model Of The Week

عینا ممتاز، لاہور

ایک کہانی.....بہت پرانی

مسخرے کا گدھا

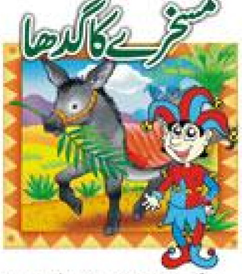

جرمنی کے ایک چھوٹے سے شہر میں ایک مسخرہ رہتا تھا۔ نام تھا اس کا تِل۔ وہ پہاڑوں پر گھومتا رہتا تھا اور کبھی کبھی اپنی باتوں سے لوگوں کا دل بہلاتا تھا۔ قریب ہی ایک یونیورسٹی تھی۔ تِل کو ایک دن شرارت سوجھی اور اس نے یونیورسٹی کے دروازے پر ایک اشتہار لگا دیا کہ وہ کسی بھی جاندار کو پڑھنا لکھنا سکھا سکتا ہے۔

یونیورسٹی کے پروفیسروں نے یہ پڑھا تو بہت حیران ہوئے۔ انہوں نے ان میں ایک میٹنگ کی کہ کیا ایک مسخرہ ایسا کر سکتا ہے یا وہ محض مذاق کر رہا ہے۔ ان میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ مسخرے کو آزماتے ہیں۔ اگر وہ جھوٹ بول رہا ہے تو اسے شہر سے نکال دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے طے کیا کہ ایک گدھا جو سب سے بیوقوف جانور ہے، تِل کو پڑھانے کو دیا جائے۔ اگر وہ اس کو پڑھانے میں کامیاب نہ ہو سکے گا تو ہم اس کو شہر سے نکال دیں گے۔

اگلے ہی دن یونیورسٹی کے پروفیسروں نے تِل کو بلوایا اور کہا: "تمہیں ایک گدھے کو لکھنا اور پڑھنا سکھانا ہوگا۔"

تِل یہ سن کر خاصہ خوش ہوا اور کہا: "آپ جیسا کہیں گے میں کروں گا۔ لیکن اس کے لئے وقت درکار ہوگا۔ گدھا چونکہ سب سے زیادہ بیوقوف ہوتا ہے اس لئے اس کو پڑھانے میں پانچ سال کا عرصہ لگے گا۔ آپ مجھے شاگرد دیں۔ اس کا اور میرے رہنے سہنے اور کھانے پینے کا انتظام کریں۔"

پروفیسر صاحبان نے تِل کی بات مان لی۔ تِل کو ایک گدھا دے دیا گیا۔ دونوں کے کھانے اور رہنے سہنے کا انتظام ایک سرائے میں کر دیا گیا۔

جب تِل گدھے کے ساتھ سرائے میں پہنچا اس نے گدھے سے کہا: "دوست دیکھو مجھے پانچ سال کا وقت ملا ہے۔ اگر تم مر گئے تو میں اپنی شرط سے آزاد ہو جاؤں گا اور اگر میں مر گیا تو شرط پوری کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ لہٰذا فی الحال تو ہمیں آرام سے زندگی گزارنا چاہئے۔"

اس کے بعد تِل نے ایک کتاب لی اور اس کے ہر دو صفحوں کے بیچ میں جَو رکھ دیئے۔ اب گدھا اپنے منہ سے صفحوں کو پلٹتا اور ان کے بیچ میں سے جَو کھا لیتا۔ جب جَو ختم ہو جاتے تو وہ چلاتا۔ ای آ ای آ ای۔ کچھ دنوں میں گدھے کو کتاب الٹنے کی مشق ہو گئی۔ جب بھی وہ کتاب سامنے رکھی جاتی وہ منہ سے صفحے پلٹتا رہتا اور جَو کھاتا رہتا اور پھر آوازیں نکالتا۔

ایک دن تِل پروفیسر کے پاس گیا اور کہا: "کیا آپ دیکھنا چاہیں گے کہ میرا شاگرد کیسی ترقی کر رہا ہے۔"

پروفیسر صاحب نے پوچھا: "کیا اس نے کافی ترقی کر لی ہے؟"

تِل نے جواب دیا: "ایک گدھے سے آپ جتنی امید کر سکتے ہیں بہت مشکل سے محنت کر کے میں نے اس کو کچھ حروف بھی سکھائے ہیں۔ ابھی تک وہ A اور E بولنا سیکھ پایا ہے۔ خود ملاحظہ کیجئے۔"

پروفیسر صاحب تیار ہو گئے اور کہا کہ وہ دوسرے دن آئیں گے۔ اس دن تِل نے گدھے کو کچھ کھانے کو نہیں دیا۔ جب پروفیسر اور ان کے ساتھی آئے تو دیکھا گدھا کچھ بھوکا سا ہے۔

تِل نے کہا: "اس کی یہ بے چینی کی وجہ یہ ہے کہ وہ آپ کو دکھانا چاہتا ہے کہ اس نے کتنی ترقی کی ہے۔" تِل نے کتاب گدھے کے سامنے رکھ دی۔ وہ منہ سے صفحے پلٹتا اور جب اسے کھانے کیلئے جَو نہیں ملتے تو وہ آوازیں نکالتا۔ ای آ ای آ ای آ ای۔

تِل نے کہا: "جناب آپ نے دیکھا یہ حروف خوب پہچانتا ہے اور ان کو صفحوں پر ڈھونڈ کر زور سے پڑھتا ہے۔ کچھ عرصہ اور لگے گا پھر یہ پوری کتاب پڑھنے لگے گا۔"

پروفیسر اور ان کے ساتھی حیرت میں واپس آ گئے۔ تِل آرام سے رہتا رہا۔ اس عرصہ میں پروفیسر صاحب کا انتقال ہو گیا اور تِل اپنی شرط سے آزاد ہو گیا۔

☆☆☆

عادت سے مجبور

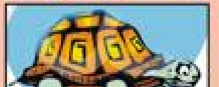

ایک بچھو تھا اس کی ایک کچھوے سے دوستی تھی۔ وہ دونوں ایک ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ ایک ساتھ سیر کے لئے جاتے تھے۔ بچھو کی عادت تھی کی وہ اپنے ڈنگ سے دوسرے جانوروں کو مارتا تھا۔ کچھوے نے اسے کئی بار منع کیا مگر وہ باز نہیں آتا تھا۔ ایک دن یوں ہوا کہ وہ دونوں دریا کی سیر کو نکلے۔ بچھو کو تیرنا نہیں آتا تھا اس لئے وہ کچھوے کی کمر پر بیٹھ کر سیر کرنے لگا۔

راستے میں اس نے کچھوے کی کمر پر ڈنگ مارا تو کچھوے نے کہا میں تمہیں سیر کرا رہا ہوں اور تم مجھے ڈنگ مار رہے ہو۔ بچھو نے کہا کہ ڈنگ مارنا میری عادت ہے۔ وہ بار بار آیا اور اسے زور سے ڈنگ مارنے لگا۔ کچھوے کی پیٹھ زخمی ہو گئی۔

کچھوے کو غصہ آ گیا اور اس نے دریا میں ڈبکی لگا دی۔

بچھو چیخا: "میں ڈوب جاؤں گا یہ تم کیا کر رہے ہو؟"

کچھوے نے کہا: "دریا میں غوطہ لگانا میری عادت ہے۔"

کچھوے نے دوبارہ دریا میں ڈبکی لگائی اور بچھو دریا میں ڈوب گیا۔

نتیجہ: جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

احمد خان، لاہور، کلاس: سوئم

ان مسکراتے چہروں میں 7 حیران اور 2 اُداس ہیں، نشاندہی تو کریں

معلومات

☆ دنیا کے کل مسلم ممالک 228 ہیں۔

☆ تمام دنیا میں مسلم آبادی 1 ارب 40 کروڑ 31 لاکھ ہے۔

☆ رقبے کے لحاظ سے مسلمانوں کے پاس کرۂ ارض پر 3 کروڑ 48 لاکھ 19 ہزار 7 سو 90 مربع کلومیٹر کا علاقہ ہے۔

☆ دنیا کا 70 فیصد تیل مسلمانوں کے پاس ہے۔

☆ دنیا کی 65 فیصد زرعی زمین مسلمانوں کے پاس ہے۔

☆ دنیا کا بہترین نہری نظام سونا لوہا اور کوئلہ کی سب سے بڑی کانیں مسلمانوں کے پاس ہیں۔

☆ مشرق وسطیٰ میں جزیرہ عرب کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ یہاں کی زبان عربی ہے۔

☆ عمان کا رقبہ 200000 مربع کلومیٹر ہے۔

☆ عمان کی کرنسی عمانی ریال ہے۔

(شمس الحق۔ لاہور)

آرٹسٹ: زینب منیر

نظم

طوطا بولا اے بی سی
طوطی بولی جی جی جی
طوطا بولا چوری دو
طوطی بولی لو جی لو
طوطا بولا حلوہ کھا
طوطی بولی برگر لا
طوطا بولا پانی لا
طوطی بولی گھر کو جا
طوطا بولا گیت سنا
طوطی بولی بین بجا
طوطا بین بجاتا ہے
سب کا دل بہلاتا ہے
طوطی گیت سناتی ہے
اپنی بات نبھاتی ہے

(زینب منیر، لاہور)

نعمان راشد

محمد سلمان، کراچی

خدیجہ بلال، لاہور

حمنہ، لاہور

حفصہ بلال
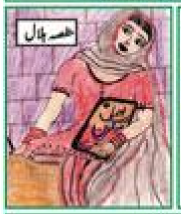

سمیعہ ادا، سانگھڑ

ثنا صدیق کھوکھر

شیبا اذان خان، کراچی

مسکرائیے تو سہی

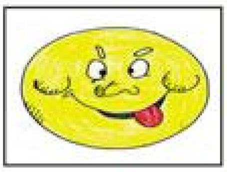

لمبائی

گاہک: "یہ کتنے کا ہے؟"

بیچنے والا: "جناب! یہ پانچ ہزار روپے کا ہے۔"

گاہک: "لیکن اس کی ٹانگیں تو بہت چھوٹی ہیں۔"

بیچنے والا: "جناب آپ کیسے کہتے ہیں چاروں ٹانگیں زمین تک تو پہنچ رہی ہیں۔"

(تازیہ مجیب۔ لاہور)

موسلا دھار

استاد: موسلا دھار کو جملے میں استعمال کرو؟

شاگرد: جناب! موسلا دھار کے کیا معنی ہیں؟

استاد: زور سے

شاگرد: آج میں موسلا دھار بھاگتے ہوئے سکول پہنچا۔

(وقار احمد۔ کراچی)

سیاسی لیڈر

ایک سیاسی رہنما الیکشن کے دوران حیدر آباد شہر گیا اور تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "مجھے خوشی ہے کہ میں آج آپ کے شہر فیصل آباد میں موجود ہوں۔" لوگوں نے کہا کہ "جناب! یہ حیدر آباد ہے فیصل آباد نہیں۔"

سیاسی رہنما بولے: "مجھے پتہ ہے لیکن میں دیکھنا چاہتا تھا کہ آپ لوگ سو تو نہیں رہے۔"

جواب

ماں (بیٹے سے): "آج تم سکول سے جلدی کیوں آ گئے؟"

بیٹا: "کیونکہ پوری کلاس میں صرف مجھے ہی ایک سوال کا جواب معلوم تھا۔"

ماں: "اچھا... وہ سوال کیا تھا؟"

بیٹا: "پرنسپل کو چاک کا ٹکڑا کس نے مارا؟"

جواب فرق تلاش کریں

توہینِ رسالتؐ اور ہمارا عملی کردار

کوئی بھی مسلمان حکمران اقوام متحدہ میں توہین رسالتؐ پر آواز نہیں اٹھا سکا

برطانیہ میں توہین مسیحؑ قابل تعزیر جرم ہے تو اسلامی ممالک میں توہین رسالتؐ کا قانون باعث نزاع کیوں ہے

حکیم محمد عزیز الرحمن جگرانوی

ایک منافق اور ایک یہودی کا جھگڑا ہو گیا، یہودی نے کہا میرے اور تمہارے درمیان نبی الانام حضرت محمد مصطفیٰؐ فیصلہ کریں گے۔ منافق نے کہا نہیں! کعب بن اشرف اس جھگڑے کا تصفیہ کرے گا۔ کیونکہ کعب بن اشرف راشی تھا۔ یہودی اس مقدمہ میں حق پر تھا اور منافق باطل پر اسلئے وہ رسول اللہؐ کے پاس اور منافق کعب بن اشرف کے پاس مقدمہ لے جانا چاہتا تھا۔ یہودی کے اصرار پر مجبوراً اسے ماننا پڑا، دونوں رسول اللہؐ کے پاس گئے۔ آپؐ نے یہودی کے حق میں اصولی فیصلہ دیا۔ منافق اس فیصلے سے راضی نہ ہوا اور کہا میرے اور تمہارے درمیان حضرت عمرؓ فیصلہ کریں گے۔ جب وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو یہودی نے بتایا! رسولؐ اس کے حق میں فیصلہ دے چکے ہیں لیکن یہ شخص نہیں مانتا۔ حضرت عمرؓ نے منافق سے پوچھا کیا ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔ گھر سے تلوار لے کر آئے اور منافق کا سر قلم کر دیا۔ اس منافق کے گھر والوں نے نبی کریمؐ سے حضرت عمرؓ کی شکایت کی۔ رسول اللہؐ نے حضرت عمرؓ سے تفصیل معلوم کی۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ اس نے آپؐ کے فیصلہ کو مسترد کیا تھا اس لئے میں نے ایسا کیا، اسی وقت جبرائیل امینؑ حاضر ہوئے اور کہا یہ فاروق ہیں انہوں نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا۔ نبی کریمؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا تم فاروق ہو۔ (تفسیر کبیر، تفسیر ابن کثیر وغیرہ)

اس واقعہ سے توہین رسالت کی سزا کے تعین کے ساتھ ساتھ اس امر کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی توہین رسالت کا مرتکب ہو تو نبیؐ کے ایک امتی کا کیا فرض بنتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے فوری ردعمل سے یہ ثابت کر دیا کہ اس کی سزا سر تن سے جدا کرنا ہے۔ حالانکہ اس وقت کوئی توہین رسالت ایکٹ یا واضح قانون موجود نہ تھا۔ اب جبکہ توہین رسالت ایکٹ بھی موجود ہے مگر پھر بھی ہم سیاسی مصلحتوں اور ذاتی مفادات کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

حرمت رسولؐ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر ہر امتی اپنے والدین بیوی بچوں حتیٰ کہ اپنی جان کی قربانی دے کر بھی سمجھتا ہے کہ حق ادا نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کو حرمت رسولؐ کا دفاع اپنی جان سے بھی عزیز ہے۔ انتہائی دردناک امر یہ ہے کہ ہر دور میں گستاخان رسولؐ نے مسلمانوں کی دلآزاری کی ہے اور اس قبیح جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ 17 دسمبر 2005ء کو ڈنمارک کے اخبار POLITIKAN نے ایک شخص کا احوال لکھا کہ جسے بچوں کیلئے ایک ایسی کتاب نہیں مل رہی تھی جو قرآن کریم اور حضرت محمدؐ کے بارے میں ہو، اس میں رنگین عکاسی بھی ہو اس کے بعد ایک دوسرے اخبار نے ایک ایسا مضمون شائع کیا جس میں آزادی صحافت اور صحافیوں کے حقوق کی باتیں لکھیں اور شائع کر دیں۔ اس کے ساتھ ہی مذکورہ اخبار نے 12 ایسے توہین آمیز خاکے شائع کر دیئے جن کا مضمون کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا اور مسلمانوں اور نبی آخرالزماںؐ کی اس طرح توہین کی گئی کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ ایسے خاکوں کی اشاعت کا مقصد صرف اور صرف مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنا تھا۔ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے حوالے سے مذکورہ بالا واقعہ بعد عرصہ بعد ایک ایسے موقع پر سامنے آیا کہ جب مسلمانان عالم امریکی "کروسیڈ" کے سبب پہلے ہی عالم کرب سے نالاں تھے۔ مذکورہ واقعہ کے بعد قریباً یورپ کے ہر اخبار نے یہ خاکے شائع کئے جس پر دنیا بھر کے مسلمانوں نے غم و غصہ کی حالت میں مظاہرے اور جلسے جلوس کا مظاہرہ کیا۔ صد افسوس کہ 57 مسلمان ریاستوں کے صدور کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ اس دردناک سانحہ پر اقوام متحدہ میں آواز ہی بلند کریں۔ چونکہ مسلمان حکمران ابھی تک اس مسئلہ کی حساسیت سے آگاہ نہیں۔ بعد ازاں ناروے کے اخبار Dogbladet نے ایک اور توہین آمیز خاکہ شائع کر دیا۔ عالم اسلام میں اس ناپاک جسارت کے حوالے سے مکمل بے حسی کا مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔ اللہ رب العزت نے نبی آخرالزماںؐ کو رحمت عالم بنا کر مبعوث کیا کہ جو تمام جہانوں کیلئے رحمت ہیں۔ ایسی رحمت والے نبیؐ کہ جنہوں نے اپنی بیٹی زینبؓ اور چچا امیر حمزہؓ کے قاتلوں کو بھی معاف کر دیا، جنہوں نے سر پر اوجھڑی اور کوڑا کرکٹ ڈالنے والوں کو بھی معاف کر دیا اور فتح مکہ کے عظیم موقع پر جب کفار مکہ صرف اسی انتظار میں گردنیں جھکائے کھڑے تھے کہ کب ہماری موت کا پروانہ جاری ہو لیکن چشم فلک نے دیکھا کہ اللہ کے نبیؐ نے نہ صرف انہیں معاف کر دیا بلکہ اپنے اس وقت کے سب سے بڑے دشمن ابوسفیان کو یہ عزت بخشی کہ جو اس کے گھر میں داخل ہو جائے اس کیلئے بھی امان ہے۔ اس موقع پر چند افراد ایسے بھی تھے کہ جن کے بارے میں رحمت اللعالمینؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ یہ کعبۃ اللہ کے پردے کے پیچھے بھی چھپے ہوں تو انہیں وہاں قتل کیا جائے۔ یہ بدبخت افراد جن کے بارے میں رحمت اللعالمینؐ اپنی زبان اطہر سے موت کا حکم جاری فرما رہے تھے، ایسے افراد تھے کہ جنہوں نے گستاخی رسولؐ جیسے قبیح جرم کا ارتکاب کیا تھا۔

اللہ کے نبیؐ کے دور میں آپؐ کی عدالت میں ایک کیس پہنچا کہ ایک عورت کو کسی نے قتل کر دیا جبکہ قاتل کا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا۔ اللہ کے نبیؐ کی اس عدالت میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس کسی نے بھی اس عورت کو قتل کیا میں اُسے حکم دیتا ہوں کہ وہ قتل کی وجہ بیان کرے۔ آپؐ کے حکم پر ایک نابینا صحابی کھڑے ہوئے اور فرمایا یا رسول اللہؐ! مقتولہ میری لونڈی تھی، اس کے بطن سے میرے دو بچے ہیں یہ میرا اور میرے بچوں کا سہارا تھی وہ روزانہ مجھے گالیاں دیتی تھی میں برداشت کرتا تھا لیکن کل شب اس نے آپؐ کی ذات اقدس کے بارے میں توہین آمیز الفاظ کہے۔ مجھے یہ برداشت نہ ہو سکا اور میں نے بھالا پکڑ کر اس کے پیٹ میں اتار دیا۔ صحابی کی بات سن کر آپؐ نے فرمایا اس پر اس قتل کا بدلہ واجب نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے ثواب ہے۔

مدینہ میں ایک مالدار یہودی کعب ابن الاشرف اس قدر خبیث انسان تھا کہ اللہ کے نبیؐ کی توہین کو اس نے اپنا وطیرہ بنا لیا تھا جس پر آپؐ کو اس سے سخت تکلیف تھی۔ ایک مرتبہ اس نے آپؐ کی ذات اقدس کے بارے میں گستاخانہ ہجو کی۔ آپؐ نے اس کا جواب دینے کیلئے حضرت حسان بن ثابتؓ کو کھڑا کیا اور فرمایا! حسانؓ اٹھ کھڑا ہو اور اپنے نبیؐ کی گستاخی کا جواب دے۔ حضرت حسانؓ کھڑے ہوئے اور ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ گستاخ کی گستاخی کا جواب کن الفاظ میں دیں کہ اللہ کے نبیؐ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ حسانؓ کی روح الامین کے ساتھ مدد فرما اور پھر حضرت حسانؓ کی زبان سے اس قدر عمدہ نعت نبیؐ نکلی کہ مدینہ کی پہاڑیاں بھی جھوم اٹھیں۔

حال ہی علامہ محمد تصدق حسین نے ایک انمول کتاب "توہین رسالت کا علمی و تاریخی جائزہ" تصنیف کی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے 36 نامور اور مستند غیر مسلم مفکرین دانشوروں، سیاسی لیڈروں، ادباء، مصنفین، شعراء اور محققین کی نبی کریمؐ کی شان اقدس میں عقیدت و محبت اور اعتراف عظمت پر مبنی آراء شائع کی ہیں۔ مسئلہ توہین رسالت کی وضاحت انہوں نے 5 آیات قرآنی سے انتہائی مدلل انداز میں کی ہے۔ اس حوالے سے بارگاہ نبوتؐ کے فیصلے بھی تحریر کئے ہیں۔ ماضی میں دنیا کی مختلف اقوام میں مختلف مذاہب کی توہین کا ارتکاب کرنے والے بدکردار لوگوں کی سزا اور انجام کے ساتھ ساتھ مختلف مذاہب میں توہین مذہب کی سزاؤں اور قوانین کا بھی مصنف نے بڑے خوبصورت اور تحقیقی انداز میں جائزہ لیا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ برطانیہ کے قوانین میں اگرچہ جسمانی سزائے موت موقوف کر دی گئی ہے لیکن کامن لاء کے تحت توہین مسیحؑ قابل تعزیر جرم ہے۔ اگر حضرت مسیحؑ کی توہین زبانی ہو تو دو گواہوں کی شہادت ضروری ہے اور اگر اہانت تحریری ہو تو ایسی تحریر ثبوت جرم کیلئے پیش کی جائے گی۔ جرم ثابت ہو جانے پر حکومت برطانیہ ایسے شخص کے سارے شہری حقوق سلب کر لے گی۔ واضح رہے کہ برطانیہ میں سارے شہری حقوق سلب کر لینے کا مطلب سزائے موت ہی ہے۔

☆☆☆☆

باطل کی سازش اور ہماری ذمہ داریاں

فاروق احمد

آج کے عالمی حالات پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی اور ان کے دلوں میں موجود اسلام کے خلاف بغض ابل رہا ہے۔ مخالفین اسلام کی طرف سے قرآن کی بے حرمتی اور نبیؐ کی شان میں گستاخی کے واقعات دیکھ کر قرآن کا وہ نقشہ یاد آتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اسلام مخالف بغض کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ کو جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے۔ ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے ابلا پڑتا ہے اور جو کچھ سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے۔

پادری گرجا گھروں سے اعلان کرتے ہیں کہ اجتماعی طور پر نعوذ باللہ قرآن کو جلایا جائے گا۔ نبی اکرمؐ کے توہین آمیز خاکے چھاپ کر نبی رحمت اور دین رحمت کا رشتہ دہشت گردی اور خودکش حملوں سے جوڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ وہ بغض ہے جو ان کی زبانوں اور مذموم حرکتوں سے واضح ہو رہا ہے اور جو اسلام کے دشمنی کے عزائم وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے۔

محمدؐ کے ماننے والے اس دنیا میں ایک ارب سے زیادہ ہیں۔ ان مذموم حرکتوں کے ذریعے گویا ایک ارب مسلمانوں کے مذہبی جذبات پر نشتر چلائے گئے اور یہ سب ان ممالک کی طرف سے کیا گیا جو اپنے آپ کو مہذب اور ترقی یافتہ کہتے ہیں۔ ان ممالک میں اپنے گھر کے اندر بلند آواز سے میوزک سننا منع ہے کیونکہ اس سے پڑوسی کی سمع خراشی ہوتی ہے، سڑک پر زور سے ہارن بجانا منع ہے کہ لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ گاڑی میں بلند آواز سے گانا سننا منع ہے لیکن ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کی مکمل آزادی ہے۔

2005ء سے لیکر آج تک مستقل ان خاکوں کو چھاپنے کا سلسلہ جاری ہے یہ باطل کی ایک منظم سازش ہے جس کے مخفی اہداف یہ ہیں:

مسلمانوں کو دہشت گردی کا منبع قرار دینا، اسلام اور مسلمانوں کو نکلنے نہ دینا، جہاد کو، جو انصاف کے قیام کی ضمانت، آزادی کا محافظ اور ظلم و بیرونی قبضے کے خلاف مزاحمت کا ذریعہ ہے، دہشت گردی کا نام دے کر مسلمانوں کو تذبذب ہی نہیں بلکہ سیاسی اور معاشی غلامی کے جال میں پھنسانا۔ نبی اکرمؐ کی شان میں گستاخی کر کے مسلمانوں کے جذبۂ حمیت کو ختم کرنا۔

مغربی دنیا یہ کہتی ہے کہ دنیا کو دہشت گردی سے نجات اس وقت ملے گی جب مسلمان روشن خیال ہو جائیں گے اور مسلمان روشن خیال اس وقت سمجھے جائیں گے جب وہ محمدؐ کی ذات کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھیں اور ان خاکوں کی اشاعت پر احتجاج نہ کریں۔

نائن الیون کے بعد جس طرح اسلام کو بے دردی سے دہشت گردی کا مذہب اور ہر مسلمان کو ایک ممکنہ دہشت گرد کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ باطل اسلام کے خلاف صف آراء ہو چکا ہے۔ نائن الیون کے بعد ایک طرف مسلمانوں کو عسکری طاقت کے ذریعے تباہ و برباد کیا گیا تو دوسری طرف قرآن اور صاحب قرآن پر حملے کر کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات پر نشتر چلائے گئے۔ مسلمان جب ان واقعات پر احتجاج کر رہے تھے تو جنوری 2006ء میں اس وقت کے امریکی صدر بش نے کھل کر کہا تھا کہ ہمارا اصل مقابلہ سیاسی اسلام اور بنیاد پرستی سے ہے۔

اس پوری صورتحال کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ہمارے حکمران استعماری طاقتوں کے ہاتھوں یرغمال بنے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے عوام کا خیال کرنے کے بجائے امریکہ کا خیال اور اللہ سے ڈرنے کے بجائے امریکہ کا ڈر لئے ہوئے ہیں ڈرون حملوں پر خاموشی، اپنے ہی عوام کے خلاف فوجی طاقت کا استعمال، اپنے ہی لوگوں کو ہجرت پر مجبور کرنا، اپنے ہی شہریوں کو گرفتار کر کے امریکیوں کے حوالے کرنا، قرآن و سنت کے خلاف قانون سازی کرنا، نصاب سے قرآنی آیات اور امہات المومنینؓ کے اسباق نکالنا، بدنام زمانہ تنظیم بلیک واٹر کو اپنے ملک میں بنگلے فراہم کرنا اور آر جی ایس ٹی جیسے ظالمانہ ٹیکس لگا کر عوام کو مہنگائی کے دلدل میں دھکیلنا حکمرانوں کے وہ اقدامات ہیں جو ان کی امریکی غلامی کا واضح ثبوت ہے۔

حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں کہ جس ذات کی بدولت اللہ کی معرفت حاصل ہوئی، اسلام کی نعمت ملی، قرآن جیسی عظیم الشان کتاب ملی، اس ذات کو چھوڑ کر امریکہ کا دامن تھام رہے ہیں۔ کیا حکمران مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ بات نہیں جانتے کہ اللہ کے سہارے کو چھوڑ کر انہیں کہیں بھی پناہ نہیں ملے گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جب آخرت میں اللہ کے حضور حاضر ہوں گے تو کیا جواب دیں گے۔

آج کے حالات میں نبیؐ کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہماری مندرجہ ذیل ذمہ داریاں بنتی ہیں:

قرآن و سنت کو مضبوطی سے تھامیں۔ نبی اکرمؐ سے اپنے تعلق کو مضبوط اور گہرا کریں۔ قرآن نے نبی اکرمؐ سے تعلق کی چار بنیادیں بتائی ہیں ایمان، اطاعت، اتباع اور محبت، ہم انہی بنیادوں پر نبیؐ سے اپنے تعلق کو استوار کریں۔ یہود و نصاریٰ کی سازشوں کا مقابلہ اتحاد و اتفاق سے کریں۔ امریکی ایجنٹ حکمرانوں سے نجات حاصل کر کے ان کی جگہ صالح قیادت کو لانے کی سعی و کوشش کریں۔ حضورؐ کے لائے ہوئے دین کو دنیا میں غالب کرنے کیلئے قربانی کے جذبے سے میدان عمل میں سعی و کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم ڈٹے رہو اور اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو ان کی سازشیں تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گی۔

اگر ہم نے صبر اور تقویٰ کی اس حکمت عملی پر عمل کیا تو انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب مخالفین اسلام کو شکست ہو گی اور اللہ تعالیٰ کا دین پوری زمین پر غالب ہو جائے گا۔

حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانیؒ

ان کی ساری زندگی سنت مصطفیٰؐ کے مطابق گزری

منیر احمد یوسفی

حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی المعروف مجدد الف ثانیؒ کی ولادت سرہند شریف ضلع پٹیالہ مشرقی پنجاب میں جمعۃ المبارک کی رات قریباً نصف شب گزرے ۱۴ شوال المکرم ۹۷۱ھ بمطابق ۲۶ جون شب جمعہ ۱۵۶۴ء کو ہوئی۔ آپ کو مجدد الف ثانیؒ اس لئے کہتے ہیں کہ سرکار کائنات کے وصال مبارک کے ایک ہزار سال پورے ہو رہے تھے کہ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کی ولادت ہوئی۔ آپ نے دین اسلام کی تجدید، حفاظت اور احیائے شریعت کا جو عظیم کام برصغیر پاک و ہند میں سرانجام دیا وہ اسلام کی پوری تاریخ میں خاص امتیازی شان رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب مجدد الف ثانیؒ ایسا مشہور ہوا کہ بہت سے لوگ آپ کا نام ہی نہیں جانتے۔ صرف مجدد الف ثانیؒ کے نام سے پہچانتے ہیں اور آپ کو امام ربانی بھی کہتے ہیں۔

جب آپ پڑھنے کے قابل ہوئے تو آپ کو ایک مکتب میں داخل کیا گیا۔ تھوڑی مدت میں ہی آپ نے قرآن مجید کو حفظ کر لیا۔ اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحدؒ کے پاس تعلیم حاصل کی اور اکثر علوم انہی سے سیکھے۔ بعد ازاں سیالکوٹ میں حضرت مولانا کمال کشمیریؒ جو اپنے وقت کے بہت بڑے محقق اور مدقق عالم دین تھے، سے معقولات کی بعض کتابیں بہت تحقیق سے پڑھیں۔ ۔۔ دینی حدیث شریف کی بعض کتابیں مولانا یعقوب کشمیریؒ سے پڑھیں۔ سترہ سال کی عمر میں علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت پائی اور کثرت دیگر علوم حاصل کئے۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے زمانے میں آپؒ نے فارسی اور عربی میں کئی رسائل مرتب فرمائے۔ تحصیل علم کے بعد اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحدؒ کی صحبت اختیار کی اور انہی سے کمالات باطنیہ اور سلسلہ قادریہ چشتیہ کے انوار سے اکتساب کیا اور ان کے جانشین مقرر ہوئے۔

آپ کا سلسلہ نسب ۳۱ واسطوں سے خلیفۂ ثانی مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروقؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ نسبت فاروقی پر اظہار تشکر کیا کرتے تھے۔ آپؒ کی علمی اور روحانی شخصیات کو پاک و ہند کے اکثر علماء و صوفیاء نے سراہا ہے اور اپنی تصانیف میں جابجا آپؒ کی کتابوں سے حوالے دیئے ہیں۔ چودھویں صدی کے جلیل القدر عالم و فقیہ اور مجدد حضرت امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے اپنی تصانیف میں آپ کے اقوال و ارشادات سے استدلال فرمایا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عہد مبارک میں سیالکوٹ کے ایک جلیل القدر عالم حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ نے حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کو "مجدد" کے لقب سے یاد فرمایا پھر یہ لقب زبان زد عام و خاص ہو گیا حتیٰ کہ آپ کے نام نامی پر غالب آ گیا۔

والد محترم کے انتقال کے بعد ۱۰۰۷ھ میں آپ نے حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسولؐ کے لئے سفر شروع کیا۔ جب آپؒ دہلی پہنچے تو وہاں حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحبؒ کے کمالات و کرامات کا آپ سے ذکر کیا گیا تو قلب شوق زیارت سے بے اختیار ہو کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ نیت یہ تھی کہ ان سے ذکر و مراقبہ کا طریقہ سیکھ کر اس کو حرمین شریفین کا توشہ بنائیں گے۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ کے فرمانے پر تین دن قیام فرمایا اور حضرت نے اپنی عادت اور معمول کو ترک کر کے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو باطنی تصرف اور ظاہری اخلاق سے اپنا گرویدہ بنالیا اور پھر طریقہ بتا دیا۔ روحانی سفر کا برسوں کا کام گھنٹوں میں پورا ہو گیا۔ چنانچہ تھوڑی ہی مدت میں آپ اوج کمال تک پہنچ گئے اور اپنے ہمعصروں میں فائق ہو گئے۔

آپ سرہند سے تین مرتبہ حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، پہلی مرتبہ مدارج قرب حاصل کئے۔ دوسری مرتبہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحبؒ نے طالبان حق کے ارشاد و افادہ کی اجازت دی اور خلافت کی خلعت عنایت فرمائی اور اپنے منتخب احباب کی ایک جماعت آپ کے ہمراہ کر دی اور ان کی تربیت آپ کے حوالے کر دی۔ تیسری مرتبہ حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحبؒ آپ کے استقبال کے لئے "قلعہ فیروزی" کے کابلی دروازہ تک پہنچے اور بہت اعزاز و اکرام سے ہمراہ لے گئے۔ جب حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحبؒ اپنی جگہ سے اٹھتے تو الٹے پاؤں جاتے کہ کہیں آپ کی طرف پشت نہ ہو جائے اور طالبین و حاضرین کو اپنی موجودگی میں ان کی تعظیم و توقیر کا حکم فرمایا اور اپنے صاحبزادوں کو بھی آپ کی توجہ کے لئے پیش کر دیا۔

حضرت مجدد پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "کسی وقت فرائض میں سے ایک فرض کو ادا کرنا ہزار سال نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے۔ اگرچہ نفل عبادت نیت خالص سے ادا کی جائے۔ جو بھی نفل عبادت ہو جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ، ذکر، فکر وغیرہ بلکہ میں کہتا ہوں کہ ادائے فرائض کے دوران ایک سنت کی رعایت اور مستحبات میں سے ایک مستحب کی نگہداشت کا بھی یہی حکم ہے۔ (مکتوبات شریف دفتر اول حصہ اول مکتوب نمبر ۲۹)

"حضرت مجدد الف ثانی عالم عارف کامل اور اپنے زمانہ میں طریقہ نقشبندی کے امام تھے۔ صوفیوں کے لیے سلوک کے راستوں میں مجدد، معرفت خداوندی اور مقامات کی انتہا پر پہنچے ہوئے تھے جو ان کو علم اور کمال تبحر حاصل تھا اس پر آپ کے مکتوبات شاہد اور روشن دلیل ہیں۔ اتباع سنت اور ترک بدعت پر حریص تھے۔ ان کا چرچا اور کمالات کا ڈنکا ہفت اقلیم میں بجنے لگا۔ طالبان حق میں سے جو شخص بھی آپ کی زیارت کرتا بے اختیار کہہ اٹھتا: بے شک یہ کوئی بڑے فرشتے ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی سنت مصطفیٰ کریمؐ کے مطابق گزاری۔ معمولات حیات، صحابہ کرامؓ کے طریق کے مطابق تھے۔ آپ ہر کام کے کرنے میں سنت مطہرہ کی بہت ہی پاسداری فرماتے تھے۔

عظیم ہستی ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو اس عالم فانی سے عالم بقا کی طرف سفر کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی قبر مبارک پر بے حساب رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ہمیں ان کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

نورِ اسم الحسنیٰ

اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں پس تم ان ناموں سے اسے پکارو

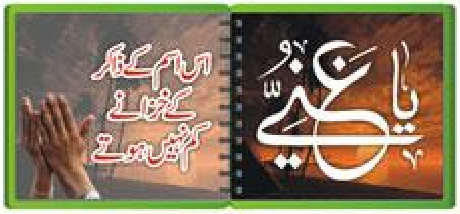

ڈاکٹر افتخار وارث

غنی کا لغوی معنی اس ذات کے ہیں جس کے پاس مال و اسباب اس قدر زیادہ ہو کہ اس کو کسی کا دستِ نگر اور محتاج نہ ہونا پڑے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہونے کی بنا پر اس کا مالک بھی ہے۔ اس لئے ہر طرح کے خزانے اس کے پاس ہیں۔ قرآن عظیم الشان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اگر تمام جن و انس مجھ سے اپنی ضروریات سے بھی زیادہ مانگ لیں اور میں ان کو دے بھی دوں تو میرے خزانوں میں رائی برابر بھی فرق پیدا نہیں ہوگا۔“ یہ ایسی صفت ہے جو ایک طرف تو اللہ کے خزانوں کا پتہ دیتی ہے اور دوسری طرف یہ بتاتی ہے کہ وہ ان خزانوں کی وجہ سے اور خالق ہونے کے ناطے سے اپنی مخلوق سے بے نیاز ہے۔ یعنی اسے اپنی مخلوق سے کسی چیز کی طلب نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات و صفات اور افعال میں ہر ایک سے بے نیاز ہے بلکہ ہر مخلوق اس کی محتاج ہے۔ اس لحاظ سے وہ غنی ہے اور ہر مانگنے والے کا سوال پورا کرتا ہے اور اسے اس کی حیثیت سے زیادہ عطا کرتا ہے۔ اللہ جل شانہ اس لئے بھی غنی ہے کہ وہ اپنے جود و کرم اور فضل سے سب کچھ عطا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے اللہ تعالیٰ کو خود بھی بہت پیار ہے کہ جو شخص اس صفت کا حامل ہوتا ہے اس کے خزانوں میں کمی نہیں آنے دیتے۔ اس کی مثال فتح مکہ کے وقت حاتم طائی کی بیٹی کا آنا ہے۔ جب اسے حضور نبی کریمؐ کے سامنے پیش کیا گیا تو سرکارِ دو عالمؐ نے اسے عزت دینے کے لئے اپنی چادر بچھا دی اور فرمایا کہ اس کا باپ بڑا سخی اور غنی تھا۔ حاتم طائی نے حاجت مندوں کے لئے 70 دروازے بنا رکھے تھے کوئی کسی بھی دروازے سے داخل ہو سکتا تھا اور اسے عطا کر دیا جاتا۔ کوئی شخص بار بار بھی آتا تھا تو بھی اسے عطا کر دیا جاتا۔ اللہ کی صفت غنی ہے اس نے کوئی دروازہ نہیں بنایا اور بار بار مانگنے کیلئے اسے دروازہ بدلنے کی ضرورت پیش نہیں آتی کہ جب وہ اپنی صفت غنی کا اظہار کرتا ہے تو انسان کو اتنا کچھ عطا کر دیتا ہے کہ اسے دوبارہ آنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ یہی حال حضور نبی کریمؐ کا ہے کہ آپؐ نے جسے جو کچھ بھی عطا کر دیا اسے زندگی بھر کسی چیز کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ اسم پاک جلالی ہے۔ اس کے اعداد 1060 ہیں اور اس کے مقرب فرشتے کا نام اطمائیل ہے۔ اس کے تحت چار مقرب فرشتے ہیں، ہر فرشتے کے پاس 1060 صفیں ہیں اور ہر صف میں 1060 فرشتے ہیں۔

☆آمدن میں برکت

ــــ یہ عمل آج کے دور میں ہر مسلمان کو بلکہ ہر انسان کو کرنا چاہئے کیونکہ یہ شکایت عام ہے کہ انسان بہت کماتا ہے مگر اس میں برکت نہیں ہوتی۔ گھر میں کچھ لاتا ہے تو وہ پورا نہیں پڑتا۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں جن میں سے ایک وجہ ایک حکایت میں بیان کر رہا ہوں۔

ایک بادشاہ شکار پر نکلا، اس کے ساتھ اس کے بہت سے مصاحب بھی تھے۔ ایک ہرن کا پیچھا کرتے ہوئے بادشاہ اپنے ہمراہیوں سے بچھڑ گیا۔

☆ترقی دکان کا عمل:

ــــ اسم پاک یا غنیُ ترقی کاروبار کیلئے بہت ہی مؤثر ہے۔ جس شخص کی دکان یا کاروبار نہ چلتا ہو، آمدن کم اور گزارا نہ ہوتا ہو تو وہ صبح دکان کھول کر اسم پاک یا غنیُ کو روزانہ اول و آخر درود پاک کے ساتھ 1060 مرتبہ پڑھے اور اس ذکر کو ایک سال تک جاری رکھے۔ انشاء اللہ دکان خوب چلے گی۔ کاروبار پہلے اچھا نہ تھا تو اس عمل کی برکت سے کاروبار میں اتنی ترقی ہوگی جس کا گمان نہیں کیا جا سکتا۔

ہرن بھی ہاتھ نہیں آیا اور دھوپ بھی غضب کی پڑ رہی تھی۔ اس نے اپنے اردگرد دیکھا تو اسے دور ایک باغ نظر آیا۔ اس نے اپنے گھوڑے کا رخ اس طرف کیا۔ باغ میں پہنچا تو باغ کا مالک وہاں موجود تھا۔ اس نے بادشاہ کو ایک عام شکاری سمجھا۔ اسے معلوم ہوا کہ یہ شکاری اپنے دوستوں سے بچھڑ گیا ہے اور اسے سخت پیاس لگی ہے تو وہ مہمان کو خدا کا روپ سمجھتے ہوئے مہمان داری کے آداب بجا لایا اور ایک درخت سے تازہ انار توڑ کر اس کا جوس نکالا اور پیالہ بھر کر اس کو پیش کر دیا۔ بادشاہ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور انار کے جوس کا بھرا ہوا پیالہ پی لیا۔ ادھر ادھر کی باتوں کے بعد بادشاہ کو دوبارہ پیاس محسوس ہوئی اور دوبارہ انار کا رس لانے کو کہا۔

☆غربت دور کرنے کا عمل:

ــــ کوئی نیک و صالح شخص یا کوئی بھی شخص جو تنگ دستی کا شکار ہو اس کے ذرائع آمدن کم ہوں اور اخراجات پورے نہ ہوتے ہوں تو وہ اپنی غربت دور کرنے کیلئے اور اپنے ذرائع آمدن بڑھانے کیلئے اسم پاک یا غنیُ اول و آخر 11 مرتبہ درود پاک کے ساتھ بعد از نماز عشاء 707 مرتبہ 40 دن تک پڑھے۔ 41 ویں دن دو نوافل شکرانہ ادا کرے اور صبح حسب توفیق غرباء میں کھانا تقسیم کرے۔ انشاء اللہ اس کی غربت ختم ہونے کے اسباب ہو جائیں گے اور اس کی آمدن و خرچ میں توازن ہو جائے گا۔ 40 دن کے عمل کے بعد اس اسم پاک کو پڑھنا بند نہ کرے، گھر سے نکلتے وقت 21 مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر کاروبار کے لئے نکلے اور ساری زندگی یہ عمل جاری رکھے تو ساری زندگی شکایت نہ ہوگی۔

اب چونکہ بادشاہ کو ہوش آ چکا تھا اس نے دیکھا کہ باغ کا مالک بڑا مالدار ہے۔ بادشاہ نے اسے اب تک یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اس ملک کا بادشاہ ہے۔ ساتھ ہی اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس باغ کے مالک پر ٹیکس لگنا چاہئے۔ اتنے میں وہ شخص دوبارہ اسی درخت سے انار توڑ کر جوس نکالنے لگا۔ بادشاہ اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ پیالہ بھرنے کے لئے اس نے تین اناروں کا جوس نکالا تو اس نے باغ کے مالک سے پوچھا کہ اے میرے محسن مجھے یہ بتاؤ کہ پہلے تم نے اسی درخت سے ایک انار توڑا اور اس کے جوس سے پیالہ بھر گیا مگر دوبارہ پیالہ بھرنے کے لئے تین انار استعمال کئے اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا اس درخت پر مختلف طرح کے انار لگے ہیں کہ کسی میں رس کم اور کسی میں زیادہ ہے۔ اس شخص نے کہا میرے عزیز اس درخت میں تو ایک ہی طرح کے انار لگے ہیں مگر لگتا ہے کہ حاکم وقت کی نیت میں فتور آ گیا ہے۔ اس لئے اناروں میں رس کم ہو گیا ہے اور برکت کم ہو گئی ہے۔ بادشاہ یہ سن کر بہت پشیمان ہوا۔ اسی دوران اس سے بچھڑے لوگ بھی وہاں پہنچ گئے، جب باغ کے مالک کو پتہ چلا کہ اس کا مہمان تو بادشاہ ہے تو وہ بادشاہ سے اپنی کہی ہوئی بات کی معافی مانگنے لگا۔ بادشاہ نے کہا اے میرے محسن تم نے ٹھیک ہی کہا تھا، میری نیت میں فتور آ گیا تھا، تمہیں معافی مانگنے کی ضرورت نہیں، تم نے جس حقیقت کو مجھ پر آشکار کیا ہے اس کیلئے میں تمہارا احسان مند ہوں اور تمہاری مہمان نوازی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ بھی کہتا ہوں کہ میری نیت کا فتور ختم ہو گیا ہے۔ اب تمہارا ایک انار ہی ایک گلاس جوس سے بھر دے گا۔

اس دور میں ہر ایک کو یہی شکایت ہے کہ جو وہ کماتا ہے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ کہاں جاتا ہے۔ بادشاہوں کی نیت درست کرنے کا نسخہ تو نہیں ہے البتہ آمدن میں برکت کا عمل ہے۔ کسی شخص کو آمدن میں برکت نہ ہونے کی شکایت ہو تو بعد از نماز فجر اور بعد از نماز عشاء اول و آخر درود پاک کے ساتھ اسم پاک یا غنیُ کو 1100 مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لے انشاء اللہ اس کی کمائی میں برکت پیدا ہوگی اور وہ جو کچھ کمائے گا وہ سیدھے راہ میں خرچ ہوگا، اسے کبھی بے برکتی کی شکایت نہ ہوگی۔ اس عمل کی میعاد مقرر نہیں، پس اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے مہربانی کی توقع رکھتا ہے تو اسے ہر وقت اللہ کے حضور بھی گزارش کرنا چاہئے جب تک جی کرے پڑھے۔ یہ عمل ہمیشہ کرنے والا کبھی رزق میں بے برکتی کا شکار نہیں ہوتا۔

☆غیب سے مال دار ہونے کا عمل:

ــــ حضرت بابا فضل شاہ قادری قلندری فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے مالی معاملات اس حد تک بگڑ گئے ہوں کہ سدھار کی صورت بظاہر نظر نہ آتی ہو اور وہ غیب سے مدد حاصل کرنے کا سوچتا ہو تو وہ بعد از نماز عشاء وتروں سے پہلے اول و آخر 11 مرتبہ درود پاک کے ساتھ اسم پاک یا غنیُ 1060 مرتبہ پڑھنے کے بعد غیب سے امداد کا سوال جھولی اٹھا کر اللہ کے آگے کرے۔ اس کے بعد وتر ادا کرے۔ 90 دن تک مسلسل یہ عمل کرے تو اللہ تعالیٰ غیب سے اس کیلئے مال دار ہونے کا سبب پیدا فرما دیں گے اسے اتنی دولت نصیب ہوگی کہ اس کی سات پشتوں تک کسی میں رزق کی کمی نہ ہوگی۔ انتہائی مجرب اور تیر بہدف ہے۔

☆یاغنی کا عمل و نقش:

ــــ جو شخص مندرجہ بالا فوائد کیلئے اسم پاک یا غنیُ کا عامل بننا چاہے وہ رات کی تنہائی میں اول و آخر 7 مرتبہ درود پاک کے ساتھ اسم پاک یا غنیُ کو 1100 مرتبہ پڑھے۔ 40 دن پورے ہونے پر اس کو 12500 مرتبہ پڑھے اور اللہ کے حضور 2 نفل شکرانہ ادا کرے۔ اس کے بعد وہ اس کا عامل بن جائے گا اور تمام مندرجہ بالا فوائد کے لئے لوگوں کو اس اسم کے پڑھنے کی اجازت دے سکے گا یا اس کا نقش مندرجہ بالا امور کیلئے لوگوں کو دے کر ان کی مشکلات دور کر سکے گا۔

عامل کو مندرجہ بالا کام کرتے ہوئے لوگوں سے کسی فائدے کی توقع نہ ہونی چاہئے نہ ہی اس سے مالی فائدہ ہونا چاہئے یہ کام اللہ کی رضا کے لئے کرے گا تو خود بھی غنی ہو جائے گا۔

☆محبت کی شادی کا عمل:

ــــ اگر کوئی شخص جائز طریقے سے پسند کی شادی کرنا چاہتا ہو تو اس عمل کو کرنے سے اس کے دل کی مراد پوری ہو سکتی ہے۔ اسم پاک یا غنیُ کو 6250 مرتبہ اول و آخر 11 مرتبہ درود پاک کے ساتھ 21 دن بلاناغہ پڑھے اور اس کے بعد اسی اسم پاک کا نقش اپنے پاس رکھے تو انشاء اللہ اس کا مقصد پورا ہوگا، جہاں وہ چاہتا ہے وہاں اس کی شادی ہو جائے گی اور کوئی رکاوٹ نہ آئے گی۔

رنگ و نور سے علاج

توقعات اور اُن کے رنگ

ڈاکٹر ثمینہ عامر عظیمی

ہماری زندگی تنہا نہیں گزر سکتی۔ ہم ”سماجی حیوان“ مانے جاتے ہیں۔ ہمارے اطراف میں مختلف گروہ موجود ہیں۔ کچھ گروہ ہمارے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں، کچھ کیلئے ہم بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ کچھ افراد سے ہم دور بھاگتے ہیں اور کچھ افراد ہم سے دور بھاگتے ہیں۔ جن افراد کیلئے ہم اہمیت رکھتے ہیں یا جو ہمارے لئے اہمیت رکھتے ہیں، یہ وہ گروہ آپس میں اکثر ”کچھ لو اور کچھ دو“ کے تحت کام کرتے ہیں۔ اس گروہ میں یہ بات زیادہ اہم ہے کہ اگر وہ کسی کیلئے کام آئیں تو دوسرے سے بھی کام ”نکلوایا“ جا سکے۔ اس طرح کے افراد کا باہم رنگوں کے حوالے سے رشتہ نہایت مختلف رنگ لئے ہوتا ہے۔ جب ہم اپنی ضرورت کو کسی انسان سے براہ راست منسلک کر لیتے ہیں تو ہمارے ”اورا“ کی روشنیاں اس شخص کی طرف بہنا شروع کر دیتی ہیں یعنی ہمارے ذہن میں اس شخص سے متعلق خیال ہی گردش کرنے لگتا ہے۔ اب اگر دوسرا شخص ہماری ”توقع“ کے مطابق ہمارے کام نہیں آتا تو ہمیں سخت ”جھٹکا“ لگتا ہے اور نتیجہ کے طور پر ہمارے ”اورا“ کی روشنیاں اس شخص کے ”اورا“ میں بالکل جذب نہیں ہوتیں بلکہ دوسرے کے اورا کے رنگ ہمارے اورا کے رنگوں کیلئے بالکل قابل قبول نہیں رہتے اور وہی ”توقع“ کی روشنیاں اپنے اندر مزید ”مدھم“ روشنیاں لئے ہماری ہی طرف پلٹ آتی ہیں اور اس کے نتیجے میں ہم مایوس و نڈھال ہو جاتے ہیں

درحقیقت ہم دوسرے اپنے ہی جیسے عام انسانوں سے توقعات قائم کر کے اپنی ذات کے رنگوں کو بدرنگ بنا لیتے اور ناقابل قبول بنا رہے ہوتے ہیں۔ ان سے ہماری شخصیت بالکل دب کر رہ جاتی ہے اور بعض اوقات ہم محافل میں مذاق کا نشانہ بھی بن جاتے ہیں۔ ذہن میں یہ بات رکھنا ضروری ہے کہ دوسرا انسان بھی اسی طرح اللہ کی حیثیت، کردار اور رنگوں کا محتاج ہے جس طرح ہم ہیں۔ اگر اللہ چاہے تو اس شخص سے ہمارا کام کرا دے گا ورنہ کوئی اور وسیلہ بن جائے گا۔ اس طرز فکر سے رنگ ٹوٹنے سے بچ جاتے ہیں اور اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہونے سے شخصیت میں نکھار اور اجلاپن پیدا ہو جاتا ہے۔

اور اکثر و بیشتر دوسرے کیلئے منفی جذبات رکھتے ہیں اور اپنے اورا کو اور زیادہ ”بدرنگ“ کر دیتے ہیں۔ اس عمل سے ہمارے اندر توانائی کی کمی یکدم ہو جاتی ہے اور ہم ”بجھ“ کر رہ جاتے ہیں۔ یہ تو رنگوں کے حوالے سے توقع کی ”منظر کشی“ ہے یعنی کرلیئن فوٹوگرافی سے ایسے اشخاص کے رنگ اسی طرح بدرنگ اور پھیکے دکھائی دیتے ہیں جو دوسروں سے توقع رکھنے کے نتیجے میں کم ہو جاتے ہیں۔ ایسے افراد جو براہ راست اللہ سے توقع باندھتے ہیں کہ ”اورا“ میں کمی اتنی شدید اور بدرنگ نہیں ہوتی بلکہ یہ رنگوں کا انتظام ایسے توقعات کے بعد مزید اجلا ہوتے دیکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رنگوں کا مرکز اور محور چونکہ براہ راست اللہ کا نور ہے اس لئے یہ رنگ اپنی توجہ اللہ کے ساتھ جوڑے رکھنے میں براہ راست ”فیڈ“ ہوتے رہتے ہیں اور ان میں کمی نہیں ہوتی اور اگر بالفرض بشری تقاضوں کے زیر اثر کمی ہو جاتی ہے تو توجہ کو دوبارہ اللہ کی ذات سے براہ راست جوڑنے سے یہ رنگ پہلے سے زیادہ اجلے اور نکھر جاتے ہیں۔

”رنگوں کا علم“ نہایت دلچسپ علم ہے۔ اس علم کے حوالے سے جب ہم جذبات و محسوسات، عمل اور نتیجے کو پرکھتے ہیں تو نہایت معلوماتی اور مفید معلومات ملتی ہیں۔ یہ ہماری زندگیوں میں درپیش مختلف مراحل پر مختلف اعمال و محسوسات کو جانچنے اور پرکھنے کے علاوہ ان کی تفہیم کا بھی ذریعہ ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن سے بعض اوقات ہماری ذات کے متعلق بڑے انکشافات ہو سکتے ہیں۔

توقع بھی ایسی ہی بظاہر چھوٹی سی بات ہے لیکن

سوال و جواب

شوگر

جاوید۔ قصور

سوال: میری والدہ کو شوگر کا مرض ہے۔ وہ 6 سال سے اس کے لئے گولیاں کھا رہی ہیں لیکن شوگر کنٹرول نہیں ہو رہی۔ میں فیملی میگزین کی مستقل قاری ہوں۔ مہربانی فرما کر مجھے اس مرض کا رنگ و نور سے علاج بتائیں۔

جواب: آپ اپنی والدہ کو جامنی رنگ پانی صبح و شام آدھی آدھی پیالی دیں۔ آسمانی رنگ پانی کھانے سے پہلے آدھی پیالی دیں۔ زرد رنگ پانی دوپہر و رات کھانے کے بعد آدھی آدھی پیالی دیں۔ ان کی کمر کے اوپر ریڑھ کی ہڈی کے مہروں پر پانچ منٹ تک زرد رنگ تیل کی مالش خلاف گھڑی وار کریں اور رات کو سوتے وقت ریڑھ کی ہڈی پر 10 منٹ تک جامنی رنگ کی روشنی ڈالیں۔ اور 10 منٹ کے وقفے کے بعد 10 منٹ کیلئے زرد رنگ روشنی ڈالیں۔

جامنی روشنی ڈالنے کا طریقہ یہ اختیار کریں کہ نیلی اور لال سلوفین شیٹ ایک دوسرے پر رکھ کر ریڑھ کی ہڈی پر رکھ دیں اور 60 واٹ کے بلب سے تقریباً 2 فٹ کے فاصلے سے تقریباً 10 منٹ تک بلب روشن کریں۔

کھانسی اور دمہ

مسز عامر۔ کوئٹہ

سوال: مجھے ایک ماہ سے کھانسی اور بخار کی شکایت ہے۔ میں نے اس کے علاج کے لئے بہت سی دوائیاں لی ہیں۔ بخار تو اتر گیا ہے لیکن کھانسی دورے کی شکل میں اٹھتی ہے۔ جب میں نہا لیتی ہوں یا ٹھنڈا پانی پی لیتی ہوں تو تکلیف زیادہ ہو جاتی ہے۔ سانس پھول جاتا ہے۔ ڈاکٹرز دمہ بتاتے ہیں اور انہیلر کا استعمال تجویز کیا ہے۔ میں انہیلر استعمال نہیں کرنا چاہتی۔ مہربانی فرما کر مجھے رنگ و نور سے علاج بتائیں۔ رنگین پانی بنانے کا طریقہ بھی تفصیل سے بتا دیں۔

جواب: آپ نارنجی رنگ پانی صبح و شام چار چار اونس آدھی آدھی پیالی پئیں۔ نارنجی رنگ کا تیل سینہ پر پھیپھڑوں کی جگہ رات کو سوتے وقت خلاف گھڑی وار مالش کریں۔ نارنجی رنگ پانی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ صاف شفاف شیشے کی بوتل لے کر اس پر نارنجی سلوفین شیٹ اچھی طرح لپیٹ دیں۔ اب اس میں ابلا ہوا ٹھنڈا پانی تین چوتھائی بھر کر ڈھکن مضبوطی سے بند کر کے دن بھر دھوپ میں لکڑی کی چوکی پر رکھ دیں۔ شام کو بوتل کمرے میں لکڑی کی میز یا چوکی پر رکھیں اور اس بوتل میں سے پانی لے کر حسب ضرورت استعمال کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ چند ہفتوں کے مسلسل استعمال سے آپ کی دمہ کی تکلیف میں نمایاں کمی ہو جائے گی اور آپ کی سانس بھی انشاء اللہ نہیں پھولے گی۔

نمونیہ

مسز فرح شعیب۔ جھنگ

سوال: میری بیٹی کی عمر 6 سال ہے۔ اس سال شروع میں سردیوں میں اسے نمونیہ کی شکایت ہو گئی تھی۔ بخار بہت تیز ہو گیا تھا۔ اب انجکشن تو لگ گئے ہیں لیکن طبیعت بحال نہیں ہوئی ہے۔ میں اس کا رنگ و روشنی سے علاج کرانا چاہتی ہوں۔ اس سلسلے میں آپ کی رہنمائی چاہئے۔

جواب: آپ اپنی بیٹی کو نیلی شعاعوں کا تیل کر پھیپھڑوں کی جگہ دن میں تین بار ملئے۔ سبز شعاعوں کا تیل ہتھیلیوں پر انگلیوں کی پوروں سے خلاف گھڑی وار ملیں اور نیلا رنگ پانی آدھی پیالی سے کم صبح اور شام دیں۔ یہ علاج چند ہفتوں تک متواتر جاری رکھیں۔ انشاء اللہ نمونیہ کے اثرات جسم سے بالکل رفع ہو جائیں گے۔

جوڑوں میں درد

محمد رمضان۔ اٹک

سوال: میری عمر 55 سال ہے۔ میرے جوڑوں میں بہت درد ہوتا ہے۔ تکلیف بعض اوقات اتنی بڑھ جاتی ہے کہ چیخیں نکلنے لگتی ہیں۔ صبح نہار منہ اکڑاہٹ بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں کئی طرح کے تیل اور گولیاں استعمال کر چکا ہوں لیکن ان سے وقتی آرام ہوتا ہے۔ میں رنگ و نور سے اس کا علاج کرانا چاہتا ہوں۔

جواب: آپ مریض کو نیلا رنگ پانی صبح و شام چار چار اونس دیں۔ سرخ رنگ پانی چار اونس دن میں ایک بار پئیں۔ سرخ شعاعوں کا تیل جوڑوں پر خلاف گھڑی وار ملیں۔ انشاء اللہ جوڑوں کے درد میں مسلسل علاج سے نمایاں فرق محسوس ہوگا۔

گلے کا کینسر

وقار۔ شیخوپورہ

سوال: میرے بھائی کو گلے کا کینسر تشخیص ہوا ہے۔ اس کا انگریزی علاج جاری ہے لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ رنگ و روشنی سے علاج بھی کرانا چاہتا ہوں۔ کیا دونوں علاج ایک ساتھ کرائے جا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں بالکل رنگ و نور سے علاج کسی بھی علاج میں رکاوٹ کا باعث نہیں بنتا بلکہ علاج میں سہولت کا باعث بنتا ہے۔ آپ اپنے بھائی کو نیلا رنگ پانی صبح و شام کھانے سے پہلے چار چار اونس دیں۔ سرخ رنگ پانی صبح و شام کھانے کے بعد چار چار اونس (تقریباً آدھی آدھی پیالی) دیں۔ گلے پر سرخ رنگ روشنی ڈالیں، جس کا دورانیہ تقریباً ایک گھنٹہ ہو۔ سرخ رنگ تیل گردن پر دن میں دو مرتبہ مالش کریں۔ علاج کئی ماہ جاری رکھیں۔ انشاء اللہ علاج میں سہولت پیدا ہو جائے گی۔

بے خوابی

ٹی این

سوال: مجھے مسلسل نیند نہ آنے کی شکایت ہے۔ کبھی کبھی گولیاں لیتا ہوں۔ دن میں سستی چھائی رہتی ہے، دفتر کا کام بھی بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ میں کیا کروں؟

جواب: آپ آسمانی رنگ پانی صبح و شام چار چار اونس پئیں، نیلی شعاعوں سے تیار کردہ تلوں کا تیل سر پر روزانہ مالش کریں۔ رات کو سونے سے پہلے سر پر آدھے گھنٹے کیلئے نیلی روشنی ڈالیں۔ اس کا طریقہ یہ اختیار کریں کہ سر سے تقریباً 2 سے ڈھائی فٹ کے فاصلے سے 60 واٹ کا بلب جلا کر اس پر نیلی سلوفین شیٹ لپیٹ دیں۔ اس طرح سر پر پڑنے والی روشنی نیلی ہوگی۔ انشاء اللہ اس طرح مسلسل رنگ و نور سے علاج سے آپ کی نیند میں اضافہ ہو جائے گا۔ چڑچڑاپن کم ہوگا اور ذہنی صلاحیت میں بھی اضافہ ہوگا۔

کوپن

رنگ و نور سے علاج کرانے کے لئے اپنے مسئلے کی تفصیل کے ہمراہ درج ذیل کوپن ارسال کریں۔

نام:..........

گھریلو حالات:..........

تعلیم:..........

کاروبار:..........

مسئلے کی تفصیل:..........

”رنگ و نور سے علاج“
ہفت روزہ فیملی میگزین
23 شارع فاطمہ جناح لاہور
family@nawaiwaqt.com.pk

شہزادہ سید منصور علی زنجانی

آپ کا ہفتہ کیسا رہے گا؟

حمل March 21 - April 20 — ستارہ مریخ

30 جنوری اتوار: غیر ذمہ داری سے مالی نقصان، بیرون ملک سفر میں رکاوٹ یا اچانک کوئی بری خبر مل سکتی ہے۔ 31 جنوری پیر: خاص توجہ مالی اور محبت سے متعلقہ کاموں میں رہے گی، وراثتی امور احسن طور پر حل ہوں گے، والدین کا تعاون حاصل رہے گا۔ 1 فروری منگل: گھریلو معاملات خاص توجہ طلب ہوں گے، طویل سرمایہ کاری کرتے وقت اچھی طرح تسلی کرلیں تاکہ پچھتانا نہ ہو۔ 2 فروری بدھ: بے شک ذرا کمائی سے دل آزار ہوتے ہیں اور شکر ہے تحفے میں ملتی ہیں، خود بھی شکر ادا کریں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کریں۔ 3 فروری جمعرات: صبر و تحمل کی ضرورت ہے اندر محسوس کریں گے، کام پر توجہ دیں گی، انعامی بانڈز میں نقصان ہوسکتا ہے، سوچ سمجھ کر کام کریں۔ 4 فروری جمعہ: سرمایہ کاری کے وقت محتاط رہیں، عزیز و اقارب سے محبت بڑھے گی، امور عشق میں بہتری اور درپیش مسائل کا خاتمہ ہوگا۔ 5 فروری ہفتہ: ملازمتی امور و مسائل کا شکار اور صحت بگڑ سکتی ہے، صحت کا خیال رکھیں، دوران سفر سامان کی حفاظت کریں، محتاط ڈرائیونگ کریں۔

اسد July 24 - Aug 22 — ستارہ شمس

30 جنوری اتوار: ادھورے کام مکمل کرسکیں گے، ذہنی بوجھ میں کمی آئے گی، مالی پوزیشن کی بہتری کیساتھ گھریلو مسائل بھی حل ہوں گے۔ 31 جنوری پیر: قانونی معاملات میں کامیابی حاصل کرلیں گے، کاروباری سرگرمیوں میں اضافہ ہوگا، مشترکہ سرمایہ کاری کرسکیں گے۔ 1 فروری منگل: گھریلو مشکلات کم ہوں گی، کاروباری معاملات میں فائدہ حاصل کرسکیں گے، گھریلو اور خاندانی معاملات حل کرلیں گے۔ 2 فروری بدھ: علم و ہنر اور تخلیقی کاموں میں اضافہ ہوگا، اچانک سفر کا پروگرام بن سکتا ہے، بیروزگار افراد کو روزگار کے وسائل ملیں گے۔ 3 فروری جمعرات: کاروباری معاملات طے کرتے وقت باریک بینی سے جائزہ لے کر قدم اٹھائیں، شریک کار کا تعاون حاصل رہیگا۔ 4 فروری جمعہ: کاروبار میں بہتری کیساتھ مالی پوزیشن بھی مستحکم ہوگی، ادھورا کام مکمل کرسکیں گے، ذہن سے بوجھ کم ہوگا، خود کو ہلکا پھلکا محسوس کریں گے۔ 5 فروری ہفتہ: مالی اور دوسرے مسائل ختم ہوں گے، کاروباری معاملات احسن طریقے سے حل ہوں گے، اہم معاہدے بعد میں فائدہ مند ہوں گے۔

قوس Nov 23 - Dec 21 — ستارہ مشتری

30 جنوری اتوار: کاروباری معاملہ میں فوائد ہوں گے، معاملات کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں ہوگی، تشویش اور گھبراہٹ ہوسکتی ہے۔ 31 جنوری پیر: گھر کا کوئی فرد مدد بن سکتا ہے، کسی دوست کے ساتھ دوپہر کے کھانے کا اہتمام کریں، اہم کام مکمل ہونے پر خوشی ملے گی، دن کے اختتام پر اچھی خبر ملے گی۔ 1 فروری منگل: دھوکہ فریب سے دوچار ہوسکتے ہیں، اسے ناکام کرنے سے نہ ڈریں، ذرائع ابلاغ سے انتقامی کارروائی کی دھمکیاں مل سکتی ہیں۔ 2 فروری بدھ: احباب کے درمیان میٹنگ میں خوشگوار حالات کا سامنا ہوسکتا ہے، کام میں پیش رفت کے مواقع ملیں گے۔ 3 فروری جمعرات: نیا معاہدہ کاروباری پوزیشن مستحکم کرنے کیلئے گلشن سے مشورہ ضرور کریں، مال خانہ کے ساتھ سفر کا پروگرام بن سکتا ہے۔ 4 فروری جمعہ: خوشگوار تبدیلی کی خبر ملے گی، اہم افراد سے رابطہ کریں جو کھیلوں یا موسیقی سے متعلقہ کاروبار میں مددگار ہوں۔ 5 فروری ہفتہ: افواہوں پر یقین نہ کریں، سفر کے معاملات میں بنائے گئے پروگرام پر عمل کرسکیں گے، بزرگوں کی صحت جسمانی کا خیال رکھیں۔

ثور April 21 - May 21 — ستارہ زہرہ

30 جنوری اتوار: خود اعتمادی میں اضافہ اور مقاصد میں کامیابی ہوگی، مذہبی امور میں لگاؤ رہے گا، ذہنی صلاحیتوں میں اضافہ اور روشن خیالی آئے گی۔ 31 جنوری پیر: توجہ مالی اور شراکتی کاموں میں رہے گی، حالات پہلے سے بہتر ہوں گے، وراثت اور جائیداد سے متعلقہ امور حل ہوں گے۔ 1 فروری منگل: مالی معاملات پر توجہ رہے گی، جذبات پر قابو رکھنے کی ضرورت ہے، خواہ مخواہ کی پریشانی ہوسکتی ہے۔ 2 فروری بدھ: مستحکم فیصلے کرسکیں گے، کاروباری معاملات ملتوی ہوسکتے ہیں، شراکتی کام منافع بخش رہیں گے، بیرون ملک سفر کا پروگرام بن سکتا ہے۔ 3 فروری جمعرات: دشمن زیر ہوں گے، مالی پوزیشن مستحکم ہوگی، بسلسلہ تعلیم سفر کرسکیں گے، مقاصد کے حصول کیلئے رنگ لائیں گے۔ 4 فروری جمعہ: بیرون ملک سفر کے سلسلے میں آسانیاں ملیں گی، شریک حیات سے اختلاف رائے بڑھ سکتی ہے، گھر کا سکون برباد ہو سکتا ہے۔ 5 فروری ہفتہ: خواہشات پوری ہونے سے خوشی ملے گی، اخراجات میں اضافہ ہوسکتا ہے، جنس مخالف کا کوئی فرد خاص توجہ کا مرکز رہے گا۔

سنبلہ Aug 23 - Sept 23 — ستارہ عطارد

30 جنوری اتوار: شریک حیات سے غلط فہمی کی بنا پر تعلقات خراب ہوسکتے ہیں، اولاد تابع فرمان اور راحت کا باعث ہوگی۔ 31 جنوری پیر: دوست مددگار رہیں گے، بیرون ملک مقیم احباب/رشتہ دار رابطہ کرسکتے ہیں، مالی فوائد ہوں گے، ڈرائیونگ کے وقت محتاط رہیں۔ 1 فروری منگل: محبت اور پسند کا رشتہ طے ہوسکتا ہے، بیرون ملک سفر میں مشکلات یا رکاوٹ کا امکان ہے، دوران سفر ضروری سامان کی حفاظت رکھیں۔ 2 فروری بدھ: اندرون ملک کی ایک خوشخبری، کاروباری و سیاحتی سفر وسیلہ ظفر اور نئے تجربات و مشاہدات کے حامل ہوں گے۔ 3 فروری جمعرات: جنس مخالف کے دام فریب میں آنے سے بچیں، حیثیت و شخصیت متاثر ہوسکتی ہے، بزرگوں میں رسوائی ہوسکتی ہے۔ 4 فروری جمعہ: تکرار نہ کریں، جھگڑے کا اندیشہ ہے، رشتہ داروں کے تعاون سے گھریلو مسائل کا خاتمہ اور پریشانی میں کمی ہوگی۔ 5 فروری ہفتہ: محبت کے معاملات میں مصروفیت رہے گی، قسمت کا ساتھ بھی رہے گا، نصیب یاوری کرنے سے کاروباری معاملات میں فائدہ ہوگا۔

جدی Dec 21 - Jan 20 — ستارہ زحل

30 جنوری اتوار: محبت کے معاملات میں مصروفیت رہے گی، قسمت کا ساتھ رہے گا، نصیب یاوری کرنے سے کاروباری معاملات میں فائدہ ہوگا۔ 31 جنوری پیر: گھریلو اور مالی معاملات پر توجہ رہے گی، غصے پر قابو رکھیں، تکرار نہ کریں، نقصان کا اندیشہ ہے، سواری لے سکیں گے۔ 1 فروری منگل: مالی مسائل کا خاتمہ ہوگا، تکرار نہ کریں، نقصان کا اندیشہ ہے، رشتہ داروں کے تعاون سے گھریلو مسائل کا خاتمہ ہوگا۔ 2 فروری بدھ: اخراجات میں اچانک اضافہ ہوگا، والدین کی دی ہوئی ہدایات پر عمل کریں، مالی حالت بہتر بنانے کے لئے راہنمائی ملے گی۔ 3 فروری جمعرات: موسیقی کے میدان میں ترقی کے خواہاں افراد کسی نئی تخلیق میں کامیاب ہوسکتے ہیں، بزرگوں سے تعاون ملے گا۔ 4 فروری جمعہ: مزاج آتشی ہوگا، فوری آرام کا بندوبست کریں اور غذا کی طرف توجہ دیں، صبح اٹھنے والا مالی مسئلہ شام تک حل ہو جائے گا۔ 5 فروری ہفتہ: سماجی تقریب میں شمولیت ہوگی، شریک محبت سے نظریاتی اختلافات ہوسکتے ہیں، جنس مخالف اور موسیقی سے دلچسپی بڑھے گی، ملازمتی امور میں فائدہ ہوگا۔

جوزا May22 - June21 — ستارہ عطارد

30 جنوری اتوار: بیروزگار افراد کو روزگار کے مواقع ملیں گے، شراکتی کاروبار اور لین دین میں تنازعے ابھر سکتے ہیں، انعامی اسکیموں میں دلچسپی بڑھے گی۔ 31 جنوری پیر: خواہشات کی تکمیل میں تاخیر ہوسکتی ہے، طبیعت حساس رہے گی، خانگی اور خاندانی معاملات بہتر ہوں گے، حسب حیثیت سواری لے گی۔ 1 فروری منگل: صحت پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، تخلیقی کام سراہا جائے گا، دوران خاص عزت و شہرت کا حامل ہوگا۔ 2 فروری بدھ: کاروباری معاملات تسلی بخش رہیں گے، بہتر ہے کہ سرمایہ کاری کے وقت اچھی طرح تسلی کرلیں۔ 3 فروری جمعرات: وراثتی امور میں دلچسپی فائدہ مند ہوگی، مالی مسائل میں کمی آئے گی، امور محبت توجہ طلب رہیں گے۔ 4 فروری جمعہ: اہم کاروباری معاہدے منافع بخش رہیں گے، غلط فہمیاں دور ہوں گی، پیار محبت کی فضا قائم ہوگی، قسمت کا ساتھ رہے گا۔ 5 فروری ہفتہ: ملازمت سے متعلقہ معاملات حساس رہیں گے، ادھورے کام مکمل کرسکیں گے، ذہنی بوجھ میں کمی آئے گی، جلد بازی سے گریز کریں۔

میزان Sep 24 - Oct 23 — ستارہ زہرہ

30 جنوری اتوار: شراکتی کام منافع بخش رہیں گے، طویل سرمایہ کاری کرتے وقت اچھی طرح تسلی کرلیں تاکہ پچھتانا نہ ہو۔ 31 جنوری پیر: تخلیقی قوتوں میں اضافہ ہوگا، بزرگوں کی مشاورت سے اچھے مشورے مل سکتے ہیں، کیریئر سنوارنے کے مواقع ملیں گے۔ 1 فروری منگل: کاروباری مشترکہ مفادات میں نیک وسائل فائدہ مند ہوں گے، انعامی اسکیموں کی طرف دلچسپی بڑھے گی۔ 2 فروری بدھ: بروقت بہتر فیصلے کار دانشمندی ہوگی، مضطرب کیفیت پر قابو رکھنے سے مستقبل سنوار سکیں گے، مستقل مزاجی کی کوشش کریں۔ 3 فروری جمعرات: بیرون ملک مقیم احباب رابطے میں رہیں گے، مالی معاملات پر توجہ رہے گی، خواہشات پوری ہونے سے خوشی ملے گی۔ 4 فروری جمعہ: ملازمتی امور احسن طور پر چلیں گے، عزیزوں کی قربت حاصل رہے گی، گھریلو مسائل کے باعث خواہ مخواہ کی ٹینشن ہوسکتی ہے۔ 5 فروری ہفتہ: دوسروں پر حد سے زیادہ بھروسہ کرنا مالی نقصان کا باعث اور کیریئر کو بھی متاثر کرسکتا ہے، محتاط رہنے کے ساتھ معاہدے بھی سوچ سمجھ کر کریں۔

دلو Jan 21 - Feb 19 — ستارہ یورانس

30 جنوری اتوار: تکرار نہ کریں، جذبات پر قابو رکھیں، پریشانیوں اور مسائل میں اضافہ ہوسکتا ہے، معاملات محبت میں الجھاؤ ہوسکتا ہے۔ 31 جنوری پیر: خاص توجہ کاروباری تعلقات، گھریلو مسائل اور محبت سے متعلقہ معاملات میں رہے گی، کاروباری فوائد ہوں گے۔ 1 فروری منگل: وراثتی امور میں خواہشات کے برعکس مشکلات اور قانونی پیچیدگیاں ہوسکتی ہیں، ازدواجی مشکلات ہوسکتی ہیں۔ 2 فروری بدھ: مشترکہ مفادات پر توجہ رکھیں، ملازمت پیشہ افراد کو تعاون ملے گا، مستقبل درخشاں بنانے کیلئے بزرگوں سے مشاورت کرسکیں گے۔ 3 فروری جمعرات: مالی معاشی پوزیشن کی طرف رجحان بڑھے گا، روزگار کے مواقع ملیں گے، صلاحیت میں اضافہ ہوگا، سفر وسیلہ ظفر رہے گا۔ 4 فروری جمعہ: مالی معاملات میں بہتری ہوگی، جذبات اور غصے پر قابو رکھیں، خواہ مخواہ کی پریشانی اور مسائل درپیش رہیں گے۔ 5 فروری ہفتہ: خاص توجہ مالی اور محبت سے متعلقہ کاموں میں رہے گی، وراثت سے متعلقہ معاملات احسن طریقے سے حل ہوں گے، والدین کا تعاون حاصل رہے گا۔

سرطان June 22 - July 23 — ستارہ قمر

30 جنوری اتوار: غلط فہمیاں دور ہوں گی، خواہشات کی تکمیل ممکن ہے، دوستوں کا تعاون مسائل کے حل میں مددگار رہے گا، شراکتی کاروبار نقصان میں رہیں گے۔ 31 جنوری پیر: اولاد فرمانبردار اور مسائل کے خاتمے میں معاون ہوگی، طبیعت اور آرٹ میں دلچسپی بڑھے گی، محبت میں بہتری رہے گی۔ 1 فروری منگل: کیریئر میں درپیش مسائل کم اور کاروباری امور ترقی کی طرف گامزن ہوں گے، اہم کاروباری معاہدہ منافع بخش ہوگا۔ 2 فروری بدھ: دوستوں کے تعاون سے درپیش مسائل حل ہوں گے، سوچ مثبت ہونے سے مسائل کا خاتمہ ہوگا۔ 3 فروری جمعرات: تخلیقی صلاحیتیں اجاگر ہوں گی، اخراجات میں اضافہ ممکن ہے، فضول خرچی نہ کریں۔ 4 فروری جمعہ: شریک حیات کی بے جا خواہشات کے باعث کشیدگی ہوسکتی ہے، معاملات غلط فہمی کا شکار اور سوچ مثبت رہے گی، عزت و توقیر میں اضافہ ہوگا۔ 5 فروری ہفتہ: خواہشات جنم لیں گی جن کی تکمیل ابھی ممکن نہ ہوگی، سیاحت کا پروگرام بننے سے طبیعت فریش ہوگی اور ذہن ہلکا رہے گا۔

عقرب Oct 24 - Nov 22 — ستارہ مریخ

30 جنوری اتوار: کیریئر کے سلسلے میں کی گئی کوششیں درخشاں مستقبل کیلئے فائدہ مند ثابت ہوں گی، سفر کے مواقع ملیں گے۔ 31 جنوری پیر: مسائل کے خاتمے کیلئے جذبات پر قابو رکھیں، حاسدین میں اضافہ ہوسکتا ہے، شراکتی کام فائدہ مند رہیں گے۔ 1 فروری منگل: عزیز و اقارب سے اختلاف رائے اور لڑائی جھگڑے کا اندیشہ ہے، دوران سفر سامان کی حفاظت کریں، جلد بازی سے ٹریفک حادثات کا اندیشہ ہے۔ 2 فروری بدھ: اہم کاروباری معاہدہ ہونے سے مستقبل میں فائدہ ہوگا، اندرون خانہ مصروفیت میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ 3 فروری جمعرات: الجھنوں میں پڑے کام با آسانی کوشش کرنے سے انجام دے سکیں گے، خانگی مصروفیات میں اضافہ ہوسکتا ہے، ترقی کا جذبہ غالب رہے گا۔ 4 فروری جمعہ: گھریلو ماحول خوشگوار رہے گا، شخصیت میں مزید نکھار آئے گا، شریک حیات سے تعلقات بہتر رہیں گے، حسب حیثیت سواری لے سکیں گے۔ 5 فروری ہفتہ: زیادہ تر توجہ مالی اور شراکتی کاموں میں رہے گی، حالات پہلے سے بہتر ہوں گے، وراثت اور جائیداد سے متعلقہ مسائل حل ہوں گے۔

حوت Feb 20 - March 20 — ستارہ نیپچون

30 جنوری اتوار: دور دراز سے خوشخبری ملے گی، اس سلسلے میں سفر پیش آسکتا ہے، رومانوی عنصر غالب رہے گا، خاندانی معاملات حل کرسکیں گے۔ 31 جنوری پیر: آپ کی ذہانت دوسروں کے سامنے بہتر بنائے گی، نئی ملازمت یا نیا کاروبار شروع کرنے والوں کو مواقع ملیں گے۔ 1 فروری منگل: سماجی تقریبات میں شمولیت سے حیثیت و شخصیت اور سحر انگیزی میں اضافہ ہوگا، دوسرے آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ 2 فروری بدھ: انعامی اسکیموں میں حصہ لینے سے کوئی انعام مل سکتا ہے، مشترکہ مفادات کے تحت کئے کاموں سے نفع حاصل ہوگا۔ 3 فروری جمعرات: صحت جسمانی اب بہتر ہوگی، نئے مشاغل الیکٹرک میڈیا میں دلچسپیاں بڑھیں گی۔ 4 فروری جمعہ: دوستوں سے اختلاف رائے کا امکان ہے، دوسروں سے وابستہ توقعات میں ناکامی کا اندیشہ ہے، زیادہ کام سے صحت متاثر ہوسکتی ہے، صحت جسمانی کا خیال رکھیں۔ 5 فروری ہفتہ: انتقامی خیالات کیلئے کی گئی کوششوں میں کامیابی اور روحانی خوشی ملے گی، خانگی/خاندانی پریشانیاں لاحق ہوسکتی ہیں، صبر و تحمل اور دانشمندی کا مظاہرہ کریں۔

برج اور آپ کی شخصیت

دلو خواتین

ان کے عقائد اخلاقیات پر مبنی ہوتے ہیں

ڈاکٹر ابو علی ارسلان

دلو خواتین انفرادی شخصیت کی مالک ہوتی ہیں، ان کے اپنے اصول ہوتے ہیں اور اپنے ٹھوس اخلاقی عقائد ہوتے ہیں۔ ان کے اصول غیر روایتی تو ہوسکتے ہیں لیکن ایک بات برج سے تعلق رکھنے کی وجہ سے وہ ان پر ہمیشہ جمی رہتی ہیں۔

دلو خواتین دراصل آزاد بھی ہوتی ہیں، لباس کے معاملے میں بھی ان کا اپنا انداز اور اسٹائل ہوتا ہے۔ دل کرے تو کسی کیٹلاگ سیل میں سے انتہائی سستا کپڑا خرید کرلے آتی ہیں۔ دراصل خریداری کے معیار کا انحصار ان کی جیب پر ہوتا ہے۔ اگرچہ دفتر میں اپنے کام میں بڑی ماہر ہوتی ہیں۔ یا اگر اپنا کاروبار ہے تو اسے بڑی مہارت سے چلاتی ہیں لیکن روپیہ ان کے ہاتھ سے یوں نکلتا ہے جیسے ان کے ہاتھوں میں چھید ہوں۔ ان کا گھر خواہ بہت شاندار ہو خواہ وہ کسی چھوٹے سے فلیٹ میں رہتی ہوں وہ گھر بڑا منفرد اور ان کے ذوق کا مظہر ہوتا ہے۔ یہی حال ان کے بالوں کے اسٹائل کا بھی ہے، وہ اپنے بال اپنی مرضی سے بناتی ہیں۔ کسی بھی مشہور شخصیت کے بالوں کا اسٹائل انہیں قطعی متاثر نہیں کرتا۔ سہیلیوں اور ملنے جلنے والوں کا انتخاب بھی وہ اپنے ذوق کے لحاظ سے کرتی ہیں۔ ان کی سہیلیاں ہر عمر اور نسل کی ہی نہیں ہر مذہب اور عقیدے کی ہوتی ہیں۔ ان کے ملنے والے بھی ان کی طرح جیو اور جینے دو کے مقولے پر عمل کرتے ہیں۔ متعصب، کٹر اور جارحانہ قسم کے لوگ ان کے دوستی کے حلقے میں شامل نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو تکبر کے شکار ہوتے ہیں وہ بھی ان کے قریب نہیں جاسکتے۔

دلو خواتین عورتوں کی آزادی کی حامل ہوتی ہیں۔ وہ اگر خواتین کی آزادی کی کسی تحریک کی باقاعدہ رکن نہ بھی ہوں تو یہ ایسی تنظیموں کے ایجنڈے سے بالکل متفق ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کا کوئی آدمی ان پر حکومت نہیں کرسکتا اور نہ ان سے خراب سلوک کرسکتا ہے کیونکہ آدمی انہیں پسند کرتے ہیں اور وہ آدمیوں کو پسند کرتی ہیں۔

دلو خواتین ایماندار ہوتی ہیں، خود اپنے آپ سے بھی ایمانداری اور سچائی سے کام لیتی ہیں۔ ان کی سہیلیاں بھی ان کی راست بازی کی بڑی مداح ہوتی ہیں۔ وہ مکر و فریب سے نفرت کرتی ہیں اور جھوٹ انہیں سخت ناپسند ہوتا ہے۔ دلو خواتین اگر کسی دفتر میں کام کرتی ہیں تو وہاں کی ہر اچھائی برائی سے واقف ہوتی ہیں۔ وہاں کی غلط باتیں اپنے افسر کے گوش گزار کرنا اپنا فرض سمجھتی ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ وہ ان کی صاف گوئی پر انہیں ملازمت سے برخاست نہیں کرتا بلکہ اس کے مشوروں میں سے ایک تہائی کی منظوری دے دیتا ہے اور پھر اس کے بعد وہ اسے اپنی بیماریوں سے بھی آگاہ کرتا ہے اور مشورہ مانگتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ ملک کے وزیر اعظم اور صدر کی کمزوریوں اور غلطیوں سے بھی آگاہ ہوتی ہے۔ روزانہ کے اخبارات بڑی احتیاط سے مطالعہ کرتی ہے۔ دل چاہے تو کسی سیاسی پارٹی میں شامل ہو جاتی ہے لیکن بعد میں (بالکل دلو مردوں کی طرح) اسے چھوڑ دیتی ہے یا پھر پارٹی کی اندرونی چپقلش اور خود پرستی کے مظاہروں سے تنگ آکر سیاست کو خیرباد کہہ دیتی ہیں۔

دلو لڑکی اگر خوش قسمت ہوگی تو اسے ایسا آدمی مل جائے گا جو وقت کے ساتھ ساتھ زیادہ بالغ النظر اور بالغ الذہن ہوتا جاتا ہے اور جو اس کا دوست بھی ہوتا ہے، محبوب بھی اور شریک زندگی بھی۔ دلو سے متعلق لڑکی اسے ہر وقت غیر متوقع خیالات اور تجزیوں سے نوازتی رہتی ہے۔

برج دلو سے متعلق لڑکی کی سہیلیاں بے شمار ہوتی ہیں اس میں کئی مختلف آرٹسٹک صلاحیتیں بھی ہوتی ہیں لیکن ان میں خانہ داری کا شمار شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔

دلو لڑکی کو قدرت نے بڑی خوبصورتی سے بنایا ہے۔ اس کے اعصاب بڑے لچکدار ہوتے ہیں۔ اس کا جسم بہت خوبصورت ہوتا ہے۔ اگر آپ اسے پسند کرتے ہیں تو پھر اپنے جسم کی خوبصورتی پر بات کیوں کرتے ہیں۔ خوش قسمتی سے اس کی شفایابی کی طاقت بہت مضبوط ہوتی ہے اس لئے یہ جلد ہی کمزوری کی تلافی کرلیتی ہے۔ فلاحی کاموں میں بے حد مصروفیت کی وجہ سے یہ اکثر اپنا کولیسٹرول چیک کرانا بھی بھول جاتی ہیں۔

دلو لڑکی اگر بچت کرنا چاہے تو ایسی چیزوں پر سرمایہ کاری کرتی ہے کہ جس کے روشن مستقبل کے بارے میں زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔ مثلاً الیکٹرانکس، بیلنگ کیپیوٹرز خلائی ٹیکنالوجی وغیرہ۔ یہ جو کام بھی کرتی ہیں ان کو اپنی انتظامی فطرت سے انصاف کرنا چاہیے یعنی اس میں تخلیقی پہلو ہونا ضروری ہے۔

ستارے کیا کہتے ہیں؟

قارئین کے سوالوں کے جوابات

آسٹرو پامسٹ ایم اے شامی

ازدواجی زندگی

ریحانہ بی بی ۔۔۔ سیالکوٹ

س: میرے بیٹے کی شادی کب ہوگی۔ اس کی ازدواجی زندگی کیسی گزرے گی، لڑکی کے نام کا پہلا حرف کیا ہوگا؟

ج: ستاروں کی روشنی میں لگائے گئے حساب کے مطابق آپ کے بیٹے کی شادی اور اس کی ازدواجی زندگی میں مشکلات آسکتی ہیں۔ رشتہ تلاش کر کریں، نام کا پہلا حرف "ن، ب" ہوسکتا ہے۔ شادی سے پہلے لڑکا لڑکی کا موازنی زائچہ بنوالیں تاکہ مستقبل کی پریشانیوں سے بچا جاسکے۔

خود شناسی

وقاص ۔۔۔ کراچی

س: میں ابھی تک اپنے پیشے سے مطمئن نہیں ہوں اور اس کشمکش میں ہوں کہ موجودہ پیشہ جاری رکھوں یا پھر کوئی اور اختیار کروں؟ میں آگے ایم اے کرنا چاہتا ہوں مجھے بتائیں کہ کیا کروں، مستقبل کیسا رہے گا؟

ج: آپ کے لیے معاشی لحاظ سے وقتی مشکلات ہیں، آپ کے لیے خدمات کا شعبہ بہتر رہے گا، ایسے شعبے جہاں آپ اپنی خدمات کے ذریعے لوگوں کی اصلاح اور بہتری کرسکیں۔ حتمی معاملات سے بچیں اور اپنی توجہ اپنے مستقبل کو بہتر بنانے کے لیے استعمال کریں۔ لوگوں کے بارے میں تجسس کرنے سے پہلے ذاتی خود شناسی ضروری ہے۔

کارستانی

راحیلہ ۔۔۔ سرگودھا

س: جب بھی میری منگنی ہوتی ہے کوئی نہ کوئی بہانہ بن کر ٹوٹ جاتی ہے۔ میں اور میرے گھر والے اس وجہ سے بہت پریشان ہیں۔ دو تین مرتبہ ایسا کیوں ہوا ہے، ہمیں کچھ معلوم نہیں، کیا کسی نے میرا رشتہ باندھا ہوا ہے یا کوئی اور وجہ ہے؟

ج: آپ پر بندش کے اثرات ہیں جو کسی حاسد کے حسد کی کارستانی ہے۔ آپ اپنا صدقہ بمطابق برج کالے رنگ کی کوئی چیز مثلاً کالا بکرا، کالے ماش، کالے بکرے کی سری حسب توفیق دیں۔ روحانی وظیفہ پڑھیں، مکمل روحانی تدابیر اختیار کریں اور اپنے برج کا طلسم بنوا کر پاس رکھیں۔ روحانی عمل کروائیں تو کامیابی ہوگی اور آئندہ ایسی پریشانی نہیں آئے گی۔

الجھی ہوئی عورت

ش ۔۔۔ کمالیہ

س: میری شادی 2004ء میں گھر والوں نے زبردستی کروادی تھی۔ جب سے اب تک کوئی سکھ چین کا وقت نہیں دیکھا۔ شوہر رات کو دیر سے گھر آتے ہیں۔ سارا دن بچوں کے ساتھ مغزماری کر کے تھک جاتی ہوں، شوہر سے کوئی بات کروں تو کاٹنے کو دوڑتے ہیں۔ کہتے ہیں مجھ سے کوئی بات نہ کرو، خرچہ بھی پورا نہیں کرتے۔ تھوڑے سے پیسے دے کر کہتے ہیں اسی میں گزارہ کرو۔ تھک گئی ہوں، براہ مہربانی میرا زائچہ بنا کر بتائیں کہ میرے حالات کب بہتر ہوں گے؟

ج: آپ کے زائچے کے تجزیے کے مطابق سب سے اہم بات یہ ہے کہ شادی آپ کی پسند کی نہیں ہوئی۔ شادی سے پہلے آپ کسی کو پسند کرتی تھیں، اس بات کو آپ ذہنی طور پر قبول نہیں کرپائی ہیں۔ اکثر ایسی شادیوں میں صاحب زائچہ منگلیشی ہوتا ہے یا خانہ ازدواج میں نحس اکبر زحل موجود ہوتا ہے۔ ایسا شخص تاحیات دوہری کشتی پر سوار ہوتا ہے وہ جسمانی طور پر تو اپنے شریک حیات کے ساتھ ہوتا ہے لیکن ذہنی طور پر محبوب کی یادوں میں ہوتا ہے۔ اگر ان کے سامنے کوئی ماضی کی بات، واقعہ بیان کیا جائے یا کوئی شے سامنے دکھائی جائے یا کسی پرانے راستے سے گزرتے ہوں تو وہ اداس ہو کر ماضی کی یادوں میں چلے جاتے ہیں۔ اکثر تنہا رہنے کی کوشش کرتے ہیں، آپ کے زائچے میں زحل کی نحس نظر طالع کے حاکم سے بھی بن رہی ہے جس کی وجہ سے طبیعت اور مزاج میں اکتاہٹ، بے چینی اور انتشاری کیفیت پیدا ہورہی ہے۔ بہر حال حالات میں بہتری کے لیے اصل مسئلے کی تشخیص کرنا ضروری ہے جو ہو چکی ہے۔ آپ کی مکمل میرج کونسلنگ کی ضرورت ہے، اس کے ساتھ آپ اپنے آپ کو خود فریبی سے بچائیں، آپ زندگی سے جو تھک چکی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ زندگی کے ساتھ چل نہیں رہی ہیں بلکہ صرف زندگی گزار رہی ہیں۔ جس دن آپ نے زندگی کے ساتھ چلنا شروع کردیا آپ کو لطف کیفیت کا احساس ہوگا اور اسی دن سے آپ کی زندگی ٹھیک ہوجائے گی۔ روحانی لحاظ سے لوح قلب و سکون بنوائیں اور سورۃ نساء کا پانی دم کر کے خود بھی پئیں اور شوہر کو بھی پلائیں۔ انشاء اللہ بہتری ہوگی۔

حالتِ وبال

کرن ۔۔۔ اسلام آباد

س: میری شادی لو میرج ہوگی یا ارینج، اسلام آباد میں ہوگی یا باہر؟

ج: ستاروں کی روشنی میں لگائے گئے حساب کے مطابق آپ کی شادی اور ازدواجی معاملات میں مشکلات آسکتی ہیں۔ قریبی تعلقات اور جذباتی معاملات میں محتاط رہیں، نقصان کا خطرہ ہے۔ آپ کے خانہ ازدواج کا حاکم حالتِ وبال میں ہے، یہ تمام معاملات زندگی میں مشکلات کو ظاہر کرتے ہیں۔ لہٰذا شادی سے پہلے اپنا اور شریک حیات کا موازنی زائچہ بنوائیں، جس سے شادی ہو اس کے نام کا پہلا حرف "ن" ہوسکتا ہے۔ شادی خاندان سے باہر ہونے کا امکان ہے۔

ہومیو پیتھی یا ایلوپیتھی

ارسلان علی ۔۔۔ آزاد کشمیر

س: میں شوگر، دل اور گھٹنوں کی تکلیف میں مبتلا ہوں۔ مجھے بتائیں کہ ہومیو پیتھی ادویات استعمال کروں یا پھر ایلوپیتھک تاکہ مکمل طور پر صحت یاب ہوجاؤں۔ میری حالت خراب سے خراب ہوتی جا رہی ہے، کب تک اس حالت سے نکلنے کا امکان ہے؟

ج: ستاروں کی روشنی میں لگائے گئے حساب کے مطابق آپ کی صحت اور دیگر معاملات میں بہتری آئے گی مگر اس میں کچھ عرصہ لگ سکتا ہے۔ رضائے الٰہی سے مایوس نہ ہوں، ہومیو پیتھی علاج آپ کے لیے بہتر ہے لیکن کسی مستند معالج سے علاج کروائیں اور لوح شفا بنوا کر پاس رکھیں انشاء اللہ تمام معاملات میں کامیابی ہوگی۔

قانون کا شعبہ

یاسر علی ۔۔۔ لاہور

س: میں قانون کے شعبے سے منسلک ہونا چاہتا ہوں ابھی گریجویشن کررہا ہوں، اس کے بعد بیرون ملک جانا چاہتا ہوں۔ براہ مہربانی میرا زائچہ بنا کر بتائیں کہ کیا قانون کا شعبہ میرے لیے بہتر ہے؟

ج: ستاروں کی روشنی میں لگائے گئے حساب کے مطابق قانون سے متعلقہ شعبہ جات آپ کے لیے بہتر ہیں۔ آپ کے زائچے میں تنقیدی، تجزیاتی، سیاسی صلاحیتیں نمایاں نظر آرہی ہیں۔ عورتوں بچوں کے حقوق، فلاحی تنظیمیں جیسے مقاصد نظر آرہے ہیں، انشاء اللہ مثبت سوچ اور حکمت عملی سے مطلوبہ مقاصد میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔

چاہت

راحیلہ ۔۔۔ بلوچستان

س: میں اپنے کزن کو بہت زیادہ پسند کرتی ہوں لیکن جھگڑوں کی وجہ سے ہم ان سے شادی کی خواہش مند ہوں لیکن میری شادی اس سے نہ ہوسکی، کیا میری شادی اس سے ہونے کا امکان ہے؟

ج: آپ کی چاہت یکطرفہ ہے، اس کے ذہن میں آپ کے بارے میں کوئی ایسی سوچ نہیں ہے۔ شادی آپ کی ایک سال تک خاندان میں ہونے کا امکان ہے۔ اپنے قریبی تعلقات اور جذباتی معاملات میں محتاط رہیں۔ ہر منگل کو سرخ گوشت کا صدقہ کیا کریں۔

بندش

محمد اطہر ۔۔۔ ساہیوال

س: میری شادی کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہوگیا ہے۔ لگتا ہے جیسے بندش ہے، براہ مہربانی میرا زائچہ بنا کر بتائیں کہ کیا حقیقت ہے، بندش وغیرہ تو نہیں؟

ج: ستاروں کی روشنی میں لگائے گئے حساب کے مطابق منگلیشی اثرات نظر آرہے ہیں۔ حالات میں بہتری اور ازدواجی معاملات میں کامیابی کے لیے روحانی عمل کرائیں انشاء اللہ مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔

ناراضگی

عمار خاور ۔۔۔ کوئٹہ

س: میری شادی کو دو سال ہوچکے ہیں لیکن ان دو سالوں میں میری بیوی کئی مرتبہ ناراض ہو کر اپنے میکے جاچکی ہے۔ اب بھی دو ماہ سے اپنے میکے میں ہی ہے۔ کئی رشتہ دار طلاق دینے کا مشورہ دے رہے ہیں، میرا ایک چھوٹا سا بچہ بھی ہے، مجھے بتائیں کہ میری زندگی میں ترقی کب ہوگی، میرا مبارک پتھر کونسا ہے؟

ج: ستاروں کی روشنی میں لگائے گئے حساب کے مطابق آپ کے زائچے میں منگلیشی اثرات نظر آرہے ہیں، اس کی وجہ سے ازدواجی زندگی مشکلات کا شکار ہے۔ آپ کے زائچے میں ایک سے زیادہ منگنیاں یا ایک سے زیادہ شادیوں کا امکان ہے، ازدواجی زندگی میں بہتری ہے کوئی بھی ہے معاشی معاملات میں بھی متاثر ہوتے نظر آرہے ہیں۔ آپ کے لیے مبارک پتھر مرجان ہے۔ اسے دائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہن لیں، ازدواجی تعلقات کی خرابی میں آپ کوشش کریں کہ آپ کا بچہ کم متاثر ہو۔ حالات میں بہتری کے لیے روحانی تدابیر اختیار کریں انشاء اللہ بہتری ہوگی۔

میڈیکل کا شعبہ

تسیم اختر ۔۔۔ میانوالی

س: میرے لیے کون سا شعبہ بہتر رہے گا، میں میڈیکل اور اسٹیٹ لائف سے وابستہ ہوں، کیا میڈیکل کا کام میرے لیے ٹھیک ہے؟ شادی کب تک ہوگی، اپنوں میں ہوگی یا غیروں میں، نام کا پہلا حرف بھی بتادیں۔

ج: ستاروں کی روشنی میں لگائے گئے حساب کے مطابق شادی خاندان سے باہر ہونے کا امکان ہے، آپ میڈیکل کے شعبے ہی کو مکمل توجہ کے ساتھ اختیار کریں، آپ کو کامیابی اسی سے متعلقہ شعبہ میں ہی ملے گی۔

پرچی جوا

عارف حسین ۔۔۔ گجرات

س: میں بہت عرصہ سے پرچی پرائز بانڈ کا کام کررہا ہوں، ابھی تک میرا کوئی بڑا نمبر نہیں لگا، مجھے کوئی طریقہ کار بتائیں جس سے میرا کوئی بڑا انعام لگ جائے۔

ج: پرائز بانڈ نکلنے کا خواب اکثر لوگ دن رات دیکھتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس سلسلے میں پرچی کا بھی کام کرتے ہیں، کوئی گھوڑ لیتا اور کوئی سڑک پر بیٹھے مفلوک الحال شخص سے نمبر لیتا ہے، غرض نمبر معلوم کرنے کے ایک سے ایک طریقے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ جس ذات نے آپ کو انعام دینا ہے اس کے آگے نہ تو جھکنے کو تیار ہیں اور نہ عبادات کرنے کو۔ آپ کو چاہیے پانچ وقت نماز ادا کریں، انشاء اللہ بہتری ہوگی۔ پرائز بانڈ جمعرات یا جمعہ کے روز ساعت مشتری یا ساعت زہرہ میں خریدیں، انعامی بانڈ کیلئے مخصوص صدقات دیں۔ لوح انعامی بانڈ بنوا کر پاس رکھیں۔ سورۃ انعام کا روحانی عمل کروائیں انشاء اللہ ضرور کامیابی ملے گی۔

مستقبل بینی

فرقان ۔۔۔ حیدرآباد

س: مجھے علم نجوم اور مستقبل بینی کے بارے میں بہت شوق ہے۔ کئی طرح کے خواب آتے ہیں، کسی نئی جگہ جاتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ یہ جگہ میں پہلے دیکھ چکا ہوں، پھر یاد آتا ہے کہ اس جگہ کو میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کبھی کبھار خیال آتا ہے کہ ایسا ہونے والا ہے اور پھر وہی ہوجاتا ہے۔ کیا ہم اپنے مستقبل کو دیکھ سکتے ہیں۔ براہ مہربانی میرا زائچہ دیکھ کر بتائیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہے؟

ج: آپ کے زائچے کے تجزیے کے مطابق آپ کا لاشعوری اور وجدانی گھر مضبوط ہے۔ یہ معاملہ وہم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض افراد کو پیدائشی طور پر ایسی صلاحیت عطا کی ہوتی ہے کہ وہ مستقبل بینی کرسکیں۔ آپ اس صلاحیت کو بڑھا بھی سکتے ہیں اس کے لیے مختلف دماغی ورزشیں موجود ہیں۔ کسی تجربہ کار استاد کی رہنمائی میں آپ مستقبل بینی کریں گے تو بہت جلد ترقی کر جائیں گے۔ اس صلاحیت کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ جو واقعات خواب یا خیال کی صورت میں آتے ہیں ان کو کسی پر ظاہر مت کریں۔ اسی طرح تماشا بننے کا امکان ہے۔ باطنی صلاحیتوں کو مزید بہتر کرنے کیلئے ذکر و شغل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے روحانی مراقبہ بھی بہت معاون ثابت ہوگا۔

قمر در عقرب

محمد سلیم ۔۔۔ کراچی

س: مجھے ستاروں کی روشنی میں بتائیں کہ میں اپنے گاؤں جا کر شادی کرلوں یا پھر ابھی مزید پڑھائی کروں، پڑھائی کروں تو کون سا شعبہ میرے لیے بہتر ہے۔ میڈیا، قانون، کاروبار یا پھر کوئی اور کام کروں؟

ج: ستاروں کی روشنی میں لگائے گئے حساب کے مطابق آپ تعلیمی میدان میں کامیاب ہوں گے لیکن موجودہ وقت آپ کے لیے بہتر نہیں ہے۔ آپ کے زائچے میں قمر در عقرب اور زحل کے نحس اثرات نظر آرہے ہیں۔ اس کی وجہ سے معاملات زندگی میں پریشانیاں آئیں گی، خصوصاً ذاتی اور لاشعوری انتشار نظر آرہا ہے۔ اگر گھر والوں نے آپ کی شادی زبردستی کردی تو بھی مشکلات اور پریشانیوں کا شکار ہوں گے۔ زائچے کی رو سے آپ منگلیشی بھی ہیں۔ شادی اور ازدواجی زندگی میں خصوصی احتیاط کریں، پیشہ جات جو آپ کے لیے بہتر ہیں: پبلک ڈیلنگ، نشر و اشاعت، عورتوں اور بچوں سے متعلقہ امور، درس و تدریس۔

سوال جواب کے دو کوپن ارسال کیجئے

قارئین کے سوالوں کے جوابات علم نجوم، دست شناسی اور علم الاعداد کے حوالے سے دیے جاتے ہیں۔ اپنے مسائل کے حل معلوم کرنے کے لئے درج ذیل کوائف کے ہمراہ خط لکھیں۔ ایک سوال کے ساتھ دو کوپن ارسال کریں۔ سوالوں کا جواب باری آنے پر دیا جائے گا۔

نام: ....

والدہ کا نام: ....

تاریخ اور وقت پیدائش: ....

مقام پیدائش: ....

سوال پوچھنے کا وقت اور تاریخ: ....

سوال: ....

پیشہ: ....

"ستارے کیا کہتے ہیں"
ہفت روزہ فیملی میگزین
23 شارع فاطمہ جناح لاہور
family@nawaiwaqt.com.pk

☆☆☆☆

جواہرات کے کرشمے

سید کاشف خلیل

مریخ سے منسوب بلڈ سٹون
دوران خون بہتر کردیتا ہے

بلڈ سٹون کو خون کا پتھر کہا جاتا ہے۔ اس کا رنگ سبزی مائل ہوتا ہے اور اس پر خون کے سرخ دھبے بنے ہوتے ہیں۔ دیکھنے میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پتھر پر تازہ خون گرایا گیا ہے۔ بلڈ سٹون کو عربی میں حجر الدم کہتے ہیں۔ اس پتھر کی ظاہری شکل و صورت اور نام کی طرح اس سے متعلقہ روایات بھی بہت دلچسپ ہیں۔

زمانہ قدیم سے عیسائی اس پتھر کو انتہائی مقدس سمجھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھایا گیا تو اس وقت صلیب کے نیچے ایک سنگ یشم پڑا تھا۔ اس پر حضرت عیسیٰ کے خون کے قطرات گرے اور مختلف جگہ پر سرخ نشانات پڑ گئے۔ یہ پتھر خاص شکل و صورت اختیار کر گیا۔ اسی وجہ سے اس کا نام بلڈ سٹون رکھ دیا گیا۔

جواہرات کے ماہرین کے مطابق بلڈ سٹون بنیادی طور پر سنگ یشم (Jasper) یا بلّور (RockCrystal) کی قسم ہے، جبکہ بعض ماہرین کے مطابق بلڈ سٹون عقیق کی ایک قسم ہے۔ ماہیت کے لحاظ سے بلڈ سٹون عقیق سے خاصا ملتا جلتا ہے۔ بلڈ سٹون کے کیمیاوی اجزاء میں سیلیکا، ایلومینیم، آکسیجن شامل ہیں۔

ماہرین فلکیات کے مطابق بلڈ سٹون پر سورج گرہن کے اثرات نظر آتے ہیں۔ سورج گرہن اس میں دیکھا جاسکتا ہے۔ بلڈ سٹون کی شکل گردہ کی طرح ہوتی ہے۔ یہ پتھر فولادی، بھورے، سفید دودھیا اور سبز رنگ میں پایا جاتا ہے۔ اس کی سطح پر سرخ رنگ میں خون کے قطروں کی طرح کے نشانات مختلف جگہوں پر پائے جاتے ہیں۔ بلڈ سٹون کو تیز آنچ دی جائے تو یہ سیاہی مائل ہوجاتا ہے۔ اگر بلڈ سٹون کو سرد کیا جائے یا ٹھنڈک دی جائے تو اس کا رنگ زردی مائل ہوجاتا ہے۔ بلڈ سٹون کو زیورات میں بہت کم جڑوایا جاتا ہے، زیادہ تر انگوٹھیوں میں ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ سے تعلق کی وجہ سے عیسائی بلڈ سٹون کو انتہائی مقدس و عقیدت کا حامل سمجھتے ہیں۔ اس پتھر کی صلیب بنا کر بطور تعویذ دی جاتی ہے اور حضرت عیسیٰ کے مجسمے بھی عموماً اس پتھر سے بنائے جاتے ہیں۔

بلڈ سٹون کا ذاتی سیارہ مریخ ہے۔ اس لئے برج حمل اور عقرب والوں کے لئے انتہائی موافق اثرات رکھتا ہے۔ وہ لوگ جن کے نام کا پہلا حرف ا، ر، ل، ی، ن، ز، ش سے شروع ہوتا ہے یا وہ افراد جن کے نام یا تاریخ پیدائش کے اعداد کا مجموعہ 9 بنتا ہے۔ ان سب کو بلڈ سٹون راس آتا ہے۔ بلڈ سٹون کے کئی طبی و معنوی خواص ہیں۔ یہ خون کو زیادہ گاڑھا ہو کر منجمد نہیں ہونے دیتا۔ بلڈ سٹون پہننے سے دوران خون معمول پر رہتا ہے۔ خون پتلا ہوتا ہے، خون کا گاڑھا پن ختم ہوتا ہے۔ خون کی بیماریوں میں شفا حاصل ہوتی ہے۔ فالج، لقوہ، بلڈ پریشر، برین ہیمبرج، امراض قلب سے بچاؤ کیلئے بلڈ سٹون لاکٹ میں بنوا کر پہننا انتہائی مفید ہے۔

زمانہ قدیم میں بلڈ سٹون کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ اس پتھر کو گلے میں پہننے سے معدہ کو تقویت حاصل ہوتی ہے، نظام ہضم درست ہوتا ہے، پیٹ کے امراض دور ہوتے ہیں۔ بلڈ سٹون انگوٹھی یا لاکٹ میں پہننے سے روحانی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے، حافظہ کی کمزوری دور ہوتی ہے، یادداشت بہتر ہوتی ہے، غصہ میں کمی آتی ہے۔ وہ لوگ جو جذباتی مزاج رکھتے ہیں جلد لڑائی جھگڑے پر آمادہ ہوجاتے ہیں وہ بلڈ سٹون کا استعمال ضرور کریں۔ بتدریج ان کے مزاج میں بہتری آجائے گی۔

بلڈ سٹون کا سیارہ چونکہ مریخ ہے اس لئے اسکو پہننے سے انسان میں دلیری و بہادری پیدا ہوتی ہے، بزدلی کمزوری کا خاتمہ ہوتا ہے، خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے۔ گھریلو زندگی میں خوشگواریت پیدا ہوتی ہے، ناچاقی دور ہوتی ہے۔ ضدی بچوں کو گلے میں بلڈ سٹون پہنانے سے ان میں تابعداری آجاتی ہے۔ کسی کورٹ کچہری، مقدمہ بازی کا سامنا ہو تو بلڈ سٹون انگوٹھی میں پہننے سے دشمن زیر ہوجاتا ہے، مخالف دوست بن جاتے ہیں، روحانی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے، دین کی طرف رجحان بڑھتا ہے۔ یہ پتھر خوف و ہراس دفع کرتا ہے۔ فوج، پولیس، سیکورٹی سے وابستہ افراد کیلئے قوت و ہمت کا باعث ہے۔ یہ حفاظت و حصار کا پتھر ہے۔ امراض، حادثات، نحس اثرات، سحر جادو سے محفوظ رہنے کیلئے بلڈ سٹون پر موافق اسم اعظم یا روحانی عمل کا نقش کندہ کروا کر پاس رکھنا موثر ثابت ہوتا ہے۔ خون کی کمی کی وجہ سے چہرے پر نشانات یا چھائیاں پیدا ہوجائیں تو بلڈ سٹون تیسری انگلی میں پہننا فائدہ دیتا ہے۔ جادو، عملیات کی وجہ سے خون کے چھینٹے گھر یا کپڑوں پر پڑتے ہوں تو ان کے تدارک کیلئے بلڈ سٹون مالا کی شکل میں گھر میں لٹکائیں۔ بفضل تعالیٰ جادو اثرات کا مکمل خاتمہ ہوجائے گا۔ سپورٹس، جمز سے وابستہ لوگ جسمانی قوت و طاقت میں اضافے اور مقابلوں میں کامیابی کے لئے بلڈ سٹون پاس رکھیں۔ یہ پتھر مقابلہ کرنے اور حصول فتح کیلئے خاص طرح کی عزم و ہمت پیدا کرتا ہے۔ خون میں جوش پیدا کرکے محنت کوشش کرنے کیلئے ابھارتا ہے۔ مزاج میں کاہلی، غفلت، سستی کو دور کرتا ہے۔ پٹھوں اور اعصاب کو متحرک و توانا کرتا ہے۔ نشہ آور اشیاء کے استعمال کی وجہ سے خون میں فاسد مواد اکٹھے ہوگئے ہوں تو بلڈ سٹون کے طبی اثرات کی بدولت بتدریج ختم ہوجاتے ہیں۔ برج حمل اور برج عقرب کے علاوہ دیگر بروجوں سے تعلق رکھنے والے خواتین و حضرات بھی بلڈ سٹون کے عمومی روحانی طبی خواص سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ موثر فوائد کے حصول کے لئے ہمیشہ اصل سٹون خریدیں۔ مارکیٹ میں پلاسٹک یا شیشہ رنگ کیے ہوئے جعلی سٹون بھی دستیاب ہیں۔ ان پتھروں کو سالہا سال استعمال کرنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ملتا۔ اکثر لوگ جعلی پتھروں کے اثرات نہ حاصل ہونے پر جواہرات کے بارے میں شک میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان پتھروں کو انسان کیلئے نعمت قرار دیا ہے۔

اس نعمت خداوندی کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ پتھر کا انتخاب کسی ماہر جواہری کے مشورہ سے کریں۔ اپنے برج، سیارے، نام اور عمومی حالات و ضروریات کے مطابق پتھر استعمال کریں۔

تقریبات
کراچی

ساجد علی

ہمدرد نونہال اسمبلی کی تقریب

شہید حکیم محمد سعید کی سالگرہ کے موقع پر "محسن نونہال اور نونہالان پاکستان" کے موضوع پر ہمدرد نونہال اسمبلی کراچی کی تقریب گزشتہ دنوں منعقد ہوئی۔ پاکستان کے سابق سفیر اور معروف تجزیہ نگار مہدی مسعود نے کہا کہ پاکستان کو ایک کامیاب ریاست بنانا نئی نسل کا مقصد حیات ہونا چاہئے۔ کسی انسان میں اگر تمام تر خوبیاں موجود ہیں لیکن اخلاقی جرأت کی خوبی موجود نہیں ہے تو اس کی دیگر خوبیاں ماند پڑ جاتی ہیں۔ شہید حکیم محمد سعید میں دیگر صفات کے علاوہ اخلاقی جرأت کی خوبی بھی بدرجہ اتم موجود تھی اور یہی صفت انہیں منفرد اور ممتاز بناتی ہے۔ اخلاقی جرأت کی خوبی دیگر خوبیوں کی محافظ ہوتی ہے۔ یہ خوبی ہوگی تو انسان نہ کسی سے دبے گا اور نہ جھکے گا۔ محترمہ سعدیہ راشد نے کہا کہ شہید حکیم محمد سعید کو بچوں سے محبت تھی اور ان کی بھلائی کیلئے وہ بے چین رہتے تھے۔ حکیم صاحب نے نونہالوں کی تعلیم و تربیت کیلئے رسالہ ہمدرد نونہال 1953ء میں جاری کیا جو آج تک شائع ہو رہا ہے۔ جس سے کئی نسلیں اور ہر شعبہ زندگی کے لوگ فائدہ اٹھا چکے ہیں اور وزرائے اعظم سے لے کر ایک عام محنت کش تک نے حکیم صاحب کے اس تحفے سے استفادہ کیا ہے۔ حکیم صاحب کی ہمہ جہت ان کاوشوں کا مقصد نئی نسل کو علم و اخلاق کی دولت سے مالا مال کر کے نسلی، لسانی اور علاقائی جھگڑوں سے نکال کر سچا اور اچھا پاکستانی بنانا تھا۔ نونہال مقررین انجم مشتاق، محمد مظہر خان، صائمہ بشارت، محمد تمیز خان شیروانی، نیرہ غلام محمد، کائنات صدیقی، رمشا کنول، نادیہ فاروق اور عنیزہ سرفراز نے بھی خطاب کیا۔

سری لنکن پارلیمنٹ کے سپیکر چمل جیاتھا راجاپکسے وفد کے ہمراہ بانی پاکستان کے مزار پر حاضری دے رہے ہیں

ڈھاکہ گروپ آف ایجوکیشن "کل کراچی تقریری مقابلہ 2010ء" کی تقریب میں صوبائی وزیر پیر مظہر الحق، پروفیسر رضیہ سومرو، نوید زبیری و دیگر کا گروپ فوٹو

کانٹی کی تقریب میں ایس ایم منیر، شوکت علی شاہ کو شیلڈ دے رہے ہیں۔ جوہر علی قندھاری، ندیم خان و دیگر بھی موجود ہیں

پینٹنگز کی نمائش

الائنس ویلی میں پینٹنگز کی نمائش گزشتہ دنوں منعقد ہوئی۔ نمائش میں نوعمر مصورہ کی بنائی گئی پینٹنگز رکھی گئی ہیں ان کو سراہا گیا۔ صوبائی وزیر شازیہ مری نے کہا مصوری، خطاطی، شاعری، ادیب اور فنکار ملک کا اثاثہ ہوتے ہیں جو دنیا میں پاکستان کو درست انداز میں پیش کر سکتے ہیں۔ نوجوان مصورہ نے چھوٹی عمر میں بڑا کام کیا ہے اور ان کی پینٹنگز میں رنگوں کا امتزاج دلفریب ہے۔

ہمدرد نونہال اسمبلی سے مہدی مسعود، سعدیہ راشد اور طلبہ و طالبات خطاب کر رہے ہیں

انجمن ترقی اردو پاکستان کے اظہر رضوی، طارق میر کو رسالہ پیش کر رہے ہیں

تقریری مقابلہ

ڈھاکہ گروپ آف ایجوکیشن کے زیر اہتمام ویمن گرلز کالج میں منعقد ہونے والے "کل کراچی تقریری مقابلہ 2010ء" کی تقریب گزشتہ دنوں منعقد ہوئی۔ سینئر صوبائی وزیر تعلیم پیر مظہر الحق نے کہا کہ اساتذہ، والدین اور طالبعلم تین ایسے ستون ہیں جو مل کر ایک اچھا معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔ والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ دیں۔ سندھ میں سرکاری کالجوں میں تعلیم کا نظام بہت بہتر ہے جبکہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے والدین پر غیر ضروری مالی بوجھ ڈال رہے ہیں۔ ذہین طلباء و طالبات کی ہر سطح پر حوصلہ افزائی کی جائے گی اور تقریری مقابلے میں جن ذہین طلبہ و طالبات نے کامیابی حاصل کی ہے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ تعلیم کے ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں پر توجہ دی جانی چاہئے۔ بعد ازاں صوبائی وزیر نے جاوید سینٹ جوزف کالج کو پہلی، شہزادی سکول گورنمنٹ گرلز کالج برائے خواتین کورنگی نمبر 4 کو دوسری اور مرزا مصباح بیگ کو تیسری پوزیشن حاصل کرنے پر طلباء و طالبات میں نقد انعامات اور اسناد تقسیم کیں۔ اس موقع پر ڈھاکہ گروپ کے چیئرمین اظہر رضوان نے بھی خطاب کیا۔ تقریب میں طلبہ اور اساتذہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

آئینہ مہران

نمائندہ فیملی میگزین

سکھر میں بزم احباب ذوق ادب کے تحت ڈاکٹر ارشد مغل کی رہائشگاہ پر محفل مشاعرہ منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت سینئر شاعر حافظ رشید احمد نے جبکہ نظامت کے فرائض سید الطاف حسین گیلانی اور شہزاد شام نے سرانجام دیئے۔ بزم احباب ذوق ادب کے عہدیداران شہزاد شام، ڈاکٹر سید منصور، شفیق الرحمن پراچہ، سید الطاف حسین گیلانی، بابو ملک اسماعیل آزاد، مدثر حسین مدثر، صغیر احمد ساگر اسعدی، حافظ رشید احمد، سرور تقی تبسمی، مبارک علی مبارک، منصور بخش راہی، رئیس فرید احمد اشرف، انجم بیگ عباسی، راشد فراز، نے علی اکرم انصاری، ڈاکٹر گلزار احمد راہی، نیاز انصاری، ویرانی، سرفراز صدف، ڈاکٹر شاہد علی شاہد، اسماعیل آزاد، تبسم زیدی، سحرش کاظمی، اطہر محمود عبدالخالق بندھانی، رخسانہ انجم، غلام محی الدین میراں، کاشف سہیل، فوزیہ خان، سجاد، ڈاکٹر عمر دراز عمر، منیر بشیر انجم، وارث عمانوئیل، عمران جوہر، صلاح الدین حیدری، عمر ابراہیم و دیگر نے شرکت کی۔

محفل مشاعرہ

چیک تقسیم کرنے کی تقریب

ضلع عمرکوٹ کے 77 پرائمری اور ہائی سکولوں کے ساتھ ضلع کے مختلف دینی مدارس میں مجموعی طور پر 16 سولہ لاکھ 44 ہزار روپے کے چیک تقسیم کرنے کی تقریب گزشتہ دنوں منعقد ہوئی۔ ڈی سی او عبدالمجید پٹھان نے کہا کہ زکوٰۃ و عشر غریبوں کا حق ہے اور اس کے ذمہ داران ایماندارانہ طریقے سے زکوٰۃ تقسیم کر کے اللہ کی رضا حاصل کریں۔ زکوٰۃ و عشر غریب نادار مستحقین کا حق ہے۔ معاشرے کے ضرورتمند، غریب نادار افراد کی مدد کیلئے مخیر حضرات کو آگے آنا چاہئے۔ اکبر وڑائچ نے کہا کہ ہم نے مجموعی طور پر 16 لاکھ 44 ہزار کے چیک تقسیم کئے ہیں۔ تقریب سے رسول بخش احمدانی، حاجی اللہ وسایا و دیگر نے بھی خطاب کیا۔

ہسٹاریکل سوسائٹی کے اجلاس کی صدارت ڈی سی او مصطفیٰ جمال کر رہے ہیں

شاہ عبداللطیف یونیورسٹی کی وائس چانسلر پروفیسر نیلوفر شیخ تعلیمی منصوبوں سے متعلق گورنر/ مانیٹرنگ ٹیم کو بریفنگ دے رہی ہیں

حیدرآباد

اظہر سلیم

پاکستان کارڈیک سوسائٹی کے زیر اہتمام "دل کا دل" کے موضوع پر 21ویں سالانہ کانفرنس گزشتہ دنوں منعقد ہوئی۔ ماہر امراض ڈاکٹر میجر جنرل اظہر محمود کیانی نے کہا کہ انسان کا شوگر کے مرض میں مبتلا ہونا دل کے امراض کا آغاز ہے۔ خون میں شوگر کی زیادتی بہت ساری بیماریوں کا باعث بنتی ہے۔ ہائی بلڈ پریشر سے گردوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس وقت 20 سے 25 فیصد افراد دل کے امراض میں مبتلا ہیں۔ روزانہ کم سے کم 45 منٹ واک کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنائیں اور سگریٹ نوشی سے پرہیز کریں۔ ڈاکٹر فضل الرحمن نے کہا کہ ہر ضلعی ہیڈکوارٹر میں سی سی یو سنٹر قائم کرنا حکومت کا اچھا اقدام ہے تاہم کارڈیو سینٹر نواب شاہ، لاڑکانہ اور سکھر میں بھی بنائے جائیں تاکہ عوام کو زیادہ سے زیادہ طبی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جا سکے۔ اس موقع پر پروفیسر ڈاکٹر اظہر فاروقی، جاوید اکرم، ڈاکٹر عبدالصمد، ڈاکٹر حامد شفقت، ڈاکٹر حفیظ اللہ، ڈاکٹر نند لعل، ڈاکٹر ندیم بیگ، ڈاکٹر زمان بلوچ، ڈاکٹر فیروز میمن، ڈاکٹر زمان شیخ و دیگر نے اپنے اپنے مقالات کانفرنس میں پیش کئے۔

سالانہ کانفرنس

فیملی میلہ

ایسوسی ایشن فار بیٹرمنٹ کے زیر اہتمام دوسرا سالانہ فیملی میلہ دیالداس کلب میں لگایا گیا۔ مہمان خصوصی دیالداس کلب کے صدر حاجی نثار اور جوائنٹ سیکرٹری یوسف داد نے دوران خطاب کہا کہ حیدرآباد میں فیملیز کیلئے اس طرح کی سرگرمیاں صحتمند معاشرے کو جنم دیتی ہیں۔ قبل ازیں فوزالظہیر نے کہا کہ ہماری کوشش ہے کہ ہم اس میلے میں خواتین اور بچوں کی دلچسپی کے اسٹالز رکھیں۔ میلے میں 30 سے زائد مختلف سٹالز بھی لگائے گئے تھے۔

ریجنل کانفرنس

پاکستان ورکرز فیڈریشن کے زیر اہتمام 5 ویں سالانہ ریجنل کانفرنس گزشتہ دنوں منعقد ہوئی۔ مرکزی جنرل سیکرٹری خورشید احمد نے کہا کہ جاگیردارانہ نظام ہے اس کے خاتمے کیلئے جدوجہد جاری ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ سب بچوں کو برابری کی بنیاد پر تعلیم دی جائے اور بالخصوص پیشہ وارانہ تعلیم جو ان کے روزگار کا باعث بن سکے۔ ہمارے ملک میں جاگیردار، وڈیرے اور سرمایہ دار غریبوں اور مزدوروں کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔ جمہوریت کا مقصد یہ ہے کہ ہر ایک کو مساوی حقوق اور روزگار فراہم کیا جائے ایسا نہ ہو کہ جو حکومت جمہوریت کے نام پر آئے وہ صرف غریبوں سے روٹی چھین کر اپنی جیبیں بھریں۔ ہمیں اپنی مدد آپ کے تحت ملک کی ترقی کیلئے بڑھنا ہوگا۔ قبل ازیں ہاجانو نے خواتین ورکرز کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ محمد احمد نے کہا کہ ہمیں یقین ہے ہمارے مزدوروں کے مسائل ایک دن ضرور حل ہوں گے۔ ریجنل سیکرٹری عبداللطیف نظامانی نے کہا کہ ہماری کوشش ہے کہ خواتین اور مرد ورکروں کے جو بھی مسائل ہیں انہیں مل بیٹھ کر حل کریں۔ کانفرنس میں ایڈیشنل ڈائریکٹر لیبر

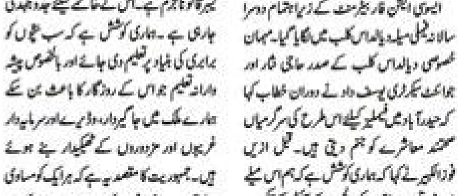

پاکستان کارڈیک سوسائٹی کے زیر اہتمام منعقدہ تقریب میں پیٹرنو عزیز، ڈاکٹر فضل الرحمن میمن اور ڈاکٹر فیروز میمن کو ایوارڈ پیش کر رہے ہیں

سالانہ ریجنل کانفرنس سے خورشید احمد، اسامہ طارق، عبداللطیف نظامانی، مخدوم توفیق احمد، میر خان بلوچ، اقبال کاکا، شکیل احمد بلوچ اور داؤد سعید خطاب کر رہے ہیں

پشاور

فہد جمال

اختتامی تقریب

گزشتہ دنوں "انسانی حقوق قوانین اور شعور کی بیداری" کے موضوع پر پانچ روزہ سیمینار کی اختتامی تقریب گزشتہ دنوں منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی کور کمانڈر پشاور لیفٹیننٹ جنرل آصف یٰسین ملک نے کہا کہ دہشتگردوں اور عسکریت پسندوں کے خلاف پاک فوج کی طرف سے شروع کئے گئے تمام بڑے آپریشن کامیابی کے ساتھ مکمل کر لئے گئے ہیں اور واضح کیا کہ دنیا کی کوئی طاقت پاک فوج کی کامیابیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ افغانستان میں عرصہ دراز سے غیرملکی افواج وہ کامیابی حاصل نہیں کر سکیں جو وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں میں دہشتگردی کے خلاف پاک فوج نے حاصل کی ہیں۔ پاک فوج انسانی حقوق کا مکمل احترام کرتی ہے اور دہشتگردی کے خلاف جنگ میں بھی انسانی حقوق کے تحفظ کو خصوصی طور پر ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ کور کمانڈر نے کہا بعض عناصر اپنے مذموم مقاصد کے حصول کیلئے پاک فوج کے خلاف انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا منفی پراپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ جسٹس (ر) ناصرہ جاوید نے ایک امریکی تحقیق کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ 2004ء سے 2010ء تک عرصہ کے دوران ڈرون حملوں کی وجہ سے 12 سو سے زائد افراد جاں بحق ہوئے ہیں اور صرف ایک دہشتگرد کو مارنے کیلئے دس بے گناہ شہری ڈرون حملوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ سیمینار سے بین الاقوامی قوانین کے ماہر قانون دان احمد بلال صوفی نے بھی خطاب کیا۔

پولیس دربار

پشاور پولیس لائن میں گزشتہ دنوں "پولیس دربار" منعقد ہوا۔ مہمان خصوصی وزیراعلیٰ امیر حیدر خان ہوتی نے صوبہ بھر کے تمام پولیس فورس کی بنیادی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ خیبر پختونخوا پولیس کو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بہترین کارکردگی پر سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے عوام کی حفاظت کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ صوبے کی پولیس نے انتہائی نامساعد حالات میں اپنی ڈیوٹی احسن طریقے سے نبھائی۔ ان کی اس محنت اور لگن کے باعث پورے صوبے کی پولیس کو ہر ممکن سہولیات فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ پولیس فورس مزید بہتر انداز سے دہشتگردی کا مقابلہ کر سکے۔ تقریب میں انسپکٹر جنرل خیبر پختونخوا فیاض خان طورو، چیف کیپٹل سٹی پولیس آفیسر لیاقت علی خان دیگر پولیس افسران و اہلکاروں کے علاوہ پولیس شہدا کے لواحقین بھی موجود تھے۔ بعدازاں وزیراعلیٰ نے شہداء کے لواحقین کو گلدستے پیش کئے اور بہترین کارکردگی پر پولیس جوانوں اور افسروں کو انعامات و سرٹیفکیٹ سے نوازا۔

ظہرانہ کا انعقاد

آل پاکستان مسلم لیگ کی جانب سے گزشتہ دنوں مقامی ہوٹل میں خیبر پختونخوا سپورٹس رائٹرز ایسوسی ایشن کی نومنتخب کابینہ کے اعزاز میں ظہرانہ دیا گیا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے آل پاکستان مسلم لیگ کے صوبائی کنوینر معظم بٹ نے کہا کہ کھیل معاشرے کی بہتری اور نئی نسل کو بے راہ روی سے روکنے میں انتہائی مفید ثابت ہوتے ہیں اور کھیلوں کی بہترین کوریج کر کے کسی بھی معاشرے کا سافٹ امیج پیش کیا جا سکتا ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں کھیلوں کے میدان آباد کر کے دہشتگردوں کو شکست دی جا سکتی ہے۔ تقریب میں اورنگزیب مہمند، امجد عزیز ملک، سید شوکت علی شاہ اور سپورٹس جرنلسٹس بھی بڑی تعداد میں موجود تھے۔

☆☆☆

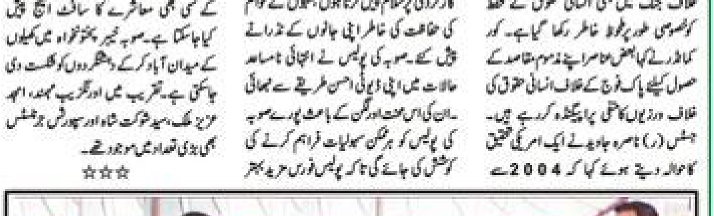

وزیراعلیٰ امیر حیدر خان ہوتی ملک سعد شہید پولیس لائنز میں بہترین کارکردگی پر پولیس افسروں اور جوانوں کو نقد انعامات اور توصیفی اسناد دے رہے ہیں

تقریبات

لاہور

نمائندہ فیملی میگزین

قومی ترانے اور شاہنامۂ اسلام کے خالق حفیظ جالندھری کے یوم ولادت کے موقع پر گزشتہ دنوں تقریب منعقد ہوئی۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے جناب مجید نظامی نے کہا ہمارا قومی ترانہ ہمارے شاندار ماضی کا مظہر اور روشن مستقبل کی نوید ہے۔ یہ ترانہ پاکستان کو ایک جدید اسلامی فلاحی جمہوری مملکت بنانے کیلئے نسل نو کو جدوجہد کیلئے تیار کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہو سکتا ہے۔ جناب مجید نظامی نے تقریب میں موجود حفیظ جالندھری مرحوم کی بیوہ بیگم خورشید حفیظ کی جلد صحتیابی کیلئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر رفیق احمد نے کہا کہ پاکستانیوں کو اس بات پر فخر ہونا چاہئے کہ ان کا قومی ترانہ اور اس کی دھن خود پاکستانی لوگوں کی تخلیق ہیں۔ معروف موسیقار چھاگلہ صاحب نے بڑے سوز وساز سے اس ترانے کی دھن تیار کی جو قائداعظم محمد علی جناح اور مفکر پاکستان حضرت علامہ محمد اقبالؒ کے بہت بڑے مداح تھے۔ قومی ترانہ ہماری آئیڈیالوجی کا عکاس ہے۔ یہ ترانہ دنیا میں جہاں کہیں بھی پڑھا اور سنا جاتا ہے بہت پسند کیا جاتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ حفیظ جالندھری بڑے زوردار شاعر تھے جو آخری عمر تک

قومی ترانے کے خالق ابوالاثر جالندھری کے یوم ولادت کے موقع پر جناب مجید نظامی کے ہمراہ بیگم خورشید حفیظ، پروفیسر ڈاکٹر رفیق احمد، چوہدری ریاض، مختار احمد و دیگر فاتحہ خوانی کر رہے ہیں

ابوالاثر حفیظ جالندھری کے یوم ولادت کی تقریب

وطن عزیز کی خدمت کرتے رہے۔ تمام پاکستانی طالبعلموں کو شاہنامۂ اسلام کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے۔ شاہد رشید نے کہا کہ ابوالاثر حفیظ جالندھری کے انتقال پر ان کا جسد خاکی اقبال ماڈل ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں دفن کیا گیا تھا۔ بعد ازاں جناب مجید نظامی کی انتھک کوششوں سے اُسے وہاں سے لاکر یہاں مینار پاکستان کے پہلو میں دفن کیا گیا اور ان کے شایان شان مزار تعمیر کیا گیا۔ انہوں نے مزار کی خستہ حالی کی طرف جناب مجید نظامی کی توجہ مبذول کروائی اور کہا کہ حفاظتی جنگلے کو اس مزار کی نشاندہی کیلئے سرکلر روڈ پر نمایاں جگہ بورڈ نصب کرنا چاہئے اور عام لوگوں کی رسائی کیلئے گیٹ کھلا رکھنا چاہئے۔ بیگم خورشید حفیظ نے اپنے مختصر خطاب میں جناب مجید نظامی کی قومی خدمات پر انہیں سفیر پاکستان قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان کے ہوتے ہوئے دشمن پاکستان کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتے اور انشاء اللہ پاکستان تاقیامت قائم رہے گا۔ تقریب میں علامہ پروفیسر محمد مظفر مرزا، رفاقت ریاض، محمد ریاض چوہدری، حفیظ جالندھری کے بھتیجے لیاقت سعید، الحاج مختار احمد بٹ و دیگر نے شرکت کی۔

ماہانہ درس قرآن سے پیر سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی مجددی خطاب کر رہے ہیں

ایم پی اے آمنہ الفت کی صاحبزادی کی شادی کے موقع پر دولہا دلہن کا چوہدری پرویز الٰہی، کامل علی آغا، ڈاکٹر خالد رانجھا، چوہدری ظہیر الدین، مونس حسین شاہ، چوہدری جاوید الٰہی اور عزیز واقارب کے ہمراہ گروپ فوٹو

ماہانہ درس قرآن

آستانہ عالیہ چورہ شریف کے سجادہ نشین اور چادر اوڑھ تحریک کے بانی ومرکزی امیر پیر سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی مجددی نے گزشتہ دنوں ماہانہ درس قرآن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک تعلیم یافتہ ماں ہی باشعور اور تہذیب یافتہ نسل پیدا کر سکتی ہے جو آگے چل کر معاشرے میں رواداری، اخوت، صلہ رحمی اور حسن سلوک کی فضا قائم کر سکے۔ ہمارا مقصد قوم کی خواتین میں حصول تعلیم کے ساتھ ساتھ پردے کی پابندی کا شعور بھی اجاگر کرنا ہے۔ چادر اوڑھ تحریک کے پلیٹ فارم سے عورت کی عصمت اور شرم وحیا کے فروغ کا سفر شروع کر دیا گیا ہے جو قوم کی ماں اگر اپنے آپ کو سیرت فاطمہؓ کے پیکر میں ڈھال لے تو امت کے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ہم نے چادر اوڑھ تحریک کے پلیٹ فارم سے عہد کیا ہوا ہے کہ معاشرے میں عورت کو باوقار مقام دلانے اور تعلیم اسلام کا شعور اجاگر کرنے کیلئے اپنی کوششیں جاری رکھی جائیں گی۔ کیونکہ مغرب ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت چادر اور چاردیواری کی عظمت کو پامال کرنے اور نوجوان نسل کو گمراہ کرنے اور ان کو ان کے اصل مراکز سے ہٹانے کیلئے مادر پدر آزاد اور فارن فنڈڈ این جی اوز کے ذریعے تمام تر مادی وسائل اور ذرائع استعمال کر رہا ہے۔ قوم کی غیرت مند مائیں، بہنیں اور بیٹیاں مغربی افکار اور لادینیت کی یلغار کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سیرت حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت فاطمہؓ کو اپنی آنکھوں میں سجائے پاکیزہ تعلیمات کو مشعل راہ بنائے نوجوان نسل کی تربیت کر رہی ہیں اور ان کی گود سے آج بھی حسینی کردار کے وارث اور مجدد الف ثانیؒ کے کردار کے محافظ جنم لے رہے ہیں۔

کوئٹہ

تقریب رونمائی

نمائندہ فیملی میگزین

اکادمی ادبیات پاکستان کوئٹہ اور براہوی ادبی سوسائٹی کے اشتراک سے ڈاکٹر امیرین مینگل کے براہوی افسانوں کی کتاب "مصب نا منزل مراف" کی تقریب رونمائی گزشتہ دنوں منعقد ہوئی۔ تقریب سے بلوچستان کے سینئر ادیبوں اور دانشوروں نے خطاب کیا جبکہ براہوی اور اردو کے ادیب اور ڈائریکٹر تعلقات عامہ نورخان محمد حسنی تقریب کے مہمان خاص تھے۔ مقررین نے ڈاکٹر امیرین مینگل کے افسانوی مجموعے کو براہوی ادب میں ایک تازہ جھونکا قرار دیتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر امیرین مینگل کی تحریروں میں زمین سے گہرا رشتہ، اجتماعی سماجی نفسیات اور انسانی جذبوں کی سچائی پر یقین نظر آتا ہے۔ انہوں نے سماج میں موجود تضادات، اونچ نیچ اور ظلم وناانصافی کو اپنی تحریروں کا موضوع بنایا ہے۔ ان کے افسانے براہوی افسانوی ادب میں خاطر خواہ اضافہ ہیں۔

سراوان یوتھ فورس کی صدر فرزانہ ریسانی کا مقامی سکول میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کے ہمراہ گروپ فوٹو

تربیتی ورکشاپ

ویس پراجیکٹ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور یونیسف بلوچستان کے زیر اہتمام گورنمنٹ ایلیمنٹری گرلز کالج میں دو روزہ تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں خواتین اور اساتذہ کی کثیر تعداد نے حصہ لیا۔ ورکشاپ میں ایس ایس ایچ ای ٹریننگ بھی دی گئی جس میں سکولوں میں بچوں کی صحت وصفائی کے بارے میں تربیت فراہم کرنے کیلئے مختلف طریقوں سے خواتین اساتذہ کو تربیت دی گئی۔ ورکشاپ کے آخری روز تقسیم انعامات کی تقریب کے مہمان خصوصی ڈپٹی کمشنر بی نصیر احمد ناصر تھے جبکہ ایگزیکٹو پبلک ہیلتھ بی بی مہر عبدالحمید مری، یونیسف کے فتحیاب احمد بلوچ، مس غلام فاطمہ، زاہدہ شاہین، اعظم محمد کاشف اعجاز، مس فریدہ، مس فوزیہ کے علاوہ دیگر خواتین بھی موجود تھیں۔ مس فریدہ نے شرکا کو دو روزہ ورکشاپ میں تربیت کے بارے میں آگاہی فراہم کی جبکہ ڈرامے کے ذریعے سکول میں بچوں کی صحت وصفائی سے متعلق ہدایت کے بارے میں استاد کا کردار بھی دکھایا گیا۔ اس موقع پر ڈپٹی کمشنر بی نصیر احمد ناصر نے محکمہ پبلک ہیلتھ بی بی اور یونیسف کے کردار کی تعریف کی۔

اسلام آباد

مرزا اسداللہ غالب کا 213 واں یوم ولادت

نون رے — تصاویر: سجاد حیدر

وفاقی دارالحکومت میں مرزا اسداللہ غالب کا 213 واں یوم ولادت عقیدت واحترام سے منایا گیا۔ نیشنل لینگویج اتھارٹی کے چیئرمین افتخار عارف نے کہا مرزا غالب نے اردو کی بطور بین الاقوامی زبان کی شناخت میں اہم کردار ادا کیا جبکہ اردو شاعری خاص طور پر غزل میں مرزا غالب کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ مرزا غالب 27 دسمبر 1997ء میں بھارت کے شہر آگرہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا پورا نام اسداللہ غالب تھا وہ بچپن ہی میں یتیم ہوگئے تھے ان کی پرورش چچا نصراللہ بیگ نے کی۔ آٹھ برس کی عمر میں چچا بھی انتقال کر گئے۔ مرزا غالب کی شادی 13 سال کی عمر میں مرزا الٰہی بخش کی بیٹی سے ہوئی۔ مرزا غالب کو بچپن ہی سے شعر کہنے کا شوق تھا۔ 1850ء میں حاکم وقت بہادر شاہ ظفر نے انہیں نجم الدولہ، دبیر الملک اور نظام جنگ کے خطابات سے نوازا۔ مرزا غالب نے اردو شاعری میں نئی روح پھونکی انہوں نے دیوان غالب جیسی تحریر بھی لکھی۔

اردو فورم کے زیر اہتمام تقریب

اردو فورم کے زیر اہتمام گزشتہ دنوں سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ ہمایوں اقبال، ایڈمرل (ر) محمد تسنیم، ڈاکٹر ساجدہ خاکوانی اور کوکب اقبال نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اردو وسیع دامن کیساتھ علوم وفنون کی زبان ہے۔ اردو زبان کو سرکاری طور پر نافذ کیا جائے۔ ملک میں اسکا کردار زنجیر کی مانند ہے۔ مڈل کلاس طبقہ ملک میں حب الوطنی کے فروغ کیلئے اہم کردار ادا کررہا ہے۔ ہمیں اجتماعی مسائل پر توجہ دینی ہوگی۔ اردو زبان کو سرکاری زبان نافذ کیا جائے ہمیں قومی جذبہ اجاگر کرنا ہوگا۔

محمد علی جناح یونیورسٹی اور ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کے زیر اہتمام تحریری مقابلوں میں ایگزیکٹو وائس پریذیڈنٹ ڈاکٹر منصور احمد انعامات تقسیم کر رہے ہیں

تعزیتی ریفرنس

راولپنڈی پارلیمنٹ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام بینظیر بھٹو شہید ریفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں قائد ایوان سینیٹ نیر حسین بخاری نے کہا کہ بھٹو خاندان وفاؤں کی داستان ہے اور پی پی عوام کی پہچان ہے۔ بھٹو ازم پر عمل کرکے ہی پاکستان سے محرومیوں کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ فوجی قیادت کو ختم کرکے پاکستان کو کمزور کرنے کی سازش کرنے والے اندرونی وبیرونی دشمنوں نے دراصل عوام سے انتقام لیا۔ تقریب میں تمام مذہبی وسیاسی وکلا رہنماؤں نے بی بی کو خراج عقیدت پیش کیا۔

مشاورتی ورکشاپ

وزارت ماحولیات اور یونیسف کے باہمی اشتراک سے موسمی تبدیلیوں کے تناظر میں پانی، نکاس آب اور صحت وصفائی سے متعلق مشاورتی ورکشاپ گزشتہ دنوں منعقد ہوئی۔ تقریب سے ثاقب علیم، جاوید علی خان، آصف شجاع خان و دیگر نے شرکت کی۔ ماہرین نے کہا پاکستان موسمی تبدیلیوں اور عالمی حدت کے باعث متاثر ہونے والے ملکوں میں سرفہرست ہے۔ بالخصوص پاکستان اس قدرتی آفت کی وجہ سے ڈرامائی تبدیلی کا سامنا کر رہا ہے۔ بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کی وجہ سے پاکستان میں آبی ذخائر میں کمی واقع ہو رہی ہے اور آبادی میں بتدریج اضافہ ریکارڈ کیا جا رہا ہے۔ احتیاطی تدابیر کے عدم اختیار کے باعث انسانی صحت پر اس موسمی تبدیلی کے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ یہ ہماری اجتماعی ذمہ داری ہے کہ پاکستان کی آنے والی نسلوں کو محفوظ ماحول فراہم کریں تاہم اس سلسلے میں موثر اور طویل المیعاد حکمت عملی اختیار کرنا ہوگی۔

ممبر قومی اسمبلی ڈاکٹر دونیا عزیز کتاب کی تقریب رونمائی سے خطاب کر رہی ہیں

جاپانی سفیر اپنی اہلیہ کے ہمراہ کینڈلروں کی نمائش دیکھ رہے ہیں۔ پی این سی اے کے ڈائریکٹر توقیر ناصر ساتھ ہیں

معروف بیوٹیشن آمنہ سلطانہ بہترین بیوٹیشن 2010ء کا ایوارڈ لے رہی ہیں

تقریب رونمائی

اکادمی ادبیات میں ادبی تنظیم انحراف کے زیر اہتمام محبوب عزمی کی تصانیف "مکر کے بغیر اور کیسے کہوں" کی تقریب گزشتہ دنوں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے اعجاز رحیم نے کہا کہ محبوب عزمی کی شاعری انسان کو تہہ داری حقائق کے نزدیک ترکرتی ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر عالمگیر ہاشمی نے کہا محبوب عزمی مزاج کی تمام تر خوبیوں سے آشنا تھے۔ انہوں نے معاشرے کے مختلف پہلوؤں کا خوبصورتی سے احاطہ کیا ہے۔ سرفراز شاہد نے کہا کہ محبوب عزمی نے تضمین نظمیں لکھیں، حسین غزلیں کہیں اور چونکا دینے والے قطعات تخلیق کئے۔ ان کی مزاحیہ شاعری کا غالب حصہ قطعات پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے سماجی، سیاسی اور معاشی مسائل کا احاطہ لطیف اور شگفتہ انداز میں کیا ہے۔ ڈاکٹر نثار ترابی نے کہا کہ محبوب عزمی نے لفظی ومعنوی رعایتوں کے ساتھ کہیں بلاواسطہ اور کہیں بالواسطہ وار کرکے معاشرتی، تہذیبی، سیاسی، سماجی اور شخصی سطح پر ابھرنے والی بدصورتیوں کو بے نقاب کیا ہے۔ انجم خلیق نے کہا کہ بہت مدبر اور سنجیدہ، لیکن منکسرالمزاج محبوب عزمی صاحب نے شگفتہ بیانی کو اپنا ذریعہ اظہار بنا کر معاشرے پر دراصل کڑی تنقید کی ہے۔

☆☆☆

مارگلہ کالج میں سالانہ پینٹنگ کے مقابلے میں طالبات پینٹنگ کر رہی ہیں

پاک چائنا فرینڈشپ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ثقافتی تقریب کے شرکا کا مشاہد حسین سید، چینی سفیر اور روٹس سکول کے ڈائریکٹر فیصل مشتاق کے ہمراہ گروپ فوٹو

تقریبات

ملتان

سلیم ناز

پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام "پیشہ وارانہ کوتاہی اور پیچیدگیاں" کے موضوع پر آگاہی سیمینار منعقد ہوا۔ پرنسپل نشتر میڈیکل کالج پروفیسر ڈاکٹر اشتیاق حسین صدیقی نے کہا ڈاکٹری کا پیشہ خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ہونا چاہیے۔ تحمل اور برداشت کا مادہ نہ رکھنے والے ڈاکٹری کا پیشہ اختیار نہ کریں۔ پروفیسر ڈاکٹر سمیع اختر نے کہا پاکستان میں ڈاکٹروں نے کم سہولیات کے باوجود پیچیدگیوں کی شرح کو انٹرنیشنل ریٹ پر رکھا ہوا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر رانا الطاف نے کہا ڈاکٹروں کو چاہیے کہ وہ انستھیزیا دینے سے قبل مریض اور اس کے لواحقین کو انستھیزیا کی پیچیدگیوں سے آگاہ کرے۔ پروفیسر ڈاکٹر سلمان مظہر نے کہا مریضوں کو جو ادویات دی جارہی ہیں وہ معیاری نہیں ہیں جس کے باعث مریض مر جاتے ہیں اور ذمہ داری ڈاکٹرز پر ڈال دی جاتی ہے۔ اس موقع پر پروفیسر ڈاکٹر مسعود الرؤف ہراج، پروفیسر ڈاکٹر نیاز بلوچ

دربار چادر والی سرکار کے 25 ویں سالانہ عرس کے موقع پر سید ولی شاہ، صاحبزادہ علی حسین شاہ، صاحبزادہ نور حسین چادر پوشی کے بعد دعا مانگ رہے ہیں

آگاہی سیمینار

"ڈاکٹر عمران تذیر، ڈاکٹر کاشف چشتی، خواجہ محمد شفیق، خالد محمود قریشی، ملک جنید اعوان، میجرز یونین کے رہنما رانا دلشاد علی اور ڈاکٹر انجم نے بھی خطاب کیا۔

آواز فاؤنڈیشن پاکستان کی سالانہ تقریب سے چیئرپرسن ڈاکٹر عصرہ تحسین اور ضیاء الرحمن خطاب کررہے ہیں۔ دوسری طرف اسناد تقسیم کی جارہی ہیں

ایوارڈ کی تقسیم

نیشنل یوتھ آرگنائزیشن کے زیر اہتمام بیسٹ ٹیچرز و اعتراف خدمات ایوارڈ تقریب منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی صوبائی وزیر حاجی احسان الدین قریشی نے کہا نجی تعلیمی ادارے شرح خواندگی بڑھانے اور معیار تعلیم فراہم کرنے میں بھرپور کردار ادا کررہے ہیں۔ ہمارے بچے مستقبل کا سرمایہ ہیں۔ ان کی بہترین آبیاری اچھے اساتذہ کرام کی مرہون منت ہے۔ اساتذہ کرام بیسٹ ایوارڈ حاصل کرنے کے بعد مزید ذمہ داری کا مظاہرہ کریں گے۔ ڈپٹی اٹارنی جنرل محمد الیاس خان نے کہا کہ بیسٹ ایوارڈز و خدمات اعتراف تقریب جیسے مواقع اساتذہ میں جذبہ مسابقت ابھارنے اور خوب سے خوب تر نتائج مہیا کرنے میں اہم ہے۔ ممبر قومی اسمبلی محمود حیات اور محمد اسلام شاہ نے کہا اساتذہ کرام معمار قوم ہیں ان کی بھرپور حوصلہ افزائی سے بہتر نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ اس لئے بیسٹ ایوارڈ تقریبات ان کیلئے آکسیجن کا کام کریں گی۔ سلیم الرحمن میو اور عزیز احمد خان نے کہا کہ آج کے بچے ہمارے مستقبل کے معمار ہیں۔ آج کے بچے ہی کل کا مستقبل روشن بنانے میں کسی سے پیچھے نہیں۔

شہر شہر سے ۔ سکھر

عاقب احمد ملک

ماں ٹریا یوتھ ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن سکھر کی جانب سے "امن کی آشا" کے موضوع پر سکولوں کے بچوں کے مابین ڈرائنگ مقابلہ 2010 منعقد کرایا گیا۔ تقریب میں سید کمیل حیدر شاہ نے بحیثیت مہمان خصوصی شرکت کی۔ میزبان شمس احمد ملک نے "امن کی آشا" ڈرائنگ مقابلہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس مقابلے کے ذریعے بچوں میں امن کے حوالے سے

تقریب تقسیم انعامات

انعام ایپا ایکسیلنٹ ورلڈ سکول سکھر کے طالبعلم علیان احمد، دوئم فضا انجم سوئم ہولی سٹی سکول سکھر کی طالبہ سدرہ، چہارم انعام وائی ٹو کے سکول سکھر کے طالبعلم اویس شہزاد نے حاصل کیا جبکہ سینئر کیٹیگری میں اول انعام ایپا ایکسیلنٹ ورلڈ سکول کی طالبہ زونیرہ، دوئم انعام وائی ٹو کے سکول سکھر کی طالبہ ہما اقبال، سوئم انعام گلشن حالار سکول سکھر کے طالبعلم فرحان اور چہارم انعام ہولی سٹی سکول سکھر کی طالبہ عائشہ قاضی نے حاصل کیا۔

"امن کی آشا" کے موضوع پر منعقدہ تقریب سے مقررین خطاب کررہے ہیں

پیار و محبت کا پیغام دینے کی کوشش کی گئی۔ ایسی ڈرائنگ بچوں میں امن کا پیغام عام کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ مہمان خصوصی سید کمیل حیدر شاہ نے کہا امن آج جس کی ہر شعبے میں ضرورت ہے دنیا میں بسنے والے مختلف اقوام ہوں یا اپنے ملک کا کوئی بھی شعبہ سیاست وعلاقائی تعصب، شہروں کا ماحول ہو، ہر موقع اور ہر شعبہ میں امن کی ضرورت ہے۔ امن ہی سے ترقی کا سفر طے کر سکتے ہیں۔ بدامنی لڑائی فساد سے تاریخ بتاتی ہے کہ قومیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ امن ہی ترقی کا راز ہے اور امن ہی قوموں کی ترقی کا سبب بیان کیا گیا۔ مہمان خصوصی سید کمیل حیدر شاہ صاحب نے ایپا ایکسیلنٹ ورلڈ سکول سکھر کو سکول ورلڈ شیلڈ دی اور جونیئر کیٹیگری میں اول

آرگنائزیشن کے چیئرمین شمس ملک نے انعامات حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ آرگنائزیشن اس طرح کی غیر نصابی سرگرمیاں بچوں کیلئے پیش کرتی رہے گی جو بچوں میں ذہنی صحت مندانہ ماحول پیدا کرسکے۔ پرنسپل مس فریدہ نے خطاب کرتے ہوئے امن کی آشا کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے تنظیم کے اس پروگرام کو سراہا۔ انہوں نے کہا زندگی کے ہر شعبے میں نمایاں کامیابی کے لئے سب سے پہلے امن کا ہونا ضروری ہے۔ دنیا میں طاقت کا ذریعہ صرف امن ہی سے ہے ہمارا دین اسلام میں علم و حلم اور امن کا پابند بناتا ہے۔ آج کے طالب علم آنے والے کل کا سرمایہ ہیں۔

فدایان ادب کے زیر اہتمام مشاعرہ سے شوکت مغل خطاب، اعتزاز علی شاہ، فدا ملتانی، اکبر ملک، شوذب کاظمی، زبیر صمدانی، مامون طاہر، صادق سمرا، صابر انصاری و دیگر اپنا کلام پیش کررہے ہیں

پی ایم اے کے زیر اہتمام سیمینار سے پروفیسر ڈاکٹر اشتیاق حسین صدیقی، ڈاکٹر شاہد، ڈاکٹر نیاز بلوچ، ڈاکٹر کاشف چشتی، ڈاکٹر سمیع اختر اور ڈاکٹر رانا الطاف خطاب کررہے ہیں

گوجرانوالہ

رانا عبدالرشید

گزشتہ دنوں یوم قائد کے سلسلہ میں مسلم لیگ (ن) کے زیر اہتمام تقریب منعقد کی گئی۔ مہمان خصوصی مسلم لیگ (ن) کے رہنما ایس اے حمید نے کہا موجودہ حکومت اگر میثاق جمہوریت پر عمل کرتی تو ان تین سالوں میں ملک و قوم کی خاطر بہت کچھ کرسکتی تھی۔ سعید دہلہ نے کہا کہ قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنے حسن تدبر کامیاب حکمت عملی اور امیدیں اور انتھک محنت سے دنیا کے نقشے پر اسلامی مملکت کا نقشہ ابھار کر دیا۔ رکن قومی اسمبلی عثمان ابراہیم نے کہا کہ اس اقتدار کے نشے نے حکمرانوں کو اتنا مدہوش کردیا ہے کہ انہیں اپنی ذات کے سوا کچھ بھائی نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ بحرانوں کا سلسلہ ختم ہونے کی بجائے طویل سے طویل ہوتا جا رہا ہے۔

سالانہ میلہ

سینٹ جوزف سکول میں نئے سال کی خوشی میں میلے کا انعقاد کیا گیا۔ میلہ میں تقریری اور میوزیکل پروگرام پیش کئے گئے۔ پروگرام میں اقلیتی برادری کے افراد خصوصاً بچوں اور بچیوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اس موقع پر فادر عمانوئیل نے اجتماعی دعا کروائی جس میں ملک کی ترقی اور خوشحالی کے ساتھ ساتھ تمام مذاہب کے ساتھ محبت و اخوت سے رہنے کی دعا کے ساتھ اکٹھے رہنے کا عہد کیا گیا۔ میوزیکل پروگرام میں مسیحی گیت گائے گئے۔ تقریب میں شامل اقلیتی برادری نے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مکمل اتحاد کا عہد کیا۔

گورنمنٹ اے ڈی ماڈل ہائی سکول میں کمپیوٹر لیب کا افتتاح ایم این اے پیر عثمان ابراہیم کررہے ہیں۔ سینئر ہیڈ ماسٹر حافظ محمد الیاس، محمد طارق قریشی، امتیاز احمد وڑائچ و دیگر ہمراہ ہیں

یوم قائد کی تقریب

تقریری مقابلہ

یونیورسٹی آف گجرات میں طلبا و طالبات کے درمیان تقریری مقابلہ ہوا۔ رجسٹرار محمد اکرم بھٹی مہمان خصوصی تھے۔ اردو مقابلوں میں ماس کمیونیکیشن اینڈ میڈیا سٹڈیز کے ایم اے کے طالبعلم صلیم احمد نے پہلی، جی ٹی روڈ کیمپس لاء کالج کے کامران نے دوسری اور بزنس ایڈمنسٹریشن کے حیدر رضوی نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ انگلش مقابلوں میں مینجمنٹ اینڈ ایڈمنسٹریٹو سائنسز کی مہوش نے پہلی، مرغزار کالج کیمپس کی مس عالیہ نے دوسری جبکہ حافظ حیات کیمپس ایلائیڈ سائنسز کی بی ایس کے طالبعلم نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

تقریب تقسیم انعامات

ضلع کونسل ہال میں ڈویژن بھر کے طلبا کے درمیان ادبی مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبا میں انعامات تقسیم کرنے کے سلسلہ میں تقریب منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی محمد سعید مغل تھے۔ انعامات حاصل کرنے والی طالبات شاہ حسین، زیب النساء، حنا منظور، لاریب امیر، مومنہ ستار، ایلیہ عباس، زنیرہ منور، مہک منیر، وجیہہ رحمن، سحرش عثمان، راؤ تنویر، خانسہ رحمان، رنجش، اقلیل عبدالستار، نمرہ نوید، آمنہ ادریس، اقراء الیاس، مریم عصمت، نمرہ انور، تحریم عارف، عمیرہ اعجاز، خدیجہ امجد، فرح ادیب اور مدیحہ شوکت شامل ہیں۔

سیالکوٹ

طارق حسین

گزشتہ دنوں چیمبر آف کامرس کے شیخ محمد شفیع آڈیٹوریم میں تقریب منعقد ہوئی۔ وفاقی وزیر ترقی نسواں ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان اور ارجنٹائن میں متعین پاکستانی سفیر نائلہ چوہان مہمانان خصوصی تھیں۔ تقریب کی صدارت چیمبر کے صدر غلام مصطفیٰ چوہدری نے کی۔ تقریب سے ارجنٹائن میں متعین پاکستانی سفیر نائلہ چوہان، تیمور خان، اسحاق بٹ، مس وقار النساء، شمیم ظفر، مس صدق نواز خان، سید مختار حسین بخاری، سید شہید گیلانی اور قیصر بیگ نے بھی خطاب کیا۔ وفاقی وزیر ترقی نسواں ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان نے کہا کہ پاکستان کی معاشی ترقی کیلئے خواتین کو صنعتی برآمدی شعبہ میں بھی مردوں کے برابر مواقع فراہم کئے جائیں گے۔ اس مقصد کیلئے وزارت ترقی نسواں نے پروگرام بنا لیا ہے۔ پاکستانی بزنس وومن کو بیرون ممالک تجارتی دورے کروائے جائیں گے۔ تاہم یہ بات خوش آئند ہے کہ پاکستانی خواتین ہر شعبہ کی طرح صنعتی برآمدی شعبہ میں بھی تمام خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ ملک بھر کے تمام چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری میں سیالکوٹ کی طرف پر خواتین برآمدکنندگان اور صنعتکاروں کیلئے خصوصی ڈیسک تشکیل دیئے جائیں گے۔

چیمبر آف کامرس کے زیر اہتمام تقریب

تقریب تقسیم اسناد

علامہ اقبال ایجوکیشنل فاؤنڈیشن کی 26 ویں تقریب تقسیم انعامات گزشتہ دنوں منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت ایم یوسف ملگی صدر فاؤنڈیشن نے کی۔ مہمانان خصوصی عمران الزمان، آفتاب براس، محمد اقبال، محمد یونس، محمد انور بٹ اور کامران تھے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض پروفیسر خواجہ راشد جاوید نے سرانجام دیئے۔ معاونت ممتاز بٹ نے کی۔ محمد اشرف سندھو نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے

علامہ اقبال ایجوکیشنل فاؤنڈیشن کی 26 ویں تقریب سے ایم یوسف ملگی، محمد اشرف سندھو، عمران الزمان، غلام مصطفیٰ چوہدری، محمد انور بٹ، محمد یونس، خواجہ راشد جاوید، خواجہ محمد آصف و دیگر خطاب کررہے ہیں

کہا کہ دنیا میں وہی ملک ترقی کرتے ہیں جو اپنی قوم کو علم کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔ علم وہ ہتھیار ہے جو آپ کیلئے خوشحالی اور بہتر مستقبل لے کر آتا ہے۔ ہمیں ہر پاکستانی بچے کو علم کی روشنی سے آراستہ کرنا ہوگا تاکہ پاکستانی قوم کو دنیا کی صف اول کی قوموں میں کھڑا کیا جاسکے۔ ایم یوسف ملگی نے کہا کہ خوشحال مستقبل کیلئے ہر پاکستانی بچے کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنا ہوگا۔ تقریب سے محمد انور بٹ، خواجہ محمد آصف، چوہدری غلام مصطفیٰ، عمران الزمان، محمد یونس نے بھی خطاب کیا۔ بعد ازاں خواجہ محمد آصف، عمران الزمان، صبور خان، آفتاب براس، محمد انور بٹ، غلام مصطفیٰ چوہدری، محمد اقبال، محمد یونس نے طلبا طالبات میں انعامات تقسیم کئے۔

وزیرآباد

حکیم نعمت نسیم سوہدروی

انجمن اصلاح اخلاق عامہ اور انجمن شہریاں کے زیر اہتمام حضرت عثمانؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی یاد میں خصوصی تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت سابق تحصیل نائب ناظم میر ماجد علی سالار نے کی جبکہ انجمن آڑھتیاں فروٹ منڈی کے نائب صدر ملک نصراللہ خان بلوچ، سابق کونسلر میر ایاز عامر، شبیر حسین جونیجو، رانا اختر جاوید، شیخ صلاح الدین و دیگر مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بنی نوع انسان کی تاریخ میں حضرت عثمانؓ کی شہادت سے بڑا ظلم و بربریت کا اور کوئی واقعہ نہیں کیونکہ خلیفہ ثالث کو مدینہ منورہ میں چالیس دن بھوکا پیاسا رکھ کر اسلام دشمنوں نے شہید کیا۔ عبدالکریم بٹ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کی فرشتے بھی حیا کرتے تھے اور ماہ عرب نے حضرت عثمانؓ کی قدر و منزلت اور مناقب و فضائل ارشاد فرمائے ہیں وہ اصحاب رسول ہیں۔ وہ اونچے اور منفرد مقام کے حامل ہیں۔ مقررین نے کہا کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے قتل کے درپے افراد کو کہا کہ میرے قتل کے بعد امت محمدیہ کی تلواریں کبھی نیام میں نہ آئیں گی اور چودہ سو سال سے مسلمان اتحاد و یگانگت کے اسلامی فلسفے سے دور چلے آ رہے ہیں اور حضرت

خصوصی تقریب

عثمانؓ کی سخاوت نے دشمن اسلام کے ابتدائی دور میں جس دریا دلی سے انفاق عام کیا وہ ایثار و قربانی کی تابندہ مثال ہے اور حضرت عثمانؓ کی شہادت اسلام کے شیدائیوں کو درس دیتی ہے کہ اپنی جان خدا کی راہ میں قربان کر کے بھی آنحضرت رسول کی اور ناموس کی حفاظت پر کاربند رہنا چاہئے۔ حضرت عمر فاروقؓ مطلوب رسول مقبولؐ تھے اور ان کے اسلام لانے کے بعد مکہ مکرمہ میں پہلی بار اذان بلند آواز سے دی گئی کیونکہ عمر فاروقؓ کے زور بازو کے سامنے کافر ٹکرانے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے اور فاروق اعظمؓ کے جلال و جمال کی باطل قوتیں تاب نہ لاسکتی تھیں اور غزوات میں آپ کے جذبہ جہاد کی کفار تاب نہ لاتے تھے جس سے شکست و ریخت سے دوچار ہو جاتے تھے۔ دین اسلام میں تمام عسکری و انتظامی امور میں فاروق اعظمؓ کے تدبر و فراست سے کام لیا جاتا رہا ہے اور آج تک بنی نوع انسان کو ایسا زیرک حکمران نہیں ملا جو امور سلطنت کو دین اسلام کی منشا کے مطابق چلائے اور تاریخ اسلام میں فاروق اعظمؓ کا دور تاریخ اسلامی کے ماتھے کا جھومر ہے۔ تقریب میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

☆☆☆

حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی یاد میں منعقدہ تقریب سے عبدالکریم بٹ، میر ماجد سالار، ملک نصراللہ اور عمر اللہ خطاب کررہے ہیں

قطر جسے ایک ملکہ نے جدید شکل دی

پروفیسر ڈاکٹر ایم اے صوفی

میری بیٹی ڈاکٹر مدیحہ عمران اور داماد ڈاکٹر عمران امیر دوحا میں رہتے ہیں۔ عید کے دنوں میں انہوں نے مجھے یاد کیا تو میں نے ان سے ملنے کا پروگرام بنالیا۔ میں نے پی آئی اے کے ذریعے جانا چاہا تو بچوں نے کہا اب وہ پی آئی اے نہیں رہا بلکہ اب پی آئی اے (Perhaphs it May Arrive) بن چکی ہے لہٰذا آپ اس پر انحصار نہ کریں۔ اکثر پی آئی اے کی فلائٹس لیٹ ہوتی ہیں۔ مسافر پریشان ہوتے ہیں۔ سروس بڑی گھٹیا ہے۔ ائیر ہوسٹس تو تھانیدارنیاں لگتی ہیں۔ سیٹیں آرام دہ نہیں۔ خیر ہم نے قطر ائیرلائن کا انتخاب کیا اور جب پرواز پر سوار ہونے کیلئے کارڈ دکھایا تو نہایت خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا گیا۔ بزرگی کی وجہ سے وہیل چیئر پر نہایت ادب و احترام کے ساتھ بٹھایا گیا اور پھر حفاظت سے جہاز کے کیبن میں پہنچ گئے۔ ہیڈ ائیر ہوسٹس نے نہایت گرمجوشی سے ویلکم کیا۔ مسکراہٹ اور مہمان نوازی کے آداب بجالائے

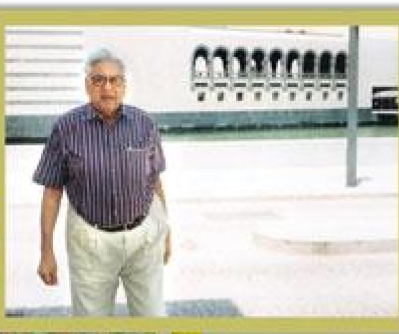

یہ کرپشن فری ملک ہے

اور نشست پر لے گئیں' کرسی کو کھلا کیا اور اپنا تعارف انگریزی زبان میں کیا۔ ناشتہ کا مینو دیا اور آرڈر لینے کیلئے تیار ہوگئیں۔ آرام کرنے کیلئے گرم کمبل اور کرسی کو چارپائی بنادیا گیا۔ ناشتہ اعلیٰ طریقے سے پیش کیا۔ گویا انہوں نے ہماری میزبانی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

ایک زمانہ تھا کہ پی آئی اے ہمارا فخر تھا۔ اعلیٰ سروس' گریٹ پیپل ٹو فلائی کا نعرہ لگاتی تھی۔ پی آئی اے اب بے شمار ممالک میں لینڈ نہیں کرتی اور ہر جگہ سے گلے شکوے آرہے ہیں۔

قطر کا نظام انتہائی اعلیٰ اور بلا تفریق ہے۔ رشک آگیا کہ قطر ریاست میں دنیا کے ہر ملک کے لوگ' ڈاکٹرز' انجینئرز' ورکرز' ائیر ہوسٹس کام کر رہے ہیں اور قطر میں مطمئن زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہاں نہ تو ذات پات' مذہب کا جھگڑا' نہ بے انصافی' تنخواہ اچھی' آرام اچھا' چوری' ڈاکہ' راہزنی' لوٹ مار کا کوئی خطرہ نہیں۔ یہاں قانون کی قدر محسوس کی جاتی ہے۔ Justice, Fairplay and Imparslity کے نفاذ کے لئے کسی سفارش اور اثر کو خاطر میں نہیں لایا جاتا۔

قطر میں پاکستان سے کافی ماہرین ڈاکٹر لیڈی ڈاکٹرز ہسپتالوں میں کام کر رہے ہیں۔ تقریباً یہ سارے لوگ امریکہ' یو کے' کینیڈا سے پوسٹ گریجویشن کر کے آئے ہیں۔ اس کے علاوہ انجینئرنگ اور دیگر شعبوں میں بھی پاکستانی کام کر رہے ہیں۔ کچھ تو یہاں 30 سال قبل آئے تھے۔

تبادلہ خیالات ہوا' تعارف ہوا' ہر ایک کے دل میں پاکستان کیلئے تڑپ پائی۔ پاکستان کے حالات حاضرہ اور سیاست پر تبادلہ خیال ہوا۔ ہر ایک نے موجودہ حالات پر گہری تشویش کا اظہار کیا اور سیلاب کی تباہ کاریوں پر افسوس اور ہمدردی کی گئی۔ یہاں پر فنڈز اکٹھے کئے گئے جو پاکستان بھجوائے گئے۔ یہ سب لوگ پاکستان کی کرپشن اور حاکموں کے طریقوں سے نالاں ہیں۔

ہم نے سوال کیا کہ آپ پاکستان کیوں واپس نہیں آتے؟ ہر ایک نے اپنی داستان غم زیادتی کے طویل قصے سنائے۔ ہر ایک نے کہا کہ وہ امریکہ سے ڈگری لے کر پاکستان آئے۔ کسی نے ٹھہرنے (ٹکنے) نہیں دیا۔ کوئی ترقی کا کام کرنے نہیں دیا۔ ہم نئے انداز سے طریقے ماڈرن سائنس لانا چاہتے تھے مگر ہمیں ڈرایا دھمکایا گیا۔ ہم مجبوراً دوسرے ملک آئے ہیں۔ اُدھر تنخواہ کم' سہولتیں کم' عزت کم' خوشامدی آدمی کو پسند کیا جاتا ہے۔ اِدھر تنخواہ دس گنا زیادہ' اعلیٰ گھر' سال میں دو وزٹ امریکہ کے فری' سال میں پاکستان جانے کی چھٹی اور بچوں کا کرایہ' ہمیں ہر طرح کی عزت دی جاتی ہے اور ہم اسی طرح بخوبی کام کرتے ہیں۔

قطر جغرافیائی طور پر مغربی گلف کوسٹ کے آدھے راستے پر سمندر کے کنارے یورپ اور ایشیاء کے درمیان گلوبل پوزیشن میں واقع ہے۔ اب قطر دنیائے عالم کی تجارت کا مرکز بنتا جارہا ہے۔ قطر کی شہرت میں ایک بڑا حصہ قطر ائیرویز کا بھی ہے۔ ہز ہائی نس شیخ حامد بن خلیفہ الثانی اور ڈپٹی امیر اور وارث ہز ہائی نس شیخ تمیم (Thamim) بن حامد کی حکومت کی پالیسی بڑی مضبوط اور متحرک ہے۔

اس خطہ زمین کے لوگ اپنی زندگی گزارنے کیلئے سمندر کی تہہ میں غوطہ زن ہوتے تھے اور سمندر کی تند و تیز لہروں کا مقابلہ کرتے ہوئے سمندر کے موتی یا سیپی ڈھونڈ لاتے تھے۔ کشتی بانی ذریعہ معاش کے علاوہ شغل اور مصروفیت تھی۔ اس خطہ زمین پر سورج کی شعاعیں تیز پڑتی تھیں اور گرمی کی وجہ سے لوگوں کی رنگت میں فرق آجاتا ہے۔ آب و ہوا گرم اور خشک ہے۔ قسمت نے کروٹ لی ان حضرات کو کھوج لگانے کے عوض زمین کے اندر گیس کی خوشبو حاصل ہوئی۔ اب قطر کے قبضہ میں 900 Trillion سٹینڈرڈ کیوبک فٹ گیس کے خزانے میسر آچکے ہیں۔ اگر حساب لگایا جائے 157 بلین بیرل بن جاتے ہیں۔

قطر موجودہ زمانے میں اقتصادی طور پر امیر ترین ملک کے طور پر ابھرنے کی سطح پر آچکا ہے۔ قطری امیر حکومت قطر کی ترقی میں مصروف عمل ہے۔ قطر ائیرلائن دنیا کے 90 ممالک تک رسائی کرچکی ہے۔ یہ ملک صحرا کا منظر پیش کرتا تھا مگر اب یہاں غیر معمولی ڈیزائن کی Multi Building بنانے کا رواج ہے۔ سڑکوں اور ٹریفک کی ترتیب نہایت اعلیٰ ڈسپلن اور قانون کے تحت ہے۔ قانون پر سختی سے عمل ہوتا ہے۔ ٹرانسپورٹ' مارکیٹس سب کی سب آرام دہ اور شاندار طریقے سے چل رہی ہیں۔

قطر کو ماڈرن ریاست بنانے کی بڑی کاوش ہز ہائی نس شیخہ موزہ بنت Mozah Bint Nasser Al-Missned گویا ملکہ صاحبہ کی سوچ ہے۔ ماڈرن عمارتیں تعمیر ہوتی جا رہی ہیں۔ مگر ان میں عرب کلچر کی جھلک بھی موجود ہے۔ ملکہ نے قطر کو جدید بنانے کے غیر روایتی طور پر سرگرم کردار ادا کیا ہے۔ جسے اگلی قوم بھی سراہتی ہے۔

ملکہ قطر اپنے شوہر امیر قطر کے ساتھ

دوحا ائیرپورٹ مثالی نمونہ پیش کرتا ہے۔ عجیب و غریب حیران کن قسم کی آرکیٹیکچر تک سے بنایا گیا ہے۔ ائیرپورٹ شہر سے 30 منٹ کی ڈرائیو پر ہے۔ فلائٹ انفارمیشن سسٹم بڑا ماڈرن بنا ہے۔ انفارمیشن ڈیسک بڑا متحرک' صاف ستھرا اور مہمانداری کے حقوق سے بھرپور ہے۔ چارجز اور آمد و رفت کی پابندی ہے۔ کسٹم کلیئرنس بغیر کسی تکلیف کے ہے۔ عام کلاس میں کافی سہولت ہے۔ لیکن بزنس کلاس میں خاص قسم کی سہولت ہے۔ جونہی آپ ائیرپورٹ کے اندر داخل ہوتے ہیں آپ کے استقبال کیلئے نہایت عمدہ یونیفارم میں خواتین اور مرد آپ کو مسکراہٹ اور خندہ پیشانی کے ساتھ خوش آمدید کہتے ہیں۔ اگر آپ کے ہمراہ کوئی بیمار ہے یا بیٹری سٹیشن ہے تو اس کی مدد نہایت عمدہ طریقے سے گرمجوشی کے ساتھ کی جاتی ہے اور وہیل چیئر کی سروس دی جاتی ہے۔ اندر کا ماحول اور سٹاف بڑا ہی فرینڈلی دوستانہ ہے۔ خوراک' غسل خانے اور راستے صاف ستھرے ہیں۔ مسافروں کی ہر طرح سے دیکھ

حکومت اعلیٰ تعلیمی اور پیشہ وارانہ سہولتیں مہیا کرتی ہے

زیورات بیچنے سے پہلے پولیس سے اجازت لینا پڑتی ہے

بھال کی جاتی ہے اور ان کی خیریت اور آرام کا بے حد خیال کیا جاتا ہے۔ لفٹ بھی متحرک ہیں۔ ماحول نہایت صاف ہے۔ خوراک ہر طرح کی میسر ہے اور مسافروں کو ایسے دیکھا جاتا ہے جس طرح آپ کے گھر میں کوئی مہمان آجاتا ہے۔

سڑکیں بڑی کھلی ہیں' ٹریفک کے اصول اپنائے جاتے ہیں۔ دوحا میں دنیا کے ہر کونے سے مسافر آتے جاتے ہیں۔ تقریباً 90 ممالک میں قطر ائیرویز پہنچتی ہیں اور ان علاقوں کے لوگ وزٹ پر بھی آتے ہیں۔ قطر ائیرلائن میں ہر ملک کے مرد و زن ملازم ہیں۔ زیادہ تر فلپائنی' عمانی' نیپالی' بھارتی' بنگلہ دیشی اور اب سعودی عریبیہ اور دیگر عرب ممالک کے لوگ بھی ملازم ہیں۔

یہاں ملازمت کیلئے نہ تو سفارش چلتی ہے اور نہ ہماری طرح رشوت' لوگوں کو تنخواہ اچھی خاصی میسر ہوتی ہے۔ لہٰذا یہاں نہ تو کرپشن ہے اور نہ ہونے دی جاتی ہے۔ کرپشن کے بارے میں بڑی حیرت کی بات یہ ہے۔ اگر کوئی قطری شخص مرد و زن اپنا زیور فروخت کرنا چاہے تو سنیار گولڈ مرچنٹ اسے نہیں خریدے گا۔ کوئی دکاندار' بیوپاری کسی سونے کی چیز کو خرید نہیں سکتا۔ جب تک کہ پولیس ندا نہ کرے۔ کیونکہ یہاں اگر کوئی شخص اپنا زیور اپنی بیوی کے بار سنگھار فروخت کرنا چاہتا ہے تو وہ پہلے پولیس تھانے جائے گا۔ پولیس کو بتائے گا کہ زیور فروخت کرنا چاہتا ہوں تو پولیس کمپیوٹر یا کسی طریقے سے پتہ کرے گی کہ یہ زیور چوری کا نہیں ہے تو پولیس اوکے کا گائیڈ لائن کرے گی۔ تب سنار خریدے گا۔ اس طرح یہاں زیور چوری کا اندیشہ کم ہے۔ اسی طرح اگر آپ کی کار کسی دوسری کار سے ٹکرا گئی یا اسے حادثہ پیش آگیا اپنی غلطی سے یا دوسرے کی غلطی سے تو کوئی مستری اس کی مرمت نہیں کرے گا جب تک کہ پولیس دیکھ نہ لے اور پولیس کارروائی نہ کرے۔

یاد رہے یہاں کی پولیس اپنی پولیس کی کارروائی تھانہ کے حالات سے مختلف ہے حادثہ کے وقت پولیس آجاتی ہے اور کارروائی مکمل کر کے مرمت کی اجازت دیتی ہے اور جب جا کر اس گاڑی کی مرمت ہوتی ہے۔

آپ جا کر دیکھیں کہ اپنے تھانہ میں آپ زیور لے جائیں۔ پولیس آپ کے خلاف کوئی مقدمہ بنائے گی اور آپ کا آدھا زیور یا کچھ حصہ تھانے میں رہ جائے گا۔ اسی طرح گاڑی لے جائیں تو آپ واپس کچھ دیئے بغیر کیسے آسکتے ہیں۔ گویا اس ملک میں پولیس کا نظام بڑا اچھا اور محمود الرٹ اور متحرک ہے اور دیانت پرمبنی ہے۔

قطر میں میڈیکل سروس بے مثل ہے۔ ہیلتھ انشورنس ہے' علاج و معالجہ بیرون ممالک اور اندرون ممالک کے مریضوں کو اعلیٰ طریقے تشخیص کے عوامل سے گزر کر سپیشلسٹ علاج کرتے ہیں۔ آپریشن تھیٹرز اور میڈیسن اور سرجری کی سب سپیشلائزر موجود ہیں۔ قطر میں داخل ہونے کیلئے ویزا کی شرط ہے اور سو ممالک کے عوام کو ویزا کی سہولت دی جاتی ہے۔ ویزا کا عمل منسٹری میں تیار ہوتا ہے اور ماڈرن طریقوں سے گزر کر ویزا لائسنس کیا جاتا ہے۔ تاہم قانون یہاں کا سخت ہے۔ کسی کے ساتھ رعایت نہیں ہوتی۔

قطر میں بزنس کے علاوہ سیر و تفریح کے بڑے مواقع ہیں۔ اسلامک میوزیم' اونچی عمارتیں' سمندر کے کنارے معتدل موسم میں آنکھوں کو خیرہ کرتے ہیں۔ قطر کی حکومت کی فکر یہ ہے کہ نئے راستے تلاش کئے جائیں اور قطر حکومت کا

یہاں شادی مہنگی پڑتی ہے

مشن ہے کہ قطر کی سوسائٹی میں ترقی کے نئے طریقے نکالے جائیں۔ دوحا مرکزی مقام ہے۔ دوحا کے قریب دوبئی' ابوظہبی اور دیگر ریاستیں ہیں۔ دوسری طرف سعودی عریبیہ کے شہر ہیں۔

دوحا قطر کا دارالخلافہ ہے۔ اس میں بڑی تیزی سے عمارت پلازے تعمیر ہو رہے ہیں۔ اگر آپ 1940ء کے دوحا کا جائزہ لیں اور 2010ء کا ترقی یافتہ جذبات اور حقیقت پسندی کے اصولوں کے تحت بیس گنا زیادہ ہوگئی ہے۔ لوگوں کی معاشی زندگی میں خوشحالی ہے۔ دوحا کا اپنا کلچر ہے۔ قطر میں شادی بڑی مہنگی پڑتی ہے۔ لڑکے کو گھر تیار کرنا پڑتا ہے۔ شادی کے سارے اخراجات دینے پڑتے ہیں۔ بعض اوقات لڑکی کے والدین کو کچھ رقم دینی ہوتی ہے۔ ایک قطری مسلمان چار شادیاں کرسکتا ہے۔ دلچسپ بات یہ کہ کسی پارٹی میں مرد و عورت اکٹھے نہیں ہوتے۔

قطر کے لوگ بڑے باشعور اور ذہین ہیں انہیں اپنی ثقافت' تمدن اور مذہب کے ساتھ بڑا گہرا لگاؤ ہے۔ آزاد خیالات کے حامی ہوتے ہوئے بھی اپنا روایتی لباس پہنتے ہیں اور سر پر رومال ضرور ہوتا ہے۔ خواتین ماڈرن اور تعلیم یافتہ بھی ہیں۔ اونچے درجے کی ذہین ہیں' باہر جاتے وقت سیاہ حجاب پہننا ضروری ہوتا ہے۔ بعض منہ کو ڈھانپتی ہیں۔ اکثر منہ کو ننگا رکھتی ہیں۔

اس طرح اس ملک کا ماضی اور تاریخی ورثہ کے ساتھ اور ماڈرن مستقبل نظر آتا ہے۔ قطر کے حاکم شیخ حامد بن خلیفہ الثانی اور ان کی کابینہ نے قطر کو ماڈرن ورلڈ بنانے کا تہیہ کر رکھا ہے۔

جب ہم نے دوحا شہر قطر کے بڑے مشہور تجارتی' تعلیمی مراکز کو دیکھنے کا ذکر اپنی بیٹی ڈاکٹر مدیحہ عمران کے ساتھ کیا تو وہ ہمیں ہسپتال لے گئی۔ حیرت زدہ اقسام کی ماڈرن عمارتیں' مختلف تہذیبوں اور کلچر کو اجاگر کر رہی تھیں۔ میرے داماد ڈاکٹر عمران امیر نے بتایا کہ یہ علاقہ خط تعلیم کا شہر کہلاتا ہے۔ اس میں امریکہ کی تمام یونیورسٹیوں نے شاخیں بنا رکھی ہیں اپنے مرکز تعمیر کروائے ہیں جہاں ماڈرن Context میں قطر کے بسنے والوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے گا۔

☆☆☆☆

طارق لطفی

قومی فٹ بال ٹیم کے پھر کوچ بن گئے

لندن اولمپک کوالیفائنگ راؤنڈ کیلئے پہلا بڑا چیلنج

محمد اشرف چوہدری

SPORTS SPORTS SPORTS

فٹ بال دنیا کا مقبول ترین کھیل ہے۔ پچھلے چند برسوں میں قومی ٹیم نے ایشیا کی سطح پر فٹ بال میں نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ ان کامیابیوں میں ملکی اور غیر ملکی دونوں کوچز کا نمایاں کردار رہا ہے۔ گزشتہ سال کے اختتام پر پاکستان فٹبال فیڈریشن نے غیر ملکی کوچ کو ہٹا کر اس کی جگہ انگلش کوچ سے معاہدہ کرنے کی کوشش کی لیکن حکومتی سپورٹ نہ ملنے کے باعث ایسا ممکن نہ ہو سکا کیونکہ پی ایف ایف نے غیر ملکی کوچ کی خدمات حاصل کرنے کیلئے حکومت پاکستان سے دو کروڑ روپے سالانہ اضافی گرانٹ طلب کی تھی لیکن حکومت نے مدد دینے سے صاف انکار کر دیا۔ دوسری طرف انگلش کوچ نے بھی پاکستان فٹبال فیڈریشن سے معاہدہ کرنے سے معذرت کر لی تھی۔ موجودہ حالات کے پیش نظر پاکستان فٹ بال فیڈریشن نے ایک مرتبہ پھر ملکی کوچ طارق لطفی کی خدمات ایک سال مدت کیلئے حاصل کر لی ہیں۔

طارق لطفی قومی اور بین الاقوامی سطح پر کوچ اور منیجر شپ دونوں کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ وہ پی آئی اے کی ٹیم کے بھی منتظم رہے۔ یہ ٹیم پاکستان پریمئر لیگ میں واپڈا اور آرمی کے بعد تیسرے نمبر پر رہی۔ طارق لطفی مردوں کی ٹیم کی کوچنگ سٹاف کا بھی حصہ تھے جب قومی ٹیم نے اسلام آباد 1989ء، 2004ء اور کولمبو 1991ء جنوبی ایشین گیمز جیتیں۔ آخری مرتبہ 2005ء میں پاکستان بھارت سیریز میں قومی ٹیم کی کوچنگ کی۔ وہ پاکستان اور جنوبی ایشیا کی جانب سے فٹبال سرکٹ میں واحد فیفا انسٹرکٹر ہیں جنہوں نے 2006ء اردن میں کورس کوآرڈینیٹر کی حیثیت سے فیفا ویمن کوچنگ سیمینار میں شرکت کی۔ 2007ء میں سوئٹزر لینڈ میں فیفا ویمن فٹبال انسٹرکٹرز کی حیثیت سے سیمینار میں شرکت کی۔ وہ گزشتہ ماہ پہلی ویمن ساف چیمپئن شپ اور 2006ء میں تیسری عمان ویمن فٹسال (Futsal) چیمپئن شپ میں پاکستان خواتین ٹیم کے کوچ تھے جو اردن فٹبال ایسوسی ایشن نے منعقد کی تھی۔ 59 سالہ لطفی نے پاکستان فٹ بال فیڈریشن اور ایشین فٹ بال کنفیڈریشن (اے ایف سی) کے تعاون سے مرد و خواتین کے لاتعداد کورسز کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کیا۔ وہ اسے فٹبال فیڈریشن کے صدر مخدوم سید فیصل صالح حیات کی اعلیٰ منصوبہ بندی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

فیفا اور اے ایف سی فٹبال کے فروغ کیلئے پاکستان فٹ بال فیڈریشن کی بھرپور مدد کر رہی ہے۔ اس کا سہرا فیصل صالح حیات کی شاندار قائدانہ صلاحیت کو جاتا ہے۔

طارق لطفی نے 1985ء میں قومی ٹیم کی کوچنگ سنبھالی تھی جب پاکستان نے ڈھاکہ میں دوسری ساف گیمز ارباب حیات محمود (کوئٹہ) کی کوچنگ میں کھیلی۔ 2005ء میں انہیں کئی مرتبہ قومی ٹیم کی کوچنگ کی پیشکش ہوئی۔ 5 ویں ساف چیمپئن شپ 2003ء میں تین لیگ میچز جیتنے کا ان کا ریکارڈ اب تک قائم ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے قومی ٹیم کی قائداعظم ٹورنامنٹ، ایشین گیمز 1986ء، چودہویں عالمی کپ کوالیفائر، ساف چیمپئن شپ 1993ء، 13 ویں ایشین کپ، 18 ویں عالمی کپ 2003ء، اسلامک گیمز، پاکستان بھارت سیریز 2005ء میں کوچنگ کی۔

طارق لطفی کی کوچنگ کو نکھارنے میں جرمن آبے، زیکو زوماکی، ٹونی سلاوو، ہولگر اوسیک، رچرڈ ولیس، بریڈ فورڈ مین، میری کیس، ڈالفر گرینر کا اہم کردار رہا ہے۔

طارق لطفی کا پہلا امتحان لندن اولمپکس فٹبال کوالیفائنگ راؤنڈ ہے جبکہ پاکستان یوتھ فٹبال ٹیم 2011ء میں لندن اولمپکس فٹبال کوالیفائنگ راؤنڈ میں شرکت کرے گی۔ پاکستان کا پہلا مقابلہ ملائشیا سے ہوگا اور دونوں ٹیمیں ان کھلاڑیوں سے میچز کھیلیں گی جو یکم جنوری 1989ء یا اس کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ پہلا لیگ میچ کوالالمپور میں 23 فروری اور دوسرا لیگ میچ پاکستان میں 9 مارچ 2011ء کو ہوگا۔

کرکٹ ورلڈ کپ 2011ء

شاہد آفریدی کی تبدیلی نقصان دہ ہو سکتی ہے؟

ٹی ایم بٹ

SPORTS SPORTS SPORTS

پاکستان کرکٹ ٹیم کو دنیا کی خطرناک ترین ٹیم کہا جاتا ہے۔ جیتنے پر آئے تو ہارے ہوئے میچ جیت لیتی ہے لیکن اکثر جیتے میچ ہار کر تنقید کے دروازے بھی کھول دیتی ہے۔ 10 ویں عالمی کپ کرکٹ ٹورنامنٹ میں بیس دنوں سے بھی کم وقت رہ گیا ہے۔ ان سطور کی اشاعت تک نیوزی لینڈ کیخلاف چھ روزہ میچوں کی سیریز کے نتائج بھی سامنے آ چکے ہوں گے۔ 19 جنوری کو ورلڈ کپ سکواڈ کیلئے پندرہ رکنی ٹیم کا اعلان ہونے کے باوجود کپتان کا اعلان مؤخر کر دیا گیا ہے۔ اس فیصلے سے کپتانی کی

> پندرہ رکنی ٹیم کے اعلان کے باوجود کپتان کا اعلان نہ کرنا مضحکہ خیز ہے

میوزیکل چیئرز ایک مرتبہ پھر شروع ہو گئی ہے۔ سپاٹ فکسنگ کے الزام میں معطل تینوں پاکستانی کرکٹرز ورلڈ کپ سکواڈ کا حصہ نہیں بن سکے۔ ان کی عدم موجودگی کا قومی ٹیم کی کارکردگی پر برا اثر پڑا ہے۔ دوسری طرف مصباح الحق کی قیادت میں قومی ٹیم نے چار سال وقفے کے بعد ٹیسٹ سیریز جیت کر ایک اہم کارنامہ انجام دیا ہے۔ آخری ٹیسٹ جیت کر وہ قوم کی خوشیوں کو مزید دوبالا کر سکتے تھے لیکن انہوں نے اسے ڈرا کرنے میں ہی غنیمت سمجھی۔

اب پھر ایک روزہ میچوں کی سیریز کپتان شاہد آفریدی کیلئے ایک کڑا امتحان ہے۔ سیریز میں کامیابی کی صورت میں ہی وہ ورلڈ کپ میں کپتانی برقرار رکھ سکیں گے۔

کپتانی بلاشبہ پی سی بی کے سربراہ کا استحقاق ہے لیکن ورلڈ کپ کیلئے پندرہ رکنی ٹیم کا اعلان ہونے کے باوجود کپتانی کا معاملہ لٹکا دینا ہرگز عقلمندی نہیں ہے۔ شاہد آفریدی کو ورلڈ کپ کو مدنظر رکھ کر ایک روزہ اور ٹوئنٹی ٹوئنٹی کا کپتان مقرر کیا گیا تھا۔ تبدیلی سے ورلڈ کپ میں ٹیم کی کارکردگی پر منفی اثر پڑے گا۔ ہمارے ہاں ہر معاملے کو ڈنگ ٹپاؤ بنیادوں پر چلانا ایک عادت بن گئی ہے۔ ہم پہلے بھی پی سی بی کو انتباہ کر چکے ہیں کہ تینوں طرز کی کرکٹ کیلئے ایک ہی کپتان ہونا چاہئے۔ 2009ء کا ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ جیتنے کے بعد سابق کپتان یونس خان کا تین طرز کی کرکٹ کو خیرباد کہنا غلط فیصلہ تھا۔ ایسے فیصلوں سے قومی ٹیم میں سیاست آنے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے بلکہ مختلف لابیاں پسند ناپسند کے چکر میں پسندیدہ کرکٹر کو کپتان بنانے کیلئے سرگرم ہو جاتی ہیں۔

پی سی بی نے پچھلے دو سال سے چار کپتانوں کی تبدیلی سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ میگا ایونٹ سے پہلے ایک مرتبہ پھر شاہد آفریدی اور مصباح الحق کے درمیان قیادت کی دوڑ شروع ہو چکی ہے۔ ایسی صورت میں شاہد آفریدی کیلئے دورہ نیوزی لینڈ میں ایک روزہ میچوں کی سیریز میں اچھی کارکردگی دکھانا ناممکن ہوگا۔ ٹیم مینجمنٹ اور کھلاڑی پہلے ہی ان کے رویئے کیخلاف تحفظات کا اظہار کر چکے ہیں۔ ذاتی کارکردگی بہتر بنا کر وہ تبدیلی کی افواہوں کو ختم کر سکتے ہیں۔

منیجر انتخاب عالم اور کوچ وقار یونس نے چیئرمین پی سی بی کو دورہ انگلینڈ کے دوران ایک روزہ میچوں کی سیریز کے دوران ٹیم مینجمنٹ اور کھلاڑیوں کے ساتھ شاہد آفریدی کے رویئے کیخلاف چیئرمین پی سی بی کو رپورٹ دی تھی۔ شاہد آفریدی کو لاہور طلب کر کے اعجاز بٹ نے انہیں ان تحفظات کے بارے میں گفتگو کی تھی۔ واقفان حال کا کہنا ہے کہ اعجاز بٹ اور سلیکشن کمیٹی پر شاہد آفریدی کی جگہ مصباح الحق کو کپتان بنانے کیلئے سخت دباؤ ہے لیکن ورلڈ کپ کی اہمیت کے پیش نظر کسی بھی ممکنہ تنقید سے بچنے کیلئے وہ کپتان بدلنے سے ہچکچا رہے ہیں۔

یہاں سوچنے والی اہم بات یہ ہے کہ ہر مرتبہ ٹیم مینجمنٹ اور کھلاڑیوں کو کپتان سے کیوں تحفظات پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہی شاہد آفریدی یونس خان کیخلاف ٹیم مینجمنٹ اور کھلاڑیوں کی آنکھ کا تارا تھے۔ انہی کھلاڑیوں نے یونس خان کے رویئے کیخلاف شکایت کیلئے شاہد آفریدی کو چیئرمین پی سی بی کے پاس بھیجا تھا۔ کرکٹ بورڈ کی خود بھی ہمیشہ کمزور کپتان بنانے میں دلچسپی رہی ہے جو اس کا دم چھلا بن کر رہے۔ کیا پاکستانی کرکٹرز اتنے ہی نازک مزاج ہیں کہ انہیں بار بار کپتانوں سے تحفظات پیدا ہو جاتے ہیں۔ کھلاڑیوں کا کام صرف کرکٹ کھیلنا ہے۔ کپتان کسے ہونا چاہئے

> پی سی بی کو ریڑھ کی ہڈی والے کپتان کی ضرورت ہے

اس کا فیصلہ کرکٹ بورڈ کو کرنا چاہئے۔ کپتان مصباح الحق ٹیسٹ سیریز جتوانے کے ساتھ ساتھ ان کا بلا بھی مسلسل رنز سکور کرتا رہا ہے۔ ٹیم مینجمنٹ اور کھلاڑی ان کے ساتھ آسانی بھی محسوس کرتے ہیں۔ شاہد آفریدی کے کوچ وقار یونس اور منیجر کے ساتھ اختلافات کی خبریں بھی گردش کرتی رہتی ہیں۔ اعجاز بٹ کو بھی ان سے تحفظات ہیں۔ سینئر کھلاڑی کی حیثیت سے شاہد آفریدی شاید ریڑھ کی ہڈی بننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ان کی ذاتی کارکردگی بھی بڑا سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے۔ یونس خان کو بھی ذاتی کارکردگی کی وجہ سے کپتانی سے ہاتھ دھونے پڑے تھے۔ شاید اسی کو مکافات عمل کہتے ہیں۔ پی سی بی کو اس روایت کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے؟

سابق کپتان وسیم اکرم نے پی سی بی کو ورلڈ کپ کیلئے شاہد آفریدی کو ہی کپتان برقرار رکھنے کا مشورہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ اب تبدیلی کا وقت گزر چکا ہے۔

(باقی صفحہ 52 پر)

انگلش ٹیم کی کامیابی غیر ملکی کوچ کی مرہون منت

ایشز 2011..... تنقیدی جائزہ

احسن بٹ

SPORTS SPORTS SPORTS

ایشز سیریز 2011ء کئی تلخ و شیریں یادیں کو پیچھے چھوڑ کر اختتام پذیر ہو چکی ہے۔ عالمی چیمپئن آسٹریلیا کو انگلش ٹیم کے ہاتھوں اپنی سرزمین پر چوبیس سال بعد شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ حیرت انگیز طور پر اسے تینوں ٹیسٹ میچوں میں اننگز کی شکست کا سامنا کرنا پڑا جو ایک دہائی سے عالمی کرکٹ پر حکمرانی کرنیوالی ٹیم کیلئے انتہائی شرمناک بات ہے۔ ایشز دونوں ملکوں کے شائقین کیلئے زندگی موت کا مسئلہ بن جاتی ہے۔ انگلش ٹیم کی ایشز میں کامیابی کو ٹیم سپرٹ کا نام دیا گیا ہے۔

کرکٹ آسٹریلیا کا ڈھانچہ انتہائی مضبوط بنیادوں پر استوار ہے۔ اب بھی اس کے پاس ٹیلنٹ کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ایشز میں شکست پر آسٹریلوی کرکٹ کے پنڈت سر جوڑ کر بیٹھ گئے ہیں ایک طرف تو وہ اپنی کرکٹ میں خامیوں کی نشاندہی میں مصروف ہو گئے ہیں تو دوسری طرف وہ انگلش ٹیم کی کامیابی کے محرک کی تلاش کر رہے ہیں۔ انگلش ٹیم کی عالمی کرکٹ میں کامیابیوں کو آگے بڑھانے میں دو شخصیتوں کا کلیدی کردار رہا ہے۔ دونوں شخصیات کے اپنے ملک زمبابوے کا عالمی کرکٹ میں کوئی مقام نہیں ہے۔

ایشز کی طویل ترین تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو آسٹریلوی ٹیم کو تمام شعبوں میں واضح برتری حاصل ہے۔ ریکارڈز میں بھی آسٹریلوی کرکٹرز آگے ہیں۔ انگلش کرکٹ کو چلانے والوں نے 20 صدی کے اختتام پر مسلسل ناکامیوں سے تنگ آ کر روایتی نظام کو خیرباد کہہ کر نئے انداز اپنانے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے کا پہلا عملی مظاہرہ ڈنکن فلیچر کے کوچ بننے کی شکل میں سامنے آیا۔ انہیں 1999ء میں انگلش ٹیم کا پہلا غیر ملکی کوچ مقرر کیا گیا۔ پورے کیریئر میں انہوں نے ایک بھی ٹیسٹ میچ نہیں کھیلا۔ ان کے کریڈٹ پر صرف چھ ایک روزہ انٹرنیشنل میچز تھے۔ ان کے کوچ بنتے ہی انگلش ٹیم میں نمایاں تبدیلی آئی۔ ان کی کوچنگ میں دورہ ویسٹ انڈیز کے دوران 36 سالوں بعد ٹیسٹ سیریز میں کامیابی حاصل کی۔ 2005ء کی ایشز میں انگلش ٹیم کی مسلسل آٹھ سیریز کے بعد پہلی کامیابی تھی۔ اس کامیابی پر ڈنکن فلیچر کو نائٹ ہڈ کے ایوارڈ سے نوازا گیا۔

انگلش ٹیم کو کامیابی کے راستوں پر ڈالنے والے ڈنکن فلیچر 2007ء کی عالمی ایشز میں کامیابیوں کے تسلسل کو برقرار نہ رکھ سکے اور انگلش ٹیم کو 5-0 سے ہزیمت شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی سال عالمی کپ میں ناقص کارکردگی پر انہیں ان کے عہدے سے الگ کر دیا گیا۔ ناکامیوں اور مایوسیوں میں گھری انگلش ٹیم کو ایک اور مسیحا کی تلاش تھی۔ اس مرتبہ بھی ایک زمبابوین کوچ مسیحا بن کر سامنے آئے۔ دور اندیشی اور کھلاڑیوں سے دوستی ان کی شخصیت کا خاصہ ہے۔

> ڈنکن فلیچر انگلش ٹیم کی کوچنگ کرنیوالے پہلے غیر ملکی تھے

2009ء میں انہیں ایک بکھری ہوئی انگلش ٹیم ملی۔ کیون پیٹرسن اور کوچ پیٹر مورس کے جھگڑوں نے انگلش ٹیم کا اتحاد پارہ پارہ کر رکھا تھا۔ آئندہ کسی بھی ممکنہ ناکامی سے بچنے کیلئے پہلا کام انہوں نے انگلش ٹیم میں اختلافات ختم کرانے۔ اس کا نتیجہ ایشز کی کامیابی کی صورت میں سامنے آیا۔ انہی کی کوچنگ میں مارچ 2010ء میں ویسٹ انڈیز میں کھیلے گئے ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ کی فاتح انگلش ٹیم قرار پائی۔

اینڈی فلاور کیلئے ایک بڑا چیلنج 2011ء کی ایشز سیریز تھی۔ آخری مرتبہ 1986ء میں مائیک گیٹنگ کی قیادت میں انگلش ٹیم نے آسٹریلیا کو اس کی سرزمین پر شکست دی تھی۔ اب اس میں چوبیس برسوں کا فاصلہ حائل ہو گیا تھا۔ 2007ء کی ایشز میں انگلش ٹیم کو رکی پونٹنگ الیون کے ہاتھوں ہزیمت ناک 5-0 سے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ حالیہ ایشز سیریز میں انگلش ٹیم ایک یونٹ بن کر کھیلی۔ ان کامیابیوں کے پیچھے اینڈی فلاور جیسا دور اندیش کوچ کا اہم رول تھا۔

انگلش ٹیم کی حالیہ کامیابی دو عظیم زمبابوین کوچز کی مرہون منت ہیں۔ ان میں کئی حوالوں سے گہری مماثلت بھی پائی جاتی ہے۔ میڈیا اور اہم معاملات کو نمٹانے میں دونوں کا یکساں انداز ہے۔ دونوں دفاعی کے بجائے اٹیکنگ کرکٹ کھیلنے پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کی مثال اس گڈریئے کی سی ہے جو اپنی بھیڑ بکریوں کی نگرانی پر مامور ہوتا ہے۔

"عالمی چیمپئن بننا میری پہلی ترجیح ہے"

سکواش سٹار سعدیہ گل

جمال الدین

پشتون معاشرے کے روایتی قبائلی کلچر کی بنا پر وہاں لڑکیوں کے کھیل کود میں حصہ لینے کو بالکل پسند نہیں کیا جاتا لیکن اب وہاں حالات میں خاصی تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے۔ کئی خاندان اپنی لڑکیوں کو کھیل کے میدان میں آگے بڑھنے کیلئے بھرپور حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ ان میں ایک نام پشاور صدر کے علاقے سواتی پھاٹک کے رہائشی شیر خطاب کا بھی ہے۔ ان کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کے باعث ان کی 13 سالہ بیٹی سعدیہ گل ڈھائی سال کے مختصر عرصہ میں سکواش انڈر 15 میں نیشنل چیمپئن بننے کا کارنامہ انجام دے چکی ہے۔ اس کے علاوہ سات مختلف ایونٹس کی فاتح قرار پا چکی ہیں۔ گزشتہ دنوں "فیملی میگزین" کے ساتھ انہوں نے کیریئر اور مستقبل کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کی جسے قارئین کیلئے پیش کیا جا رہا ہے۔

میرا تعلق صوبہ خیبر پختونخواہ کے ضلع بنوں سے ہے۔ میری پیدائش پشاور میں ہوئی۔ سکواش شروع سے ہی میرا جنون ہے۔ ابتدائی کوچنگ سابق عالمی چیمپئن قمر زمان نے کی۔ آج کل پاکستان ائیرفورس کے ساتھ وابستہ ہوں۔ سکواش فیڈریشن کے سینئر نائب صدر ائیر مارشل سید راضی نواب کی حوصلہ افزائی نے مجھے مقام تک پہنچنے میں اہم کردار ادا کیا۔

پی اے ایف کے سپورٹس ڈائریکٹر فاروق احمد نے بھی میری صلاحیتیں نکھارنے میں اہم کردار ادا کیا۔ انہی کی بدولت مجھے بیک وقت کئی کوچز شوکت، کامران، نذیر، گلاب شیر اور محبوب خان سے تربیت لینے کا موقع ملا۔ انٹرنیشنل کوچ جمشید خان اور اطلس خان سے بھی سیکھنے کا موقع ملا۔ ان سب کی رہنمائی کی بدولت مجھے اپنے

> "انڈر 15 درجہ بندی میں آج بھی نمبر ون پوزیشن پر ہوں"

کھیل میں بہتری لانے میں مدد ملی۔ چھ مہینوں کی ابتدائی تربیت کے بعد مارچ 2009ء میں پہلی خیبر پختونخواہ چیمپئن شپ کے فائنل میں ایبٹ آباد کی فائزہ وحید کو شکست دے کر ٹائٹل جیتا۔ اس کامیابی نے مجھ پر کامیابیوں کے دروازے کھول دیئے۔

2009ء میں سکواش انڈر 15 کی چیمپئن بنی۔ انڈر 15 کی درجہ بندی میں اب بھی سرفہرست ہوں۔ لاہور میں منعقدہ پنجاب نیشنل جونیئر سکواش چیمپئن شپ، ڈی جی رینجرز تیسری اور چوتھی چیمپئن شپ، روشن خان نیشنل جونیئر اوپن سکواش چیمپئن شپ، فرسٹ ریحانہ نذیر نیشنل جونیئر سکواش چیمپئن شپ، فرسٹ توفرال شاہ میموریل نیشنل جونیئر سکواش چیمپئن شپ کی فاتح قرار پا چکی ہوں۔ مجموعی طور پر سات ٹورنامنٹس کی فاتح ہوں۔ سب سے زیادہ خوشی لاہور میں جونیئر نیشنل سکواش چیمپئن شپ کا ٹائٹل جیتنے پر ہوئی۔ پہلی بار گھر سے باہر جا کر ٹائٹل جیتنا کوئی معمولی کارنامہ نہیں تھا۔ مستقبل میں جونیئر اور سینئر دونوں کیٹگریز میں عالمی چیمپئن کا ٹائٹل جیت کر ملک کا نام عالمی سطح پر روشن کرنا چاہتی ہوں۔ آج کل سخت محنت کر رہی ہوں۔

صوبائی حکومت سے گلہ ہے کہ وہ میری حوصلہ افزائی نہیں کر رہی۔ حکومتی معاونت کے بغیر عالمی مقابلوں میں شرکت سے محروم رہ جاتی ہوں۔ اس میں تھوڑا بہت سکواش فیڈریشن کا قصور بھی ہے جسے خواتین کے عالمی مقابلوں کے انعقاد کو زیادہ سے زیادہ ممکن بنانا چاہئے۔ بھارت میں ٹیلنٹ نہ ہونے کے باوجود وہاں سکواش کے انٹرنیشنل ایونٹس میں 40 سے زائد خواتین کھلاڑی حصہ لیتی ہیں۔ ان مقابلوں میں ایک بھی کھلاڑی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر پاتی۔ ہمارے ہاں بہترین ٹیلنٹ ہونے کے باوجود فیڈریشن یہ کہہ کر خواتین کھلاڑیوں کو انٹرنیشنل مقابلوں میں شرکت کیلئے نہیں لے جاتی کہ وہ ان مقابلوں میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر سکیں گی۔ اگر خواتین کھلاڑیوں کو موقع دیا جائے تو وہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر کے پاکستان کا نام روشن کر سکتی ہیں۔ ان دنوں پی اے ایف کی جانب سے کھیل رہی ہوں۔ سابق عالمی چیمپئن جان شیر خان بھی میری تربیت کر رہے ہیں۔ وہ میرے کھیل سے کافی مطمئن ہیں۔ ابھی مجھ میں کچھ کمزوریاں ہیں جنہیں جلد دور کر کے عالمی چیمپئن بننے کی بھرپور کوشش کروں گی۔

☆☆☆☆

جدید پینٹاتھلون کے پانچ مختلف کھیلوں پر ایک نظر

علیم نظامی

پینٹاتھلون کھیلوں کو دنیا بھر میں بے پناہ مقبولیت حاصل ہے۔ ان پانچ اہم ترین کھیلوں کو یہاں تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

گھڑ سواری

جدید پینٹاتھلون کے مقابلوں کا آغاز گھڑ سواری سے ہوتا ہے۔ اس کھیل کے لئے لازم ہے کہ وہ کورس میں 600 میٹرز کا فاصلہ طے کرے۔ اس دوران راستے میں موجود 15 رکاوٹوں کو عبور کرے۔ ایک اچھا گھڑ سوار اپنے اور گھوڑے کے درمیان ایک توازن کے ساتھ مقابلوں میں شریک ہوتا ہے۔ گھڑ سوار کے لئے لازم ہوتا ہے کہ وہ 600 میٹر کی دوڑ گھوڑے کو روکے بغیر مکمل کر لے۔ اس میں گھڑ سوار کے لئے 350 میٹر فی منٹ رفتار درکار ہوتی ہے۔ گھڑ سوار کو مقابلے سے پہلے گھوڑے کو وارم اپ کرنے کے لئے 20 منٹ دیئے جاتے ہیں۔ اس دوران مشق کے طور پر زیادہ سے زیادہ چھ جمپ بھی لگا سکتا ہے۔

شمشیر زنی

شمشیر زنی یا تلوار بازی انگریزی میں فینسنگ کہلاتی ہے۔ جدید پینٹاتھلون مقابلوں کا دوسرا ایونٹ ہے۔ یہ کھیل بہت چابکدستی، مہارت اور ہوشیاری کا طالب ہوتا ہے۔ وہ کھلاڑی جو کمزور ہوتے ہیں وہ اسے طویل مقابلوں کی وجہ سے جلد تھک کر شکست سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ شمشیر زنی کے ایک مقابلے کا دورانیہ 3 منٹ ہوتا ہے۔ اس میں اگر دونوں شمشیر زن میں سے کوئی بھی سکور کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے تو مقابلہ برابری پر ختم نہیں ہوگا بلکہ دونوں شمشیر زن شکست خوردہ مانے جائیں گے۔

نشانہ بازی

نشانہ بازی میں کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ نشانہ باز تیز نگاہ رکھنے والا ہو جو مقابلے کے دوران بھرپور توجہ اور مضبوط اعصاب کے ساتھ مقابلے میں شرکت کرے۔ اس مقابلے کیلئے 21 بور کا پستول یا ریوالور استعمال کیا جاتا ہے۔ ہدف 25 میٹرز کے فاصلے پر ہوتا ہے۔ نشانہ باز کو ہدف نظر آنے کا وقت صرف 3 سیکنڈ دیا جاتا ہے اور دوبارہ یہ ہدف 7 سیکنڈ کیلئے نظر آتا ہے۔ ہدف کے اردگرد مختلف رنگ کے دائرے ہوتے ہیں۔ درست نشانہ لگانے پر کھلاڑی کو 195 پوائنٹس ملتے ہیں۔ ہدف سے دور یا اوپر نیچے نشانہ لگنے کی صورت میں صرف 22 پوائنٹس ملتے ہیں۔ عمومی طور پر 20 گولیوں میں درست نشانہ لگانے والے کھلاڑی کو 1.132 پوائنٹس ملتے ہیں۔

تیراکی

جدید پینٹاتھلون کا چوتھا اہم ترین ایونٹ تیراکی ہے۔ ایک دراز قد اور مضبوط جسم رکھنے والا کھلاڑی تیراکی میں نمایاں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ کھلاڑی کے تیرنے کے لئے مخصوص اسٹروک نہیں ہوتا۔ یہ مقابلہ فری سٹائل تیراکی میں ہوتا ہے۔ کھلاڑی کو 300 میٹرز کا فاصلہ 3.54 منٹوں میں طے کرنا ہوتا ہے۔ مقررہ وقت پر پہنچنے والا تیراک 1000 پوائنٹس حاصل کرتا ہے۔ اگر مقررہ جگہ پر پہنچنے میں آدھا سیکنڈ بھی تاخیر ہو جائے تو تیراک کے سکور میں سے 4 پوائنٹس کاٹ لئے جاتے ہیں۔

کراس کنٹری دوڑ

جدید پینٹاتھلون کا آخری ایونٹ کراس کنٹری دوڑ ہے جو کھلاڑی کے لئے آخری امتحان ہوتا ہے۔ اس مقابلے میں ہر کھلاڑی کو 4 ہزار میٹرز کا فاصلہ 14 منٹ اور 15 سیکنڈ میں طے کرنا ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا پانچوں کھیلوں کے قوانین وہی ہوتے ہیں جو الگ الگ اولمپکس مقابلوں میں ہم دیکھتے ہیں اس لئے منتظمین کے لیے کوئی خاص دشواری نہیں ہوتی۔

سپورٹس راؤنڈ اپ

WORLD OF SPORTS

سپورٹس رپورٹر

پنجاب اولمپک ایسوسی ایشن کا حکم امتناعی

ایک طرف تو دہشت گردی نے ملک بھر میں کھیلوں کو تباہی کے دہانے پر پہنچا رکھا ہے تو دوسری جانب کھیلوں کے عہدیداران جان بوجھ کر سپورٹس کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ سیکرٹری پنجاب کی جانب سے پنجاب اولمپکس ایسوسی ایشن کے دفاتر خالی کروا کر تالہ بندی اس سلسلے کی کڑی تھی۔ لاہور ہائیکورٹ نے اس فیصلے کیخلاف حکم امتناعی جاری کر دیا ہے۔ اس فیصلے کے بعد سیکرٹری ادریس حیدر خواجہ نے دوبارہ دفتر کا چارج سنبھال لیا ہے۔

سکواش سٹار عامر اطلس پر پابندی عائد

ایشیا کپ میں قومی ٹیم کو گیارہ سال بعد ٹیم ایونٹ میں گولڈ میڈل جتوانے والے عامر اطلس خان کو ڈسپلن کی خلاف ورزی پر پابندی عائد کر دی ہے۔ عامر اطلس خان نے جان شیر خان کی نگرانی میں تربیت حاصل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ فیڈریشن نے اس کوتاہی کا نوٹس لیتے ہوئے ان پر پابندی عائد کر دی ہے۔

رگبی یونین پاکستان کا قومی و عالمی مقابلوں کا اعلان

رگبی یورپ اور امریکہ کا مقبول ترین کھیل ہے جو ہمارے ہاں بھی ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ رگبی یونین آف پاکستان کے زیر اہتمام ملکی اور غیر ملکی ٹورنامنٹس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ رواں سال رگبی یونین آف پاکستان نے ملکی و عالمی ایونٹس کا اعلان کیا ہے۔ یونین کے صدر فوزی خواجہ اور سیکرٹری چوہدری عارف سعید نے ان فیصلوں کا اعلان میڈیا کے ساتھ ایک پریس کانفرنس میں کیا۔

بھارت کی جنوبی افریقہ کیخلاف سیریز میں کامیابی

کیپ ٹاؤن میں کھیلے گئے تیسرے ایک روزہ میچوں میں یوسف پٹھان کی دھواں دھار اننگز کی بدولت بھارت نے جنوبی افریقہ کیخلاف تین ایک روزہ میچوں کی سیریز میں 2-1 سے کامیابی حاصل کر کے ورلڈکپ کی فیورٹ ٹیموں میں جگہ پائی ہے۔ یوسف پٹھان نے 50 گیندوں پر 59 رنز بنا کر بھارت کو سیریز جتوانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

پی سی بی کا کوچ وقار یونس کو نوٹس

"آ بیل مجھے مار" والی کہاوت قومی کرکٹ ٹیم کے وقار یونس پر صادق آتی ہے۔ عالمی کپ کیلئے قومی ٹیم کے پندرہ کھلاڑیوں کے اعلان ہونے کے باوجود کپتان کے نام کا اعلان نہ کرنے پر وقار یونس کی طرف سے تنقیدی بیان کا پی سی بی نے سخت نوٹس لے لیا ہے۔ پی سی بی نے کھلاڑیوں کے ساتھ ساتھ ٹیم مینجمنٹ پر بھی بیان دینے پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ پی سی بی کی اسی روش کی وجہ سے اسے سخت عوامی اور میڈیا کی تنقید کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ تنقید برداشت نہ کرنے سے ہی پی سی بی میں صحت مند ماحول کی کمی دکھائی دیتی ہے۔

لیٹن ہیوٹ کا بیٹے کروز کے ہمراہ فوٹو سیشن جبکہ اور کیرولین وزنیاکی بھی ساتھ کھڑی ہیں

رستم پاکستان دنگل کا میدان کراچی میں سجے گا

رستم پاکستان دنگل کی میزبانی کا شرف اس مرتبہ کراچی کے حصے میں آیا ہے۔ 29 جنوری کو ہونیوالے اس دنگل میں ملک بھر سے پہلوان شرکت کریں گے۔ رستم پاکستان کا دنگل پچاس سال پہلے کرایا گیا تھا۔ گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین نے منصف کے فرائض انجام دیئے تھے۔ اس دنگل کو رستم زمان بھولو پہلوان نے یونس پہلوان کو چت کرکے پہلے رستم پاکستان کا اعزاز حاصل کیا۔ میڈیا سے دنگل کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے پاکستان ریسلنگ فیڈریشن کے سیکرٹری محمد اصغر نے کہا کہ اس مرتبہ دنگل کے فاتح کیلئے انعامی رقم ایک لاکھ سے بڑھا کر تین لاکھ روپے کر دی گئی ہے۔ دوسرے نمبر پر آنیوالے کو ڈیڑھ اور تیسرے کو پچھتر ہزار روپے انعام دیا جائیگا۔

ایرانی ریفری محسن جاپانی گول کیپر کو ریڈ کارڈ دکھا رہے ہیں

مختصر مگر اہم......

سینئر سعید اجمل کا انگلش کاؤنٹی ووسٹر شائر سے معاہدہ۔

کپتان مصباح الحق مسلسل چھ نصف سنچریاں بنانے والے تیسرے پاکستانی کرکٹر بن گئے۔

پہلی ساؤتھ ایشین ونٹر گیمز میں دوسری پوزیشن حاصل کرنے والے قومی دستے کا وطن واپسی پر شاندار استقبال۔

ڈینیئل ویٹوری کا نیوزی لینڈ کی ٹیسٹ ٹیم کی کپتانی چھوڑنے کا اعلان۔

شاہد آفریدی کو ایک روزہ کرکٹ میں تین سو وکٹوں کا ہدف عبور کرنے کیلئے بارہ مزید وکٹیں درکار۔

سابق عالمی نمبر ون جسٹن ہینن کی چھ ماہ بعد آسٹریلین اوپن میں واپسی۔

پاکستانی باکسروں کو بھارت میں ہونیوالی انٹرنیشنل باکسنگ سیریز میں بھیجنے کا فیصلہ۔

کینیا کی ورلڈکپ ٹیم میں دو انڈر 19 بھائیوں کی شمولیت۔

جونیئر سکواش چیمپئن شپ وانیا نے جیت لی۔

قومی انڈر 13 فٹ بال ٹیم ایران میں ہونیوالے اے ایف سی فیسٹیول میں شرکت کرے گی۔

واپڈا کا نیشنل گیمز میں ٹاپ ٹیبل ٹینس کی خواتین میں دو کھلاڑیوں کیخلاف کارروائی کا فیصلہ۔

ورلڈکپ سے باہر ہونے کے باوجود یوسف کا ریٹائرمنٹ نہ لینے کا اعلان۔

ڈینیئل ویٹوری نیوزی لینڈ ٹیم کے بالنگ کوچ بن گئے۔

بنگلہ دیشی فاسٹ بالر مرتضیٰ مشرفی کے کھلاڑی سے باہر ہونے پر آبائی شہر میں ہڑتال۔

ایشین کپ میں جاپان کے ہاتھوں 5-0 کی بدترین شکست کے بعد سعودی عرب نے دوسرے کوچ کو بھی فارغ کر دیا۔

پاکستان کرکٹ کے روشن ستارے

اکمل برادران

وہ ایک دوسرے کی غلطیوں سے سیکھتے ہیں

پاکستان کرکٹ کی تاریخ میں کرکٹرز بھائیوں کی کئی جوڑیاں قومی ٹیم کی نمائندگی کا اعزاز حاصل کر چکی ہیں۔ "محمد برادران"، "رشید برادران"، "رانا برادران" اور اب "اکمل برادران" بھی اس صف میں شامل ہو گئے ہیں۔ وکٹ کیپنگ کے شعبے میں خاص طور پر ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ تین بھائیوں کا قومی ٹیم کی نمائندگی کرنا کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے۔ کامران اکمل، عمر اکمل کے بعد 25 سالہ بلے باز عدنان اکمل بھی اب ٹیسٹ کرکٹر بن چکے ہیں۔ راشد لطیف کا کہنا ہے کہ پاکستان ٹیم سے وابستگی کے دنوں میں عدنان اکمل کی صلاحیتوں کا قریبی مشاہدہ کر چکا ہے۔ دورہ نیوزی لینڈ میں عدنان کی جگہ چھ میچوں کی سیریز کیلئے کامران اکمل دوبارہ قومی ٹیم میں واپس آ گئے ہیں۔ تیسرے بھائی عمر اکمل گزشتہ برس دورہ نیوزی لینڈ کے اولین ٹیسٹ میں 129 اور 75 رنز کی اننگز کھیل کر روشن کیریئر کی نوید دے چکے ہیں۔ ڈیبیو ٹیسٹ میں حیرت انگیز طور پر اس مرتبہ اچھا کھلاڑی ہے۔

کامران اکمل اور عدنان اکمل باقاعدہ وکٹ کیپر ہیں۔ کامران شروع سے ہی عدنان کو اپنا سب سے بڑا حریف قرار دیتے رہے ہیں۔ تینوں بھائی صف اول وکٹ کیپر ہی نہیں بلکہ اچھی صلاحیت کے بلے باز بھی ہیں جو کسی بھی باؤلنگ اٹیک کو تہس نہس کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کامران اکمل 53 ٹیسٹ میچوں میں اٹھائیس سو کے لگ بھگ رنز اور دو سو سے زائد کھلاڑیوں کو وکٹوں کے پیچھے شکار کر چکے ہیں۔

تینوں بھائیوں میں عدنان اکمل کا بیٹنگ میں ریکارڈ زیادہ پرکشش نہیں ہے۔ 76 فرسٹ کلاس میچوں میں ان کی اوسط 22.70 ہے۔ ڈیبیو ٹیسٹ میں 44 رنز کی عمدہ اننگز کھیل کر انہوں نے اپنے بارے میں اندازوں کو غلط ثابت کر دکھایا ہے۔ 1996-97ء میں کامران قومی ٹیم سے منسلک تھے، عدنان اکمل جب دس سال کے تھے۔ وہ کامران کو وکٹ کیپنگ کرتے ہوئے دیکھنے قذافی سٹیڈیم کے باہر موجود ہوتے تھے۔ عدنان اکمل کا کہنا ہے کہ ان کا بھائی ان کے مستقبل کیلئے فکرمند رہتا ہے۔

عدنان اکمل نے 2000-01ء میں انڈر 17 سے کرکٹ کا آغاز کیا۔ بین الاقوامی کرکٹ میں آمد کیلئے انہیں 2010ء کی ایشین سیریز کا انتظار کرنا پڑا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ کامران اکمل ہمیشہ عدنان اکمل کو اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ قرار دیتے رہے ہیں۔ عدنان بھی بڑے بھائی کو اپنا آئیڈیل مانتے ہیں۔ وکٹ کیپنگ میں ان کی صلاحیتوں کا اعتراف کرنے میں کامران کو کوئی عار نہیں۔ کامران اکمل دونوں بھائیوں کو تلقین کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کی اچھی کارکردگی کو سراہیں۔ تینوں بھائی ایک دوسرے کی اچھی کارکردگی کو سراہتے اور ایک دوسرے کی غلطیوں سے سیکھتے بھی ہیں۔

مکتوب امارات

شرجیل مرزا

عرب نوجوانوں میں نشہ کی لعنت

منشیات فروشوں کیساتھ دوبئی پولیس کا مقابلہ

جن دنوں میں پاکستان تھا ان دنوں میں روزانہ ہی سڑکوں کے کنارے نشہ میں مدہوش پڑے نوجوانوں کو دیکھا کرتا تھا لیکن اب مجھے یہاں شارجہ آئے ہوئے تقریباً چار سال ہو چکے ہیں۔ یہاں میں نے جو عجیب چیز دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں بھی عرب امیرزادے نشہ کی لعنت میں مبتلا ہونے لگے ہیں۔ چند دن پہلے یہاں ایک عجیب واقعہ رونما ہوا جب شارجہ پولیس نے ایک 30 سالہ نوجوان کو ایک 16 سالہ لڑکے کو نشہ میں مبتلا کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا اور کہانی یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ 17 سالہ نوجوان جو نشہ میں مبتلا ہو گیا تھا اس کی لاش القاسمی ہسپتال کے پچھلے دروازے کے پاس ملبے کے ڈھیر سے برآمد کی گئی۔

پولیس کے مطابق 16 سالہ اماراتی لڑکے کی موت مقدار سے زیادہ نشہ کرنے سے واقع ہوئی۔ دوران تفتیش گرفتار 30 سالہ اماراتی شخص نے بتایا کہ ہلاک ہونے والے نوجوان کو اس نے خود نشہ کا عادی بنایا تھا لیکن جس دن اس نے بہت زیادہ ہیروئن کا نشہ کیا اس دن بھی اس میں کوئی عمل دخل نہیں تھا بلکہ لڑکے نے اکیلے ہی یہ کام کیا تھا۔ پولیس 16 سالہ نوجوان کو نشہ کی عادت میں مبتلا کرنے والے 30 سالہ دوست پر نشہ کی عادت ڈالنے کا مقدمہ درج کر لیا ہے۔ پولیس کے مطابق دونوں دوست اکٹھے ہی ایک گھر میں نشہ کرتے تھے۔ 30 سالہ ایم ایم نے پولیس کی حراست میں اعتراف کیا کہ وہ دونوں روزانہ اکٹھا نشہ کرتے تھے۔ پولیس کے مطابق یہاں شارجہ میں اس نوعیت کا پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ یہاں ایک گروپ کی صورت میں نشہ کرنے کا رجحان بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں پولیس نے نوجوان لڑکوں کے والدین کو خبردار کیا ہے کہ وہ اپنے بچوں پر نظر رکھیں اور ان کی بڑی عمر کے افراد کے ساتھ ان کی دوستی نہ ہونے دیں کیونکہ زیادہ عمر کے افراد ان بچوں کو بہلانے سے نشے میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

☆☆☆☆

پولیس مقابلے اگر اصل ہوں تو اس میں پولیس اہلکاروں کی جان بھی چلی جاتی ہے لیکن اب اصل پولیس مقابلے بہت کم ہوتے ہیں۔ امریکہ اور یورپ میں اگر ہوتے ہوں تو اس بارے کچھ کہا نہیں جا سکتا لیکن پاکستان اور بھارت میں تو پولیس مقابلے کا ڈرامہ رچایا جاتا ہے اور پولیس خود مجرم کو گولی مار کر ہلاک کر دیتی ہے۔ بعد میں پولیس مقابلے کا ڈرامہ رچایا جاتا ہے لیکن یہاں دبئی میں چند دن پہلے ایک اصلی پولیس مقابلے میں ایک پولیس افسر ہلاک اور دو اہلکار شدید زخمی ہو گئے۔

دبئی میں اس طرح کے واقعات بہت کم ہوتے ہیں لیکن اس واقعے کی خبر پوری ریاست میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ یہاں منشیات کی سمگلنگ بہت وسیع پیمانے پر ہوتی ہے۔ سمگلروں کے خلاف پولیس کے کریک ڈاؤن کے باوجود جرائم پیشہ عناصر ایک جگہ سے دوسری جگہ منشیات پہنچانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ دبئی میں منشیات سمگلروں کے خلاف کارروائیاں معمول کا حصہ ہیں لیکن ایک ہفتہ پہلے دبئی پولیس کو اطلاع ملی کہ منشیات کے سمگلر ایک گاڑی میں بھاری مقدار میں ہیروئن رکھ کر شارجہ سے دبئی آ رہے ہیں۔ جس کے بعد دبئی شارجہ ہائی وے کی ناکہ بندی کر دی گئی۔ جس جگہ سے اس کار کو گزرنا تھا وہاں پولیس افسر چند اہلکاروں کے ساتھ پوزیشن سنبھال کر کھڑے ہو گئے۔ جیسے ہی کار پولیس کے سامنے پہنچی تو پولیس اہلکاروں نے کار کو رکنے کا اشارہ کیا۔ جب پولیس اہلکاروں نے کار سواروں کو باہر نکلنے کا حکم دیا تو انہوں نے نہ صرف کار کے دروازے اندر سے بند کر لئے بلکہ باہر آنے سے بھی انکار کر دیا اور اس دوران کار سواروں نے وہاں سے بھاگنے کی کوشش میں اپنی کار وہاں سے بھگا دی۔ پولیس نے کار کا پیچھا کیا۔ اس دوران منشیات فروشوں نے پولیس پر فائرنگ کی اور پولیس نے بھی جوابی فائرنگ کی لیکن دونوں ہی ایک دوسرے کی گولیوں سے محفوظ رہے۔ اچانک پولیس کار منشیات فروشوں کی کار کو روکنے کی کوشش میں اس سے ٹکرا گئی جس کے بعد یہ سڑک پر قلابازیاں کھاتی ہوئی دور جا گری۔ جس کے نتیجے میں ایک پولیس افسر موقع پر ہی جاں بحق ہو گیا جبکہ اس میں سوار دوسرے دو پولیس اہلکار شدید زخمی ہو گئے۔ اس حادثے کے بعد ڈائریکٹر جنرل اینٹی نارکوٹکس ڈیپارٹمنٹ میجر جنرل عبدالجلیل نے بتایا کہ ہم اس طرح کی کارروائیوں میں ہمیشہ اپنے اہلکاروں کو محفوظ رہنے کی ہدایت کرتے ہیں لیکن بعض اوقات مجرموں کا رویہ ایسا ہوتا ہے کہ ان کو پکڑنے میں ہی کامیابی ہوتی ہے۔

بقیہ: کرکٹ ورلڈ کپ

سابق چیئرمین پی سی بی نسیم اشرف کو اس بات کا کریڈٹ ضرور ملنا چاہئے کہ انہوں نے شعیب ملک پر بھرپور اعتماد ظاہر کرتے ہوئے انہیں طویل المیعاد کپتان مقرر کیا تھا۔ ان کیخلاف بھی کھلاڑیوں کی جانب سے شورش اٹھی تھی جسے انہوں نے مسترد کر دیا تھا۔

ورلڈ کپ کیلئے کپتان کسے ہونا چاہئے؟ ملکی رائے عامہ بھی دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ایک طبقہ شاہد آفریدی تو دوسرا مصباح الحق کا حامی ہے۔ موجودہ حالات میں شاہد آفریدی کو کپتان برقرار رکھنا ہی دانشمندی ہوگی۔ ورنہ ہار جیت کی ذمہ داری پی سی بی ہوگی۔ اب نیا تجربہ کرنے کا وقت گزر چکا ہے۔ مصباح الحق کے مقابلے میں شاہد آفریدی زیادہ متحرک کرکٹر ہیں۔ ایک روزہ اور ٹوئنٹی ٹوئنٹی کی کپتانی کا بھی انہیں وسیع تجربہ ہے۔ بطور کرکٹر کی حیثیت عالمی کپ کے دباؤ کو برداشت کرنے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں۔ کرکٹ آسٹریلیا نے بھی رکی پونٹنگ کو ایشز ہارنے کے باوجود ورلڈ کپ کیلئے کپتان برقرار رکھا ہے۔

اب ذرا پی سی بی کی بھی دو عملی ملاحظہ کیجئے۔ پچھلے سال دورۂ آسٹریلیا میں ناقص کارکردگی کی بنا پر مصباح الحق پر قومی ٹیم کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ دورۂ انگلینڈ کیلئے بھی انہیں زیر غور نہیں لایا گیا۔ اب جنوبی افریقہ سیریز میں انہیں براہ راست ٹیسٹ ٹیم کا کپتان بنا دیا گیا۔ بلاشبہ وہ ایک باصلاحیت بلے باز ہیں لیکن شاہد آفریدی کو آل راؤنڈر ہونے کی بنا پر ان پر واضح برتری حاصل ہے۔

محمد یوسف اور فاسٹ باؤلر شعیب اختر کو ورلڈ کپ سکواڈ میں جگہ نہیں ملی۔ محمد یوسف کی مسلسل ناقص کارکردگی اور فٹنس ورلڈ کپ میں عدم شرکت کا باعث بنی۔ شعیب اختر کا قومی ٹیم سے باہر ہونا سمجھ سے بالاتر ہے۔

بقیہ: سایہ

رزاقی اسے ایک ٹک گھور رہا تھا۔

اس کے کانوں میں کماری کے آخری الفاظ صور اسرافیل کی سی گونج پیدا کر رہے تھے۔

"میرے صاحب کو کچھ مت ۔۔۔ میرے صاحب کو کچھ ۔۔۔ میرے صاحب ۔۔۔ کو میرے صاحب کو ۔۔۔ میرے صاحب کو ۔۔۔"

"پاؤں چھوڑو میرے۔" کتنی ہی دیر بعد ایک سپاٹ سی، بے روح آواز نے کمرے کا سناٹا درہم برہم کیا۔

بغیر کسی ضد کے، کماری نے خاموشی سے اس کے بچھائے جالوں سے ہاتھ ہٹائے۔ پھر دائیں ہاتھ کی انگلیاں اپنی مانگ میں پھیرتے ہوئے یوں گہرا سانس لیا جیسے کسی مرنے والے کو آخری لمحات میں زندگی کی نوید سنا دی گئی ہو۔ سکون، اطمینان اور تشنگی مٹ جانے کے احساس میں لپٹا ایک رنگ سا لہرایا اور کماری کے چہرے پر بکھر گیا۔ اس کا جھکا ہوا سر کچھ اور جھک گیا۔ یوں، جیسے داسی کا سر دیوتا کے چرنوں میں جھک جائے۔

"اٹھو۔۔۔" صدیوں پر پھیلے چند لمحوں بعد حکم دیا گیا۔

کسی کنیزک کی طرح، چپ چاپ، بغیر کوئی عذر کئے وہ آہستہ سے اٹھی اور نگاہیں اس کے قدموں پر جمائے کھڑی ہو گئی۔

"اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہو، کیسے تڑپ اٹھی ہو۔" یہ شکستہ ضروری تھا مگر اب اس میں طاقت کہاں تھی۔

تب ایک آہ نے سانس توڑا ۔۔۔ "میں نہیں جانتا ۔۔۔ تمہارا مجھے صاحب کہنا، کس حد تک سچائی کا آئینہ دار ہے مگر تم نے میرے ساتھ جو کیا ۔۔۔" اس کی آواز ایک بار پھر بھرا گئی ۔۔۔ "اس کے لئے ۔۔۔ میرا دل نہیں چاہتا ۔۔۔ کہ تمہیں ۔۔۔ معاف کروں۔" رک رک کر آنسوؤں کی لڑیاں ٹوٹیں۔ لرزتے، کانپتے دو سفید براق ہاتھ حرکت میں آئے اور دھیرے سے رزاقی کے سامنے جڑ گئے۔ پھر وہ مسیح پیشانی ان پر آن ٹکی جس کے پاس ہی مانگ میں رزاقی کے جوتوں کا غبار سیندور جیسا دمک رہا تھا۔

"سزا تو دے سکتے ہیں ۔۔۔ یا میں اس قابل بھی نہیں ہوں۔" سسکتے لہجے میں ایک ہچکی نے دم توڑا۔

"کسے سزا دوں ۔۔۔؟ داسی کو ۔۔۔ یا ۔۔۔ کماری کو؟" سوال تھا کہ خنجر جو جیتی جاگتی کماری کے دل میں ترازو ہو گیا۔

"اپنی داسی کو ۔۔۔ میرے صاحب!" وہ یوں تڑپ کر روئی اور یوں مچل کر اس کے قدموں پر گری کہ رزاقی کا سینہ پھٹنے کو آ گیا۔

وہ ضبط کی کوشش میں چھلک رہا تھا۔

کماری بکھر جانے کے لئے برس رہی تھی۔

پھر جب سہا نہیں رہا تو اس نے جھک کر اسے شانوں سے تھام لیا۔ ہچکیاں، آہیں، سسکیاں، کس کس برسات سے دل کے داغ دھل رہے تھے۔ کس کس تار سے جگر کے چاک سل رہے تھے۔

"راجہ ۔۔۔" رزاقی نے تکتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"میرے صاحب ۔۔۔" کماری اس سے عشق پیچاں کی بیل جیسی لپٹی جا رہی تھی۔

اور ۔۔۔

ٹھیک اسی لمحے، اپنے کمرے میں بستر پر نیم دراز، کماری اور رزاقی کے خیالوں میں ڈوبے موتی نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔

خانق نگر کی اکلوتی مسجد سے عصر کی اذان کیلئے "اللہ اکبر اللہ اکبر" کی صدا بلند ہو رہی تھی۔

اس نے غیر ارادی طور پر کھڑکی سے باہر دیکھا۔ سورج کی اجلی اجلی دھوپ میں دور، مسجد کی عمارت مسکراتی ہوئی اسے کچھ بتاتی ہوئی اس سے کچھ کہتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"الحمد للہ ۔۔۔" بے اختیار اس کا سر جھک گیا۔ آنکھیں نم ہو گئیں ۔۔۔ آزمائش ختم ہو چکی تھی۔ عذاب ٹل چکا تھا۔ اسے یقین ہو گیا کہ شام سے پہلے گھر لوٹ آنے والے رزاقی کو اس کی تڑپ کا انعام مل چکا ہے۔ کماری کی صورت میں، جو داسی کا روپ تھی۔ شکرانے کے آنسو اس کی پلکوں پر چراغوں کی طرح روشن ہو گئے۔

"بے شک۔ میرا رب اپنے بندوں کی پکار سنتا ہے۔"

اس کا رواں رواں سرشاری، بے خودی اور مدہوشی کے عالم میں گواہی دے رہا تھا۔

۔۔۔☆ختم شد☆۔۔۔

بقیہ: وینا ملک

وینا ملک کے شو سے باہر ہوتے ہی بگ باس کی مقبولیت میں حیرت انگیز کمی آ گئی۔ ان 80 دنوں تک شو میں برقرار رکھنا ہی سیزن فور کی کامیابی تھی۔ 80 دن بگ باس کی سیر حاصل میں گزارنے کے بعد وہ آج کل مستقبل کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ اسمیت کے ساتھ صحبت کا رومانس اب دوستی میں بدل چکا ہے۔ یہ افواہیں بھی سرگرم ہیں کہ پوجا بھٹ انہیں اسمیت پٹیل کے ساتھ فلم سیریز "جسم" میں سائن کرنے کے بارے میں سنجیدگی سے غور کر رہی ہیں۔ کئی پاکستانی فلمساز بھی بگ باس میں ان کی شہرت کو اپنی فلموں میں سائن کر کے کیش کرانا چاہتے ہیں۔

پاکستان فلم انڈسٹری میں ان کی پرانی حریف میرا نے انہیں ملک کیلئے ذلت کریڈٹ قرار دے دیا ہے۔ مذہبی حلقوں کی طرف سے بھی ان کی شرمناک حرکت پر سخت مذمت کی گئی ہے۔ یہاں مذہبی حلقے کی دوعملی بھی سامنے آتی ہے جو پاکستانی فلم سکرین پر انہیں منی سکرٹ پہن کر بارش میں رقص کرنے پر اتنا شدید ردعمل بھی ظاہر نہیں کیا۔

میرا کی طرف سے انہیں آڑے ہاتھوں لینا پرانی دشمنی اور حسد کا شاخسانہ دکھائی دیتا ہے۔ گویا چور بھی کہے چور چور؟ وہ خود بھی بھارتی فلموں میں متنازعہ کردار کر کے مذہبی اور عوامی حلقوں کی تنقید کا نشانہ بن چکی ہیں۔ ایک بھارتی اخبار کو انٹرویو میں وینا ملک کو گھٹیا اداکارہ قرار دیتے ہوئے دعویٰ کیا کہ انہیں بگ باس فور میں کام کی پیشکش ہوئی تھی لیکن وینا ملک کی وجہ سے شرکت نہیں کی۔ بگ باس فائیو میں کام کر کے وہ وینا ملک کی اوچھی اور بیہودہ حرکتوں کا اثر زائل کرنے کی کوشش کریں گی۔

وینا ملک بگ باس فور میں اپنے دفاع میں کہتی ہیں کہ کیمرہ چوبیس گھنٹے تمام فنکاروں پر نگاہ رکھتا تھا۔ وہی کچھ کیا جو عام حالات میں کرتی ہوں۔ 80 دنوں تک کوئی بھی شخص مصنوعی لبادہ اوڑھ کر نہیں رکھ سکتا۔ وہاں تمام فنکار ملک کے بجائے ذاتی امیج پیش کر رہے تھے۔ میرے انفرادی فعل کو ملک سے جوڑنا درست نہیں ہے۔

وینا ملک ایک موقع پرست فنکارہ مشہور ہیں۔ بگ باس میں وہ اکثر خود کو پاکستانی سپرسٹار قرار دیتی رہیں جو خود ان کے دعوے کی نفی کرتا ہے۔ بگ باس سیزن فور اپنے پیچھے کئی متنازعہ باتیں چھوڑ کر اختتام پذیر ہو چکا ہے۔ وینا ملک کی طرف سے یہ دعویٰ سامنے آتا کہ وہ ایک اداکار ہیں اور ان کی بگ باس سیزن فور میں شرکت کو اسی تناظر میں دیکھنا چاہئے۔ پرستاروں کیلئے ان کی اس بات کو ہضم کرنا مشکل ہے کہ بگ باس کے گھر سے نکلنے کے بعد وہ اسمیت کے گھر ایک تقریب میں بے تکلفی کرتی اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر تصاویر کیوں اتروائی رہیں؟ اب ان کے پرستاروں کے پاس بھی ان کا دفاع ممکن نہیں رہا۔ کسی سیانے نے کہا ہے کہ فن کی کوئی سرحدیں نہیں ہوتیں لیکن فنکاروں کو ایسے کاموں سے باز رہنا چاہئے جس سے ملک کی بدنامی کا عنصر نکلتا ہے۔ فنکار تو ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے امین ہوتے ہیں۔ ایک طرف وہ خود کو پاکستانی فنکارہ کہلوانے میں فخر کرتی ہیں۔ دوسری طرف ایسی حرکتوں سے وہ بالی ووڈ میں رہ کر ملک کا نام بھلا کیسے روشن کر سکتی ہیں؟

بقیہ: عالمی پروپیگنڈا جنگ

اس حوالے سے پاکستانی میڈیا نے بھی اپنا موثر اور خاطر خواہ کردار ادا نہیں کیا اور سب کے سب وکی لیکس کے "منظم طوفان" میں بہتے چلے گئے۔ حالانکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ پاکستانی میڈیا اپنے قومی فرائض کا ادراک کرتے ہوئے وکی لیکس کا بے لاگ تجزیہ کر کے ارض وطن کے دشمنوں کے اصل ارادوں سے قوم کو باخبر کرتا۔ ملکی میڈیا کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ پاکستان اور عالم اسلام کے دشمن ممالک یعنی اسرائیل بھارت اور امریکہ کا اصل چہرہ اپنے عوام اور دنیا کے سامنے پیش کرے۔ بھارت میں انسانی حقوق کی شدید ترین خلاف ورزیاں جاری ہیں۔ کشمیری وہاں ایک سانس لینے کو ترس رہے ہیں۔ اسرائیل فلسطینیوں کی لاشوں پر صیہونیوں کے لئے گھروں کی تعمیر میں مشغول ہے۔ امریکہ عراق افغانستان اور پاکستان کے قبائلی علاقوں میں تباہی و بربادی کی وہ داستانیں رقم کر چکا ہے کہ تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ افغانستان میں کٹھ پتلی حکومت نے بدعنوانی کے اگلے پچھلے سبھی ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ اس تمام صورتحال سے پاکستانی میڈیا کو نہ صرف یہ کہ پوری طرح باخبر ہونا چاہئے بلکہ اپنے عوام کو بھی اس سے مکمل طور پر آگاہ رکھنا چاہئے۔ امریکہ اور اس کے حواریوں کی پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کی عالمی جنگ کا مقابلہ صرف اسی صورت ممکن ہے کہ فوج قوم اور حکومت یکجان ہوں اور یہ مجبوراً صرف پاکستان میڈیا ہی سرانجام دے سکتا ہے۔

بقیہ: ہندو القاعدہ

اس صدی کے آغاز میں بھارت میں چھ سو سے زائد عیسائیوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ ان گنت مسلمان ہندو انتہا پسندی کی آگ میں جھونک دیئے گئے۔ بے شمار دلت اور اچھوت بھارتی سیکولرازم کی قربان گاہ پر گندی چھری سے ذبح کر دیئے گئے۔ ہندو جنونیوں کی تنظیمیں شیوسینا، بجرنگ دل، درگا واہنی، ابھینو بھارت، آر ایس ایس اور بی جے پی نے ہندوستان بھر میں ٹریننگ کیمپ قائم کر رکھے ہیں۔ جہاں غیر ہندوؤں کو قتل کرنے کی تربیت اور اسلحہ و گولہ بارود مہیا کیا جاتا ہے۔ بھارتی فوج کے افسران مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے خلاف ہونے والی دہشت گردی کی وارداتوں کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ طاقت اور برتری کے نشے میں دھت برہمن زادوں کو بھارتی فوج "لاجسٹک سپورٹ" فراہم کرتی ہے اور ہندو درندوں کو درندگی میں مزید طاق کرنے کیلئے اسرائیل اور نیپال بھجواتی ہے۔

بھارت دہشت گردی کا سب سے بڑا مرکز بلکہ ایک ایسی تجارتی منڈی کی حیثیت حاصل کر چکا ہے جہاں دہشت گرد دوسرے ممالک کو بھجوائے جاتے ہیں۔ سری لنکا والوں کو سول جنگ کا وہ برسوں پرمحیط دور کیونکر بھول سکتا ہے جب بھارتی سرمائے، اسلحے اور تربیت سے لیس تامل ٹائیگرز نے سری لنکا والوں کی زندگیاں اجیرن کر رکھی تھیں۔ چین کے ساتھ ٹکر لینے کیلئے بھارت تبت کے لوگوں کو اسلحہ، سرمایہ اور تربیت فراہم کر رہا ہے اور افغانستان کے راستے پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کی بھارتی کوششوں سے امریکہ سے زیادہ اور کون باخبر ہوگا۔

بھارت کے ہندو مذہبی جنونی دہشت اور وحشت کے اس پرچار میں تنہا نہیں بلکہ انہیں امریکہ کے رجعت پسند اور انتہا پسند عیسائی گروپوں کی بھرپور مدد اور تائید حاصل ہے۔ امریکی انتہا پسند عیسائی بھارتی ہندوؤں کو امریکی حکومت کے اہم اداروں اور میڈیا گروپس میں ایڈجسٹ کروانے میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس حوالے سے فلسطینیوں کی لاشوں پر قائم ہونے والا اسرائیل بھی کسی سے پیچھے نہیں کہ وہاں ہندو انتہا پسندوں کو دہشت گردی کی تربیت فراہم کرنے کے علاوہ بھارت کی دامے درمے سخنے بھرپور مدد کی جاتی ہے۔

ان حالات کے تناظر میں دیکھا جائے تو امن عالم کو اسلام اور مسلمانوں کی بجائے اصل خطرہ ہندو انتہا پسندی اور دہشت گردی سے ہے۔ امریکہ اور مغرب اگر دہشت گردی کے خلاف جنگ میں واقعی مخلص ہیں تو پھر انہیں ہندو القاعدہ کی سرکوبی کیلئے بھی ایک جنگ شروع کرنا ہوگی بصورت دیگر بھارت کے ہندو مذہبی جنونی اس دنیا کو ایک ایسے جہنم میں تبدیل کر دیں گے جس کا ایک نمونہ بھارت میں اقلیتوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک کی صورت میں دیکھا جا سکتا ہے۔

بقیہ: سٹیو چی شن

فیملی: بیگم فضول خرچ ہیں؟

سٹیو چی شن: بیگم صرف ضرورت کی چیزیں خریدتی ہیں۔ اس کے علاوہ وہ کوئی فالتو خرچہ نہیں کرتیں۔

فیملی: خریداری ایک ساتھ کرتے ہیں؟

سٹیو چی شن: میں ویسے تو شاپنگ پسند نہیں کرتا، عورتوں کے ساتھ شاپنگ کرنا زندگی کا مشکل ترین کام ہے۔ ان کا بہت نخرہ ہوتا ہے۔ یہ پسند نہیں وہ پسند نہیں، بہت ٹائم لگاتی ہیں۔ مجھے جو چیز پسند آ گئی خرید لیتا ہوں۔

فیملی: ہم تو سمجھتے تھے کہ پاکستانی خواتین خریداری زیادہ دیر لگاتی ہیں؟

سٹیو چی شن: نہیں سب عورتیں ایک طرح سے ہی خریداری کرتی ہیں۔ اکثر میں اپنی بیٹی کے ساتھ شاپنگ کیلئے جاتا ہوں۔

فیملی: دنیا میں سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟

سٹیو چی شن: بیگم اور بچوں سے۔

فیملی: آپ نے پہلا عشق کس سے کیا؟

سٹیو چی شن: بیٹی سے۔

فیملی: زندہ لوگوں میں کوئی شخصیت پسند ہے؟

سٹیو چی شن: چین نے پوری دنیا میں بہت تیزی سے ترقی کی ہے۔ چین کو تو اس وقت ورلڈ فیکٹری ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ان کی معیشت نمبر ون ہے۔ میں تو جب بھی چین جاتا ہوں تو کوئی نئی چیز سامنے آتی ہے۔ پاکستان کہاں تھا اور چین کہاں تھا؟ مگر اب چین کہاں چلا گیا اور پاکستان اب بھی وہیں ہے۔ شخصیات تو نہیں البتہ چین کا بہت کم عرصے میں ترقی کر جانا مجھے اچھا لگتا ہے۔

فیملی: بیگم کی شخصیت میں خوبیاں کیا ہیں؟

سٹیو چی شن: وہ بہت خیال رکھنے والی ہیں۔ میں اس کے رویے سے بہت مطمئن ہوں کہ اس نے میرے پہلے بچوں کو بالکل سگی ماں کا پیار دیا۔ وہ ہمیشہ ان کے لیے ماں کے جذبات لئے ہوتی ہے۔ ان کے تمام مسائل سنتی ہے ان کا حل تلاش کر دیتی ہے۔

فیملی: کوئی خامی؟

سٹیو چی شن: ابھی تک تو کوئی نظر نہیں آئی۔

فیملی: آپ نے دوسری شادی کب کی تھی؟

سٹیو چی شن: 18 جون 2005ء۔

فیملی: کبھی کبھار روتے ہیں؟

سٹیو شن: ہاں میں رو پڑتا ہوں۔

فیملی: آخری بار کب روئے؟

سٹیو چی شن: جب تین سال قبل اپنی بیٹی کو کینیڈا بھیجا، پھر جب میری بیگم اور میرے ڈیڈی کی وفات ہوئی تب رویا۔

فیملی: آپ مزاج کے کیسے ہیں؟

سٹیو چی شن: سادہ مزاج آدمی ہوں۔ میں کبھی دوسروں کو تکلیف نہیں دیتا۔ میری زندگی کا اصول دوسروں کو تکلیف دینا نہیں، ہر ممکن کوشش کرتا ہوں کہ دوسروں کے زیادہ سے زیادہ کام آ سکوں مگر جب دیکھتا ہوں کہ لوگ میری اس عادت کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں تو مجھے اچھا نہیں لگتا۔

بقیہ: قلم دراز

انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر سیاسی کلچر کے پودے کی شروع سے ہی بہترین نمو کی جاتی تو تناور درخت بننے تک یہ کرپشن کی دیمک سے محفوظ ہو جاتا اور قوم کو اس درخت کے سائے اور پھل سے راحت نصیب ہوتی۔ مگر ایسا نہیں ہو رہا بلکہ سیاسی جماعتیں تنظیم سازی کے دوران اوچھے، بدمعاش اور بدعنوان عناصر کو اپنی پناہ میں لے لیتی ہیں جس کے نتیجے میں کرپشن جڑ سے پھوٹتی ہے تو جڑ، تنے اور پتے میں اس کا زہر پھیل جاتا ہے۔ بدقسمتی دیکھئے کہ یہی بدعنوان ترین "سیاسی کلچر" عدالتوں کو بھی یرغمال بنا لیتا اور ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر انہیں "کرپشن" کو کڑیاں لگانے کا مشورہ دیتا ہے پھر جب عدلیہ خم ٹھونک لیتی ہے تو دہائیاں دینے اور عدلیہ کے ہاتھ پاؤں کاٹنے میں لگ جاتا ہے۔ عدلیہ چیخ پکار کرتی ہے کہ ہم نے قومی مجرم پکڑ لئے ہیں مگر حکومت عدلیہ کے احکامات پر عمل درآمد سے گریز کرتی ہے۔ ابھی حال ہی میں چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس افتخار محمد چودھری کی سربراہی میں عدلیہ نے رینٹل پاور کے لٹیروں سے رقومات واپس لی ہیں تو کنٹینرز سکینڈل کی کرپشن کو بھی بے نقاب کر دیا ہے۔ عدلیہ ہی این ایف بی آر میں پانچ سو ارب وزارت دفاع میں 120 ارب اور کسٹم میں پچاس ارب کی کرپشن کو منظر عام پر لائی ہے۔ ریکوڈک پر بھی عدلیہ کے استدلال نے غیر ملکی اداروں کیلئے دلالی کرنے والے بااثر اور مقتدر طبقوں کو چوکنا کر دیا ہے۔ ان حالات میں جب پاکستان کا ہر فرد 60 ہزار روپے کا مقروض ہو چکا ہے، ہمارے حکمرانوں کا دل لوٹ مار سے نہیں بھر رہا۔ بھلا ایسی بے رحم اور بدعنوان مقتدر سیاسی طاقتوں سے کرپشن کیخلاف اٹھ کھڑے ہونے کی امید کیسے کی جا سکتی ہے؟ ہاں جب عوام اٹھیں گے اور اپنے نمائندوں سے ووٹ کا حساب مانگیں گے تو پھر ممکن ہے کرپشن کی دلدل میں پھنسا ترقی کا پہیہ نکل پائے۔

بقیہ: قومی سیاست

تو دوسری طرف وزیراعظم چھ ماہ کی مہلت مانگ کر اپنی پانچ سال کی ٹرم پوری کرنے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کے نرم رویے سے اپوزیشن پھر پیچھے میں آ گئی۔ اخبارات میں تیونس کے انقلاب کو پیش نظر رکھنے کا مطالبہ بھی سامنے آ رہا ہے۔ یہ انقلاب عوام کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جانے پر برپا ہوا تھا اور ہمارے حکمرانوں کیلئے چشم کشا ہے جو عوام کو یکسر نظر انداز کر رہے ہیں۔ عوام کا لاوا سڑکوں پر بہہ نکلا تو وہ دن حکمرانوں کیلئے ہی نہیں ملک کیلئے بھی روز بد ہوگا۔ اس لئے فوری ضرورت اس بات کی ہے کہ دس نکاتی ایجنڈے پر نظر آنے اور عوام کو مطمئن کرنے والی کارروائی کا فوری آغاز کیا جائے۔

ہومیو پیتھی مشورے

ڈاکٹر عثمان طارق

دانت ہلتے ہیں

ارشد جتوئی۔۔۔فیصل آباد

سوال: ڈاکٹر صاحب! میری عمر 47 سال ہے مسئلہ یہ ہے کہ میرے دانت ہلنا شروع ہو گئے ہیں۔ کوئی سخت چیز نہیں کھا سکتا، ٹھیک طرح سے روٹی بھی نہیں چبائی جاتی۔ دانتوں میں ٹھنڈا گرم بھی لگتا ہے۔ سخت تکلیف میں ہوں۔ براہ کرم آپ میرے لیے کوئی اچھی سی دوائی تجویز کر دیں۔

جواب: آپ 3xHekla Lava طاقت کی ایک ایک گولی دن میں چار مرتبہ پانی کے ہمراہ استعمال کریں۔ مرغن غذا، ٹھنڈی اشیاء اور تیز مرچ مصالحہ جات سے مکمل پرہیز کریں۔ بہت جلد آپ محسوس کریں گے کہ آپ کے دانت مضبوط ہو گئے ہیں۔

موٹاپا

افضل۔۔۔چنیوٹ

سوال: ڈاکٹر صاحب! میری عمر 25 سال ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں بہت موٹا ہوں۔ وزن 107 کلوگرام یعنی 235 پونڈ ہے۔ پیٹ لٹکا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ کولہے بھی بہت بڑھے ہیں۔ اس کی وجہ سے میں احساس کمتری کا شکار ہوں۔ خوش رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔ کوئی کام کرنے کو دل نہیں چاہتا ہے۔ براہ کرم آپ میرے لیے کوئی دوائی تجویز کر دیں۔

جواب: آپ 30CalcCarb طاقت کے پانچ قطرے دن میں چار مرتبہ پانی میں ملا کر استعمال کریں۔ گھی، بڑا گوشت، مکھن ملائی، پیزا، بیکری کا سامان، چاول، نان وغیرہ سے پرہیز کریں۔ روزانہ ورزش کیا کریں۔ پھلوں اور سبزیوں کا استعمال زیادہ کریں۔ اللہ نے چاہا تو آپ کا وزن نارمل ہو جائے گا۔

برے خیالات

ثاقب علی۔۔۔اوکاڑہ

سوال: ڈاکٹر صاحب! میری عمر 35 سال ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مجھے رات کو سوتے میں برے خیالات آتے رہتے ہیں۔ سوتے میں اکثر ڈر جاتا ہوں۔ ہاسٹل میں رہتا ہوں۔ ہر وقت یہ خوف محسوس کرتا ہوں کہ کوئی مجھے نقصان نہ پہنچا دے۔ اس وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ براہ کرم میرے لیے کوئی دوائی تجویز کر دیں۔

جواب: آپ 30Aconite طاقت کے پانچ قطرے دن میں چار مرتبہ آدھے کپ پانی میں ملا کر استعمال کریں۔ اللہ نے چاہا تو آپ کا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

ناخن

کومل۔۔۔اسلام آباد

سوال: ڈاکٹر صاحب! میری عمر 18 سال ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن موٹے اور بدشکل ہوتے جا رہے ہیں۔ مجھے ان کی وجہ سے بہت شرمندگی محسوس ہوتی ہے۔ اس وجہ سے بہت پریشان رہتی ہوں۔ براہ کرم میرے لئے کوئی دوائی تجویز کر دیں۔

جواب: آپ 30Graphites طاقت کے پانچ قطرے دن میں چار مرتبہ آدھے کپ پانی میں ملا کر استعمال کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے ناخنوں کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

ناک میں غدود

نواز احمد۔۔۔سوات

سوال: ڈاکٹر صاحب! میری عمر 30 سال ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلق میں بلغم گرتی رہتی تھی۔ ناک کا ایکسرے کروایا تو علم ہوا کہ ناک میں غدود ہیں۔ ڈاکٹر نے مجھے آپریشن کا مشورہ دیا ہے۔ براہ کرم آپ مجھے کوئی ہومیو دوائی تجویز کر دیں تاکہ مجھے آپریشن نہ کرانا پڑے۔

جواب: آپ 30LemnaMinor طاقت کے پانچ قطرے دن میں چار مرتبہ آدھے کپ پانی میں ملا کر استعمال کریں۔ اللہ نے چاہا تو بہت جلد آپ کے ناک کے غدود بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔

چھائیاں

پروین اختر۔۔۔منڈی بہاؤالدین

سوال: ڈاکٹر صاحب! میری عمر 24 سال ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے چہرے پر بہت زیادہ چھائیاں پڑ گئی ہیں۔ اس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں۔ کریمیں لگا کر چہرہ بہت زیادہ بے رونق ہو گیا ہے۔ براہ کرم میرے لیے کوئی اچھی سی ہومیو دوائی تجویز کر دیں۔

جواب: عورتوں میں یہ مرض زیادہ تر خون کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لیے آپ تازہ سبزیاں، تازہ پھل اور دودھ کا استعمال زیادہ کریں اور 30Cimicifuga طاقت کے پانچ قطرے دن میں چار مرتبہ آدھے کپ پانی میں ملا کر استعمال کریں۔ گرم مصالحہ جات اور مرغن غذاؤں سے مکمل پرہیز کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

ادرک اور بادی اشیاء

محمد عمران۔۔۔لاہور

سوال: ادرک کے بارے کہا جاتا ہے کہ بادی اشیاء مثلاً آلو، گوبھی وغیرہ کے ساتھ شامل کر کے پکا کر کھایا جائے تو ان کا بادی پن ختم ہو جاتا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟ اور ادرک کے طبی فوائد بھی بتا دیں۔

جواب: یہ بات درست ہے کہ ادرک کو بادی اشیاء کے ساتھ ملا کر پکانے سے ان کا بادی پن ختم ہو جاتا ہے۔ ادرک بھوک لگاتا اور غذا کو جلد ہضم کرتا ہے۔ معدہ میں پیدا ہونے والی گیس کو تحلیل کر کے خارج کرتا ہے۔ اپھارہ، درد، موٹاپا، عرق النساء (شیاٹیکا پین) اور بلغمی امراض میں فائدہ مند ہے۔ جن لوگوں کا نظام ہضم درست نہ رہتا ہو اور ریاح بنتے ہوں بھوک کم لگتی ہو، ان کو سالن میں ادرک کا استعمال ضرور کرنا چاہیے۔ طب یونانی میں ادرک کی دوا اجزائی زنجبیل کے نام سے صدیوں سے موثر و مفید تسلیم کی گئی ہے۔

طبی مشورے

حکیم راحت نسیم سوہدروی

دل گھبرانا

محمد احسن۔۔۔فیصل آباد

سوال: اچانک میرا دل گھبرانا شروع ہو جاتا ہے۔ ہر شے سے خوف آتا ہے۔ کوئی چیز سامنے آئے تو دل دھڑک دھڑک کرنے لگتا ہے۔ اس کے لئے کوئی مفید مشورہ دیں۔

جواب: آپ صبح نہار منہ خمیرہ ابریشم ارشد والا 5 گرام، شربت مفرح مقوی قلب دو چمچے استعمال کیا کریں۔

ورم گردہ

ناصر احمد۔۔۔لاہور

سوال: میری عمر 24 سال ہے۔ اچھی صحت ہے۔ مگر کچھ عرصے سے مجھے صبح اٹھتے ہی چہرے پر ورم ہوتا ہے۔ علاج کے باوجود ختم نہیں ہوا۔ آپ طب کی روشنی میں مشورہ دیں۔

جواب: ایسا لگتا ہے کہ آپ کے گردوں پر ورم ہے جس کی وجہ سے صبح اٹھتے ہی چہرے پر ورم ہوتا ہے۔ آپ کو یہ جان لینا چاہیے کہ ورم مرض نہیں بلکہ مرض کی علامت ہے۔ سب سے پہلے تو آپ نمک کا استعمال بالکل ترک کر دیں اور ذیل کی دوائی تدبیر کریں۔

ریوند چینی 3 گرام، عود صلیب 2 گرام آدھے گلاس پانی میں جوش دے کر چھان کر نہار منہ صبح کے وقت پی لیا کریں۔ اور سہ پہر کو جوارش زرعونی عنبری چھ گرام تازہ پانی سے کھا لیا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا یہ مسئلہ ٹھیک ہو جائے گا۔

سفید بال

فہمیدہ۔۔۔سیالکوٹ

سوال: میری عمر 36 سال ہے۔ میرے بال سفید ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ میں ایک مالیاتی ادارے میں بحیثیت اکاؤنٹس آفیسر کام کرتا ہوں کافی دماغی کام کرنا ہوتا ہے۔ چاہتا ہوں کہ بال سفید ہونا رک جائیں۔ اپنے کالم میں مشورہ دیں۔

جواب: بال سفید ہونے کی کوئی حتمی وجہ تو ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی۔ تاہم نزلہ زکام کی شکایت، زیادہ دماغی کام، ذہنی دباؤ، کمزوری، خون کی کمی، معدہ کی خرابی کے علاوہ موروثی طور پر بھی جلد بال سفید ہو جاتے ہیں۔ آپ مربہ آملہ اور اطریفل زمانی ایک عدد صبح نہار منہ کھا لیا کریں اور دوپہر شام کھانا کھانے کے بعد جوارش جالینوس آدھی آدھی چمچی کھا لیا کریں۔ ڈیڑھ دو ماہ کھانے کے بعد دوبارہ تحریر کریں اور مزید مشورہ حاصل کریں۔

تلی بڑھنا

رضیہ۔۔۔بہاولپور

سوال: گزشتہ دو سال سے میری تلی بڑھ گئی ہے۔ بہت سی ادویات استعمال کر چکی ہوں مگر مرض نہیں گیا۔ آپ اس سلسلے میں میری رہنمائی کریں۔

جواب: طب میں اسے عظم طحال کہتے ہیں۔ آپ رائی 30 گرام، سہاگہ بریاں 10 گرام پیس کر رکھ لیں۔ صبح شام کھانے کے بعد تین تین گرام تازہ پانی سے کھا لیا کریں۔ یہ ایک اچھی تدبیر ہے۔ تاہم سبز کریلے کے چھلکوں کا پانی نچوڑ لیں اور ان میں دو دو چمچے (چاول والے) پی لیا کریں۔ امید ہے کہ مفید ثابت ہوں گے۔

سردرد

ولید احمد۔۔۔ملتان

جواب: آپ کو دردسری کی وجہ سر میں نزلی رطوبتوں کا جمع ہو جانا ہے۔ آپ قبض نہ ہونے دیں۔ درد دور کرنے والی گولیوں سے احتیاط کریں اور ذیل کی تدبیر کریں، آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ صبح نہار منہ اطریفل اسطوخودوس آدھی چمچی، خمیرہ بادام، نصف چمچ چاٹ لیں۔ ایک ماہ تک کھا لیں۔ اللہ نے چاہا تو آپ کا سردرد ختم ہو جائے گا۔

میں بیمار ہوں کیا علاج کروں؟

پروفیسر ڈاکٹر ساجد قیوم سے پوچھیے

کمزور بال

موازینہ طارق۔۔۔خانیوال

سوال: ڈاکٹر صاحب! میری عمر 23 سال ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے میرے سر کے بال بہت کمزور ہو گئے ہیں، بہت زیادہ گرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں۔ براہ مہربانی اس کا کوئی اچھا سا علاج بتا دیں۔

جواب: آپ ایک کیپسول Perfectil روزانہ اور ایک گولی Epivite روزانہ اور ایک گولی روزانہ Stress Tab. لیں۔ ہفتے میں دو مرتبہ ضرور سر پر تیل لگایا کریں۔ روزانہ سیر کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے سر کے بالوں کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

بند ناک

سعدیہ جیلان۔۔۔فیصل آباد

سوال: ڈاکٹر صاحب! میرا بیٹا 4 ماہ کا ہو گیا ہے۔ کچھ دنوں سے اس کا ناک بند ہو جاتا ہے اور چھینکنے سے بھی کھڑ کھڑ کی آوازیں آتی ہیں۔ ناک بند ہونے کی وجہ سے وہ سو بھی نہیں پاتا۔ براہ مہربانی اس کا کوئی اچھا علاج بتا دیں۔

جواب: آپ اپنے بچے کو Ronded-D قطرے ایک ڈراپر صبح شام اور شربت Augmentin ایک چمچ رات کو روزانہ ایک ہفتہ تک پلائیں۔ بچے کا ناک صاف رکھیں۔ سر، چھاتی اور پاؤں کو سردی سے خاص طور پر بچائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔

خشکی

سائرہ عابد۔۔۔لاہور

سوال: ڈاکٹر صاحب! میری عمر 26 سال ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ خشکی کی وجہ سے میرے سر کے بال گرتے ہیں۔ براہ کرم میرے لئے کوئی اچھی سی دوائی تجویز کر دیں۔

جواب: آپ ایک گولی روزانہ INIZORA ایک ماہ تک کھائیں۔ ہفتے میں دو مرتبہ سر پر سرسوں کا تیل روئی کے ساتھ بالوں کی جڑوں میں لگائیں۔ پانی، پھل، سلاد، جوس زیادہ لیں۔ اللہ نے چاہا تو آپ کا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

منہ کے چھالے

محمد عرفان۔۔۔لاہور

سوال: ڈاکٹر صاحب! میری عمر 30 سال ہے، میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے منہ میں چھالے نکل آتے ہیں، کھانا کھایا نہیں جاتا۔ بہت پریشان ہوں، مہربانی فرما کر کوئی اچھی دوائی تجویز کر دیں۔

جواب: آپ ایلوپیتھی طریقہ استعمال کریں، ایک گولی Flagyl 400 ملی گرام صبح، شام اور ایک گولی Betnelan صبح، شام اور ایک کیپسول Vibramycin صبح شام لیں۔ تیز مرچ اور ثقیل غذا مثلاً نان، سری پائے وغیرہ سے پرہیز کریں۔ اللہ نے چاہا تو یہ مسئلہ ٹھیک ہو جائے گا۔

موٹاپا

حنا اشرف۔۔۔جھنگ

سوال: ڈاکٹر صاحب! میری عمر 24 سال ہے، مسئلہ یہ ہے کہ میرا وزن 76 کلوگرام ہے اور قد 5 فٹ، موٹاپا بہت زیادہ ہے، بہت پریشان ہوں۔ براہ مہربانی کوئی اچھا نسخہ تجویز کر دیں۔

جواب: آپ ایک گولی Trimfast 10 ملی گرام صبح 11 بجے لیں۔ خوراک میں چکنائی اور زیادہ میٹھی چیزیں نہ لیں۔ پانی، جوس، گوشت، مرغ زیادہ لیں روٹی اور چاول کم مقدار میں لیں، صبح شام سیر کیا کریں اور صبح شام چھلکا اسپغول بھی استعمال کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

کمزوری

محمد کاشف۔۔۔ملتان

سوال: ڈاکٹر صاحب! میری عمر 27 سال ہے، میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے بہت زیادہ کمزوری ہے، خون کی بھی کمی ہے۔ کمزوری کی وجہ سے کام کرنے کو دل نہیں کرتا، بہت جلد تھک جاتا ہوں۔ براہ کرم کوئی اچھا سا نسخہ تجویز کر دیں۔

جواب: آپ کیلئے یونانی طریقہ علاج مفید ہو گا۔ آپ شربت فولاد دو چمچ صبح، دوپہر، شام اور ایک گولی حب اصحاب صبح شام دودھ کے ساتھ لیں۔ علاج دو ماہ تک کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ افاقہ ہو گا۔

بواسیر

سعد عاشق۔۔۔کراچی

سوال: ڈاکٹر صاحب! میری عمر 28 سال ہے، مسئلہ یہ ہے کہ مجھے کچھ عرصہ سے بواسیر کی شکایت ہو گئی ہے۔ کبھی پاخانے کے ساتھ خون بھی آتا ہے۔ براہ کرم میرے لئے کوئی اچھی سی دوائی تجویز کر دیں۔

جواب: آپ کے لئے دیسی طریقہ علاج موثر ہو گا۔ قرص بواسیر خاص دو گولیاں صبح شام پانی کے ساتھ لیں۔ یہ علاج 3 ماہ تک کریں۔ غذا میں تیز مرچ مصالحہ، نان، چاول، دال سے پرہیز کریں۔ اللہ نے چاہا تو یہ مسئلہ ختم ہو جائے گا۔

ایک الجھن سو حل

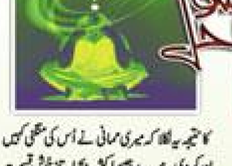

خان بابا

بدنصیب ہوں

شاہ رخ خان

مسئلہ: میں سترہ سال کا ایک خوشحال گھرانے کا اکلوتا چشم و چراغ ہوں۔ اس وقت ایف اے کا طالبعلم ہوں۔ ان دنوں میں بہت زیادہ اداس رہتا ہوں۔ کئی مرتبہ خودکشی کرنے کا بھی خیال ذہن میں آیا مگر ارادہ ملتوی کر دیا۔ مجھے کچھ نہیں آتا کہ میں کیا کروں۔ صورت حال یہ ہے کہ مجھے اپنی ایک ماموں زاد سے پیار ہو گیا ہے وہ اس وقت یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔ میں نے اپنی پسند کے بارے میں اپنے گھر والوں کو بتایا تو انہوں نے میری بات کو مذاق سمجھا۔ میری والدہ نے مجھے جواب دیا کہ خود کو دیکھو اور اس کو دیکھو، اپنے مطابق کوئی بات کرو۔ میں نے ان سے بھی کہا کہ ٹھیک ہے ابھی چھوٹا ہوں اور کم عمر ہوں تو آپ لوگ میری منگنی کر دیں، چار پانچ سال بعد شادی کر لیں گے تاکہ وہ میری ہی رہے۔ مگر انہوں نے میری اس بات پر کوئی غور نہیں کیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میری ممانی نے اس کی منگنی کہیں اور کر دی۔ میرے جیسے کتنے بدنصیب ہیں، لوگ ایسے خوش قسمت ہوتے ہیں کہ وہ جس چیز پر بھی انگلی رکھ دیں ان کے والدین وہ چیز اس کے لئے ہر حال میں حاصل کر کے دیتے ہیں۔ مگر میرے ساتھ الٹ معاملہ ہے میں نے پہلی مرتبہ ایک خواہش کی تھی مگر اس کا بھی یہ جواب ملا کہ "خود کو دیکھو اور اس کو دیکھو" "پہلے میں پڑھائی میں بھی بہت اچھا تھا مگر جب سے مجھے پیار ہوا ہے اور جب سے میرے والدین نے مجھے مایوس کیا ہے پڑھائی میں بہت پیچھے رہ گیا ہوں۔ کوئی کتاب لے کر پڑھنے بیٹھتا ہوں تو اس کا چہرہ سامنے آ جاتا ہے۔ مجھے بتائیں کہ میں اپنے والدین کو کس طرح قائل کروں کہ وہ میرے لئے اس لڑکی کا رشتہ طے کر جائیں۔ ابھی اس کی منگنی ہی ہوئی ہے۔ وہ منگنی ختم کر کے میرے ساتھ منگنی ہو سکتی ہے۔ اگر اس کی شادی بھی ہو گئی تو پھر میرے پاس کوئی اور راستہ بھی نہیں ہو گا۔

حل: آپ کے خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو صرف اور صرف اپنا ہی مسئلہ اہم لگتا ہے۔ کسی دوسرے کے بارے میں آپ قطعاً نہیں سوچتے۔ بچوں میں ایسا رویہ اس وقت ہی آتا ہے جب ان کے ساتھ بہت زیادہ لاڈ کیا جائے۔ ان کی ہر جائز اور ناجائز خواہش پوری کر دی جائے۔ آپ کے والدین بلاشبہ اس سے قبل آپ کی ہر چھوٹی بڑی جائز اور ناجائز خواہش پوری کرتے آئے ہیں اور اب آپ کو کسی معاملے میں انکار سننے کی عادت نہیں رہی ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ آپ کو اس لڑکی سے پیار ہو گیا ہے جو یونیورسٹی میں پڑھتی ہے یقیناً وہ عمر میں بھی آپ سے بڑی ہو گی۔ اس کی سوچ بھی آپ سے پختہ ہو گی۔ کیا آپ نے یہ سوچا ہے کہ کیا وہ بھی آپ کو پسند کرتی ہے یا آپ سے پیار کرتی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ ایک چھوٹے کزن کی حیثیت سے آپ کو پسند بھی کرتی ہو مگر شریک حیات کے طور پر تو وہ آپ کو پسند نہیں کرتی ہوگی۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ بھی منگنی نہ کراتی۔ آپ کا خیال ہے کہ ابھی اس کی منگنی ہوئی ہے اس لئے اس منگنی کو ختم کر کے اس کی منگنی آپ سے کر دی جائے۔ کس قدر خود غرضی پر مشتمل آپ کی سوچ ہے۔ اگر آپ کو واقعی اس سے پیار ہے تو پھر آپ کو اس قدر خود غرض نہیں ہونا چاہیے۔ پیار کا تقاضا تو یہ ہے کہ آپ خود اس کیلئے قربانی دیں اور جس انداز میں وہ خوش ہے اس کو خوش رہنے دیں۔ آپ کے ساتھ وہ کبھی بھی خوش نہیں رہے گی۔ آپ نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ سے آپ کی پڑھائی متاثر ہو رہی ہے تو آپ کو یہ جان لینا چاہیے کہ اس کی وجہ وہ لڑکی نہیں بلکہ آپ کی اپنی عادات ہیں۔ آپ اپنی عادات کو بدلیں۔ ہر وقت کتاب لے کر بیٹھے رہنے کی بجائے کچھ وقت اپنی صحت پر بھی دیں۔ آپ فوری طور پر کسی جم میں داخلہ لے لیں۔ اس سے آپ کی عادتیں بھی ٹھیک ہو جائیں گی۔ صحت بھی بنے گی، منفی خیالات بھی دور ہو جائیں گے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ دل لگا کر پڑھائی کر سکیں گے۔ کسی جم میں داخلہ لینے میں اگر آپ کو کوئی مشکل ہو تو پھر روزانہ صبح کے وقت کھلی فضا میں جاگنگ کیا کریں۔ صرف ایک ہفتہ جاگنگ کر کے دیکھیں۔ اپنا جائزہ لیں گے تو معلوم ہو گا کہ آپ نے اپنے اندر کتنی بہتری پیدا کر لی ہے۔ چار پانچ سال بعد جب آپ خود یونیورسٹی میں چلے جائیں گے تو یقیناً آپ کو اپنی آج کی حماقت پر ہنسی آئے گی۔ عین ممکن ہے کہ جب کوئی ایسی لڑکی آپ سے توقع لگا بیٹھی ہو۔ مگر آپ اس کو یہ ضرور بتائیں کہ آپ نے خود کو کس طرح بہتر بنایا تھا۔

اپنے مسائل کاغذ کی ایک طرف صاف تحریر لکھ کر درج ذیل پتہ پر ارسال کریں

انچارج ایک الجھن سو حل

ہفت روزہ فیملی میگزین 23 مزنگ روڈ لاہور

مختصر جوابات

نازیہ

حل: آپ کے شوہر آپ کو توجہ نہیں دیتے جبکہ آپ کے خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ خود بھی اپنے شوہر کو وقت نہیں دیتیں۔ آپ اپنی مصروفیات میں سے خاص ان کیلئے وقت نکال کر انہیں دیں اور پھر دیکھیں کہ وہ آپ کو توجہ دیتے ہیں یا نہیں۔

فرخندہ

حل: آپ نماز پنجگانہ باقاعدگی سے ادا کیا کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ صبح کی سیر کو بھی اپنا معمول بنائیں اور کھانے پینے میں اعتدال سے کام لیں۔ آپ کے سب مسائل حل ہو جائیں گے۔ یاد رکھیں کہ سب مسائل انسان خود حل کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ البتہ مسائل کے حل کیلئے جدوجہد ضرور کرنی چاہیے اور فیصلہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے۔ جب انسان قدرت کے فیصلوں کو تبدیل کرنا چاہے یا قدرت کے فیصلے اپنے ہاتھ لینا چاہے تو اس طرح کی پریشانیاں ہو جاتی ہیں۔

رابعہ

حل: آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ وقت کے ساتھ ساتھ انسان کے مزاج میں سنجیدگی اور جذبات میں ٹھہراؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر آپ کے اندر یہ خوبی پیدا نہیں ہوئی تو سوچنے کی بات ہے کہ ایسا کیوں نہیں ہوا۔ آپ کی توجہ بچوں کی تربیت پر ہونی چاہیے۔ آپ کو دیکھ کر تو آپ کے بچے بھی معاشرے کے فعال فرد نہیں بن پائیں گے۔

بابر

حل: یاد رکھیں کہ زندگی گزارنے کا غیر فطری انداز اپنانے سے مزید مسائل جنم لیں گے اور پریشانیاں بڑھیں گی۔ انسان جس قدر فطرت کے قریب رہتا ہے اس کی زندگی پرسکون اور محفوظ رہتی ہے۔ کسی بھی شخص کی زندگی میں آنے والے مسائل کی وجہ کہیں نہ کہیں غیر فطری انداز اپنانا ہی ہوتا ہے۔

عاصمہ

حل: ان حالات میں آپ کو اپنے دل کا غبار نکالنے کے لئے کاغذ اور قلم کا سہارا لینا ہی بہتر ہے۔ اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کا راز کسی کو معلوم نہ ہو تو پھر لکھنے کے بعد کاغذات تلف کر دیں۔ اس طرح آپ کے دل کا غبار بھی نکل جائے گا اور راز بھی راز رہے گا۔ یاد رکھیں اگر آپ سچے دل سے توبہ کریں تو پھر اللہ بھی معاف کر دیتا ہے اور دل کو سکون بھی مل جاتا ہے۔

ایمن امین

حل: آپ لوگوں کی باتوں کی پرواہ نہ کریں بلکہ خود اپنی منزل کا تعین کریں اور اس کے حصول کے لئے کوشاں رہیں۔ ہنسنے اور پریشان کرنے والے لوگ وہیں کھڑے رہ جائیں گے اور آپ ترقی کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ایک روشن ستارہ بن جائیں گے۔ آزما کر دیکھ لیں۔

علی سفیان آفاقی

قسط نمبر 261

اخبار لپیٹنے کے لئے ایک اور دکان پر گئے۔ یہ بک سٹال بھی تھا۔ سگار، سگریٹ اور تمباکو بھی یہاں ملتا تھا۔ ٹافی، چاکلیٹ، بسکٹ وغیرہ بھی تھے۔ میک اپ کا سامان صابن خوشبویات بھی تھیں۔ اس قصبے کی بہت سی دکانیں "کثیر المقاصد" تھیں۔ ایک دکان سے ہم نے کسی کی فرمائش پر مچھلی پکڑنے کا سامان خریدا۔ بچوں کیلئے نہاتے وقت پہننے والی ٹوپیاں اور جیکٹیں بھی خرید لیں۔ دراصل یہ سمندر میں نہانے کے لئے درکار ہوتی ہیں۔ ہم نے شوقیہ لے لیں۔ لاہور میں بچوں نے اعتراض کیا تو ہم نے کہا۔ "بھئی شاور کے نیچے بھی یہ چیزیں استعمال کی جا سکتی ہیں۔ اگر کبھی شیمپو کر کے سر نہ دھونا ہو تو یہ ٹوپی پہن لینا۔"

اس مختصر سے بازار میں ہم نے چند اور تحائف بھی خرید لیے۔ لندن میں بھی یہ تمام چیزیں اسی قیمت پر دستیاب تھیں۔ ان ملکوں میں ایک "تری بات" یہ بھی ہے کہ ہر چیز کی قیمت مقرر ہوتی ہے جو کہ اس پر درج کرنا لازم ہے۔ بڑا شہر ہو یا گاؤں، ہر جگہ ایک ہی قیمت ہے۔ پائپ اور سگار نوشی ہم نے ترک کر دی تھی مگر ایک جگہ بہت خوشبودار خوبصورت سگار دیکھے تو لپک کر ایک پیکٹ خرید لیا۔ ہمارا ارادہ تو پائپ خریدنے کا تھا مگر موٹی خاتون دکاندار نے ایک لائٹر لا کر دے دیا جس کی قیمت پائپس سے برائے نام زیادہ تھی۔

ہوٹل پہنچے تو استقبالیہ پر موجود خوش شکل خاتون نے مسکرا کر استقبال کیا۔ ہم نے لندن کیلئے ایک فون کال ملائی اور طارق کو بتایا کہ ہم شام کو لندن پہنچ جائیں گے۔ فون کال کا بل طلب کیا تو وہ بھی برائے نام ہی تھا۔ ان باتوں پر ہمیں بہت حیرت ہوتی ہے کہ اس ملک میں ہر چیز تقریباً مفت ہے۔ بازار میں قیمتیں کم ہیں۔ لوگوں کو کافی آسانیاں ہیں۔ یہ کیسی حکومت ہے جو لوگوں کو آرام اور سہولتیں ہی دیتی رہتی ہے۔ آخر یہ اتنا کام کیسے چلاتی ہے۔ ان کا سرکاری خزانہ ہے یا قارون کا خزانہ؟ پھر اس کا جواب بھی ہمیں خود ہی مل گیا۔ وہاں سب لوگ دیانت داری سے ٹیکس، سوشل سیکورٹی کی رقم اور واجبات ادا کرتے رہتے ہیں۔ جواب میں حکومت انہیں اچھی سہولتیں فراہم کرتی ہے۔ بس اتنی سی بات ہے مگر سوچئے تو کتنی بڑی بات ہے!

سب ساتھیوں سے ہم پہلے ہی رخصت ہو چکے تھے۔ ہوٹل پہنچ کر ٹیکسی منگوائی اور ریلوے سٹیشن چلے گئے جو یہاں سے چند میل کے فاصلے پر تھا۔ ریلوے سٹیشن سے پونے دو گھنٹے بعد ہم لندن کے یوسٹن سٹیشن پر تھے۔ سٹیشن کے اندر ہی سے انڈر گراؤنڈ ٹرین میں بیٹھے اور طارق کے گھر کے پاس جا پہنچے۔ سٹیشن سے باہر نکلے تو سو گز کے فاصلے پر گھر تھا۔ ہر کام اتنا آسان، با سہولت اور باکفایت بھی۔ یہ لگ بھگ چونتیس سال پہلے کی بات ہے۔ اب تو انگلستان بھی کافی مہنگا ہو گیا ہے۔

پانچ دن کے بعد ہم لاہور میں تھے۔ ہم سے پہلے ہی ملک صاحب پہنچے ہوئے تھے۔ انہیں ٹیلی فون کے ذریعے شوٹنگ کے تمام معاملات اور واقعات کا علم تھا اس کے باوجود تفصیلات ہماری زبانی سننا چاہتے تھے۔ ہم نے انہیں ساری داستان کا خلاصہ سنا دیا۔ شوٹنگ کیسی ہو رہی ہے۔ اداکاروں کا کیا رویہ ہے۔ دوسرے مسائل کیا ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

ساری داستان سننے کے بعد وہ مسکرائے اور بولے "یہ بتائیں کہ جاوید شیخ اور سلمیٰ آغا کا کیا قصہ ہے؟"

ہم نے کہا "کوئی خاص بات نہیں ہے۔ دونوں کی خاصی دوستی ہو گئی ہے۔ اس وجہ سے شوٹنگ بھی اچھی ہو رہی ہے۔ آپ کا تو فائدہ ہے۔ نہ ہیروئن کا نخرہ ہے نہ ہیرو کے مطالبات۔"

بولے "ان دونوں کی شادی کب ہو رہی ہے؟"

ہم نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا "شادی؟ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔"

"یہاں تو اخبارات میں بہت کچھ چھپ رہا ہے کہ ان دونوں نے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور سلمیٰ کے مطالبے پر جاوید شیخ اپنی بیوی کو طلاق دینے والے ہیں۔"

ہم ہنسنے لگے "ملک صاحب انہوں نے بلاوجہ بات کا بتنگڑ بنا لیا ہے۔ بس دونوں میں میل اور بے تکلفی ہو گئی ہے۔ ظاہر ہے ہیرو اور ہیروئن میں ہو ہی جاتی ہے۔"

انہوں نے جیسے ہماری بات ہی نہیں سنی۔ فکر مند ہو کر بولے "آفاقی صاحب۔ جاوید کی بیوی اور بچوں کے ساتھ تو یہ بڑا ظلم ہے اور اس کا گناہ میرے سر ہے۔ نہ میں جاوید کو سائن کرتا نہ یہ مسئلہ پیدا ہوتا۔"

ہم نے کہا "ملک صاحب تقدیر میں یہی لکھا تھا۔ بہانے تو بن ہی جاتے ہیں۔ اس طرح تو ہم بھی اس گناہ میں شریک ہیں۔ ہمارے اصرار پر ہی جاوید کو آپ نے سائن کیا تھا۔"

ملک کے جانے کے بعد لطفی نے کرید کرید کر ہم سے جاوید شیخ اور سلمیٰ آغا کے بارے میں دریافت کیا۔ ہمیں جو کچھ معلوم تھا وہ ہم نے بتا دیا۔ دراصل دیکھا جائے تو ہمیں کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ محض قیاس آرائیاں ہی تھیں۔ ہم نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا وہ بلا کم و کاست لطفی کو بتا دیا۔ ساتھ ہی بیگم حسن عسکری کی تیز بینی کا بھی تذکرہ کر دیا۔

لطفی نے کہا "بھابی نے جو کہا وہ ٹھیک ہے۔"

ہم نے کہا "مگر ہم نے ایسی کوئی بات نہیں دیکھی۔"

وہ بولیں "آپ کا کیا ہے۔ آپ تو سامنے والوں کے کپڑوں کا رنگ، زیور، جوتے، شکل و صورت کچھ بھی نہیں دیکھتے ہیں۔ کئی بار تو آپ کار کے پاس سے گزرنے والے دوستوں کو بھی نہیں پہچانتے۔"

ہم نے کہا "اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔ ہمارا مشاہدہ بہت گہرا ہے۔"

بولیں "اچھا تو بتائیے ابھی ملک صاحب نے کس رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے؟"

ہم سوچنے لگے۔

"اچھا یہ بتائیے۔ وہ جوتے پہنے ہوئے تھے یا چپل؟"

ہم نے کہا "ہم ان کے جوتے دیکھنے تو نہیں بیٹھے تھے۔"

بولیں "یہ بتائیں کہ ان کی کار کا نمبر کیا ہے؟ کتنے ہی سال سے آپ یہ کار دیکھ رہے ہیں۔"

ہم نے ہار مان لی تو وہ فاتحانہ انداز میں مسکرائیں اور بولیں۔

"اللہ میاں نے عورتوں کو بہت گہری نظر دی ہے تاکہ وہ اپنے شوہروں کی نگرانی کر سکیں۔"

"اور تازہ ترین سکینڈل بنا سکیں۔" ہم نے فقرہ مکمل کیا۔

پھر ہمیں خیال آیا کہ جاوید کی بیگم اور بچے تو لاہور ہی میں ہیں۔ کیوں نہ ان سے ملاقات کی جائے۔ ظاہر ہے کہ جاوید شیخ کے بارے میں ان کی بیگم کچھ جاننا چاہتی ہوں گی۔

اسی شام ہم لطفی کو لے کر جاوید شیخ کے بنگلے پر پہنچ گئے۔

راستے میں لطفی نے ہم سے کہا "دیکھئے جاوید شیخ کو یہ گھر کرائے پر نہیں لینا چاہیے تھا۔"

"کیوں؟"

"آپ کو یاد نہیں کہ بابرہ سے شادی کرنے کے بعد شاہد نے بھی یہی گھر کرائے پر لیا تھا۔ کتنے شوق اور پیار سے اس کو سجایا تھا مگر یہ انہیں راس نہیں آیا۔ میرے خیال میں تو یہ گھر ہی منحوس ہے۔"

ہم نے کہا "ایسی ضعیف الاعتقادی کی باتیں مت کرو۔ اللہ خیر کرے گا۔"

جاوید کی بیگم زینت سفید براق کرتہ شلوار میں بہت تر و تازہ لگ رہی تھیں۔ دونوں بچیاں بھی ڈرائنگ روم ہی میں موجود

سلمیٰ آغا کا فلمی انداز

تھیں۔ ہر طرف سکون اور گھر گرہستی کا ماحول تھا۔

زینت نے بہت اشتیاق سے ہم سے انگلستان کا احوال پوچھا۔ ہم نے شوٹنگ کے بارے میں بتایا۔ ادھر ادھر کے دلچسپ واقعات بھی سنائے۔ جان بوجھ کر جاوید شیخ اور سلمیٰ آغا کا ذکر ہی نہیں کیا۔ ہمارا خیال تھا کہ وہ خود ہی پوچھیں گی مگر انہوں نے کوئی سوال کرنا ضروری نہیں سمجھا۔

کہنے لگیں "جاوید کا ٹیلی فون آتا رہتا ہے۔ وہاں کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ وہ بھی وہاں گھبرا گئے ہیں۔ کہہ رہے تھے جلدی واپس آ جاؤں گا۔"

زینت کا اعتماد قابل رشک تھا۔ لطفی نے ہماری طرف دیکھا۔ مطلب یہ کہ دیکھا۔ میں کیا کہتی تھی۔

زینت نے بہت اچھی قسم کی چائے پلائی پھر کہنے لگیں "آپ تو لندن میں تھے مگر یہاں اخبار والوں نے خوب کہانیاں بنائی ہیں۔"

"اچھا؟" ہم انجان بن گئے "کیسی کہانیاں؟"

وہ ہنسنے لگیں "جاوید اور سلمیٰ آغا کے بارے میں۔ ایک اخبار نے یہ بھی لکھ دیا کہ وہ دونوں شادی کر رہے ہیں۔ اخبار والوں کو تو اللہ موقع دے۔ کسی کی شادی کراتے ہیں کسی کی طلاق۔"

واپسی پر لطفی نے ہمیں خوب شرمندہ کیا "دیکھا آپ نے؟ میں نے کیا کہا تھا؟ یہ سب افواہیں اور قیاس آرائیاں ہیں۔ اگر کوئی بات ہوتی یا جاوید کے رویے میں کوئی تبدیلی ہوتی تو اس کی بیوی کو سب سے پہلے احساس ہو جاتا۔"

ہم نے کہا "بھئی ہمارا اس میں کیا قصور ہے۔ جو دیکھا اور سنا تھا وہ بتا دیا۔ اللہ جاوید شیخ اور ان کے خاندان کو خوش و خرم اور آباد رکھے۔ کتنی اچھی بیوی ہے اور کتنی پیاری بچیاں ہیں ان کی۔"

مگر کراچی اور لاہور کے اخبارات اور جرائد جاوید شیخ اور سلمیٰ آغا کے سکینڈل سے بھرے رہے۔ ہر روز ایک نئی خبر پڑھنے کو ملتی۔ لوگ ہم سے پوچھتے تو ہم فوراً کہہ دیتے کہ خواہ مخواہ رائی کا پہاڑ بنا رکھا ہے ورنہ شادی وغیرہ کا کوئی امکان نہیں ہے۔

وہ صاحب کہتے "ٹھیک ہی تو ہے۔ سلمیٰ آغا کو کیا پڑی ہے کہ وہ جاوید شیخ سے شادی کرے۔ اس کے لیے رشتوں کی کیا کمی ہے؟"

دو چار دن کے بعد ہی ملک صاحب پھر ہمارے گھر آ گئے۔

"آفاقی صاحب۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ایک بار پھر جانا پڑے گا۔"

"کہاں؟" ہم نے حیران ہو کر پوچھا۔

"لندن۔ کچھ شوٹنگ باقی ہے۔ عسکری کو آرٹسٹوں کی وجہ سے کافی پریشانی ہے۔ مسئلہ جاوید کے قابو میں نہیں آ رہا۔"

"مگر بات کیا ہے؟" ہم نے پوچھا۔

انہوں نے بتایا کہ بعض ایسے مناظر کی فلم بندی باقی ہے جو انگلستان ہی میں فلمائے جا سکتے ہیں۔ اگر یہ کام نہ ہوا تو پھر دوبارہ لندن جانا پڑے گا۔ اس کے علاوہ فوری طور پر لاہور میں سلمیٰ اور جاوید شیخ کی ڈیٹس بھی درکار ہیں تاکہ فلم کی ڈبنگ اور چھوٹا موٹا کام مکمل کر لیا جائے۔ اگر یہ کام فوری طور پر مکمل نہ ہوا تو بڑی مشکل ہو جائے گی کیونکہ جاوید اور سلمیٰ دونوں بے حد مصروف ہیں۔ جاوید کے کئی پروڈیوسر یہاں اس کے منتظر ہیں۔ اسی طرح سلمیٰ آغا کی بھی بمبئی میں فلمیں شروع ہونے والی ہیں۔ اگر ہمارا کام اٹک گیا تو پھر کافی دیر تک انتظار رہے گا۔

ہم نے کہا "مگر ہم کیا کر سکتے ہیں؟"

بولے "یہ آرٹسٹ جاوید ملک اور عسکری کے قابو میں نہیں آ رہے۔ آپ ہی انہیں قابو کر کے کام ختم کرا سکتے ہیں۔"

"مگر ہم تو ابھی آئے ہیں اور یہاں کے بہت سے کام..."

وہ ہماری بات کاٹ کر بولے "پلیز آفاقی صاحب۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ دیکھئے اب تو جاوید شیخ اور سلمیٰ کا بھی کام سے جی اچاٹ ہونے لگا ہے۔ وہ لوکیشن سے لندن چلا جاتا ہے اور وقت پر شوٹنگ کے لیے نہیں پہنچتا۔ اب وہ دونوں اپنی مرضی سے فیصلہ کر کے ہر کام کرتے ہیں۔"

"کب جانا ہوگا؟" ہم نے پوچھا۔

"میں جاوید ملک سے آج رات بات کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے دو تین دن کے اندر ہی جانا پڑ جائے۔"

وہ اپنے مصائب کی داستان سنا کر رخصت ہو گئے تو لطفی نے کہا "دیکھئے۔ میں اس بار آپ کو اکیلا نہیں جانے دوں گی۔"

دراصل ہم انہیں تمام واقعات سنا چکے تھے جن سے ہمیں دوچار ہونا پڑا تھا۔ ہم نے کہا "مگر چند روز کی تو بات ہے۔ اتنے کم وقت کے لیے ٹکٹ خریدنا کہاں کی عقل مندی ہے۔"

وہ کہنے لگیں "ٹکٹ ملک صاحب کو دینا چاہیے۔ آخر آپ ان کے کام کے لیے جا رہے ہیں۔"

ہم نے کہا "ٹھیک ہے۔ ہمارا ٹکٹ تو وہی دیں گے مگر تمہارا ٹکٹ وہ کیوں خریدیں؟"

"ٹھیک ہے۔ تو پھر اکیلے ہی جائیں مگر واپس آ کر مجھے اپنی پریشانیوں کی داستان نہ سنائیے۔" سچ پوچھئے تو ہم خود بھی دوبارہ سفر کرنے کے لیے تیار نہ تھے لیکن ملک صاحب کی خاطر سوچا تھا کہ چند روز کے لیے جانا پڑا تو چلے جائیں گے۔

دو دن کے بعد ملک صاحب نے یہ اطلاع دی کہ انگلستان میں جو ضروری کام کرنا ہے اس کے لیے انہوں نے فون پر متعلقہ آرٹسٹوں سے تفصیلی بات چیت کر لی ہے اور فلم کا یونٹ دو تین دن کے بعد واپس آ رہا ہے۔

تین چار دن کے بعد لطفی صاحب اور حسن عسکری صاحب لاہور میں ہمارے گھر میں بیٹھے کافی پی رہے تھے۔ عسکری صاحب نے مختصراً ہمیں بتایا کہ جو کام لاہور میں ہو سکتا ہے انہوں نے ملتوی کر دیا ہے۔ باقی سب ختم ہو چکا ہے۔ فلم کا یونٹ ان کے ساتھ ہی واپس آ گیا ہے لیکن جاوید شیخ کچھ دن کے لیے وہیں رک گئے ہیں۔ یہ بھی بتایا کہ سلمیٰ آغا کی والدہ اور والد بھی ایک فلم کا منصوبہ بنا رہے ہیں جس میں وہ جاوید شیخ کو کاسٹ کریں گے۔

جاوید شیخ کی فلموں کے دوسرے فلم ساز پیچ و تاب کھا کر رہ گئے لیکن مجبور اور بے بس تھے۔ گھونٹ پینے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا مگر اخبارات کے پاس خبروں اور قیاس آرائیوں کے لیے کافی مواد آ گیا۔ سلمیٰ آغا اور جاوید شیخ کے رومان اور شادی کی خبریں ایک بار پھر زور و شور سے گرم ہو گئیں۔

جاوید اور سلمیٰ کے معاملے کی کھوج میں ہم انکی بیگم سے ملنے چلے گئے

"دیکھئے آفاقی صاحب۔ جاوید شیخ کیا کر رہا ہے۔" لطفی صاحب نے ہم سے شکوہ کیا "یہ سب آپ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔"

"ہماری وجہ سے؟" ہم نے پریشانی سے پوچھا "بھائی ہمارا اس میں کیا قصور ہے؟"

"آپ ہی کی تجویز پر جاوید شیخ کو ہیرو کاسٹ کیا گیا تھا۔"

ہم نے کہا "ملک صاحب۔ یہ تو آپ کی زیادتی ہے۔ ہر کام آپ نے سلمیٰ آغا کی منظوری سے کیا ہے۔ جب ندیم اور فیصل دستیاب نہ ہوئے تو پھر سلمیٰ کی منظوری سے ہی آپ نے جاوید شیخ کو ہیرو بنایا تھا۔ ہمارا اس میں کیا قصور ہے؟"

انہوں نے بات بدل دی اور جاوید شیخ کے خلاف الزامات کی ایک فہرست سنا دی۔

چند روز بعد جاوید شیخ بھی لاہور پہنچ گئے۔ ظاہر ہے کہ وہ سیدھے اپنے گھر گئے اور ہنسی خوشی رہنے لگے۔ بیوی بچے بھی خوش ہو گئے۔

لطفی کی تجویز پر ہم ایک شام ان کے گھر گئے۔ وہ آتے ہی شوٹنگ میں مصروف ہو گئے تھے۔ زینت اور بچیاں بے حد خوش تھیں۔ وہ ہمیں بتا رہی تھیں کہ جاوید ان کے لیے کیا کچھ لائے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد جاوید شیخ بھی آ گئے۔ وہ بہت جلدی میں تھے۔ ایک فلم کی شوٹنگ کر کے آئے تھے اور دوسری فلم کی شوٹنگ پر جا رہے تھے۔ کچھ دیر ہم لوگ انگلستان کے دلچسپ قصے ایک دوسرے کو سناتے رہے۔ چائے پی کر ہم نے اجازت طلب کی۔ جاوید اور ان کی بیگم ہمیں باہر چھوڑنے آئے تو ایک ننھی جاوید کی گود میں تھی اور دوسری ننھی زینت کی گود میں تھی۔

ہم اپنے گھر واپس لوٹے تو اس تصور سے بے حد خوش اور مطمئن تھے کہ جاوید شیخ اور سلمیٰ آغا کے بارے میں بیگم حسن عسکری کے اندازے بالکل غلط ثابت ہوئے تھے اور اخبارات میں اچھالے جانے والے سکینڈل میں بھی کوئی حقیقت نہیں تھی مگر انگلستان سے آنے والے "ہم اور تم" کے فلم یونٹ سے وابستہ ارکان کا بیان کچھ اور ہی تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ جاوید اور سلمیٰ کے مراسم واقعی اتنے بڑھ چکے ہیں کہ ان کے کسی نہ کسی رشتہ بندھن میں جکڑے جانے کا امکان بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ ان لوگوں نے جاوید شیخ اور سلمیٰ آغا کی ملاقاتوں اور ساتھ وقت گزارنے کا احوال بھی بیان کیا مگر جاوید شیخ کے گھر میں ہم جو ایک گھریلو منظر دیکھ چکے تھے اس کے بعد یہ سب باتیں ہمیں کہانیاں ہی معلوم ہوتی تھیں۔

چند روز لاہور میں قیام کرنے کے بعد جاوید شیخ ایک فلم کی شوٹنگ کے لیے کراچی چلے گئے۔ ان کے گھر میں حالات بالکل معمول کے مطابق تھے لیکن اخبار والوں کو کسی طرح چین نہ تھا۔ وہ الفاظ کے تانے بانے بنانے میں مصروف تھے۔ اخبار والوں کا کیا ہے انہیں تو گرما گرم خبریں اور سکینڈل درکار ہوتے ہیں جو ان کے قارئین کے دلوں میں جوش اور ولولہ پیدا کرتے رہیں۔

ایک شام اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ لطفی نے ٹیلی فون اٹھایا اور ہمیں اطلاع دی کہ کراچی سے سلمیٰ کا فون ہے۔

"کون سلمیٰ؟" ہم نے پوچھا۔

انہوں نے یہی ٹیلی فون میں دہرا دیا اور پھر کہا "سلمیٰ آغا بول رہی ہیں۔ آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں۔"

"ارے یہ تو کسی نے مذاق کیا ہوگا۔" ہم نے صوفے پر نیم دراز ہوتے ہوئے کہا "سلمیٰ آغا کراچی میں کہاں۔ وہ تو لندن میں ہیں اور وہاں سے بمبئی جانے کی بات بھی چل چکی ہوگی۔"

لطفی نے پوچھا "پھر میں کیا جواب دوں؟"

ہم نے حقیقت حال جاننے کے لیے ریسیور اپنے کان سے لگا لیا۔

"ہیلو؟" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جی ہاں۔"

"میں سلمیٰ بول رہی ہوں، سلمیٰ آغا۔"

"جی ہاں۔" ہمیں آواز میں سلمیٰ آغا کی جھلک محسوس ہوئی مگر پھر بھی یقین نہیں آیا۔ ہم نے کہا "مگر آپ تو لندن میں تھیں۔"

وہ ہنسیں "آفاقی صاحب۔ یہ ہوائی جہاز کا زمانہ ہے۔ لندن سے کراچی آتے ہوئے دیر ہی کتنی لگتی ہے۔ آپ سنائیے۔ ٹھیک تو ہیں؟"

ہم نے جواب دیا "جی بالکل ٹھیک۔ کہیے کیسے یاد کیا؟"

"آفاقی صاحب۔ کراچی میں ایک صاحب فلم بنانا چاہتے ہیں اور مجھے اپنی فلم کے لیے سائن کرنے کے خواہش مند ہیں۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ آپ سے کہانی اور مکالمے لکھوائیں۔ آپ کے پاس وقت ہوگا؟"

"کون صاحب ہیں۔ کیا بیک گراؤنڈ ہے۔ کس قسم کی فلم بنانا چاہتے ہیں اور ڈائریکٹر کون ہوگا؟"

"او ہو۔ آپ نے تو بہت سے سوالات کر ڈالے۔ مجھے خود زیادہ معلومات نہیں ہیں۔ کیا آپ کراچی آ سکتے ہیں؟"

"مگر..." ہم نے کچھ کہنا چاہا مگر سلمیٰ آغا نے ہماری بات کاٹ دی۔

"پلیز ایک دن کے لیے آ جائیے۔ صبح کی فلائٹ سے آئیں۔ رات کی فلائٹ سے واپس چلے جائیں۔ آپ خود ہی ان سے مل کر بات چیت کر لیں تو بہتر ہوگا۔ بتائیے کب آ رہے ہیں؟"

عجیب سی پچویشن تھی۔ ہم نے کہا "ہم فوری طور پر جواب نہیں دے سکتے۔"

وہ بولیں "آفاقی صاحب۔ مجھے بمبئی جانا ہے اس لیے میرے پاس وقت بہت کم ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ میری کراچی موجودگی میں ہی آپ دونوں کی ملاقات ہو جائے تاکہ وہ بھی کوئی فیصلہ کر سکیں۔ آپ صبح تک مجھے بتا دیں تو بہتر ہوگا۔"

ہم نے کہا "آپ کو فون پر بتا دیں گے۔"

انہوں نے ایک ٹیلی فون نمبر ہمیں لکھوا دیا اور تاکید کی کہ دیکھئے۔ جلد سے جلد کراچی پہنچ جائیے۔ ٹکٹ آپ کو وہیں مل جائے گا۔

کچھ دیر بعد ہم نے فون کر کے انہیں اپنی رضامندی سے آگاہ کر دیا۔ انہوں نے ہمیں اپنے ٹریول ایجنٹ کے بارے میں بتایا۔ دوسری صبح اس کا فون آ گیا کہ دن کی فلائٹ میں آپ کی سیٹ بک کرا دی گئی ہے۔ واپسی رات کی فلائٹ سے ہوگی۔ ٹکٹ آپ کو ایئر پورٹ پر ہی حاصل ہو جائے گا۔

(جاری ہے)

آپ بیتی جگ بیتی

ہزار داستان

فلمی الف لیلہ ہزار داستانوں کا مجموعہ ہے۔ اس کی انفرادیت یہ ہے کہ ہر داستان سے ایک نئی داستان جنم لیتی ہے۔ یوں داستانوں کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ برصغیر کی فلمی دنیا کے رنگین شب و روز اور ماہ و سال کی رومان انگیز داستان، اپنے عہد کے ممتاز فنکاروں، ہدایتکاروں اور فلمی شخصیات کے ذاتی واقعات۔

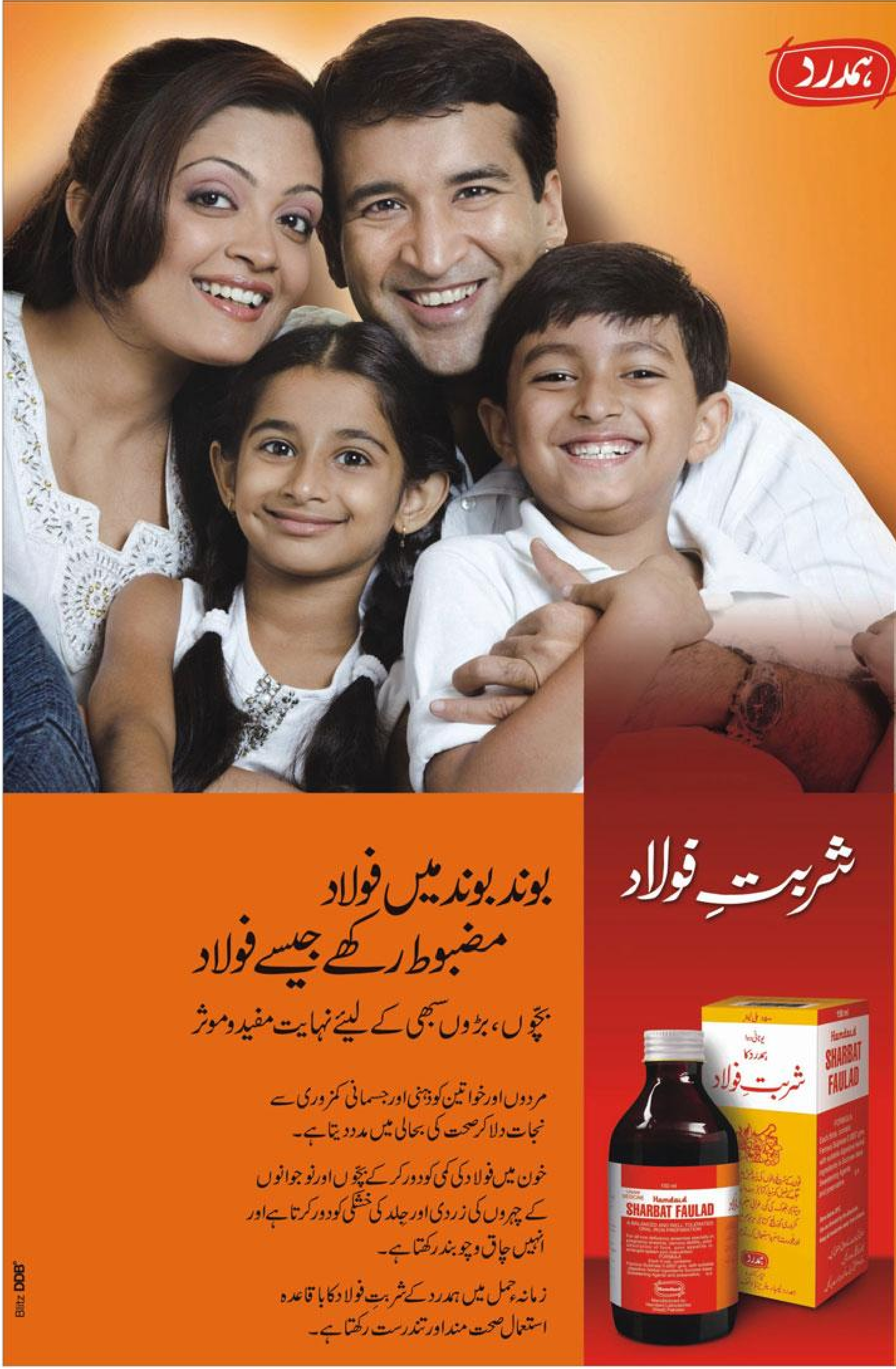
ہمدرد
شربتِ فولاد
بوند بوند میں فولاد
مضبوط رکھے جیسے فولاد
بچوں، بڑوں سبھی کے لیئے نہایت مفید و موثر
مردوں اور خواتین کو ذہنی اور جسمانی کمزوری سے
نجات دلاکر صحت کی بحالی میں مدد دیتا ہے۔
خون میں فولاد کی کمی کو دور کر کے بچوں اور نوجوانوں
کے چہروں کی زردی اور جلد کی خشکی کو دور کرتا ہے اور
انہیں چاق و چوبند رکھتا ہے۔
زمانۂ حمل میں ہمدرد کے شربتِ فولاد کا باقاعدہ
استعمال صحت مند اور تندرست رکھتا ہے۔
SHARBAT FAULAD
Hamdard
SHARBAT FAULAD
Blitz DDB

شوبز راؤنڈ اپ

الیف چودھری

نئے سال کا پہلا مہینہ گزر چکا ہے اس مہینے کوئی بھی پاکستانی فلم سینما کی زینت نہیں بنی جبکہ چار بھارتی فلموں کی پاکستانی سینما گھروں میں نمائش ہو چکی ہے اور یہ سلسلہ تیزی سے جاری ہے۔ نئے سال کے پہلے مہینے میں نمائش کے لئے پیش کی جانے والی چار فلمیں نو ون کلڈ جیسکا، یملا پگلا دیوانہ، دھوبی گھاٹ اور دل تو بچہ ہے جی ہیں۔ پاکستانی درآمد کنندگان نے بھارتی فلموں کی نمائش سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہونے کی وجہ سے اب حکمت عملی تبدیل کر لی ہے۔ پاکستان میں مسلسل بھارتی فلموں کی نمائش کے باعث بھارتی فلمسازوں نے اب اپنی فلمیں کمیشن پر ریلیز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ بھارتی فلموں کے درآمد کنندگان بطور ڈسٹری بیوٹرز ہی بھارتی فلمیں حاصل کر رہے ہیں۔ ذرائع کے مطابق کچھ عرصہ قبل تک بھارتی فلموں کی نمائش کے باقاعدہ حقوق کروڑوں روپے میں خریدے جاتے تھے اور پاکستان میں بھارتی فلموں کے بہت زیادہ بزنس نہ ہونے کی وجہ سے ان کے درآمد کنندگان کو نقصان اٹھانا پڑا۔ اب انہوں نے اپنی نئی حکمت عملی سے اس نقصان میں بھارتی فلمسازوں کو بھی شریک کر لیا ہے۔

☆ ہدایتکار افتخار علی کی ڈرامہ سیریل "تنہا" کی ریکارڈنگ کا آغاز فروری کے پہلے ہفتے کیا جائے گا۔ مذکورہ سیریل 16 اقساط پر مشتمل ہے جس میں جیا علی، جانان ملک، نعمان اعجاز، عمران اسلام اور عذرا آفتاب اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

☆ اداکارہ و ہدایتکارہ شمیم آراء کی حالت بدستور خراب ہے۔ وہ ڈیفنس کے مقامی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ انہیں کچھ دن قبل بیرون ملک علاج کے لئے لے جانے کی منصوبہ بندی کی گئی تھی لیکن موصوفہ کی حالت بدستور رہنے کے باعث وہ سفر کے قابل نہیں ہیں۔ اس لئے معالجوں کی ہدایت پر ان کا علاج پاکستان میں ہی جاری رکھا گیا ہے۔ اہل خانہ نے ان کے پرستاروں سے ان کی جلد صحت یابی کی دعا کی اپیل کی ہے۔

☆ ہدایتکارہ سنگیتا بازار حسن پر دستاویزی فلم بنانے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ وہ ان دنوں بازار حسن کی تاریخ، وہاں کے رہائشیوں کے رہن سہن اور اس بازار میں آنے والے مختلف طبقات کے لوگوں کے حوالہ سے معلومات اکٹھا کر رہی ہیں جس کے بعد وہ دستاویزی فلم کی ریکارڈنگ کا آغاز کریں گی۔

شمیم آراء

☆ ماضی کی نامور اداکارہ کویتا رواں ماہ میں پاکستان آ رہی ہیں۔ انہوں نے لالی وڈ کی لاتعداد فلموں میں اداکاری کے جوہر دکھائے اور شہرت حاصل کی۔ ذرائع کے مطابق کویتا نے ایک سکھ سے شادی کر کے مستقل طور پر لندن میں رہائش اختیار کر لی ہے۔

☆ ایورنیو سٹوڈیو کی انتظامیہ نے سٹوڈیو کے مین گیٹ کے ساتھ منی سینما گھر تعمیر کرنے کے

اداکارہ شمیم آراء کی حالت بدستور خراب، اہل خانہ کی پرستاروں سے دُعائے صحت کی اپیل

ہدایتکارہ سنگیتا بازار حسن پر دستاویزی فلم بنائیں گی

ایورنیو سٹوڈیو کے گیٹ پر منی سینما گھر تعمیر کرنے کے انتظامات مکمل ہوگئے

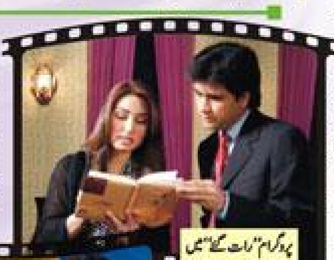

پروگرام "رات گئے" میں ریما خان اور وسی شاہ

انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ جس کے بعد گیٹ سے ملحقہ کمپاؤنڈ میں سینما گھر کی تعمیر کے لئے منصوبہ بندی ہو چکی ہے اور آئندہ چند دنوں تک یہاں منی سینما گھر بنانے کا آغاز ہو جائے گا۔ واضح رہے کہ مذکورہ سٹوڈیو میں ان دنوں فلم سے زیادہ ٹی وی پروڈکشن کا کام کیا جا رہا ہے۔ شوبز حلقوں کے مطابق ملتان روڈ پر یہ منی سینما اپنی نوعیت کا واحد منفرد سینما ہوگا۔

☆ ہدایتکار پرویز رانا اپنی نئی فلم "انڈر ورلڈ" کی کاسٹ فائنل کرنے میں مصروف ہیں۔ وہ اس فلم میں اداکارہ نرگس کو کاسٹ کرنا چاہتے ہیں جن کے مقابل ہیرو شان ہوں گے۔ فلم کے موسیقار وجاہت عطرے ہیں۔

☆ ہدایتکار مسعود بٹ نے اپنی نئی فلم "منی گجر" کے ٹائٹل رول کے لئے اداکار شان کو کاسٹ کر لیا ہے۔ اداکار شان نے ان کو شوٹنگ کے شیڈول کی تاریخیں بھی دے دی ہیں۔ فلم کی دیگر کاسٹ فائنل ہوتے ہی "منی گجر" کی عکسبندی کا آغاز کر دیا جائے گا۔

گرینڈ سٹار ایوارڈ شو میں شاہنواز ارشاد اور گلوکار وارث بیگ مہمان خصوصی ایم این اے عمر سہیل ضیاء بٹ سے ایوارڈ لیتے ہوئے

☆ گزشتہ دنوں ہدایتکار جاوید رضا کی پاک بھارت کو پروڈیوسر اور کو سٹار فلم "پیسہ پیسہ منی منی" کی افتتاحی تقریب ہوئی جس کے مہمان خصوصی پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل اور بیرسٹر جہانگیر بدر تھے۔ تقریب میں شوبز شخصیات نے بھرپور شرکت کی جن میں شہزاد رفیق، فیصل بخاری، شفقت چیمہ، مصطفیٰ قریشی، بہار بیگم، اسلم ڈار، غلام محی الدین، دردانہ رحمٰن، اصغر رگھیلا، عرفان کھوسٹ اور شاہ خان کے علاوہ فلم کے ہیرو ہیروئن معمر رانا اور زری شامل ہیں۔ اس فلم کی کاسٹ میں بھارتی ہیرو ہیروئن جان ابراہام اور ایشا پاٹیکل کے علاوہ دیگر فنکار بھی شامل ہیں۔ اس موقع پر ہدایتکار جاوید رضا نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا "میں نے نئے عزم کے ساتھ نیا سفر شروع کیا ہے۔ رنگیلا مرحوم میرے استاد تھے۔ میں ان ہی کی سوچ اور فکر لے کر آگے چلوں گا اور میری کوشش ہوگی کہ لالی وڈ کے اندھیرے ختم ہو جائیں اور ایک اچھی فلم بنا کر شائقین کو سینما گھروں میں واپس لے آؤں۔" اس فلم کے پاکستان سے پروڈیوسر سید اعجاز حسین شاہ ہیں جبکہ بھارتی پروڈیوسر ستی شیری واستو ہیں۔ فلم کے گانے عقیل روبی، سعید گیلانی اور جعفر سہارگ نے لکھے ہیں۔

معمر رانا

پاکستان میں بھارتی فلمسازوں نے اپنی نئی فلمیں کمیشن پر ریلیز کرنے کا فیصلہ کرلیا

جاوید رضا کی فلم "پیسہ پیسہ منی منی" کی افتتاحی تقریب

پی ٹی وی کے پروگرام "رات گئے" کی پسندیدگی، 100 ویں پروگرام میں ریما خان کی شرکت

نرگس

عذرا جہاں "رات گئے" میں فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے

☆ پاکستان ٹیلی ویژن لاہور مرکز سے براہ راست نشر ہونے والا پروگرام "رات گئے" بدستور کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ پروگرام کے میزبان ادیب، شاعر، اداکار، ڈرامہ نگار وسی شاہ ہیں جبکہ پروڈیوسر قیصر شریف ہیں۔ گزشتہ دنوں پروگرام "رات گئے" کی سوویں سالگرہ منائی گئی جس میں اداکارہ ہدایتکارہ ریما خان نے خصوصی طور پر شرکت کی اور استاد حامد علی خان نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔

یاد رہے پروڈیوسر قیصر شریف نے فروری 2009ء میں "رات گئے" کا پہلا پروگرام ریکارڈ کیا تھا۔ اس پروگرام کی مہمان ثمینہ احمد تھیں۔ یہ پروگرام ہر جمعہ اور ہفتہ کی شب 11 بجے سے ایک بجے تک نشر کیا جاتا ہے۔ پروڈیوسر قیصر شریف کا کہنا ہے کہ اس پروگرام کی ایک اپنی انفرادیت ہے یہ براہ راست نشر ہوتا ہے جس میں فنکاروں کی گپ شپ بھی ہوتی۔ اس سلسلے میں ہمیں جنرل منیجر فرخ بشیر کا انتظامی اور تکنیکی تعاون بھرپور حاصل ہے۔ اس پروگرام میں غیر ملکی فنکاروں نے بھی اپنے فن کا مظاہرہ کیا جس میں فن راج، فن قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ ہمارے نامور فنکاروں میں مس بیگم، استاد حامد علی خان، عذرا جہاں، عطاء اللہ عیسیٰ خیلوی، رجب علی، سائرہ نسیم، سائیں ظہور، استاد فتح علی خان حیدر آبادی وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ اس پروگرام میں ملک کی نامور ادبی شخصیات نے بھی شرکت کی ہے جس میں سردار آصف احمد علی، ساحر لودھی، ڈاکٹر مغیث الدین شیخ، اوریا مقبول جان، صاحبہ، جگنو بھائی، میاں یوسف صلاح الدین، احمد عقیل روبی، عطاء الحق قاسمی، امجد اسلام امجد، طبلہ نواز استاد عبدالستار طاری، حسین بخش گلو اور بہت سارے نامور فنکار شامل ہیں۔ پروگرام کی ریکارڈنگ اور ایڈیٹنگ انجینئر خواجہ جاوید رؤف اور ندیم احمد ہیں۔

علی ظفر کی نئی البم "جھوم" کی ریلیز کی تیاریاں، فلم "میرے برادر کی دلہن" جولائی میں ریلیز ہوگی

ڈرامہ سیریل "تو ہے کہاں" کی ریکارڈنگ مکمل ہوگئی

بابر علی اور لیلیٰ کی نئی ڈرامہ سیریل "جو نہ مل سکے" نشر ہوگئی

اداکارہ کویتا رواں سال پاکستان آئیں گی

جانان ملک

☆ گلوکار علی ظفر کی نئی البم "جھوم" ویلنٹائن ڈے کے موقع پر ریلیز ہوگی۔ اس البم کا ٹائٹل سانگ جلد ہی میوزک چینلز سے آن ائیر کر دیا جائے گا۔ البم کی ریلیز کے لئے تقریب کا انعقاد بھی کیا جائے گا جس میں علی ظفر کی پرفارمنس متوقع ہے۔ علی ظفر ان دنوں ممبئی میں اپنی زیر تکمیل فلم "میرے برادر کی دلہن" کی عکسبندی میں حصہ لے رہے ہیں جس میں ان کے ساتھ عمران خان اور کترینہ کیف مرکزی کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ فلم جولائی 2011ء میں ریلیز ہوگی۔ علی ظفر کا کہنا ہے کہ "تیرے بن لادن" کی طرح اس فلم میں منفرد کردار ادا کیا ہے۔ اس فلم کے ہدایتکار علی عباس ہیں۔

☆ اداکار بابر علی اور لیلیٰ کی نئی ڈرامہ سیریل "جو نہ مل سکے" پی ٹی وی سے آن ائیر ہو گئی ہے۔ اس کے مصنف زبیر عباسی، پروڈیوسر اصغر جعفری اور ڈائریکٹر نصرت ٹھاکر ہیں جبکہ کاسٹ میں صائمہ قریشی، ارم اختر، نوید شہزاد، اختر حسین، نوید رانا، گلاب چانڈیو، سونا لیزا اور نائلہ جعفری شامل ہیں۔

☆ ہدایتکار نعیم ہرانی کی ڈرامہ سیریل "تو ہے کہاں" کی ریکارڈنگ مکمل ہو گئی ہے۔ ان دنوں سیریل کا پوسٹ پروڈکشن کا کام جاری ہے۔ مذکورہ سیریل کی ریکارڈنگ ملائیشیا میں کی گئی ہے۔ اس سیریل میں اداکارہ نگہت نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ کاسٹ میں عمران عباس، فیصل قریشی، صائمہ قریشی اور علیحہ کے نام شامل ہیں۔ 20 اقساط پر مشتمل اس سیریل کے مصنف خلیل الرحمٰن قمر ہیں۔

☆☆☆☆

ریڈیو نامہ

ریڈیو لاہور کے داخلی گیٹ پر ثقافتی ماحول اجاگر کیا جائے

طارق منیر بٹ

شوبز راؤنڈ اپ کیلئے ریڈیو پاکستان کے گیٹ پر "ممنوع علاقہ" کا بورڈ جیسی مرتبہ نظروں سے گزرنے پر سخت حیرت ہوئی۔ ماضی کا عظیم ثقافتی اہمیت کا حامل ادارہ اس کی موجودہ پالیسیوں کی منہ بولتی داستان بن چکا ہے۔ ریڈیو پاکستان ملک کا سب سے بڑا نشریاتی نیٹ ورک ہے۔ 72 کے لگ بھگ چینلز کے حامل ادارے کے گیٹ کو با وقار قومی ادارے کے شایان شان ہونا چاہئے۔ نامور شخصیات کی تصاویر لگا کر یہاں آنے والوں کیلئے ایک خوشگوار ماحول پیدا کیا جا سکتا ہے۔ البتہ گیٹ سے ریڈیو پاکستان براڈکاسٹنگ کی ڈائمنڈ جوبلی کی یادیں اب بھی موجود ہیں۔ اسے بھی اس پہلو پر ضرور غور کرنا چاہئے۔

ریڈیو پاکستان لاہور مرکز کی میوزک لائبریری تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ استاد غلام حیدر طویل عرصے سے یہاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے موسیقی پر کئی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ وہ کلاسیکی موسیقی کا انسائیکلو پیڈیا ہیں۔ انہیں فخر موسیقی کے اعزاز سے بھی نوازا جا چکا ہے۔ راگوں اور ٹھاٹھ میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ ملاقات پر کہا کہ ریڈیو پاکستان کی مہربانی سے آج بھی موسیقی کی خدمت کر رہا ہوں۔ ماضی کی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ میں نے کلاسیکل موسیقی استاد نصرت فتح علی خان کے والد فتح علی خان سے سیکھی۔ یہ امانت ان کے صاحبزادے مرحوم نصرت فتح علی خان کو تربیت دے کر اصل وارث کو لوٹا چکا ہوں۔ استاد نصرت فتح علی واقعی موسیقی کا فخر تھے انہوں نے موسیقی کے ذریعے دنیا بھر میں ملک کا نام بلند کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

ریڈیو پاکستان کا ایف ایم 93 چینل ہوا میڈیم ویو پر چلایا جا رہا ہے۔ نئے فارمیٹ کے تحت اسے چلانے کا پروگرام ملتوی ہو چکا ہے۔ نئے پروگرام شروع کرا کے کاروباری انداز میں بہتر طور پر چلایا جا سکتا ہے لیکن اب بھی اس سے پرانے پروگرام دوبارہ نشر کئے جا رہے ہیں۔ موبائل فونز پر ایف ایم چینلز کی نشریات سے ریڈیو کی مقبولیت میں نمایاں اضافہ ہوا ہے لیکن ریڈیو پاکستان کا ایف ایم 93 اس سے فائدہ اٹھانے میں ناکام ہے۔ میڈیم ویو چینلز کے پرانے ریکارڈ شدہ پروگراموں کو چلا کر اسے کاروباری ادارے میں کیسے ڈھالا جا سکتا ہے؟ اب تو لاہور مرکز سے ڈرامے اور میوزک کے پروگراموں کو بند کر دیا گیا ہے جس پر فنکار برادری میں سخت مایوسی پائی جاتی ہے۔ امید کی آخری کرن ریڈیو پاکستان لاہور مرکز کے کئی پروڈیوسرز سے بند کر دیے ہیں۔ مرکزی ہدایت پر پروگراموں کو کراچی منتقل کر دیا گیا ہے جہاں سے ان کی کوئی خبر نہیں ہیں۔

سنٹرل پروڈکشن یونٹ ریڈیو پاکستان لاہور مرکز کا ایک خوشگوار ادارہ ہے۔ موسیقی کے حوالے سے اسے ایک مستند ترین ادارہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ ماضی میں اسے یونیورسٹی بنانے کی تجویز سامنے آئی تھی جسے پذیرائی نہیں مل سکی۔ اسے یونیورسٹی کا درجہ دے کر موسیقی کی خدمت کی جا سکتی ہے۔ یہاں سے کاروباری ذرائع بھی پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ ریڈیو پاکستان کے پاس نامور گلوکاروں اور موسیقاروں کا بہت بڑا خزانہ موجود ہے۔ ریڈیو پاکستان کے پاس نامور گلوکاروں اور موسیقاروں کی موسیقی کا کام پڑا ہے اگر اسے کسی میوزک کمپنی کے ساتھ معاہدہ کر کے کاروباری سطح پر متعارف کرایا جائے تو اس سے بھی ریڈیو پاکستان کو بھاری سرمایہ میسر آ سکتا ہے۔

ریڈیو پاکستان کے ملازمین کا دیرینہ مطالبہ پچاس فیصد تنخواہوں میں اضافہ نہ ہونے پر سخت مایوسی پائی جاتی تھی۔ نوٹس بورڈ پر نظر پڑی تو وہاں 24 جنوری کو تنخواہوں میں اضافے کے اعلان کا نوٹس لگا نظر آیا۔ ملازمین کو طویل عرصہ بعد روشنی کی کرن نظر آئی ہے۔ اب انہیں قومی ادارے کی عظمت رفتہ بحال کرنے کیلئے بھی کردار ادا کرنا چاہئے۔

☆☆☆☆

فیصل قریشی

راز و نیاز

آشنا کے قلم سے

شوہر معاہدے پر!

ہالی ووڈ میں جب ایکٹریسیں جوان ہوتی ہیں تو بڑی عمر کے دولت مند شوہروں کی تلاش میں رہتی ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اگر شوہر وفات پا جائے تو اس کی ساری دولت بیوی کو مل جاتی ہے اور اگر طلاق ہو جائے پھر بھی امیر شوہر کو اپنی دولت کا بہت بڑا حصہ بیوی کو دینا پڑتا ہے۔ یہ وہاں کا قانون ہے اسی لئے کئی ایکٹریسوں نے یہی طریقہ اپنایا اور اب بچی ہو گئیں۔ اداکارہ زازا گیبور جو آجکل بہت ضعیف ہو چکی ہیں۔ جوانی میں وہ اداکاری سے زیادہ شادیاں کرنے، طلاقیں لینے اور شوہروں کی وفات پر ان کی دولت حاصل کرنے کے حوالے سے مشہور تھیں۔ اسی زمانے میں وہ اب بچی ہو گئی تھیں۔ مگر اب تو وہ 90 سے اوپر کی ہو چکی ہیں اور بہت سی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ ان کی ایک ٹانگ بھی کاٹ دی گئی ہے۔ اللہ رحم کرے۔

گلوکارہ میڈونا آجکل اسی خرافاتی دور سے گزر رہی ہیں۔ ان کی عمر 60 کے لگ بھگ ہے۔ حال میں ہی انہوں نے اپنے سے کم عمر ایک شوہر سے طلاق حاصل کی ہے۔ اب سننے میں آ رہا ہے کہ وہ ایک نوجوان فرانسیسی ڈانسر کے ساتھ گھومتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ جس کا نام براہیم زیبت ہے۔ نام سے تو کوئی مسلمان ہی معلوم ہوتا ہے۔ ان صاحب زادے کی عمر صرف 25 سال ہے مگر وہ میڈونا کی باہوں میں باہیں ڈالے نظر آتے ہیں اور خیال ہے کہ شاید ان دونوں کی شادی بھی ہو جائے۔ براہیم کا تعلق فرانس سے ہے اور وہ ایک معمولی بریک ڈانسر ہیں۔ صورت شکل بھی "یوں ہی سی" ہے مگر دل آ جائے تو صورت شکل کون دیکھتا ہے۔

اگر میڈونا کی بروقت شادی ہو جاتی تو ان کے بچے براہیم سے بڑے ہوتے۔ مگر کبھی کبھی ایسا لگتا بھی ہونے لگتا ہے۔ ایسے معاملات میں نقصان میں خواتین ہی رہتی ہیں کیونکہ نوجوان شوہر ان سے پہلے ہی معاہدہ کر لیتے ہیں کہ طلاق کی صورت میں شوہر کو کتنا معاوضہ ملے گا۔ یوں سمجھئے کہ ایک طرح کرائے کے شوہر والی حیثیت ہوتی ہے۔ چند سال قبل انجلینا جولی کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا کہ کم عمر محنت کش سے شادی کی تھی۔ چند سال بعد طلاق ہوئی تو وہ غریب محنت کش لکھ پتی بن چکا تھا۔ کیا خوب "کاروبار" ہے!

☆☆☆☆

ٹی وی ڈراموں میں بھیڑ چال

جب کوئی اداکار یا اداکارہ کسی فلم یا ڈرامے میں "ہٹ" ہو جائے تو فلم ساز اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور وہ بھی دولت حاصل کرنے کیلئے اندھا دھند کام شروع کر دیتا ہے۔ نہ کہانی دیکھتا ہے نہ شامل کردار، جا ہے کار اور مصنف۔ بس مطلب پیسہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ فلموں میں اس کو "بھیڑ چال" کہتے ہیں۔ جن دنوں پاکستان میں فلمیں بہت زیادہ بنتی تھیں تو "ہٹ" اداکاروں اور ایکٹریسوں کی تعداد بہت کم تھی۔ وہ معاوضہ بھی زیادہ لیتے تھے اور نخرے بھی اٹھواتے تھے۔ فلم سازان کے سلوک کا رونا بھی روتے رہتے تھے مگر "بھیڑ چال" کے مطابق ان ہی کے پیچھے بھاگتے تھے اور منہ مانگے معاوضے ادا کرتے تھے۔

فلمی صنعت تو اب خواب و خیال ہو گئی ہے البتہ ٹی وی ڈراموں نے بہت ترقی کی ہے۔ فلم والے تو مشہور اداکاروں کو اس لئے مجبوراً لیتے تھے کہ فلم بین ان کے نام دیکھ کر سینما ضرور آئیں گے۔ اس کو "باکس آفس ڈرا" کہا جاتا ہے۔ یعنی ٹکٹوں والی کھڑکی پر جن کے لوگ ہجوم لگاتے ہیں۔ مگر ٹی وی پروڈیوسر کو تو باکس آفس ڈرا کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے ڈرامے دیکھنے کے لئے نہ تو سینما جانا پڑتا ہے نہ مہنگا ٹکٹ خریدنا پڑتا ہے۔ ٹی وی ریموٹ کے بٹن دبا کر چینل بدلتے جائیے اور پسندیدہ ڈرامہ دیکھ لیجئے۔ اس لحاظ سے ٹی وی پروڈیوسر مقبول اور بڑے ناموں کے محتاج نہیں ہوتے۔ ڈرامہ اچھا ہونا ہے تو دیکھنے والے نئے چہروں کو بھی پسند کر لیتے ہیں۔ مگر ٹی وی پروڈیوسر اچھا ڈرامہ بنانے کی بجائے ہاتھ دھو کر "ہٹ" اداکاروں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا معاوضہ اور نخرے بھی بڑھ جاتے ہیں۔

پچھلے ایک سال میں چند نئے چہرے ٹی وی اسکرین پر نظر آئے اور پسند بھی کئے گئے لہٰذا پروڈیوسران ہی فنکاروں کے پیچھے پڑ گئے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ایک ڈیڑھ سال قبل آنے والا ایکٹر یا ایکٹریس کئی گنا زیادہ معاوضہ لے رہے ہیں اور ہر دوسرے ڈرامے میں وہی نظر آتے ہیں جبکہ اچھے اچھے تجربہ کار پرانے فنکار بیکار بیٹھے ہیں۔ ٹی وی پروڈیوسرز کو فلمسازوں کے تلخ تجربے سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور "بھیڑ چال" سے بچنا چاہیے ورنہ ان کے ڈراموں کے بجٹ بڑھتے اور معیار گھٹتے رہیں گے۔ اچھا ڈرامہ بنانے پر زور دینا چاہیے اور نئے نئے اچھے فنکار متعارف کرانے چاہئیں جن کی آج کل کمی نہیں ہے اور آسانی سے دستیاب ہو جاتے ہیں۔ ماڈلنگ کے رواج کی وجہ سے اچھے چہرے تلاش کرنا اب مشکل نہیں رہا لیکن پھر بھی "بھیڑ چال" سے چھٹکارہ حاصل نہیں کیا جا رہا ہے۔ یعنی ٹی وی کے مستقبل کی خیر منایئے اور "بھیڑ چال" سے سخت پرہیز کیجئے۔ ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں۔

☆☆☆☆

ٹیسٹ یا ون ڈے؟

اس بات کو سب تسلیم کرتے ہیں کہ فیصل قریشی ایک اچھے اداکار ہیں اور وہ مختلف قسم کے کردار بہت خوبی سے ادا کر سکتے ہیں۔ تبھی ٹی وی کے ہر دوسرے ڈرامے میں فیصل قریشی نظر آ جاتے ہیں۔ کبھی جوان، کبھی نوجوان، کبھی بوڑھے، کبھی رومان زدہ نوجوان تو کبھی شادی شدہ جوان بچی کے باپ۔ ایک ڈرامے میں انہوں نے منفی کردار بھی ادا کیا اور دیکھنے والوں سے داد پائی۔ وہ کامیڈی بھی کرتے ہیں، کامیڈی بھی۔ سنجیدہ کرداروں میں وہ زیادہ متاثر کن نظر نہیں آتے پھر بھی وہ ایک اچھے اداکار ہیں۔ وہ گانے اور رقص کے پروگراموں میں جج کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لیکن ہر اداکار کی ایک حد ہوتی ہے جس کا سب سے پہلے خود اس کو اندازہ کرنا چاہیے کہ اس کو کس قسم کے کرداروں کو ترجیح دینی چاہیے اور کس قسم کے کرداروں سے دامن بچانا چاہیے۔ فیصل قریشی خود سے یہ فیصلہ کرنے میں ناکام نظر آتے ہیں۔ ابھی بہت سے کردار ہیں جو انہوں نے نہیں کئے۔ بہتر ہو کہ اب وہ نہ تو زیادہ ڈراموں میں نظر آئیں اور نہ ہی ہر کردار کریں۔ اس وقت یہ صورت حال ہے کہ جب بھی ٹی وی کا چینل بدلو تو فیصل قریشی کہیں نظر آ جاتے ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ ان کے ساتھ کے کردار بھی بیشتر وہی ہوتے ہیں جو دوسرے ڈراموں میں بھی ان کے ساتھ موجود ہیں اس لئے کچھ دیر تو سمجھنے والے کو یہ سمجھنا مشکل ہوتا ہے کہ یہ کون سا ڈرامہ ہے۔ جب یہ صورت آ جائے تو پھر اداکار کو سنجیدگی سے بیٹھ کر سوچنا چاہیے۔

ہندوستان اور پاکستان کی فلمی دنیا میں ایسے اداکار بھی رہے ہیں جو ایک وقت میں بارہ بارہ فلموں میں کام کرتے تھے جبکہ دوسرے اداکار تھوک کے بھاؤ سے فلموں میں کام کرتے نظر آتے تھے۔ دلیپ کمار اور دھرمیندر عامر خان اس کی مثالیں ہیں۔ اگر دلیپ کمار چاہتے تو سینکڑوں فلموں میں کام کر کے اس زمانے میں کروڑوں کما لیتے مگر وہ دلیپ کمار رہتے جس کو سب عظیم ترین اداکار تسلیم کرتے ہیں۔

عامر خان کا بھی یہی دستور ہے۔ وہ ایک سال میں صرف ایک فلم میں کام کرتے ہیں۔ چاہیں تو نصف درجن فلموں میں نظر آ سکتے ہیں اور دولت بٹور سکتے ہیں لیکن وہ اپنی اداکاری اور فلم سازی پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ پاکستان میں ندیم بھی اپنی انتہائی مقبولیت کے زمانے میں ایک وقت میں صرف ایک فلم میں کام کرتے تھے۔ رات گئے اور صبح سویرے کی شفٹ نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسروں کی سینکڑوں فلموں کے مقابلے میں ان کی فلموں کی تعداد بہت کم ہے اور وہ آج بھی مصروف اور مقبول ہیں۔

ٹی وی کے مقبول اداکاروں کو بھی اس طرف توجہ دینا چاہیے ہر قسم کے ڈراموں میں ہر طرح کے کرداروں سے انہیں پرہیز کرنا چاہیے۔ لیکن انگ وہ کھیلتا ہے جو صبر سے کام لیتا ہے۔ صرف مطلب کی گیندوں کو کھیلتا ہے باقی گیندوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ ٹیسٹ اور ون ڈے میں بس یہی فرق ہے۔ ٹیسٹ کم ہوتے ہیں مگر ون ڈے میچ بھی دیکھنے والے یاد کرتے ہیں۔ فیصل قریشی! آپ بھی ٹیسٹ کھیلیں ون ڈے اور ٹوئنٹی پر زیادہ توجہ نہ دیجئے۔ ٹی وی کے دوسرے مقبول فنکاروں کیلئے بھی یہی مشورہ ہے۔ آگے ان کی مرضی۔

☆☆☆☆

وینا، میرا کے تماشے

وینا ملک نے انڈیا کے ٹی وی پروگرام "بگ باس" میں شمولیت کے بعد جو "کارنامے" سرانجام دیئے ہیں وہ اب کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ان پر انڈیا کے میڈیا نے بھی اعتراض اور بہت زیادہ تنقید کی ہے اور پاکستانی میڈیا بھی "جل بھن" رہا ہے۔ دینی حلقے اور فلمی حلقے الگ الگ اپنے اپنے رنج کا اظہار کر رہے ہیں۔ بدقسمتی سے کسی ایک حلقے نے بھی وینا ملک کو نہیں سراہا گیا۔ خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ اس شو میں شرکت کر کے انہوں نے پاکستانی شوبز اور فنکاروں کے چہرے پر کالک مل دی ہے۔

اداکارہ میرا نے بھی اس موقع کو اپنے غیظ و غضب اور تنقید کا اظہار کرنے کیلئے بہت موزوں سمجھا وہ بھی وینا ملک کی طرح شہرت (یا بدنامی) حاصل کرنے میں ماہر ہیں اور کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتیں۔ وینا ملک کو انہوں نے بہت برے القابات دیئے ہیں۔ اس زمانے میں دونوں میں ایک پرانے دوست بھی تھیں اور بڑی محبت سے فلم میں کام کر رہی تھیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بہر اخوتو بھی من موجی ہیں۔ پل پل رنگ بدلتی رہتی ہیں۔ ان میں بھی مستقل مزاجی کا فقدان ہے۔ ان کے سکینڈلز بھی کچھ کم نہیں ہیں۔ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں وینا ملک اور دوسرے میں میرا کو رکھا جائے اور ان کے کارناموں کا جائزہ لیا جائے تو مشکل سے چند تولے یا ماشے کا ہی فرق ہوگا۔

میرا نے انڈیا میں ایک انٹرویو دیتے ہوئے وینا ملک کے خلاف بہت زہر افشانی کی ہے۔ اگرچہ چند دن اور میرا کرائسز کر رہی ہیں اور پاکستان واپس آنے کے بعد دل کا اظہار کرتی ہیں تو زیادہ بہتر ہوتا مگر میرا محاورے کے مطابق انہوں نے اپنے میلے کپڑے منظر عام پر دھوئے ہیں۔ یہی بھی غنیمت ہے کہ وینا ملک ایک پاکستانی فنکارہ ہیں لیکن تلا کہ میرا صبر کر گئیں اور فوراً انٹرویو دے ڈالا۔ انہوں نے کہا کہ وینا نے اس شو میں پاکستانی نمائندہ کی حیثیت سے بہت برا نمونہ پیش کیا ہے۔ وینا کی تو اپنے ملک میں بھی کوئی عزت نہیں ہے۔ وہ ایک "احمق عورت" ہے جو نہ تو لباس پہننے کا سلیقہ جانتی ہے اور نہ ڈرامہ بنانے کے ہنر سے واقف ہے۔

دراصل ان دونوں کی لڑائی بہت پرانی ہے۔ جب وینا ملک نے ٹی وی شو میں میرا کی نقل کرنا شروع کی (اور بہت اچھی نقل کی) تو میرا نے اس کو نسی مذاق کی بجائے "حملہ" تصور کر لیا اور دونوں میں "ٹھن" گئی۔ میرا کو وینا ملک پر اعتراض کرنے سے پہلے خود اپنے ریکارڈ کو بھی دیکھ لینا چاہیے تھا۔ وہی معاملہ ہے کہ

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اگر وینا نے اس شو میں ایک بھارتی فنکار کے ساتھ محبت کا ڈرامہ رچایا، اُسے گلے لگایا، پیار کیا، اس کی جدائی میں آنسو بہائے تو خود میرا بھی ایک بھارتی فلم میں عریانی کے مناظر، ہم آغوشی اور پیار محبت کے مظاہرے کر چکی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہ فلم تھی اور وینا نے ایک ٹی وی پروگرام میں یہ سب کیا تھا۔ حساب برابر ہو گیا۔ کم از کم میرا کو تو وینا کی ان "حرکتوں" پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وینا اس کے جواب میں کہہ سکتی ہیں کہ "چھاج بولا تو بولا چھلنی بھی بولی جس میں بہتر چھید ہیں۔"

پاکستانیوں سے پوچھئے تو ان دونوں فنکاراؤں نے دشمن ملک میں جو تماشے کئے ہیں ان کی وجہ سے قوم کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ (یہ صرف محاورہ ہے، ورنہ سر جھکانے کی بجائے قوم کی زبانیں کھل گئی ہیں۔)

☆☆☆☆

زازا گیبور

میڈونا

یادِ ماضی

اس عنوان کے تحت ممتاز شخصیات کے ابتدائی اور بعد کے زمانے کی تصاویر شائع کی جاتی ہیں۔

سابق ایئر مارشل نور خان اپنی اہلیہ کے ساتھ کل اور آج — فوٹو محمود حسن

ہالی وڈ سٹائل

فوزیہ طارق

پرانی کہاوت ہے کہ ”چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے“ کی مثال ہلٹن ہوٹل سلسلے کی وارث پیرس ہلٹن اور پوپ میوزک کی شہزادی برٹنی سپیئرز پر صادق آتی ہیں۔ ان کی ایک وجہ شہرت سکینڈلز اور نائٹ پارٹیاں بھی ہیں۔ چند سال پہلے دونوں گہری سہیلیاں تھیں اور اپنے گھروں میں نائٹ پارٹیوں میں ہلا گلا اور مے نوشی کی محفل سجاتی تھیں۔ اب دونوں ایک مرتبہ پھر ہالی وڈ کی پارٹیوں میں دکھائی دینے لگی ہیں۔ 2008ء میں برٹنی نے سابق گرل فرینڈ پیرس ہلٹن سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ سابق شوہر کیون فیڈرلین اور دونوں بیٹوں کی سپرداری کا کیس ہارنے کے بعد ان کی ذہنی حالت بگڑ گئی تھی۔ بحالی صحت کے مرکز میں علاج کرانے کے بعد برٹنی نے ساری توجہ میوزک کیریئر پر مرکوز کر لی تھی۔ پیرس ہلٹن کو بھی ایکس روز منشیات رکھنے کے الزام میں جیل میں گزارنا پڑے۔ ایک مشترکہ دوست نے اپنی سالگرہ پر دونوں سابق سہیلیوں کو مدعو کر رکھا تھا۔ ایک دوسرے سے نظریں چار ہوتے ہی انتہائی گرمجوشی سے ملیں۔ برٹنی تقریب کے دوران زیادہ وقت بوائے فرینڈ جیسن ٹریویک کے ساتھ چپکی رہیں۔

جیسیکا سمپسن کی شاہ خرچیاں

ہالی وڈ کی فنکارائیں شاہانہ طرز زندگی کیلئے مشہور ہیں حالانکہ انسان دوستی اور انسانی ہمدردی کے دعوے کرتے ان کی زبان نہیں تھکتی۔ معمولی سے معمولی خواہش کی تکمیل پر بے تحاشا سرمایہ خرچ کر دیتی ہیں۔ اس رقم کو اگر قحط زدہ افریقیوں کی خوراک پر خرچ کیا جائے تو ان کے کئی دنوں کی خوراک کا بندوبست ہو سکتا ہے۔ تازہ واقعہ میں گلوکارہ، اداکارہ اور رئیلٹی ٹی وی شو کی میزبان جیسیکا سمپسن نے سخاوت میں حاتم طائی کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ یہ واقعہ نیویارک کے ایک ہوٹل میں اس وقت پیش آیا جب وہ والدہ، دوست اور معاونین کے ساتھ ہوٹل میں لنچ کر رہی تھیں۔ دو سو ڈالر کے بل پر ساتھ بطور ٹپ تین سو ڈالر ویٹرس کو ٹپ میں دے دیے۔ ہوٹل چھوڑنے سے قبل ویٹرس کے نام ایک پیغام بھی چھوڑا جس میں اسے دوسروں کی خدمت اور اسے بہترین جگہ جانے پر شکریہ ادا کیا گیا تھا۔

سنہری دور کی سدابہار اداکارہ مارلن منرو کا سحر آج بھی جاری و ساری ہے۔ پانچ دہائی قبل وہ پُراسرار انداز میں اپنے کمرے میں مردہ پائی گئی تھیں۔ ان کی موت آج بھی ایک سربستہ راز ہے۔ ان کے پرستار آج بھی ان کی اشیاء کی نیلامی میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ ان کے نام اور تصاویر کے حقوق ایک کینیڈین شخص ڈیل میکرتھی سالٹز نے اپنی کمپنی کیلئے 30 ملین ڈالر میں خرید لئے ہیں۔ یہ کمپنی مارلن منرو کے نام سے ہینڈ بیگز، کاسمیٹکس، جینکس، جوتے اور جیولری سمیت گھریلو اشیاء متعارف کروائے گی۔ یہ اطلاعات بھی زیر گردش ہیں کہ مذکورہ کمپنی مارلن منرو کے نام سے ایک ریالٹی ٹی وی شو بھی شروع کرنے میں گہری دلچسپی رکھتی ہے۔

گورے فنکاروں کی پذیرائی میں بھی بخل سے کام نہیں لیتے۔ ان کی حوصلہ افزائی کیلئے آئے روز مختلف تقریبات منعقد کر کے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ ان میں ایک نام گولڈن گلوب ایوارڈز کا بھی ہے۔ حال ہی میں لاس اینجلس میں ہونے والی گولڈن گلوب ایوارڈز کی تقریب میں ”دی سوشل نیٹ ورک“ بہترین فلم کا ایوارڈ لے اڑی۔ ”دی کنگز سپیچ“ پر کولن فرتھ بہترین اداکار قرار پائے۔ نتالی پورٹمین کو بہترین اداکارہ کا ایوارڈ ملا۔ ”دی کڈز آر آل رائٹ“ بہترین مزاحیہ فلم کے ایوارڈ کی مستحق قرار پائی۔ کرسچن بیلے کو بہترین معاون اداکار جبکہ میلیسا لیو کو بہترین معاون اداکارہ کے ایوارڈ سے نوازا گیا۔

برٹنی اور پیرس ہلٹن دوبارہ پارٹیوں میں شرکت کرنے لگیں

مارلن منرو کے حقوق بھاری معاوضے پر فروخت

”دی سوشل نیٹ ورک“ گولڈن گلوب ایوارڈ کی بہترین فلم

جیکسن کے ڈاکٹر مرے کو قانونی کارروائی کا سامنا

لیڈی ژاژا بلند حوصلے کی اعلیٰ مثال

جادوگر پال ڈینیئل کی چھڑیاں برائے فروخت

مائیکل جیکسن کو گزرے دو سال ہو چکے ہیں۔ ان کی موت کا معمہ آج بھی حل نہیں ہو سکا۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ میں ان کی موت کو ممنوعہ ادویات کی زیادتی کا شاخسانہ قرار دیا گیا۔ ان کے ذاتی معالج ڈاکٹر کونارڈ مرے کو آج کل عدالتی جرم کا سامنا ہے۔ الزام ثابت ہونے کی صورت میں انہیں چار سال قید کی سزا ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر کونارڈ نے مائیکل جیکسن کی موت کی ذمہ داری کے الزامات کو رد کر دیا ہے۔ دو عینی شاہد ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ مائیکل جیکسن کی موت ممنوعہ ادویات سے ہی ہوئی ہے۔ ذاتی معالج کی حیثیت سے ان الزامات سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔

خواتین خواہ کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتی ہوں، ان میں اشیاء کی قیمت کم کرنے کا زبردست رجحان پایا جاتا ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی فلم انڈسٹری ہالی وڈ کی فنکارائیں بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ بعض فنکارائیں تو شاہانہ طریقے سے حاتم طائی کی قبر کو بھی لات مارتی دکھائی دیتی ہیں۔ دولت کے لحاظ سے 11ویں امیر ترین فنکارہ انجلینا اوسلن اشیاء خریداری کے دوران ہمیشہ قیمت کم کراتی ہیں۔ ان کی دولت کا تخمینہ 100 ملین ڈالر لگایا گیا ہے۔ پچھلے دنوں ہالی وڈ میں پھولوں کے پودوں کی دکان پر ان کا عملی مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔ ایک سٹال پر ان پودوں کی قیمت 12 ڈالر رکھی تھی۔ اداکارہ نے سٹال والے کو ایک ڈالر فی پودے کے حساب سے خریدنے کی پیشکش کی جس نے سودی کہہ کر پیشکش مسترد کر دی کہ قیمت میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ پودوں کے مرجھائے ہوئے پتوں کو توڑتے ہوئے اوسلن نے ان کی کوالٹی کا شکوہ کیا تو سٹال والے نے اداکارہ کو آگے سٹال کا راستہ دکھا دیا۔

ہالی وڈ کے سنہری دور کی سدابہار اداکارہ لیڈی ژاژا گیبر عملی زندگی میں بھی ایک حوصلہ مند خاتون ثابت ہوئی ہیں۔ 93 سالہ اداکارہ چند ماہ قبل بیڈ سے گر کر کولہے کی ہڈی تڑوا بیٹھی تھیں۔ گینگرین پھیلنے کی وجہ سے ڈاکٹروں کو ان کی ٹانگ کے نچلے حصے کو کاٹنا پڑا۔ آپریشن تھیٹر سے واپسی پر وہ مسکرا رہی تھیں۔ ڈاکٹر اور عملہ ان کا حوصلہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

بی بی سی میجک شو کے روح رواں پال ڈینیئل کی درجنوں چھڑیاں لیے کو فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ 1979ء سے 1994ء تک حیرت انگیز جادوئی کرتبوں کیلئے دنیا بھر میں مشہور تھے۔ اب ان کے خفیہ کرتب کوئی راز نہیں رہیں گے کیونکہ چھڑیاں خریدنے والا شخص ان خفیہ کرتب سے بھی آگاہ کیا جائیگا۔ یہ چھڑیاں معروف جادوگر ڈیوڈ کوپر فیلڈ بھی استعمال کر چکے ہیں۔

ملکہ حسن کا انتخاب ججز کیلئے کسی بڑے چیلنج سے کم نہیں ہوتا۔ تمام حسیناؤں کی کشش، ٹیلنٹ اور علم کی بنیاد پر ملکہ حسن کا انتخاب جان جوکھوں کا کام ہوتا ہے۔ گزشتہ دنوں ملکہ حسن امریکہ 2011ء کا تاج 17 سالہ ٹیرسا سکیٹن لان لے اڑیں۔ یہ ملکہ حسن امریکہ کا 90واں ایڈیشن تھا۔ اس مقابلے میں 53 حسیناؤں نے شرکت کی۔

مائیکل ڈگلس کینسر سے چھٹکارا پانے میں کامیاب

معروف اداکارہ کیتھرائن زیٹا جونز کے 66 سالہ اداکار شوہر مائیکل ڈگلس گلے کے کینسر کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ گلے کے ٹیومر کو نکال دیا گیا ہے۔ تازہ انٹرویو میں مائیکل ڈگلس نے اس مہلک بیماری سے چھٹکارا پانے کی نوید سنائی ہے۔ اس مرض کے خلاف لڑتے ہوئے ان کا چودہ کلوگرام وزن کم ہو گیا تھا۔ اب وہ ساڑھے پانچ کلوگرام وزن دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اداکارہ نے جون میں فلمساز سٹیون سپائیلبرگ کی نئی فلم میں کام مکمل کرنے کا عندیہ ظاہر کیا ہے جس میں وہ مرکزی کردار ادا کر رہے ہیں۔ گولڈن گلوب تقریب میں نامزدگی کے باوجود شرکت سے محروم رہے۔

شکیرا کی بوائے فرینڈ سے عارضی علیحدگی

کولمبین گلوکارہ شکیرا نے بھی عجیب مزاج پایا ہے۔ ان کے مداح حیران ہیں کہ انہوں نے گیارہ سال سے اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ تعلقات کو توڑنے کا اعلان کر دیا ہے۔ گو یہ تعلقات کیسے ہیں کہ ٹوٹنے کے باوجود قائم ہیں۔ انہوں نے اپنی ویب سائٹ پر پیغام دیا ہے کہ وہ اپنے محبوب کی محبت کو آزمانا چاہتی ہیں اور خود بھی ان کے وصل کی آگ میں جلنا چاہتی ہیں جو علیحدہ ہو جانے کے بعد بھڑک رہی ہے۔ یعنی انہوں نے رومانوی تعلقات قطع کر لئے ہیں۔ البتہ یہ بوائے فرینڈ ان کے سمندر پار کاروباری معاملات کی نگرانی پر مامور رہیں گے۔ شکیرا نے دو سال پہلے کہا تھا کہ وہ اپنے بوائے فرینڈ کے بچے کی ماں بننے والی ہیں لیکن کبھی باضابطہ شادی کا اعلان نہیں کیا۔ اب بوائے فرینڈ سے عارضی علیحدگی کا پیغام دیکر نہ صرف پرستار بلکہ فلمی حلقوں کو بھی حیران کر دیا ہے۔ کولمبین گلوکارہ اپنے نت نئے اقدامات سے اب تک ہالی وڈ کی فنکاراؤں کو حیرت میں مبتلا کرتی آئی ہیں۔ اس خبر نے انہیں دوبارہ خبروں کا موضوع بنا دیا ہے۔

کیلی بروک کا جیک وائٹ سے منگنی کا اعتراف

مغرب میں فنکارائیں ذاتی معاملات کو پاپارازیوں سے خفیہ رکھنے کیلئے لاکھوں کوشش کرتی ہیں لیکن اس میں ہمیشہ کی طرح کام نہیں ہوتیں۔ تازہ ترین واقعہ میں معروف ماڈل کیلی بروک کی امریکی کامیڈین جیک وائٹ ہال سے دوستی کا واقعہ منظر عام پر آیا ہے۔ وہ پچھلے کئی ماہ سے اکٹھے دکھائی دینے کے باوجود منگنی سے انکاری تھے۔ اب کیلی بروک نے باضابطہ طور پر جیک وائٹ سے منگنی کا اعتراف کیا ہے۔ پاپارازی کئی ماہ سے سائے کی طرح ان کے پیچھے چپکے ہوئے تھے۔ مجبوراً انہیں منگنی کا اعتراف کرنا پڑا۔ جیک ہال کیلی بروک سے منگنی پر خود کو خوش قسمت شخص قرار دیتے ہیں لیکن ان کی دوست ایسا ماننے کیلئے انکاری ہیں۔

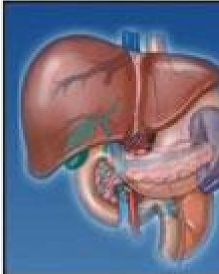

دنیا کا ہر 12 واں شخص ہیپاٹائٹس بی۔سی (Hepatitis B.C) کا شکار ہے۔

احتیاط کیجئے اسکا اگلا شکار آپ بھی ہوسکتے ہیں۔

بروقت احتیاط ... ہیپاٹائٹس سے بچاؤ

- ہمیشہ دانت جراثیم سے پاک اوزار سے نکلوائیں۔
- دانتوں کا برش، شیونگ ریزر، استرا، بلیڈ علیحدہ رکھیں۔
- کان، ناک، جراثیم سے پاک اوزار سے چھدوائیں۔
- جنسی تعلق اپنی بیوی / خاوند تک محدود رکھیں۔

ہیپاٹائٹس بی۔سی، جگر کا سکڑ جانا، جگر کا بڑھ جانا، پیٹ میں پانی بھر جانا کے علاج کیلئے رجوع کریں

گردے ہمارے جسم کا فلٹر پلانٹ ہیں۔ ان کا خراب ہونا پورے جسم کو ناکارہ کر دیتا ہے

گردوں کی حفاظت کے لیے ضروری ہدایات:
- کم از کم 8 سے 12 گلاس صاف پانی روزانہ پئیں۔
- نمک اور چکنائی کا استعمال کم کریں۔
- ہر ماہ کے بعد گردوں کا ٹیسٹ (RFT) کروائیں۔
- وزن نارمل رکھیں، بلڈ پریشر نارمل رکھیں۔
- گردوں میں پتھری نہ بننے دیں۔

اگر آپ کے گردے خراب ہیں، ان میں پتھری یا کوئی اور پرابلم ہے تو ہمارے بے ضرر علاج کو ضرور آزمائیں ہم انشاءاللہ بغیر آپریشن آپ کے گردوں سے پتھریاں نکال دیں گے اور اگر آپ کو ڈائیلاسس تجویز کیا گیا ہے تو پھر بھی ڈائیلاسس یا سرجری سے پہلے ہماری مستند ٹیم سے رجوع کریں۔ انشاءاللہ مایوسی نہیں ہوگی۔

ہومیو ڈاکٹر میاں منور
گولڈ میڈلسٹ

GOOD BYE - BYPASS

کیا آپ ہارٹ اٹیک کے خوف میں مبتلا ہیں
تو پریشان مت ہوں

آرٹریز کی بلاکیج کا علاج صرف سرجری ہی نہیں دوا بھی ہے۔

اگر آپ کو انجیو پلاسٹی یا بائی پاس آپریشن تجویز کیا گیا ہے تو پہلے ہم سے مشورہ ضرور کریں، ہوسکتا ہے آپ انجیو پلاسٹی کے بغیر ہی ٹھیک ہو جائیں۔ آرٹریز کی بلاکیج، والوز کا لیک ہونا، دل میں سوراخ کا انشاءاللہ بغیر سرجری 90% تک علاج ممکن ہو گیا ہے۔

کن لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا چیک اپ کروائیں؟

- جو سینے میں گھٹن اور درد محسوس کرتے ہیں۔
- جو کھانے کے بعد سینے میں بوجھ محسوس کرتے ہوں۔
- چلنے سے سانس پھول جاتا ہو۔
- جو زیادہ موٹے ہوں یا وزن زیادہ ہو۔
- زیادہ تمباکو نوشی، شراب نوشی کرتے ہوں۔
- جو مسلسل ٹینشن میں رہتے ہوں۔

یاد رکھیں! احتیاطی تدابیر اپنانے اور بروقت چیک کروانے سے آپ دل کے امراض اور دل کے دورہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

پشاور: 1-2 فروری۔ امین ہوٹل ہشتنگری (صرف دو دن) راولپنڈی: 3-4 فروری۔ احمد میڈیکل کمپلیکس، صادق آباد روڈ، سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

لاہور: منور میڈیکل کمپلیکس ہما بلاک 3-F1 علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

Contact for Appointment: Ph: 042-35412077,042-35422174 Mob: 0302-8410666, 0302-8410777, 0300-8412168

Web: http://www.mmcpk.com Email: DRMUNAWARCHAND@GMAIL.COM, goodbyebypass@yahoo.com

Mind Blowing 100% Result

سلمنگ Plus کراچی والوں کی مشہور زمانہ پروڈکٹ

Mr.Slim مسٹر سلم

عورتوں اور مردوں کیلئے یکساں مفید

Sliming Plus Ka Mr.Slim(TM)

30 Day

رزلٹ کی گارنٹی کیساتھ

100% RESULT. NO SIDE EFFECT

بڑھا ہوا پیٹ، وزن، کمر اور موٹاپہ کم کر کے عمر سے 10 سال چھوٹے نظر آئیں
30 دنوں میں 10 پونڈ سے 50 پونڈ تک یقینا وزن کم کریں

- پیٹ، کمر، کولہے Lower Body جسم کے ہر حصے سے چربی کم کریں۔
- موٹاپے کی سے وجہ لڑکیوں کا رشتہ نہ ہونا۔
- پُرکشش اور سمارٹ بن کے اپنی ویلیو بڑھائیں۔
- موٹاپے کی وجہ سے بے اولادی
- وزن میں کمی صحت کے ساتھ۔
- بھوک اور وزن پر قابو پانا آب آپ کے ہاتھ میں
- 90 دنوں میں موٹاپہ کم کر کے رشتے داروں کو حیران کر دیں۔
- سیزرین آپریشن، ڈیلیوری کے بعد پیٹ کا بڑھنا اور لٹک جانا
- 16 سال سے 50 سال کی عورتوں مردوں کیلئے یکساں مفید

سپیشل ڈسکاؤنٹ آفر پیکج

5000 7000

فری ہوم ڈیلیوری کیلئے

اپنا نام | عمر | وزن | جنس | اور مکمل پتہ لکھ کر

SMS کیجئے 0300-7172408

اسٹاکسٹ

مسٹر سلم سلمنگ سنٹر
PH: 0300-7172408
نزد چوک شہاباں پھاٹک ڈیفنس روڈ سیالکوٹ پاکستان
Web Site: www.mrslim.biz E-Mail: info@mrslim.biz

اسٹاکسٹ راولپنڈی
Ph : 0333-5203553
بادشاہ دی ہٹی بوہڑ بازار، راولپنڈی

ضروری نوٹ: دوران حمل، امراض گردہ، ہائی بلڈ پریشر اور دل کے مریض استعمال نہ کریں۔

نمبر شمار	تعداد	ترکیب استعمال 7 in 1
میڈیسن نمبر 1	30 Capsules	روزانہ صبح ناشتے کے بعد ایک کیپسول پانی کے ہمراہ استعمال کریں
میڈیسن نمبر 2	30 Bluster Tab.	روزانہ دوپہر کھانے کے 30 منٹ بعد ایک گولی پانی کے ہمراہ استعمال کریں
میڈیسن نمبر 3	30 Tablets	روزانہ رات سونے سے پہلے ایک گولی پانی کے ہمراہ استعمال کریں
میڈیسن نمبر 4	30 White Tablets	صبح + شام کھانے کے بعد ایک ایک گولی پانی کے ہمراہ استعمال کریں
نمبر 5	1 عدد	Before & After + Diet Recpies CD
نمبر 6	1 عدد	B-M-I (ڈائیٹ چارٹ (پرنٹ))
نمبر 7	1 عدد	پمفلٹ (Leaf Let)

No Liposuction
No Side Effect
No Machines
No Exercise
No Tension
No Obesity
No Walk

وینا ملک اور اداکار اشمیت پاٹیل کا بگ باس میں ایک منظر

جب وینا ملک نے قوم کا سر شرم سے جھکا دیا!

فیضان عتیق

مغرب کو مت سے متعارف کرانے میں ملکہ حاصل ہے۔ رئیلٹی ٹی وی شو کا مختصر عرصے میں مقبولیت کی بلندیوں کو چھونا اسی سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ اب ہمسایہ ملک بھارت میں بھی رئیلٹی شوز بے حد مقبول ہیں۔ ان میں ایک نام "بگ باس" رئیلٹی ٹی وی شو کا بھی ہے۔ پچھلے دنوں اس کا چوتھا ایڈیشن اختتام پذیر ہوا ہے جس کی فاتح شویتا تیواڑی قرار پائی ہیں۔ اس کی میزبانی کے فرائض بالی وڈ اداکار سلمان خان نے ادا کئے۔ بگ بی امیتابھ بچن کو بھی اس کی میزبانی کا اعزاز حاصل ہے۔ وینا ملک "بگ باس" میں شرکت کرنیوالی پہلی پاکستانی اداکارہ ہیں۔ بیگم نوازش علی کا کردار ادا کرنیوالے سلیم شیخ بھی بگ باس فور کا حصہ ہے۔ وینا کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ہر کام مالی فائدے کیلئے کرتی ہیں۔ انہیں سیکنڈلز اور شہرت حاصل کرنے کا گر بھی آتا ہے۔ بگ باس ان کی آمد کامیابیوں کیلئے ایک پلیٹ فارم ثابت ہو سکتا تھا۔

کئی نامور پاکستانی فنکار بھارت میں کام کر چکے ہیں جن کے بارے میں ایک بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ انہوں نے وہاں ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے ملک کی نیک نامی پر حرف آیا۔ وینا ملک کا نام جدید بھڑکتا ذہنی کے ساتھ ساتھ عوامی حلقوں کی طرف سے سخت تنقید کا نشانہ بنا ہوا ہے؟ ایک طبقہ انہیں ایماندار، سادہ اور دلچسپ اداکارہ کہتا ہے تو دوسرا انتہائی گھٹیا، بیہودہ اور بے شرم اداکارہ قرار دیتا ہے لیکن انہیں ایسی باتوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ "بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا" کے فلسفے پر یقین رکھنے والی وینا شہرت کی کوئی بھی قیمت ادا کر سکتی ہیں۔

شوبز کیریئر کے دوران ان کے کریڈٹ پر کوئی بڑا کارنامہ نہیں ہے۔ زیادہ تر فلموں میں سیکنڈ ہیروئن، بہن یا سہاون دوست کا کردار نبھاتی رہی ہیں۔ جی ٹی وی کے ایک پروگرام میں مزاحیہ اداکاری بھی ان کے کریڈٹ پر ہے۔ کرکٹر محمد آصف سے دوستی کا اعتراف کر کے انہوں نے ایک دھماکہ کیا تھا لیکن وہ بھی عوام کی آنکھ کا تارا نہیں بن پائیں۔ "بگ باس" میں جلوہ گر ہوتے ہی صورت حال یک لخت بدل گئی۔ بگ باس میں انہیں صرف اداکاری ہی تو کرنی تھی۔

وینا ملک شوبز کی خبروں میں رہنے کا فن جانتی ہیں۔ 2010ء کے ابتدائی مہینوں میں ٹی وی پر کرکٹر محمد آصف پر اپنی دولت ہتھیانے کا الزام لگاتی رہیں۔ دورہ انگلینڈ کے دوران پاکستانی کرکٹرز پر میچ فکسنگ کا الزام عائد ہوا تو وینا ملک نے محض معاوضہ میں محمد آصف کیخلاف پھٹ پڑیں حالانکہ اس کیس سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ غیر ملکی میڈیا کو انٹرویو میں محمد آصف سے علیحدگی کو ان کی گمراہ کن کاروبار کی وجہ قرار دے دیا۔

بگ باس کی ایک وجہ شہرت اندرونی لڑائیاں اور سکینڈلز ہیں۔ معروف آئٹم گرل راکھی ساونت کو سکینڈلز گھڑنے میں شہرت کی بنا پر ہی اس شو کا حصہ بنایا گیا تھا۔ اب بگ باس پروڈیوسرز کیلئے وینا ملک بہترین انتخاب تھیں۔ بگ باس میں بھارتی پرستاروں کی حمایت کے بغیر آخری مراحل تک رسائی ان کیلئے ممکن نہیں تھا۔ اوچھے ہتھکنڈوں سے ہی وہ بھارتی پرستاروں کی حمایت حاصل کر سکتی تھیں۔ دونوں ہاتھوں سے ہونٹوں کو چوم کر بگ باس کی طرف اچھالنا کسی طرح بھی تہذیب کے دائرے میں نہیں آتا۔ اشمیت پاٹیل کے ساتھ ہر وقت گھر کے کونوں میں تنہائی میں چپکی دکھائی دیتیں۔ کیمرے کے سامنے خود کو خوبصورت، پرکشش اور بہترین لک ثابت کرنے کی کوشش کرتیں۔ منی سکرٹ اور اونچی ایڑھی کی جوتی پہن کر وہ بھارتی فنکاراؤں کو چیلنج کرتیں کہ میں تم سے زیادہ فیشن کر سکتی ہوں۔ سوئمنگ پول میں شرمناک انداز میں تیراکی، اشمیت پٹیل اور گھر کے بھی مرد افراد کیساتھ آزادانہ گفتگو میں تمام بھارتی فنکاراؤں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ بھارتی شائقین بھی ان کی حرکات پر حیرت زدہ تھے۔ بگ باس میں وہ وینا ملک کو ایک وفا شعار پاکستانی خاتون کے روپ میں دیکھنے کی توقع کر رہے تھے۔ اکثر کھانے کی میز پر اونچی ایڑھی کی جوتی کے ساتھ کھڑے ہو کر "ابھی تو میں جوان ہوں" گاتیں۔

وینا ملک کی شمولیت پر بھارتی رائے عامہ بھی دو حصوں میں بٹی رہی۔ ایک طبقہ ان سے محبت اور دوسرا سخت نفرت کا اظہار کرتا رہا۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی وینا ملک کی ادائیں ہر آنیوالی قسط میں شائقین کیلئے دلچسپی کا سامان لئے ہوئے تھیں۔ کئی بھارتی شائقین ہر گزرتی قسط میں ان کے پرستار بنتے چلے گئے۔ پاکستانی ناظرین شاید یہ سوچ کر بگ باس دیکھتے کہ اس میں تنہا پاکستانی خاتون کیساتھ کیسا سلوک روا رکھا جاتا ہے؟۔ طویل ایپیسوڈ

مذہبی حلقوں کی جانب سے ان کی اوچھی حرکتوں کا سخت ردعمل سامنے آیا ہے

انہیں سیکنڈلز کے ذریعے شہرت حاصل کرنے کا گر آتا ہے

وہ بگ باس میں شرکت کرنیوالی پہلی پاکستانی خاتون فنکارہ ہیں

وہ شو کے دوران بار بار پاکستانی سپر سٹار ہونے کا دعویٰ کرتی رہیں

ریسلر کھلی اور ڈاکورانی سیمر سوتی میں بھلا ان کی کیا دلچسپی تھی؟۔ وہ تو وینا ملک کے رنگین انداز میں اشمیت کو خطاب کرتا اور باتھ روم کے شیشے کے سامنے رقص دیکھنا چاہتے تھے۔ بیبا کانہ گفتگو کرنیوالی ڈولی بندرا بھی وینا ملک کے سامنے اپنا جادو نہ جگا سکی۔ ساتھی فنکار تو وینا ملک کو ایک لمحہ بھی بگ باس میں برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں تھے لیکن ہر مرتبہ وہ عوامی ووٹوں سے محفوظ رہتیں۔

بگ باس رئیلٹی شو میں شرکت کرنیوالوں کی قسمت کا فیصلہ عوامی ووٹوں سے کیا جاتا ہے، اکثر پہلے سے طے شدہ نتائج کا تصور بھی ابھرتا رہا۔ اداکار راہول کو سوامی نے بگ باس سے نکلنے ہی ایک انٹرویو میں اس کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ راہول کا کہنا تھا کہ وینا ملک شائقین کی توجہ حاصل کرنے کیلئے جھوٹ موٹ کی محبت کا ڈرامہ رچانے کی ترغیب دیتی رہی۔ بگ باس میں ووٹنگ کا طریقہ کار بھی مشکوک ہے۔ چرب زبان ڈولی بندرا کو بگ باس سے نکالے جانے کے بعد وائلڈ کارڈ انٹری کے ذریعے دوبارہ گھر کا مہمان بنانا بھی سلیم شیخ جو کہ بیگم نوازش کے کردار میں زیادہ مشہور ہیں۔ اداکار سمیر خان اور منوج تیواڑی کی جگہ وینا ملک کو بگ باس کا حصہ برقرار رکھنا مشکوک دکھائی دیتا ہے۔

(باقی صفحہ 52 پر)

پی ٹی وی میں ان دنوں سیاسی بھرتیاں زوروں سے جاری ہیں۔ سینکڑوں نے افراد کو بھرتی کیا گیا ہے۔ ایک طرف پی ٹی وی کا خسارہ اس پر بھرتیاں؟

☆☆☆

ورلڈ کپ کی وجہ سے پی ٹی وی ہوم کے بہت سے ڈرامے اور پروگرام تاخیر کا شکار ہو رہے ہیں۔ ورلڈ کپ فروری میں ہے لیکن ڈرامہ سیریل "بیچا تو ہے" جو جنوری میں ٹیلی کاسٹ ہونا تھا اب ورلڈ کپ کے بعد ہوگا۔ پی ٹی وی ورلڈ کپ کے تمام میچز براہ راست پیش کرے گا۔ میچوں کے دوران خصوصی پروگرام، دستاویزی فلمیں اور تجزیے بھی پیش کئے جائیں گے۔ پی ٹی وی ابھی تک اپنا سپورٹس چینل لانے میں کامیاب نہیں ہو سکا تاہم اس سلسلے میں کوششیں جاری ہیں۔

☆☆☆

پی این سی اور گوئٹے انسٹی ٹیوٹ کے اشتراک سے عظیم ڈرامہ نگار بریخت کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے بریخت تھیٹر فیسٹیول ہوا۔ جس میں شاہد محمود ندیم کے لکھے تین ڈرامے مدیحہ گوہر کی ہدایات میں پیش کئے گئے۔ ان تھیٹر ڈراموں میں کچھ انتخاب، چاک چکر اور بالا کنگ شامل تھے۔ اسلام آباد میں ڈرامہ فیسٹیول کے پہلے دن ڈرامہ شروع ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے شدید بارش اور ژالہ باری ہوئی مگر اس کے باوجود ہزاروں افراد نے یہ ڈرامے انتہائی ذوق و شوق سے دیکھے۔ کاٹ دار جملے اور طنز و مزاح ان ڈراموں کا خاصا تھا۔ یہ ڈرامے نہ صرف ہنساتے تھے بلکہ کہیں کہیں رلاتے اور بہت کچھ سوچنے پر مجبور بھی کرتے تھے۔

نجی شہزادی

جرمن ڈرامہ نگار بریخت بیسویں صدی میں عالمی منظر نامے پر طلوع ہوئے اور ڈرامے سمیت افسانہ نگاری پر انمٹ نقوش چھوڑ گئے۔ اجوکا گروپ نے دیگر اداروں کے اشتراک سے اپنے خوبصورت ڈراموں کے ذریعے بریخت کی فکر کو شائقین تک پہنچایا۔ حاضرین نے ان تینوں ڈراموں کو بہت پسند کیا اور کہا کہ پی این سی میں اس طرح کی یادگار چیزیں ضرور پیش کی جائیں۔

☆☆☆

"اجوکا" تھیٹر کے ڈراموں کی پسندیدگی

ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے پروگرام اور ڈرامے ریکارڈ

ٹیلی فلم "اقبال کیسے کیسے" کی ریکارڈنگ

پروڈیوسر ایس ایم ادریس نے اپنا پوٹھوہاری ڈرامہ "پھلاں ناں بہار" ریکارڈ کرلیا ہے۔ اس کے فنکاروں میں خاور نسیم اعوان، امجد چوہدری اور رخسانہ خان شامل ہیں۔

☆☆☆

پروڈیوسر ملک خالد لطیف کے ڈرامے "پھٹے گلو" کو سراہا جا رہا ہے۔ اس ڈرامے میں شبیر شاہ کے کردار کو پسند کیا گیا۔

☆☆☆

گلوکار فنکار سہیل رانا اپنی ٹیلی فلم "اقبال کیسے کیسے" کی ریکارڈنگ فروری کے آخر میں دوبارہ شروع کریں گے۔ اس فلم کا نصف حصہ ریکارڈ ہو چکا ہے لیکن اپنے بھائی اور پارٹنر کی اچانک وفات سے یہ ٹیلی فلم ادھوری رہ گئی تھی۔ اس ٹیلی فلم میں طاہرہ واسطی نے مرکزی کردار ادا کیا ہے۔

☆☆☆

ویلنٹائن ڈے پر اب جہاں دوسرے چینلز یادگار پروگرام اور ڈرامے پیش کریں گے۔ پی ٹی وی بھی اب کسی سے پیچھے نہیں ہے وہ بھی چند خصوصی پروگرام اور ڈرامے پیش کرے گا۔

☆☆☆

چپ کے جذباتی منظر میں راحت تبسم

ایک اطلاع کے مطابق پی ٹی وی نیشنل اپنے پروگراموں میں مزید بہتری لا رہا ہے۔ پوٹھوہاری کا سلسلہ اس نے پہلے ہی شروع کر دیا ہے۔ اس میں اب ناظرین کے فون، خطوط اور ای میلز بھی شامل کی جا رہی ہیں مگر یہ چینل پوٹھوہاری زبان کے پروگراموں کو نظر انداز کر رہا ہے۔

☆☆☆

گزشتہ دنوں ڈرامہ سیریز "فیصل جان سے آگے" کی تعارفی تقریب منعقد کی گئی۔ جس کے مہمان خصوصی سپیکر سندھ اسمبلی نثار احمد کھوڑو تھے۔ تعارفی تقریب میں کراچی کے سماجی، سیاسی، کاروباری، شوبز اور میڈیا سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات نے شرکت کی۔ اس کے ساتھ ساتھ ان شہدا اور بہادر پاکستانیوں کی فیملیز بھی خصوصی طور پر شریک ہوئیں جن کی زندگیوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ڈرامہ سیریز بنائی گئی ہے۔ تعارفی تقریب میں حاضرین کو ڈرامہ سیریز کا ٹائٹل سانگ "امتحان ہے امتحان" اور ڈرامہ کے کچھ شارٹس دکھائے گئے۔ واضح رہے کہ ڈرامہ سیریز "فیصل جان سے آگے" میں ان غیور اور بہادر پاکستانیوں کو شاندار خراج عقیدت پیش کیا جا رہا ہے جنہوں نے ملک میں جاری دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف شجاعت کی عظیم اور لازوال داستانیں رقم کر کے پاکستان کے آنے والے کل کو محفوظ بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ 11 سچی کہانیوں پر مشتمل یہ ڈرامہ سیریز پی ٹی وی ہوم پر نشر کی جا رہی ہے۔ اس ڈرامہ سیریز کو ظفر معراج، وسیم شاہ، سجاد ساجی اور عامر رضا نے تحریر کیا ہے جبکہ ڈائریکشن کاشف نثار، عظیم سجاد، شکیل عدنان اور عامر یوسف کی ہے۔ ڈرامہ سیریز کا ٹائٹل سانگ "امتحان ہے امتحان" ملک کے مشہور گلوکاروں راحت فتح علی خان اور شفقت امانت علی خان نے کسی خاص قومی مقصد کیلئے پہلی مرتبہ گایا ہے۔ اس گانے کی دھن موسیقار ساحر علی بگا نے ترتیب دی ہے جبکہ گانے کے بول نوجوان شاعر عمران رضا نے لکھے ہیں۔

☆☆☆

سندھ کی مقبول لوک فنکارہ زرینہ شیخ عرف مائی سرائیں پر بھیک مانگنے پر مجبور ہو گئی ہیں۔ موسیقی کی دنیا میں اپنی مدھر آواز کا جادو جگانے والی زرینہ شیخ ٹھٹھہ کی گلیوں میں اللہ کے نام پر کچھ دے دو کی صدائیں لگا رہی ہیں۔ زرینہ شیخ سندھ کی وزیر ثقافت سسی پلیجو کے بنگلے کے سامنے ایک جھونپڑی میں رہائش پذیر ہے۔ زرینہ شیخ کو کئی بین الاقوامی ایوارڈ مل چکے ہیں جو ان کا پیٹ نہیں بھر سکتے۔ ریڈیو پاکستان نے اپنی اس فنکارہ پر کوئی توجہ نہیں دی۔ نہ اس کی کوئی مالی مدد اور نہ ہی کوئی پنشن منظور کی گئی۔ زرینہ شیخ نے کہا حالات نے مجھے بھکاری بنا دیا ہے حکومت کو میرے مرنے کے بعد میرا خیال آئے گا۔

☆☆☆

پی ٹی وی کراچی مرکز سے قائد اعظم محمد علی جناح کے حوالے سے خصوصی میگا شو "رہبر ترقی و کمال" پیش کیا گیا۔ اس شو کے مہمان خصوصی سندھ کے وزیر زراعت سید علی نواز شاہ جنہوں نے وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کی نمائندگی کی جبکہ دوسرے مہمانوں میں خیبر پختونخواہ کے رہنما بشیر احمد بلور، صوبہ سندھ کے وزیر تعلیم پیر مظہر الحق، وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات قمر الزمان کائرہ، وفاقی سیکرٹری اطلاعات و نشریات و چیئرمین پی ٹی وی منصور سہیل، پی ٹی وی کے ڈپٹی منیجنگ ڈائریکٹر شاہد محمود ندیم، پی ٹی وی کے ڈائریکٹر پروگرامز اعجاز انصاری اور دیگر نے شرکت کی۔ شو کی کمپیئرنگ کے فرائض معین اختر نے انجام دیئے۔ اس شو میں قائد اعظم محمد علی جناح کا رول پی ٹی وی کراچی مرکز کے جنرل منیجر (ریٹائرڈ) ایم ظہیر خان نے ادا کیا۔ Pakistan National Council of Arts کے فنکاروں نے بھی شرکت کی جنہوں نے چاروں صوبوں کے لوک رقص کے ذریعے پرفارم کیا۔ اس کے علاوہ جن فنکاروں نے ملی نغمے گائے ان میں لاہور سے وارث بیگ، سارہ رضا، انور رفیع اور کراچی سے احمد جہانزیب اور شمس سسٹرز شامل تھیں۔

☆☆☆

"فیصل جان سے آگے" کی تقریب میں ڈی ایم ڈی پی ٹی وی شاہد محمود ندیم خطاب کر رہے ہیں اس موقع پر سپیکر سندھ اسمبلی نثار کھوڑو و دیگر بیٹھے ہیں

پروگرام "رہبر ترقی و کمال" پیش کیا گیا

"فیصل جان سے آگے" کی تعارفی تقریب

نعمان اعجاز اور ساتھی اداکارہ

ٹیلی فلم ایوارڈ 2010ء کی تقریب

ہم ٹیلی فلم ایوارڈ 2010ء کی ایک پروقار تقریب پی اے ایف میوزیم میں ہوئی۔ جس میں سونے، چاندی اور کانسی کے تمغے سمیت دیگر 13 ایوارڈ دیئے گئے۔ تقریب میں معروف شخصیات، فیصل جبران، پرنٹ الیکٹرانک میڈیا اور مہمانوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔

تقریب کے میزبان انوشے نجب اور فہد مصطفیٰ تھے جنہوں نے اپنے مخصوص انداز اور تفریحی جملوں کے ذریعے حاضرین کو محظوظ کیا۔ 10 ایوارڈ یافتہ فلموں کا مونتاج دکھانے کے بعد میزبانوں نے بالی اور دانا کو بہترین ایڈیٹر کا ایوارڈ دینے کے لئے مدعو کیا جس کے حقدار زبیر (گھگو استاد) قرار پائے۔ جاوید شیخ نے بہترین سینما فوٹو گرافر کا ایوارڈ اسد ملک (گھگو استاد) کو دیا۔ عدیل اور سائرہ نے بہترین ہدایت کار کا انعام سید مدثر اظہر (پیچھو والے) کو دیا۔

انعام دینے کے پہلے مرحلے کے اختتام پر کومل اور حسن رضوی نے اپنے گروپ کے ہمراہ شاندار پرفارمنس دی۔ ایوارڈ کی دوسری کیٹگری بہترین معاون اداکارہ کے لئے اکھیلن ملک اور احمد بٹ اسٹیج پر تشریف لائے۔ اس انعام کی حقدار اسماء عباس (سلوٹ) قرار پائیں جب کہ بہترین معاون اداکار کا ایوارڈ دیپک پروانی اور نادیہ حسین نے شعیب خالد (داغ میرے نام پر) کو دیا۔ بہترین مصنف کا ایوارڈ فرح کو (کون قرار آرام) بہترین ایکٹر کا ایوارڈ مہر بانو (کون قرار آرام) کو بہترین پروڈیوسر کے ایوارڈ کے لئے ثناء احمد بعد ازاں کریم اور جاوید سعید اور ماہ نور قرار پائے۔

معروف اداکارہ کا ایوارڈ نور اور معروف اداکار کا ایوارڈ عدنان جیلانی کو ملا۔

معروف اداکارہ سویرا ہاشمی کو خصوصی ایوارڈ دیا گیا۔ پروڈیوسرز کے اگلے تین خصوصی ایوارڈ شمیم احمد، زیبا بختیار اور سمیرہ کو دیئے گئے۔

آخر میں سب سے اہم تین ایوارڈ دینے کا مرحلہ آیا کانسی کا ایوارڈ دینے کے لئے فیصل قریشی اور ماہ نور بلوچ اسٹیج پر آئے انہوں نے صنا ایرانی کی رنگین پرفارمنس کے بعد "داغ میرے نام پر" کے لئے شمعون عباسی کو کانسی کا تمغہ پیش کیا۔ چاندی کا ایوارڈ "کون قرار آرام" کے لئے فائزہ حسن کو دیا گیا۔ ایوارڈ دینے کے لئے ایم اکرم اور ایمان علی کو اسٹیج پر مدعو کیا گیا۔ گولڈن ٹیلی فلم ایوارڈ "محرم" میں بہترین اداکاری کا مظاہرہ کرنے پر اداکار "عرفان کھوسٹ" کو دیا گیا۔

☆☆☆

Kisan®
حلال
HALAL
AROMATIC
TANTALIZING
SCRUMPTIOUS
Real Pakistani Taste
ھماری روایت کے تمام رنگ
اور ذائقے آپ کے لئے
SILVER JUBILEE
25 YEARS
PRODUCTS PAR EXCELLENCE
1985-2010
Kisan
آلو بھجیا مصالحہ
Aaloo Bhujia
RECIPE MIX
Kisan
چکن کڑاہی مصالحہ
Chicken Karahi
RECIPE MIX
Kisan
بمبئی بریانی مصالحہ
Bombay Biryani
RECIPE MIX
Kisan
پایا کری مصالحہ
Trotters Curry
RECIPE MIX
Kisan
قورمہ مصالحہ
Qorma
RECIPE MIX
MASS
Quality products from the house of Kisan
کسان اتنا خالص - جتنا پیار

کلوز اپ

"میرے اندر کے فنکار نے شوبز میں آنے پر مجبور کیا"

فرح حسین

الیاس اعوان

اس وقت پی ٹی وی سمیت تمام چینلز پر مارننگ شو کا سلسلہ جاری ہے تمام میزبان اپنے اپنے پروگرام کو ناظرین کی توجہ کا مرکز بنانے کے لئے کوشاں ہیں ان سب میں ایک نمایاں نام فرح حسین کے مارننگ شو "مارننگ شو ود فرح" کا ہے۔ گزشتہ دنوں اداکارہ اور میزبان فرح حسین سے ملاقات ہوئی ان سے جو گفتگو ہوئی وہ قارئین کی نذر ہے۔

☆اس شعبے میں آنے کا خیال کیوں آیا؟

فرح حسین: بچپن سے ہی شوق تھا۔ اچھا بول لیتی تھی۔ مختلف مباحثوں اور ڈراموں میں حصہ لیتی تھی لیکن خاندانی پس منظر ایسا تھا کہ شوبز کی دنیا میں آنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ مگر میرے اندر چھپا بیٹھا فنکار جب باہر نکلنے کو بے تاب ہوا تو میں نے خود کو آزمانے کا سوچا۔ میں نے پی ٹی وی سے کام کا آغاز کیا۔

☆گھر والوں کا ردعمل کیا تھا؟

فرح حسین: ان کا ردعمل نہ ہی پوچھیں۔ آج سے دس پندرہ سال پہلے حالات خاصے مختلف تھے۔ پی ٹی وی کا راج تھا۔ جب میں پی ٹی وی پر آنے لگی تو میری ساری فیملی مجھ سے ناراض ہوگئی۔ جیسے کوئی انہونی ہوگئی ہو۔ لوگ پوچھتے کہ کیوں اس شعبے کو آج بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن میں مطمئن تھی اور ہوں کہ میں کوئی ایسا غلط کام نہیں کر رہی ہوں جس پر مجھے پشیمانی ہو۔

☆پی ٹی وی کے کس ڈرامے سے آپ کو ملک گیر شہرت ملی؟

فرح حسین: 1997ء میں پی ٹی وی کی ڈرامہ سیریل "بندھن" سے مجھے شہرت ملی تھی۔ "بندھن" کل بھی میری پہچان تھا اور آج بھی ہے۔ آج بھی ناظرین مجھے اس سیریل کے کردار "دل بابی" کہہ کر بلاتے ہیں۔

☆آپ اداکاری کے لئے پی ٹی وی پر آئیں؟

فرح حسین: یہ بات نہیں ہے۔ میں نے اپنے فنی کیریئر کی ابتدا پی ٹی وی سے کمپیئرنگ کے ذریعے کی تھی۔ میں پی ٹی وی سے ایک طویل عرصے تک "مارننگ شو" کرتی رہی ہوں۔ اس شو میں میرے کام کی انفرادیت کو سراہا گیا لیکن میری اصل شناخت "بندھن" سے ہوئی۔ ڈرامہ چونکہ ہمارے ہاں سب سے زیادہ دیکھا جاتا ہے۔ پھر میرے شوہر اقبال حسین بھی فنکار ہیں۔ میں نے ڈرامہ ان کی وجہ سے کیا۔ یہ سیریل اور خاص طور پر میں اور اقبال اس سے بہت مشہور ہوئے۔

☆کیا آپ کو یقین تھا کہ آپ اداکاری کی طرح اس شعبے میں بھی خود کو نمایاں کرسکیں گی؟

فرح حسین: مجھے اداکاری کے حوالے سے یقین نہیں تھا کہ میں اس شعبے میں کامیابی حاصل کر لوں گی کیونکہ اداکاری میرے مزاج سے ہٹ کر چیز ہے۔ اداکاری کے حوالے سے پہلے ڈر لگا رہتا تھا کہ کام پسند کیا جائے گا کہ نہیں جبکہ اچھی میزبانی کا انحصار آپ پر ہوتا ہے۔ میں نے کبھی اپنی شخصیت پر خول نہیں چڑھایا۔ میں جو کچھ ہوں وہی نظر آتی ہوں۔ میزبانی میں آپ کی شخصیت اور سوچ کا ٹیسٹ ہو رہا ہوتا ہے۔ اس میں اسکرپٹ کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ اچھی میزبانی کبھی اسکرپٹ کی محتاج نہیں ہوا کرتی۔ اینکر پرسن میں آپ کے نظریات، خیالات، سوچ، مطالعہ اور آپ کی شخصیت کھل کر سامنے آتی ہے۔

☆آپ نے خود کو ایک ٹی وی تک محدود کر دیا ہے۔ وہ چینل جس نے آپ کو شناخت دی آپ نے اس کو نظرانداز کر دیا ہے؟

فرح حسین: میں نے کبھی پی ٹی وی کو نظر انداز نہیں کیا۔ پی ٹی وی کا انتظام الگ ہے جس کی وجہ سے وہاں کوئی زیادہ دیر ٹھہر نہیں سکتا۔ وہاں مخصوص لابیاں، یونین اور چند مخصوص افراد ہیں جو پی ٹی وی کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ ان میں اکثریت ایسے افراد کی ہے جن میں ٹیلنٹ نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ گزشتہ دنوں پی ٹی وی کی سالگرہ ہوئی۔ مجھے نہیں بلایا گیا۔ پی ٹی وی کا اصل مسئلہ بھی یہ ہے وہ اپنے لوگوں کو پہچانتا نہیں ہے۔ پی ٹی وی نے لوگوں کو متعارف ضرور کروایا ہے مگر وہ اپنے لوگوں کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔ ان کی گروپ بندیاں کسی کو کھل کر کام نہیں کرنے دیتیں۔ اس سال پی ٹی وی نے ایک پروگرام کیلئے بلایا اور وہی معاوضہ دینے کی بات کی جو دس سال پہلے دیا کرتے تھے۔ میں نے انکار کر دیا کہ آپ نے میری جدوجہد اور شہرت کو نظرانداز کر دیا ہے۔

☆فلموں میں کام کی پیشکش ہوئی تو کام کریں گی؟

فرح حسین: نہیں۔ فلم والے بیوقوف نہیں کہ مجھے بلائیں گے۔ میں نے اداکاری مشکل سے کی ہے۔ اداکاری میں خود کو آرام دہ محسوس نہیں کرتی۔ پھر ہماری فلموں کا معیار بھی ایسا ہے کہ انسان پریشان ہو جاتا ہے۔ ہاں آرٹ فلموں میں کام کرنے کا شوق ہے۔ اگر کسی نے ایسی فلم بنانے کی جرأت کی تو ضرور کام کروں گی۔

☆شادی لو میرج تھی یا ارینج؟

فرح حسین: لو میرج تھی۔ سیریل "بندھن" کی ریکارڈنگ کے دوران اقبال مجھ سے محبت کرنے لگے۔ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ شادی اس سے کرنی چاہئے جو آپ سے محبت کرتا ہو۔

☆اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی محبت یکطرفہ تھی؟

فرح حسین: نہیں محبت مجھے بھی ہے مگر اقبال کو اس کا کریڈٹ جاتا ہے کہ پہل انہوں نے کی۔

☆شوبز کی شادیاں عام طور پر ناکام ہوتی ہیں مگر آپ کی جوڑی بڑی کامیاب ہوئی۔ کیا راز ہے؟

فرح حسین: ہم دونوں شوبز کے دوسرے لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔ ہم اپنے خول اپنی حدود میں رہتے ہیں۔ ہم کام بھی اپنے معیار کے لوگوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ نہ بہت زیادہ سوشل ہیں نہ زیادہ دوستیاں پالتے ہیں۔ شوبز میں کام ضرور کرتے ہیں مگر کام ختم ہوتے ہی فوراً گھر واپس آ جاتے ہیں اور پھر کسی سے واسطہ نہیں رکھتے۔

☆اقبال آپ کی شہرت سے خوش ہوتے ہیں؟

فرح حسین: نہیں۔ کوئی بھی شوہر بیوی کی شہرت سے خوش نہیں ہوتا۔ شہرت بھی سارے مسائل لے کر آتی ہے۔ یہ فطری بات ہے اس طرح مرد کو احساس برتری پہنچ ہو جاتا ہے۔ مرد قبول کرتا ہے بھی تو ہمارا معاشرہ اسے ایسا نہیں کرنے دیتا۔ یہ صرف شوبز کی بات نہیں ہے زندگی کے ہر شعبے میں جہاں عورت اپنی صلاحیتوں سے آگے بڑھتی ہے، شہرت پاتی ہے وہاں مرد کے طعنے عذاب بن جاتے ہیں۔

☆شہرت کیسی لگتی ہے؟

فرح حسین: اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ یہ اس کا تحفہ ہے۔ یہ احسان تو بادشاہوں کو بھی کم ہی ملتا ہے۔ شہرت اچھی چیز ہے۔ مجھے بھی اچھی لگتی ہے لیکن ہم انسان ہیں ہمیں زندگی کے لوازمات بھی پورے کرنے ہیں۔ اپنی پہچان اور اس کا احساس عجیب طرح کی دوا ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ اس کو شہرت اچھی نہیں لگتی تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔

☆اسلام آباد سے اتنا بڑا مارننگ شو کرنے کی جسارت کیسے ہوئی؟

فرح حسین: مجھے سب نے ڈرایا۔ سب نے کہا کہ اسلام آباد تو اس لحاظ سے ایک مردہ شہر ہے۔ لاہور اور کراچی کے علاوہ کہیں سے بھی مارننگ شو کامیاب نہیں ہوتا۔ میں نے کہا میں نہیں مانتی اور میں نے محنت کی اور آج اللہ کا فضل ہے۔ میرا شو ہر لحاظ سے لاہور اور کراچی کے مارننگ شو کے مقابلے میں سب سے آگے ہے۔

☆"مارننگ ود فرح" کو مقبول بنانے میں آپ کا ہاتھ ہے؟

فرح حسین: نہیں۔ سب کا حصہ ہے۔ کوئی بھی اکیلا کچھ نہیں کر سکتا۔ ہم نے اس پروگرام کو نوکری کی طرح نہیں کیا۔ پورے جذبے اور لگن سے کیا ہے۔ میری پوری ٹیم اس کامیابی کی حصے دار ہے۔ مجھے اینکر پرسن کے ساتھ ساتھ اس پروگرام کی ایگزیکٹو پروڈیوسر ہونے کی وجہ سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ پروگرام کی ساری ترتیب میرے اپنے ہے۔ کون آئے گا۔ کون نہیں آئے گا۔ اس حد تک اختیار ہے۔ میرے اوپر پابندیاں نہیں ہیں۔ ہمارے چینل کے مالک جناب بہت اچھے اور نفیس انسان ہیں۔ وہ میرے شو کے لئے اگر کوئی شخصیت بھیجیں اور وہ میرے معیار پر پوری نہ اترے تو میں ان کو انکار کر سکتی ہوں۔ انہوں نے کبھی اس چیز کا بُرا نہیں منایا۔ یہی چیز میرے کام کی انفرادیت ہے۔

☆آپ کی آواز میں مٹھاس اور کھنک ہے جو سننے والے کو متاثر کرتی ہے، یہ قدرتی ہے؟

فرح حسین: مجھے نہیں معلوم۔ مجھے تو بھی سب یہی کہتے ہیں کہ آپ کی آواز بہت اچھی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ ورنہ میرے اندر تو کوئی خوبی نہیں ہے۔ جب میں اپنا شو ریکارڈ کرتی ہوں تو اپنا سر پکڑ لیتی ہوں۔ فیڈ بیک آتا ہے تو حیران رہ جاتی ہوں۔ میں ان سب کی مشکور ہوں۔

☆کبھی ماڈلنگ کرنے کا سوچا؟

فرح حسین: اپنے شوق کیلئے ماڈل بنی ہوں۔ ویسے میں ماڈلنگ کو پسند نہیں کرتی۔ مجھے ماڈلنگ کی پیشکش ہوتی رہتی ہے مگر جو کام مجھے پسند نہ ہو وہ کیسے کروں۔ میں نے کبھی ڈائریکٹرز اور اسکرپٹ کو دیکھے بغیر حامی نہیں بھری۔ مجھے ماڈلنگ نے کبھی متاثر نہیں کیا۔

☆کبھی گانا بھی گایا؟

فرح حسین: ہاں ایک شو کی سالگرہ پر لوگوں کے اصرار پر اپنا پسندیدہ گانا "اللہ ہی اللہ کیا کرو، دکھ نہ کسی کو دیا کرو" گایا تھا۔ یہ میرا پہلا اور آخری گانا تھا۔ مجھے میوزک کے حوالے سے خاصی آگہی ہے۔ سُروں کا بھی پتہ ہے لیکن گانے کیلئے اچھی آواز کا ہونا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں خاصی بے سُری ہوں۔ ویسے بھی گانا بڑا مشکل فن ہے۔

☆فارغ اوقات میں آپ کے کیا مشاغل ہوتے ہیں؟

فرح حسین: فارغ کہاں ہوتی ہوں۔ دو بچے ہیں۔ میرا شوہر ہے۔ جو بچتے میں باقی دن بچتا ہے۔ گھر جاتی ہوں تب بھی میری سوچوں کا مرکز یہی ہوتا ہے کہ اس کو کیسے بہتر بناؤں۔ پتہ نہیں لوگوں کے پاس فارغ وقت کہاں سے نکل آتا ہے۔ بہر حال کبھی خوش قسمتی سے ایسا موقع آئے تو میں اچھی سی فلم دیکھ لیتی ہوں۔ کوئی اچھی کتاب پڑھ لیتی ہوں یا بچوں کے ساتھ ایسی جگہ جاتی ہوں جہاں شور اور ہنگامہ نہ ہو بلکہ مکمل خاموشی ہو۔ مجھے ہمیشہ خاموشی اچھی لگتی ہے۔

☆کس فنکار یا فنکارہ سے متاثر ہیں؟

فرح حسین: سارے اچھے ہیں۔ متاثر کسی سے نہیں ہوتی۔ مجھے امریکہ کی اوپرا پسند ہے میں ان کے شو ان کے کام کو پسند کرتی ہوں۔ میں نے کبھی ان کو غیر ضروری گفتگو کرتے نہیں دیکھا۔ میں نے بھی کسی کو کاپی نہیں کیا۔ میرا اپنا انداز اور سٹائل ہے۔ پھر میں کسی کو کاپی کیوں کروں۔ بد قسمتی سے ہمارے ہاں اکثر کمپیئر یا میزبان دوسروں کی کاپی کرتے ہیں۔

☆سمارٹ بننے کا کون سا نسخہ آپ کے پاس ہے؟

فرح حسین: کام، کام اور بس کام۔ قائداعظم کتنے سمارٹ تھے۔ اس سے بڑا نسخہ کوئی نہیں۔ موٹاپا لوگوں کے لئے مسئلہ بن جاتا ہے۔ میں اتنا کھاتی ہوں جتنا کام کرنے کے لئے درکار ہوتا ہے۔ مجھے کھانے کا شوق نہیں ہے۔ پورا دن مصروف رہتی ہوں۔ صبح پانچ بجے اٹھتی ہوں تو رات نو بجے بستر پر جاتی ہوں۔ سارا دن بھاگتی دوڑتی رہتی ہوں۔

☆کبھی اقبال کے ساتھ کسی ڈرامے میں کام ملا تو کریں گی؟

فرح حسین: اقبال بہت اچھے آرٹسٹ ہیں۔ ہم دونوں پروفیشنل ہیں۔ سیٹ پر ہوں تو ہم بھول جاتے ہیں کہ ہم میاں بیوی ہیں۔ اگر کبھی ایسا موقع آیا تو ضرور کام کروں گی۔

☆پسندیدہ موسم؟

فرح حسین: خزاں اور سردیاں اور پھر بہار۔ گرمی سے ڈر بھاگتی ہوں۔

☆پسندیدہ کھانا؟

فرح حسین: کچھ بھی نہیں۔ بھوک میں تو چنے بھی بادام لگتے ہیں۔ دال چاول اور فش کبھی کبھی لے لیتی ہوں۔

☆کون سا رنگ پسند ہے؟

فرح حسین: سارے رنگ اچھے لگتے ہیں۔ کسی دن نیلا، کسی دن سُرخ۔

☆مستقبل میں خود کو کس روپ میں دیکھنا پسند کرتی ہیں؟

فرح حسین: ایک کامیاب انسان جسے دنیا سے رخصت ہوتے وقت پچھتانا نہ پڑے۔

☆آخر میں کچھ کہنا چاہیں گی؟

فرح حسین: ہمارے آج کا ناظر بہت ذہین ہے۔ وہ تو یہ بات بھی جان لیتا ہے کہ میں نے یہ بات خلوص دل سے کہی ہے یا اوپرے دل سے۔ ہماری حکومت ان کو بھولا سمجھ کر دھوکہ دے رہی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ آج کا ناظر بیدار ہو چکا ہے۔ مجھے اپنی ماں کی دعاؤں کے طفیل ہمیشہ لوگوں کی محبت ملی ہے اور میں ان محبتوں سے بہت خوش ہوں۔

☆☆☆☆

"بندھن" کل بھی میری پہچان تھا آج بھی ہے

اداکاری میرے مزاج سے ہٹ کر چیز ہے

صرف آرٹ فلم میں کام کرنے کا شوق ہے

ماڈلنگ نے مجھے کبھی متاثر نہیں کیا

اچھی میزبان سکرپٹ کی محتاج نہیں ہوتی

کوئی بھی شوہر اپنی بیوی کی شہرت سے خوش نہیں ہوتا

BLESSO®
Facial & Skin Care Range
رنگت نکھارے
گورا بنائے
Natural
Whitening Daily Face Wash with natural Orange and Grapes Extracts. It helps in preventing pimples and also removes dirt, impurities clogged in the pores, excess sebum and cosmetic residue, leaving your facial skin smooth, clean and fair. It gives protection from damaging UV rays of sun.
Whitening Formula®
BLESSO®
WHITENING
DAILY
FACE WASH
With Orange & Grape Extracts
Vitamin C & E
and UV Filter
For All Skin Types
Penetrates deep and cleanses skin thoroughly
Helps prevent pimples
Net Wt.150 ml.
رنگت نکھارے...
صرف 7 دنوں میں
Size Available: 75 ml, 150 ml
Imported from Thailand With حلال Ingredients

Care
CREME BLEACH
کیئر میں شامل ایلوویرا نرمی سے دے گوراپن
نہ ریش، نہ جلن
Care CREME BLEACH ACCELERATOR
Care CREME BLEACH Lightens Excess Dark Hair
CREME BLEACH
With Soothing ALOE VERA
Fast Yet Gentle
Lightens
Excess Dark Hair
Consistent Results
Every Time
Hypoallergenic
Care
Care CREME BLEACH
کیئر سے بہتر کیا!
NGS Creations-0333-4242430
ngs-cr@nexlinx.net.pk